

کامل ہر حصہ

محرم نبوت

حضرت امام مفتی محمد شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ مفتی اعظم پاکستان

ایازۃ المعجزارف بکراچی

وَيُحْيِي الْمَيُتَّ وَيُنْزِلُ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً فَتُخْرِجُ بِهِ الْحَبَّ وَالنَّخْلَ وَالزَّيْتُونَ
(فرمان باری تعالیٰ)

ختم نبوت کا میل حصہ

جس میں ایک سٹو سے زائد آیات قرآنی اور دو سٹو دس احادیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور اجماع امت اور سینکڑوں اقوال صحابہ و تابعین ائمہ دین سے مسئلہ ختم نبوت کے ہر پہلو کو واضح کیا گیا ہے، اور شبہات کے شافی جوابات دیئے گئے ہیں،

حضرت لانا مفتی محمد شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ
مفتی اعظم پاکستان



إِذَا زُلْزِلَتِ الْأَرْضُ زِلْزَالَهَا

فہرست مضامین

ہر شے حصہ

ختم النبوة

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۳۱	تیسرا دور	۸	نبید طبع چہارم
۴	کھلے طور پر دعویٰ نبوت و رسالت	۱۰	تبہید طبع اول
۲۳	تشریحی نبوت اور صاحب شریعت	۱۲	مقدمہ
	نبی ہونے کا دعویٰ	۱۵	پہلا دور
	تمام انبیاء کی ہمسری بلکہ ان سے	۶	نبی اور رسول کی تعریف ۱۸۹۱ء
۲۵	نفیلت کا دعویٰ اور ان کی توہین	۱۸	دوسرا دور
۲۶	حدیث رسول کی توہین	۶	۱۸۱۹ء کے بعد نبی کی تعریف میں تبدیلی
۶	اپنے زمانے والوں کی تکفیر		ختم نبوت کے معنی کی تحریف اور
	ختم نبوت کے معنی کی تحریف اور		غواہی نبوت
۲۹	متضاد باتیں		
۳۳	ختم النبوة فی القرآن، حصہ اول		
۳۷	تفسیر قرآن کا صحیح معیار اور اس کا صحیح طریق	۳۷	تفسیر قرآن کا صحیح معیار کیا ہے ؟

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۱۴۸	آیت نمبر ۱۲	۵۰	ختم نبوت کے ثبوت میں پہلی آیت
۱۵۰	آیت نمبر ۱۳	۶۰	آیت مذکورہ کی تفسیر لغت عرب سے
۱۵۱	آیت نمبر ۱۴	۷۶	آیت مذکورہ کی تفسیر خود قرآن سے
۱۵۲	آیت نمبر ۱۵	۷۹	آیت مذکورہ کی تفسیر احادیث سے
۱۵۳	آیت نمبر ۱۶	۸۴	آیت مذکورہ کی تفسیر صحابہ تابعین سے
۱۵۴	آیت نمبر ۱۷	۹۱	آیت مذکورہ کی تفسیر ائمہ تفسیر کے اقوال سے
۱۵۵	آیت نمبر ۱۸	۱۰۱	آیت خاتم النبیین میں تاویل کرنے والا قتل کیا گیا
۱۵۶	آیت نمبر ۱۹	۱۰۱	چند ادغام اور ان کا ازالہ
۱۵۷	آیت نمبر ۲۰	۱۱۲	ایک شبہ اور اس کا ازالہ
۱۵۸	ایک لطیفہ	۱۲۳	ایک اور قلابازی
۱۶۰	آیت نمبر ۲۲	۱۲۴	ایک نئی گروٹ
۱۶۱	آیت نمبر ۲۳	۱۲۵	ظلی اور برداری نبوت کی کہانی
۱۶۲	ایک نزالی منطق	۱۳۳	دوسری آیت کا شان نزول
۱۶۳	آیت نمبر ۲۴	۱۴۰	ایک شبہ اور اس کا ازالہ
۱۶۴	آیت نمبر ۲۵	۱۴۱	تیسری آیت
۱۶۵	آیت نمبر ۲۶	۱۴۲	آیت نمبر ۴
۱۶۶	آیت نمبر ۲۷	۱۴۳	آیت نمبر ۵
۱۶۷	آیت نمبر ۲۸	۱۴۴	آیت نمبر ۶
۱۶۸	آیت نمبر ۲۹	۱۴۵	آیت نمبر ۷
۱۶۹	آیت نمبر ۳۰	۱۴۶	آیت نمبر ۸
۱۷۰	آیت نمبر ۳۱	۱۴۷	آیت نمبر ۹
۱۷۱	آیت نمبر ۳۲	۱۴۸	آیت نمبر ۱۱
۱۷۲	آیت نمبر ۳۳	۱۴۹	خاتم النبیین

صفحه	مضمون	صفحه	مضمون
۱۴۲	آیت نمبر ۵۸	۱۶۶	آیت نمبر ۳۳
•	آیت نمبر ۵۹	۱۶۷	آیت نمبر ۳۵
۱۴۶	آیت نمبر ۶۰	•	آیت نمبر ۳۶
•	آیت نمبر ۶۱	•	آیت نمبر ۳۷
۱۴۷	آیت نمبر ۶۲	•	آیت نمبر ۳۸
۱۴۸	آیت نمبر ۶۳	•	آیت نمبر ۳۹
•	آیت نمبر ۶۴ و ۶۵	۱۶۸	آیت نمبر ۴۰
۱۸۳	تنبیہ	•	آیت نمبر ۴۱
۱۸۶	آیت نمبر ۶۶	•	آیت نمبر ۴۲
•	آیت نمبر ۶۷	•	آیت نمبر ۴۳
•	آیت نمبر ۶۸	۱۶۹	آیت نمبر ۴۴
•	آیت نمبر ۶۹	•	آیت نمبر ۴۵
•	آیت نمبر ۷۰	۱۷۱	آیت نمبر ۴۶
•	آیت نمبر ۷۱	•	آیت نمبر ۴۷
•	آیت نمبر ۷۲	۱۷۲	آیت نمبر ۴۸
•	آیت نمبر ۷۳	•	آیت نمبر ۴۹
•	آیت نمبر ۷۴	•	آیت نمبر ۵۰
•	آیت نمبر ۷۵	•	آیت نمبر ۵۱
•	آیت نمبر ۷۶	•	آیت نمبر ۵۲
۱۸۷	آیت نمبر ۷۷	•	آیت نمبر ۵۳
•	آیت نمبر ۷۸	•	آیت نمبر ۵۴
•	آیت نمبر ۷۹	۱۷۳	آیت نمبر ۵۵
•	آیت نمبر ۸۰	•	آیت نمبر ۵۶
•	آیت نمبر ۸۱	•	آیت نمبر ۵۷

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۱۹۳	آیت نمبر ۹۲	۱۸۷	آیت نمبر ۸۲
۱۹۴	آیت نمبر ۹۳	۱۸۸	آیت نمبر ۸۳
۱۹۵	آیت نمبر ۹۴	۱۸۹	آیت نمبر ۸۴
۱۹۶	آیت نمبر ۹۵	۱۹۰	آیت نمبر ۸۵
۱۹۷	آیت نمبر ۹۶	۱۹۱	آیت نمبر ۸۶
۱۹۸	آیت نمبر ۹۷	۱۹۲	آیت نمبر ۸۷
۱۹۹	آیت نمبر ۹۸	۱۹۳	آیت نمبر ۸۸
۲۰۰	آیت نمبر ۹۹	۱۹۴	آیت نمبر ۸۹
۲۰۱	ایک ضروری تنبیہ	۱۹۵	آیت نمبر ۹۰
۲۰۲	ضمیمہ حصہ اول	۱۹۶	آیت نمبر ۹۱
۲۰۳	ایک اور شبہ اور اس کا ازالہ		

ختم النبوة فی الحديث ، حصہ دوم

۲۰۱	صحیحین کے علاوہ احادیث جن کو	۲۰۲	ختم نبوت کی احادیث متواتر ہیں
۲۰۲	ائمہ حدیث نے صحیح کہا ہے ۔	۲۰۳	صحیحین یعنی بخاری و مسلم کی احادیث
۲۰۳	سنن اربعہ یعنی صحاح شریفہ کی باقی احادیث	۲۰۴	ایک شبہ اور اس کا ازالہ
۲۰۴	خیر الامم اور کمالات نبوت	۲۰۵	حدیث مذکورہ سے غیر شرعی ظنی اور بروزی
۲۰۵	مسند امام احمد بن حنبل کی احادیث	۲۰۶	یا لغوی نبوت کا انقطاع
۲۰۶	باقی مستند کتب کی احادیث	۲۰۷	ایک اور شبہ اور اس کا جواب
۲۰۷	ایک حیرت انگیز واقعہ	۲۰۸	حضرت عائشہؓ ختم نبوت کی قائل ہیں
۲۰۸	وہ احادیث جن سے مسئلہ	۲۰۹	نبوت بروزیہ یا ظنیہ وغیرہ اگر نبوت
۲۰۹	ختم نبوت بطور استنباط	۲۱۰	ہے تو وہ بھی آپ کے بعد منقطع
۲۱۰	سمجھا جاتا ہے ۔	۲۱۱	ہے ۔

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۲۹۶	خاتمہ حقہ دوم ختم نبوت ۲ ۲ ۲ ۲ ۲ ۲	۲۹۵	احادیث مذکورۃ المصدر سے ختم نبوت کا ثبوت۔
۲۹۷	ختم النبوة فی الآثار ، حقہ ستم		
۳۲۲	حضرات فقہاء حضرات متکلمین	۲۹۹	ایک ضروری گزارش
۳۳۰	حضرات صوفیاء کتب قدیمہ تورات و انجیل میں	۳۰۰	اجماع کی حقیقت اور اس کی عظمت
۳۳۶	خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر	۳۰۲	صحابہ کرام کا سب سے پہلا اجماع مسئلہ
۳۴۰	حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور انہی قوم کی شہادت	۳۰۴	ختم نبوت پر اور اس کے منککے مرتد ہونے
۳۴۷	آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر اختتام نبوت کی عقلی دلیلیں۔	۳۰۶	پر ہوا ہے۔
۳۵۲	مرزا نیوں سے میرا سوال	۳۰۷	نتائج
۳۵۷	قانون فطرت بھی ختم نبوت کا مقتضی ہے	۳۰۹	دوسرے مدعیان نبوت اور سلف صالحین
۳۶۱	مسئلہ زیر بحث یعنی ختم نبوت پر میرے گواہ	۳۱۶	کا ان کے ساتھ برتاؤ۔
۳۶۶	قادیانیوں کی خدمت میں ایک خاص مسئلہ	۳۲۱	ختم نبوت پر حضرات صحابہ و تابعین
			کی شہادتیں۔
			طبقات المحدثین
			طبقات المفسرین



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

تمہید طبع چہارم

ختم نبوت کامل

مسئلہ ختم نبوت پر سب سے پہلے احقر نے ایک رسالہ ”ہدۃ المہدین فی آیۃ خاتم النبیین“ اپنے استاذ محترم حجۃ الاسلام حضرت مولانا محمد انور شاہ کشمیری قدس الشہ سرمد مدرس دارالعلوم دیوبند کے ارشاد پر عربی زبان میں لکھا تھا تاکہ عراق اور مصر وغیرہ عرب ممالک میں جہاں فتنہ کے آثار پھیل رہے ہیں بھیجا جاسکے، یہ ۱۳۳۲ھ میں شعبۂ تبلیغ دارالعلوم دیوبند کے زیر اہتمام شائع ہوا۔

اس کے بعد ۱۳۳۳ھ میں اپنے استاذ محترم شیخ الاسلام حضرت مولانا شبیر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ اور ناظم شعبۂ تبلیغ دارالعلوم حضرت مولانا سید مرتضیٰ حسن صاحب کے ارشاد پر اردو زبان میں اس مسئلہ پر مزید تفصیل و توضیح کے ساتھ تین حصوں میں ایک کتاب بنام ”ختم نبوت“ لکھی۔ پہلا حصہ ختم النبوة فی القرآن ہے جس میں تقریباً ایک تئو آیات قرآنی سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ہر قسم کی نبوت ختم ہوجانے کا ثبوت اور تشریحی اور غیر تشریحی، ظنی، بردزی وغیرہ کے شبہات کے کافی جوابات علمی اور تحقیقی طریق سے پیش کئے گئے ہیں۔ دوسرا حصہ ختم النبوة فی الحدیث ہے، جس میں اسی مضمون کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دوئودس احادیث سے ثابت کیا گیا ہے، تیسرا حصہ ختم النبوة فی الکتاب ہے، جس میں اجماع امت اور سیکڑوں آثار و اقوال صحابہ تابعین و ائمہ مجتہدین و علماء اسلام سے اس مضمون کا ثبوت پیش کیا گیا ہے۔

یہ تینوں حصے پہلی مرتبہ ۱۳۳۳ھ ۱۹۲۵ء میں مکتبہ دارالاشاعت دیوبند سے شائع ہوئے، پھر دوسری مرتبہ بھی اسی مکتبہ سے ۱۳۵۵ھ ۱۹۳۵ء میں شائع ہوئے، اور

عمرہ دراز سے نایاب تھے ، اس کے بعد ۱۳۵۵ھ ۱۹۵۵ء میں برخوردار عزیز محمد رضی سلمہ ناظم دارالاشاعت کراچی نے اس کی مکرر طبع کا ارادہ کیا ، تو اس پر نظر ثانی کی فرمائش کی ، نظر ثانی میں بہت سے مواقع میں حذف و ازدیاد اور ترمیم کی نوبت آئی ، خصوصاً اس مرتبہ اس کا اہتمام کیا کہ مناظرانہ عنوان چھوڑ کر ناصحانہ عنوان اختیار کیا گیا ، تاکہ وہ لوگ جو کسی مشبہ میں مبتلا ہو کر اس مسئلہ میں غلطی کا شکار ہوئے ہیں لچھسی کے ساتھ پڑھ سکیں ، اور ان کے احساسات مجروح نہ ہوں ، شاید اللہ تعالیٰ اس کو ان کے لئے بھی ذریعہ ہدایت بنادیں ۔

اب چوتھی مرتبہ برخوردار مولوی محمد رفیع سلمہ مدرس دارالعلوم کراچی نے اپنے مکتبہ "دارالمنار" سے اس کا اشاعت کا ارادہ کیا تو پچھلی طباعت میں بہت سے غلطیاں کتابت کی تصحیح کے ساتھ شائع کیا جا رہا ہے ، اور رِقّہ قادیانیت کے سلسلہ میں احقر کے دُور اور رسالے بھی اس کے ساتھ شامل کر دیئے گئے ہیں ، ایک دَعَا دی یوزا ، دوسرا "مَسِيحٌ مَوْعُودٌ کی پہچان ؛ وَاللّٰهُ الْمُسْتَعَانُ وَعَلَيْهِ التَّكْلَانِ ، اِنْ اُرِيدُ اِلَّا الْاِصْلَاحُ مَا اسْتَطَعْتُ وَمَا تَوْفِيقِيْ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ ۝

بندہ محمد شفیع عفا اللہ عنہ
دارالعلوم کراچی
۵ جمادی الاولیٰ ۱۳۸۵ھ
یکم ستمبر ۱۹۶۵ء

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
 بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

تمہید اول

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَكَوْفٌ وَسَلَامٌ عَلَىٰ عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰ حُصُوْصًا
 عَلَى سَيِّدِ الْاَوَّلِيْنَ وَالْاٰخِرِيْنَ وَخَاتَمِ النَّبِيِّيْنَ وَالْمُرْسَلِيْنَ
 سَيِّدِنَا وَشَفِيْعِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا وَعَلَىٰ اٰلِهِ وَاصْحَابِهِ اَجْمَعِيْنَ ۝
 مسئلہ ختم نبوت، یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ہر قسم کی نبوت اور وحی کا
 اختتام اور آپ کا آخری نبی و رسول ہونا اسلام کے اُن بدیہی مسائل اور عقائد میں
 ہے جن کو تمام عام و خاص، عالم و جاہل، شہری اور دیہاتی مسلمان ہی نہیں بلکہ سب سے
 غیر مسلم بھی جانتے ہیں۔ تقریباً چودہ سو برس سے کر دڑا مسلمان اسی عقیدہ پر رہے، لاکھوں
 علماء امت نے اس مسئلہ کو قرآن و حدیث کی تفسیر و تشریح کرتے ہوئے واضح فرمایا،
 کبھی یہ بحث پیدا نہیں ہوئی کہ نبوت کے کچھ اقسام ہیں، اور ان میں سے کوئی خاص قسم
 آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد باقی ہے، یا نبوت کہ تشریعی غیر تشریعی یا ظہری و
 بردری یا مجازی اور لغوی وغیرہ اقسام ہیں۔ قرآن و حدیث میں اس کا کوئی اشارہ تک
 نہیں۔ پوری امت اور علماء امت نے نبوت کی قسمیں نہ دیکھی نہ سنی، بلکہ صوابہ و
 تابعین سے لیکر آج تک پوری امت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام اس عقیدہ پر قائم
 رہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ہر طرح کی نبوت و رسالت ختم ہے، آپ بلا استثناء
 آخری نبی ہیں، آپ کے بعد کوئی نبی یا رسول پیدا نہیں ہوگا۔ (حضرت عیسیٰ علیہ السلام
 جو آپ سے پہلے پیدا ہو کر منصب نبوت پر فائز ہو چکے ہیں، اُن کا آخر زمانہ میں آنا اس کے
 قطعاً منافی نہیں)۔

اس مسئلہ کے اتنا بدیہی اور اجماعی ہونے کے ساتھ اس پر دلائل جمع کرنا اور اس کا ثبوت پیش کرنا درحقیقت ایک بدیہی کو نظری اور کھلی ہوئی حقیقت کو پیچیدہ بنانے کے مراد من معلوم ہوتا ہے، بلکہ اس مسئلہ کا ثبوت پیش کرنا ایسا ہی ہے جیسا کوئی شخص مسلمانوں کے سامنے لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ کا ثبوت پیش کرے، ان حالات میں کوئی ضرورت نہ تھی کہ اس موضوع پر کوئی مستقل رسالہ یا کتاب لکھی جائے، لیکن تعلیمات اسلام سے عام غفلت و جہالت اور روز پید ہونے والے نئے نئے قتلوں نے جہاں بہت سے حقائق پر پردہ ڈال دیا ہے باطل کو حق اور حق کو باطل کرنے کے ظاہر کیا ہے، وہیں یہ مسئلہ بھی تختہ مشق بن گیا۔

اس مسئلہ میں فرقہ اور جماعت کی حیثیت سے سب سے پہلے باب و بہار کی عجمت فرقہ بابیہ نے اختلاف کیا، مگر وہ علمی رنگ میں اس بحث کو آگے نہ پہنچا سکے، اس کے بعد مرزا غلام احمد قادیانی نے اس میں خلافت و اختلاف کا دروازہ کھولا، اور ان کی چھوٹی بڑی بہت سی کتابوں میں یہ بحث ایسی منتشر اور متضاد ہے کہ خود ان کے ماننے والے بھی اس پر متفق نہ ہو سکے کہ وہ کیا کہتے ہیں اور ان کا کیا دعویٰ ہے کہیں بالکل عام مسلمانوں کے اجماعی عقیدہ کے مطابق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خاتم النبیین ہونے اور وحی نبوت کے انقطاع کلی کا استرار اور آپ کے بعد مطلقاً کسی نبی یا رسول کے پیدا نہ ہونے کا اعتراف ہے، کہیں اپنے آپ کو مجازی اور لغوی نبی کہا گیا ہے، کہیں نبوت کی ایک نئی قسم ظلی و بروزی بتلا کر بروزی نبی ہونے کا دعویٰ کیا گیا ہے، کہیں نبوت کو تشریعی اور غیر تشریعی میں تقسیم کر کے تشریعی کا اختتام اور غیر تشریعی کا جاری ہونا بیان کیا گیا، اور اپنے آپ کو غیر تشریعی نبی بتلایا، اور وحی غیر تشریعی کا دعویٰ کیا گیا ہے، کہیں کھلے طور پر صاحب شریعت نبی ہوئے اور وحی تشریعی کا دعویٰ کیا گیا۔

بہی وجہ ہے کہ ان کے متبعین تین مسرعوں میں تقسیم ہو گئے، ایک فرقہ ان کو صاحب شریعت اور تشریعی نبی و رسول مانتا ہے، یہ ظہیر الدین اردپی کا فرقہ ہے۔ دوسرا فرقہ ان کو باصلاح خود غیر تشریعی نبی کہتا ہے، یہ قادیانی پارسی ہے، جو مرزا محمود صاحب کی پیرو ہے۔ تیسرا فرقہ ان کو نبی یا رسول نہیں بلکہ مسیح موعود اور مہدی موعود قرار دیتا ہے، یہ ستر محمد علی لاہوری کے متبعین ہیں۔

غرض مرزا غلام احمد قادیانی اور اُن کے متبعین نے اس قطعی اور احصائی مسئلہ میں خلاف و شقاق کا دروازہ کھولا، عوام کی جہالت اور مغربی تعلیم سے متاثر دینی تعلیم سے بیگانہ افراد کی نادانیت سے ناجائز فائدہ اٹھایا، کہ اس مسئلہ میں طرح طرح کے ادھام و خشوک اُن کے دلوں میں پیدا کر دیئے، اور اُن کی نظر میں اس بدیہی مسئلہ کو نظری بنادیا، اسی لئے اہل علم و اہل دین کو اس طرف متوجہ ہونا پڑا، کہ اُن کے شبہات و خشوک دور کئے جائیں، اور قرآن و حدیث کی صحیح روشنی اُن کے سامنے لائی جائے۔

میں اس سے پہلے ایک رسالہ ختم نبوت پر عربی زبان میں بحکم سیدی و استاذی حضرت العلامة مولانا سید محمد انور شاہ صاحب کشمیری دامت برکاتہم صدر مدرس دارالعلوم دیوبند بنام ”ہدایۃ المہدیین“ لکھ چکا تھا، تاکہ مصر و عراق میں شائع کیا جائے جہاں قادیانی جماعت نے اپنا پروپیگنڈا کیا ہوا ہے۔ اس وقت میرے استاذ محترم حضرت العلامة مولانا شبیر احمد عثمانی دامت برکاتہم محدث دارالعلوم دیوبند اور حضرت مولانا سید مرتضیٰ حسن صاحب ناظم شعبہ تبلیغ دارالعلوم دیوبند نے احقر کو فرمایا کہ اس مسئلہ پر اردو زبان میں ایک تحقیقی کتاب لکھی جائے جسب الارشاد یہ زیر نظر کتاب مسمیٰ بہ ”ختم نبوت“ لکھی گئی۔

اللہ تعالیٰ اس کو سب مسلمانوں کے لئے اور ہمارے ان بھائیوں کے لئے جو کسی شبہ میں مبتلا ہو کر اپنی ملت سے بچھڑ گئے ہیں، نافع و مفید اور قبولِ حق کا ذریعہ بنائیں، وَمَا ذَٰلِكَ عَلَى اللَّهِ بِعَزِيزٍ، ہم کیا اور ہماری تحقیق و تصنیف کیا، یہ بھی اُسی کے لطفِ کرم کا نتیجہ ہے، اور اس سے کوئی فائدہ پہنچانا بھی اُسی کے قبضہ قدرت میں ہے، وہی لوگوں کو پھرنے والا مَصْرُوفُ الْقُلُوبِ ہے۔

نہ جوت ساختہ سرخوشم نہ بہ نقش لبستہ مشوشم

نفسے زیارِ قومی زخم چہ عبارتِ دچہ معانیم

میں نے اس کتاب کی جمع و تصنیف میں محنت صرف اس لئے **مخلصانہ گزارش** اٹھائی کہ قرآن و حدیث کا صحیح فیصلہ امت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کا صحیح عقیدہ مسلمانوں کے سامنے پیش کر دوں تاکہ ان لوگوں کے شبہات و ادھام دور ہو سکیں، جو فرقہ مرزائیہ کے پروپیگنڈے سے پیدا ہوئے ہیں یا ہو سکتے ہیں،

إِنْ أَرِيدُ إِلَّا الْإِصْلَاحَ مَا اسْتَطَعْتُ وَمَا تَوْفِيقِي إِلَّا بِاللَّهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيمِ
 میرا اس کے سوا کوئی مطلب نہیں کہ اپنی مقدور ہر اصلاح کی کوشش کروں اور اس کام

میں میرا ہر دوسرے صرف اللہ عزوجل کے لئے ہے)

میری درخواست ہے کہ یہ معاملہ عقیدہ کا ہے جس کا تعلق براہ راست خدا تعالیٰ سے ہے جس کے سامنے ہر شخص کو ایک روز پیش ہونا اور اپنے اعمال و افعال کا حساب دینا ہے، اس معاملہ میں ضد اور ہٹ یا جماعتی تعصب سے متاثر ہونا خسارہ دین و دنیا ہے۔ خدا کے لئے ان ادراک کو بات کی طرح یا جماعتی تعصب سے خالی الذہن ہو کر قرآن و حدیث کا صحیح منشاء معلوم کرنے کی طلب دل میں لے کر ملاحظہ فرمائیں، اور دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو صراطِ مستقیم کی ہدایت، اپنے کلام کا صحیح منشاء معلوم کرنے اور اس پر چلنے کی توفیق عطا فرمائیں، وَاللَّهُ الْمُسْتَعَانُ وَعَلَيْهِ التَّكْلَانُ۔

بِسْمِ مُحَمَّدٍ شَفِيعِ عَفَا اللَّهُ عَنْهُ

————— بِرَّائِزٍ وَبِرَّائِزٍ وَبِرَّائِزٍ وَبِرَّائِزٍ وَبِرَّائِزٍ —————

مقدمہ

چونکہ مسئلہ ختم نبوت پر بحث اور تصنیف رسالہ کا سبب مرزا غلام احمد قادیانی کا دعویٰ اور ان کے اقوال ہیں، اور وہ اتنے متصادم و متہافت ہیں کہ خود ان کے متبعین بھی تعین دعویٰ میں حیران ہیں، اور بعض مرتبہ مسلمانوں پر تبلیغ کے لئے مرزا صاحب کے وہ اقوال پیش کر دیئے جاتے ہیں جن میں ختم نبوت کا اعتراف اسی تفسیر کے ساتھ ہے جو تمام امت مرحومہ کا عقیدہ ہے، اور ایسے اقوال پیش کر کے نادان مسلمانوں کو اپنے اندر جذب کرنا یا بوقت ضرورت اپنی جماعت کا ملت اسلامیہ کے ساتھ اشتراک مقصود ہوتا ہے، جو قطعاً واقعہ کے خلاف ہے۔ اس لئے ضروری معلوم ہوتا ہے کہ اصل مسئلہ ختم نبوت پر شواہد دلائل اور خاتم النبیین کی تفسیر پر کلام کرنے سے پہلے خود مرزا صاحب اور ان کے خلفاء کے مستند بیانات سے یہ واضح کر دیا جائے کہ مسئلہ ختم نبوت کے متعلق ان کے خیالات کیا ہیں، اور پوری امت محمدیہ صلی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ان کا کیا سلوک ہے، یہاں ان کی سینکڑوں عبارات و اقوال میں سے چند پر اکتفا کیا جاتا ہے۔ ختم نبوت کے اقرار و انکار اور ختم نبوت کے معنی اور نبوت و وحی کے دعووں سے

اے جیسا کہ حال میں جب پاکستان اور خصوصاً پنجاب میں تحریک ختم نبوت پر ہنگامے ہوئے تو مرزا محمود خلیفہ قادیان کی طرف سے ایک ایسا ہی بیان اخبارات میں نکلا جس میں ظاہر کیا گیا کہ ہم سب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین مانتے ہیں اور یہی مرزا صاحب کا دعویٰ تھا، حالانکہ ان کی مستقل تصانیف اور شہادیات اس کے خلاف موجود ہیں، اور ان کے آج رجوع کرنے یا ان کے غلط استدرا دینے کا اعلان بھی کوئی نہیں جس سے ثابت ہے کہ یہ بیان بجز تبلیغ کے کچھ نہیں۔

متعلق مرزا صاحب کے تضاد میں اگر کوئی معقولیت اور تطبیق پیدا کی جاسکتی ہے تو صرف اس طرح کہ ان کو مختلف ادوارِ عمر اور مختلف زمانوں سے متعلق قرار دیا جائے، جس میں غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اس مسئلہ میں مرزا صاحب پر تین دود گزرے ہیں :-

پہلا دور وہ تھا جب مرزا صاحب سب مسلمانوں کی طرح مسلمان تھے، اور امت کے اجماعی عقائد و نظریات کو بلا کسی جبرید تاویل و تحریف کے تسلیم کرتے تھے، اور ایک مبلغ اسلام کی حیثیت سے کچھ چیزیں لکھتے تھے۔

دوسرا دور وہ تھا جس میں انھوں نے کچھ دعوے شروع کئے، اور ان میں تبلیغ سے کام لیا، مجدد ہوئے، ہندی بنے، یہاں تک کہ مسیح موعود بنے۔ یہاں پہونچ کر یہ خیال آنا ناگزیر تھا کہ مسیح موعود تو اللہ تعالیٰ کے اولوالعزم رسول و نبی اور صاحبِ وحی تھے، عقیدہ ختم نبوت کے ہوتے ہوئے کسی نئے شخص کا مسیح موعود بننا تو ختم نبوت کے خلاف ہے اُس وقت انھوں نے ختم نبوت کے معنی میں تحریفیں شروع کیں، نبوت کی خود ساختہ چند قسمیں تشریعی، غیر تشریعی، ظلی، بروزی، لغوی، اور مجازی بتلا کر ختم نبوت کے یقینی عموم و اطلاق کو مشکوک کرنا چاہا، اور اپنی مزعومہ اقسام نبوت سے بعض قسموں کا بعد وفات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی جاری رہنا بتلایا اور اپنے حق میں اسی جاری رہنے والی نبوت کے مدعی بن گئے۔

تیسرا دور وہ تھا جس میں تاویل و تحریف سے بے نیاز ہو کر کھلے طور پر پر قسم کی نبوت کے بلا تفریق تشریعی و غیر تشریعی سلسلے جاری و سراسر دیئے اور خود کو صاحبِ شریعت نبی بتلایا۔

دوسرا دور انیسویں صدی عیسوی کے آخر یا بیسویں صدی کے شروع میں تھا، پہلا اس سے پہلے اور تیسرا اس کے بعد۔ بیان مذکور کی تصدیق میں مرزا صاحب کی اپنی تصانیف سے نیز ان کے خلیفہ و دم کی چند تحریروں سے نقل کیا جاتا ہے۔

پہلا دور

۱ - اسلام کی اصطلاح میں نبی اور رسول کے یہ معنی ہوتے ہیں کہ وہ کامل شریعت لاتے ہیں، یا جن

نبی اور رسول کی تعریف ۱۸۹۱ء میں

احکام شریعت سابقہ کو منسوخ کرتے ہیں، یا نبی سابق کی امت نہیں کہلاتے اور براہ راست بغیر استفادہ کسی نبی کے خدا تعالیٰ سے تعلق رکھتے ہیں؟ (خطیب موعود، ۱۷ اگست ۱۸۸۱ء، مطبوعہ مباحثہ راہِ پسندی ۱۳۵۹)

۲۔ ”جیسا کہ حضرت اقدس نے حضرت عیسیٰ کی اس امت میں بحیثیت نبی آکھنے کے دلائل میں فرمایا، (۱) یہ دونوں حقیقتیں (نبوت اور امتیت، ناقلاً) متناقض ہیں (ریویو، ۱۲) رسول اور امتی کا مفہوم متباہین ہے۔“ (ازالہ اذلام ۱۳۵۹ء)

۳۔ مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلَكِنْ رَسُولَ اللَّهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ، لَا تَعْلَمُ أَنَّ التَّرْبَ الرَّحِيمَةَ الْمُتَفَضِّلَ لِيَهِيَ نَبِيْنَا صَلَاحُ خَاتَمِ الْأَنْبِيَاءِ بَعْدَ اسْتِثْنَاءِ وَفَسْرَةِ نَبِيْنَا فِي قَوْلِهِ لَا نَبِيَّ بَعْدِي (رحمۃ النبی، معتمد زانغلام احمد)

۴۔ قرآن شریف میں ختم نبوت کا بحال تصریح ذکر ہے، اور پُرانے یا نئے نبی کی تفریق کرنا یہ خرافات ہے، حدیث لَا نَبِيَّ بَعْدِي میں نفی عام ہے۔ (ایام صلح ۱۳۳۷ء) ۵۔ ”کیا تو نہیں جانتا کہ پروردگار رحیم و صاحب فضل نے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا بغیر کسی استثناء کے خاتم النبیین نام رکھا، اور ہمارے نبیؐ نے اہل طلب کے لئے اس کی تفسیر اپنے قول ”لَا نَبِيَّ بَعْدِي“ میں واضح طور پر فرمادی، اور اگر ہم اپنے نبیؐ کے بعد کسی نبی کا ظہور جائز قرار دیں تو گویا ہم باب وحی بند ہو جانے کے بعد اس کا کھلنا جائز قرار دیں گے، اور یہ صحیح نہیں ہے، جیسا کہ مسلمانوں پر ظاہر ہے، اور ہمارے رسول کے بعد نبی کیونکر آ سکتا ہے، ورنہ حالیکہ آپ کی وفات کے بعد وحی منقطع ہو گئی اور اللہ تعالیٰ نے آپؐ پر نبیوں کا خاتمہ فرمادیا۔“ (رحمۃ البشری ۲۳، از مولانا غلام احمد قادیانی)

۶۔ ”آنحضرتؐ نے فرمایا کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا، اور حدیث لَا نَبِيَّ بَعْدِي ایسی مشہور تھی کہ کسی کو اس کی صحت میں کلام نہ تھا اور قرآن شریف جس کا ہر لفظ قطعی ہے اپنی آیت وَلَكِنْ رَسُولَ اللَّهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ سے اس بات کی تصدیق کرتا تھا کہ فی الحقیقت ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر نبوت ختم ہو چکی ہے۔“ (کتاب البرہان ۲۳۸)

لے ریویو مباحثہ ثالوی و چکڑا لوی، جلد ۱۹ ص ۲۱۶۔ لے روحانی خزائن، ج ۳ ص ۴۱۰۔

لے ایضاً ج ۷ ص ۲۰۰۔ لے ایضاً ج ۱۲ ص ۳۹۳۔ لے ایضاً ج ۱۳ ص ۲۱۷-۲۱۸۔

حاشیہ از مرزا غلام احمد قادیانی

۷۔ ہر ایک دانا سمجھ سکتا ہے کہ اگر خدا تعالیٰ صادق الوعد ہے اور جو

آیت خاتم النبیین میں وعدہ کیا گیا ہے، اور جو حدیثوں میں تصریح بیان کیا گیا ہے کہ اب جبریل بعد وفات رسول اللہ ہمیشہ کے لئے وحی نبوت لائے سے منع کیا گیا ہے، یہ تمام باتیں صحیح اور صحیح ہیں تو پھر کوئی شخص بحیثیت رسالت ہمارے نبی صلعم کے بعد برگز نہیں آ سکتا، (ازالہ ادلام ۵۵، از مرزا غلام احمد قادیانی)

۸۔ قرآن کریم بعد خاتم النبیین کسی رسول کا آنا جائز نہیں رکھتا

خواہ وہ نیا ہو یا پرانا، کیونکہ رسول کو علم دین توسط جبریل ملتا ہے، اور اب نزول جبریل یہ پیرایہ وحی رسالت مسدود ہے، اور یہ بات خود محتج ہے کہ رسول تو آدے مگر سلسلہ وحی رسالت نہ ہو، (ازالہ ادلام ۵۶، از مرزا غلام احمد قادیانی)

۹۔ رسول کی حقیقت اور ماہیت میں یہ امر داخل ہے کہ نبی دینی علوم کو

بذریعہ جبریل حاصل کرے، اور ابھی ثابت ہو چکا ہے کہ اب وحی رسالت تاقیامت منقطع ہے، (ازالہ ادلام ۵۷)

۱۰۔ اور ظاہر ہے کہ یہ بات مستلزم محال ہے کہ خاتم النبیین کے

بعد پھر جبریل علیہ السلام کی وحی رسالت کے ساتھ زمین پر آمد و رفت شروع ہو جائے، اور ایک نئی کتاب اللہ گو مغمون میں قرآن شریف سے توارد رکھتی ہے پیدا ہو جائے، اور جو مستلزم محال ہو وہ محال ہوتا ہے، (فتدبر، (ازالہ ادلام حصہ دوم ۵۸)

۱۱۔ اور اللہ کو شایان شان نہیں کہ خاتم النبیین کے بعد نبی بھیجے،

اور نہ یہ شایان شان ہے کہ سلسلہ نبوت کو دوبارہ از سر نو شروع کر دے بعد اس کے کہ اسے قطع کر چکا ہو، (آئینہ کالات انسان ۵۹، از مرزا غلام احمد)

۱۲۔ ان تمام امور میں میرا وہی مذہب ہے جو دیگر اہل سنت و جماعت کا

ہے، اب میں مفصلہ ذیل امور کا مسلمانوں کے سامنے صاف صاف اقرار

اس خانہ خدا (جامع مسجد دہلی) میں کرتا ہوں، کہ جناب خاتم الانبیاء

صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کا قائل ہوں، اور جو شخص ختم نبوت کا منکر ہو اس کو

بے دین اور دائرہ اسلام سے خارج سمجھتا ہوں۔“ درمزا غلام احمد کا تحریری بیان؟
بتاریخ ۲۳ اکتوبر ۱۸۹۱ء جامع مسجد دہلی کے جلسہ میں دیگیا، مندرجہ تبلیغ رسالت ختم نبوت ص ۱۳
۱۳۔ ”ہم بھی مدعی نبوت پر لعنت بھیجتے ہیں، لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ
کے قائل ہیں، اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ختم نبوت پر ایمان رکھتے ہیں“
(امشبہار مرزا غلام احمد قادیانی مورخہ ۲۰ شعبان از تبلیغ رسالت ص ۱۳)

۱۴۔ دوماکان لی ان ادعی النبوة واخرج عن الاسلام والحق
بقوم کافرین (مجھے کب جائز ہے کہ میں نبوت کا دعویٰ کر کے اسلام
سے خارج ہو جاؤں اور کافروں کی جماعت سے جا ملوں؟ (حماۃ البشری ص ۹۳)

دوسرا دور ۱۸۹۹ء کے بعد

۱۵۔ اب بجز محمدی نبوت کے سب نبوتیں بند ہیں،
نبی کی تعریف میں تبدیلی | شریعت والا نبی کوئی نہیں آ سکتا، اور بغیر شریعت کے
آ سکتا ہے، گروہی جو پہلے امتی ہو پس اس بنا پر میں امتی بھی ہوں اور نبی بھی؟
(تجلیات الہیہ ص ۲۵۹)

ختم نبوت کے معنی کی تحریف اور | ۱۶۔ ”نبی کے لفظ سے اس زمانہ کے لئے صرف یہ
دئے دئے لفظوں میں دعوئے نبوت مراد ہے کہ کوئی شخص کامل طور پر شرف مکالمہ و مخاطبہ
الہیہ حاصل کرے اور تجدید دین کے لئے مامور ہو، یہ نہیں کہ کوئی دوسری
شریعت لاوے، کیونکہ شریعت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم ہے۔“
(تجلیات الہیہ ص ۲۵۹)

۱۷۔ ”تم بغیر نبیوں اور رسولوں کے ذریعہ وہ نعمتیں کیونکر پاسکتے ہو، لہذا
ضرور ہو کہ تمہیں یقین اور محبت کے مرتبہ پر پہنچانے کے لئے خدا کے انبیاء
وقتاً فوقتاً آتے رہیں جن سے تم وہ نعمتیں پاؤ، اب کیا تم خدا تعالیٰ کا مقابلہ
کر دو گے، اور اس کے قدیم قانون کو توڑ دو گے؟“ (یکچریا لکھنؤ ص ۱۷)

۱۸۔ خدا تعالیٰ کی طرف سے ایک کلام یا کرجو غیب پر مشتمل ہو، زبردست

پیشینگوئیاں ہوں، مخلوق کو پہنچانے والا اسلامی اصطلاح کی رو سے نبی کہلاتا ہے۔“ (تقریر حجۃ اللہ ص ۲، نیز اخبار الحکم ۲ مئی ۱۹۰۸ء) (مباحثہ راولپنڈی ص ۱۲۱)۔

۱۹۔ ”یہ تمام بدقسمتی دھوکہ سے پیدا ہوئی ہے، کہ نبی کے حقیقی معنوں پر غور نہیں کی گئی، نبی کے معنی صرف یہ ہیں کہ خدا سے بذریعہ وحی خبر پانوالا ہو اور شرف مکالمہ و مخاطبۃ الہیہ سے مشرف ہو، شریعت کا لانا اس کے لئے ضروری نہیں، اور نہ یہ ضروری کہ صاحب تشریح رسول کا متشیع نہ ہو۔ (ضمیمہ براہین پنجم ص ۱۳۸)۔

۲۰۔ ”میرے نزدیک نبی اسی کو کہتے ہیں جس پر خدا کا کلام یقینی و قطعی بحضرت نازل ہو، جو غیب پر مشتمل ہو اس لئے خدا نے میرا نام نبی رکھا، مگر بغیر شریعت کے؟“ (تجلیات الہیہ ص ۱۲۱)۔

۲۱۔ ”میں کوئی نیا نبی نہیں، مجھ سے پہلے سینکڑوں نبی آچکے ہیں۔“ (الحکم ۱۸ اپریل ۱۹۰۸ء)۔

۲۲۔ ”اس امت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کی برکت سے ہزار ہا اولیاء ہوئے ہیں، اور ایک وہ بھی ہوا جو امتی بھی ہے اور نبی بھی۔“ (حقیقۃ الوحی ص ۲۵ حاشیہ)۔

۲۳۔ ”خدا کی جہرنے یہ کام کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کرنے والا اس درجہ کو پہنچا کہ ایک پہلو سے وہ امتی ہے اور ایک پہلو سے نبی ہے۔“ (حقیقۃ الوحی ص ۹۲ حاشیہ)۔

۲۴۔ ”اور خود حدیثیں پڑھتے ہیں، جن سے ثابت ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں اسرائیلی نبیوں کے مشابہ لوگ پیدا ہوں گے اور ایک ایسا ہوگا کہ ایک پہلو سے نبی ہوگا اور ایک پہلو سے امتی، وہی مسیح موعود کہلائے گا۔“ (حقیقۃ الوحی ص ۸۱ حاشیہ)۔

۲۵۔ ”جس قدر مجھ سے پہلے اولیاء، ابدال، اقطاب اس امت میں سے گذر چکے ہیں، ان کو حصہ کثیر اس نعمت کا نہیں دیا گیا، پس اس وجہ سے

نبی کا نام پانے کے لئے میں ہی مخصوص کیا گیا ہوں اور دوسرے تمام لوگ اس نام کے مستحق نہیں۔ (حقیقۃ الوحی ص ۳۹)

۲۶۔ "اس واسطہ کو ملحوظ رکھ کر اور اس میں ہو کر اور اس نام محمد اور احمد میں منشی ہو کر میں رسول بھی ہوں اور نبی بھی ہوں۔ (ایک غلطی کا ازالہ ص ۲۷)

۲۷۔ "ہمارا دعویٰ ہے کہ ہم رسول اور نبی ہیں، دراصل یہ نزاع لفظی ہے خدا تعالیٰ جس کے ساتھ ایسا مکالمہ مخاطبہ کرے جو بلحاظ کمیت و کیفیت و سردی سے بہت بڑھ کر ہو اور اس میں پیشینگوئیاں بھی کثرت سے ہوں اسے نبی کہتے ہیں، اور یہ تعریف ہم پر صادق آتی ہے، پس ہم نبی ہیں۔ (بلدہ راجح ص ۱۳۷)

از مباحثہ راولپنڈی ص ۱۳۷

۲۸۔ "میں مسیح موعود ہوں اور وہی ہوں جس کا نام سرور انبیاء نے نبی اللہ رکھا ہے۔ (نزول مسیح ص ۱۳۷)

۲۹۔ "میں رسول اور نبی ہوں، یعنی باعتبار ظلیت کا ملکہ کے میں وہ آئینہ ہوں جس میں محمدی شکل اور محمدی نبوت کا کامل انعکاس ہے۔ (نزول مسیح ص ۱۳۷)

۳۰۔ "اس طرح پر میں خدا کی کتاب میں عیسیٰ بن مریم کہلایا، چونکہ مریم ایک امتی فرد ہے، اور عیسیٰ ایک نبی ہے، پس میرا نام مریم اور عیسیٰ رکھنے سے یہ ظاہر کیا گیا کہ میں امتی بھی ہوں اور نبی بھی۔ (ضمیمہ برائین خیم ص ۱۸۸)

۳۱۔ اس مرکب نام (امتی نبی) کے رکھنے میں حکمت یہ معلوم ہوتی ہے کہ تاکہ عیسائیوں پر ایک سرزنش کا تازیانہ لگے، کہ تم تو عیسیٰ بن مریم کو خدا بناتے ہو مگر ہمارا نبی صلی اللہ علیہ وسلم اس درجہ کا نبی ہے کہ اس کی امت کا ایک فرد نبی ہو سکتا ہے اور عیسیٰ کہلا سکتا ہے، حالانکہ وہ امتی ہے۔ (ضمیمہ برائین خیم ص ۱۸۸)

۳۲۔ "پس باوجود اس شخص (مسیح موعود، ناقل) کے دعوائے نبوت جس کا نام ظلی طور پر محمد و احمد رکھا گیا، پھر بھی سیدنا محمد خاتم النبیین ہی رہا۔ (ایک غلطی کا ازالہ ص ۱۸۸)

۳۳۔ "اللہ جل شانہ" نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو صاحبِ خاتم بنایا یعنی آپ کو افاضہ کمال کے لئے مقرر دی جو کسی اور نبی کو ہرگز نہیں دی گئی اس وجہ سے آپ کا نام خاتم النبیین ٹھہرا، یعنی آپ کی پیروی کمالاتِ نبوت بخشی ہو اور آپ کی توجہ روحانی نبی تراش ہے، اور یہ قوتِ قدسیہ کسی اور نبی کو نہیں ملی " (حقیقۃ الوحی ص ۹ حاشیہ)

۳۴۔ "جس جس جگہ میں نے نبوت یا رسالت سے انکار کیا ہے صرف ان معنوں سے کیا ہے کہ میں مستقل طور پر کوئی شریعت لانے والا نہیں ہوں، اور نہ میں مستقل طور پر نبی ہوں، مگر ان معنوں سے کہ میں نے اپنے رسول مقتدا سے باطنی فیوض حاصل کر کے اور اپنے لئے اسی کا نام پا کر اس کے واسطے سے خدا کی طرف سے علم غیب پایا ہے، رسول اور نبی ہوں، مگر بغیر کسی جدید شریعت کے اس طور کا نبی کہلانے سے میں نے کبھی انکار نہیں کیا، بلکہ انہی معنوں سے خدا نے مجھے نبی اور رسول کہہ کے پکارا ہے، سواب بھی میں ان معنوں سے نبی اور رسول ہونے سے انکار نہیں کرتا " (استہار ایک غلطی کا ازالہ ص ۱۳۷)

۳۵۔ "وَنُؤْمِنُ بِأَنَّهُ خَاتَمُ الْأَنْبِيَاءِ لَا نَبِيَّ بَعْدَهُ إِلَّا الَّذِي رَجَىٰ مِنْ نِّفْثِهِ وَأَظْهَرَ دَعْوَاهُ" (ازمباحہ راولپنڈی ص ۱۳۳)

تیسرا دور

۳۶۔ "میں اس خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں جس کے ہاتھ میں کھلے طور پر دعوائے نبوت و رسالت دوئی نبوت میری جان ہے اسی نے مجھے بھیجا ہے اور اسی نے میرا نام نبی رکھا ہے " (حقیقۃ الوحی ص ۶۵، ازمباحہ راولپنڈی ص ۱۳۷)

۳۷۔ "وَمَا أَكُنَّا مُعَذِّبِينَ حَتَّىٰ نَبْعَثَ رَسُولًا" پس اس سے آخری زمانہ میں ایک رسول کا مبعوث ہونا ظاہر ہوتا ہے، اور وہی مسیح موعود ہے " (حقیقۃ الوحی ص ۶۵، ازمباحہ راولپنڈی ص ۱۳۷)

بلا دلیل ہے خدا نے انفراد کے ساتھ شریعت کی کوئی قید نہیں لگائی، ماسوائے اس کے یہ بھی تو سمجھو کہ شریعت کیا چیز ہے جس نے اپنی وحی کے ذریعہ چند امر و نہی بیان کئے، اور اپنی امت کے لئے قانون مقرر کیا، وہی صاحب شریعت ہوگا، پس اس تعریف کی رُو سے ہمارے مخالف طرم ہیں، کیونکہ میری وحی میں امر بھی ہے اور نہی بھی، مثلاً قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَتَعَصُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ وَيَحْفَظُوْا اَسْرُوجَهُمْ ذٰلِكَ اَزْكٰى لَهُمْ، یہ برائین احمدیہ میں رُج ہے اور اس میں امر بھی ہے اور نہی بھی، اور اس پر برس کی عمر گزر گئی، اور ایسا ہی اب تک میری وحی میں امر بھی ہوتے ہیں اور نہی بھی، اور اگر کہو کہ شریعت سے وہ شریعت مراد ہے جس میں نئے احکام ہوں تو یہ باطل ہے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:۔ اِنَّ هٰذَا الَّذِيْ اَلَيْكَ الصَّحِيفَ الْاُولٰٓئِ صُحُفٍ اٰتٰرَ اٰهِيْمَ وَ مُؤَسٰى، یعنی فتراتی تعلیم میں بھی موجود ہے۔

اور اگر یہ کہو کہ شریعت وہ ہے کہ جس میں باستیفاء امر و نہی کا ذکر ہو تو یہ بھی باطل ہے، کیونکہ اگر تو رآت یا قرآن میں باستیفاء احکام شریعت کا ذکر ہوتا تو اجتہاد کی گنجائش نہ رہتی، غرض یہ سب خیالات فصول اور کوتاہ اندیشیاں ہیں۔

اسی کتاب کے حاشیہ نمبر ۷ میں لکھتے ہیں:۔

”جو نہ میری تعلیم میں امر بھی ہے اور نہی بھی، اور شریعت کے ضروری احکام کی تجدید ہے اس لئے خدا تعالیٰ نے میری تعلیم کو اور اس وحی کو جو میرے اوپر ہوتی ہے، فلک یعنی کشتی کے نام سے موسوم کیا ہے، جیسا کہ ایک الہام الہی کی یہ عبارت ہے:۔ وَاصْنَعِ الْفُلْكَ يَا عَيْنِنَا وَوَحْيِنَا اِنَّ الَّذِيْنَ يُبَايِعُوْنَكَ اِنَّمَا يُبَايِعُوْنَ اِلٰهَ يَدُ اِلٰهٍ شَوْقٍ اٰنِيْدِيْهِمْ، یعنی اس تعلیم و تجدید کی کشتی کو ہماری آنکھوں کے سامنے ہماری وحی سے بنا، جو لوگ تجھ سے بیعت کرتے ہیں وہ خدا سے بیعت کرتے ہیں، یہ خدا کا ہاتھ ہے جو ان کے ہاتھوں پر ہے، اب دیکھ خدا نے میری وحی اور میری تعلیم اور بیعت کو نوح کی کشتی قرار دیا، اور تمام انسانوں کے لئے

اسے دارِ نجات ٹھہرایا، جس کی آنکھیں ہوں دیکھے اور جس کے کان ہوں
سنے : (حاشیہ اربعین ص ۱۱)

تمام انبیاء علیہم السلام کی ہسری بلکہ | ۵۳ - "میں آدم ہوں، شیت ہوں، نوح ہوں،
ان سے افضلیت کا دعویٰ ادا ان کی توہین | میں ابراہیم ہوں، میں اسحق ہوں، میں اسمعیل ہوں،

میں یعقوب ہوں، میں یوسف ہوں، میں موسیٰ ہوں، میں داؤد ہوں، میں
عیسیٰ ہوں، اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نام کا منظر اتم ہوں، یوں ظلی طور
پر میں محمد اور احمد ہوں ؟ حاشیہ حقیقۃ الوحی ص ۱۱، نزول مسیح ص ۱۱، از ختم نبوت ص ۱۱
۵۴ - "ابن مریم کے ذکر کو چھوڑو، اس سے بہتر غلام احمد ہے :
(دافع البلاء صفحہ ۲) از ختم نبوت صفحہ ۸

۵۵ - "خدا نے اس امت میں مسیح بھیجا جو اس سے پہلے مسیح سے اپنی
تمام شان میں بہت بڑھ کر ہے، مجھے قسم ہے اس اللہ کی جس کے ہاتھ میں
میری جان ہے، اگر مسیح ابن مریم نے ظاہر میں ہوتا تو وہ کام جو میں کر سکتا ہوں
ہرگز نہ کر سکتا اور وہ نشان جو مجھ سے ظاہر ہو رہے ہیں ہرگز نہ دکھلا سکتا :
(حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۳۸ و ۱۳۹)

۵۶ - آپ کا خاندان بھی نہایت پاک اور مطہر ہے، تین دادیاں اور
نانیاں آپ کی زناکار اور کسی عورت میں تھیں جن کے خون سے آپ کا وجود
ظہور پذیر ہوا : (حاشیہ انجام آتم صفحہ ۱۷) پس اس نادان اسرائیلی نے ان معمولی
باتوں کا پیشین گوئی کیوں نام رکھا : (ضمیمہ انجام آتم صفحہ ۱۴) یہ بھی یاد ہے
کہ آپ کو کچھ جھوٹ بولنے کی عادت تھی : (حاشیہ ضمیمہ انجام آتم صفحہ ۱۵) انزال کلاں ص ۱۱
اعجاز احمدی صفحہ ۱۲ و ۱۳، انزال ادام صفحہ ۳۲ و ۳۳، کشتی نوح صفحہ ۱۶، از ختم نبوت ص ۱۱

خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم | ۵۷ - ہمارے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات
سے افضلیت کا دعوے | کی تعداد صرف تین ہزار لکھی ہے : (تحفہ مہر وہ ص ۱۱)
اور اپنے معجزات کی تعداد براہین احمدیہ حصہ پنجم صفحہ ۵۶ پر دس لاکھ بتلائی ہے۔

۵۸ - لہ خفف القمر المنیر دان لی عسا القمر ان المشرقان

انتکبر، اس کے لئے (یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے) چاند

کے خوف کا نشان ظاہر ہوا، اور میرے لئے چاند اور سورج دونوں، اب کیا تو انکار کرے گا؟ (اعجاز احمدی صفحہ ۱۷)

۵۹۔ ”ایک غلطی کا ازالہ (اشتہاں میں ”حضرت مسیح موعود“ نے فرمایا مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللَّهِ وَالَّذِي مَعَهُ آيَاتُ اللَّهِ عَلَى الْكَافِرِ رَحِمَاءٌ مِمَّنْهُمْ کے الہام میں محمد رسول اللہ سے میں مراد ہوں اور محمد رسول اللہ خدا نے مجھے کہا ہے“ (اخبار الفضل قادیان جلد ۱۵ مورخہ ۱۵ فروری ۱۹۱۶ء)

۶۰۔ پس ظلی نبوت نے مسیح موعود کے قدم کو پیچھے نہیں ہٹایا، بلکہ آگے بڑھایا اور اس قدر آگے بڑھایا کہ نبی کریمؐ کے پہلو پہ پہلو لاکھڑا کیا۔ (کلمۃ الفضل مصنفہ ماجزہ، بشیر احمد صاحب قادیانی مندرجہ رسالہ ریویو آف ریلیجز جلد ۱۲ ص ۱۱۴)

۶۱۔ ”محمد پھر اتر آئے ہیں ہم میں اور آگے سے میں بڑھ کر پیٹل میں محمد دیکھنے میں جس نے اہل غلام احمد کو دیکھے قادیان میں

(از قاضی ظہیر الدین صاحب اہل قادیانی منقول از اخبار پیغام صلح لاہور مورخہ ۱۳ مارچ ۱۹۱۶ء)

۶۲۔ محمد میں اور ہمارے میں بڑا فرق ہے، کیونکہ مجھے تو ہر ایک وقت خدا کی تائید اور مدد مل رہی ہے؛ (نزل اسحٰب مرزا غلام احمد صاحب، صفحہ ۱۶)

حدیث رسول کی توہین | ۶۳۔ اور ہم اس کے جواب میں خدا کی قسم کھا کر بیان کرتے ہیں کہ میرے اس غصے کی بنیاد حدیث نہیں بلکہ قرآن ابدی ہے جو میرے اوپر نازل ہوئی، ہاں تائیدی طور پر وہ حدیثیں بھی پیش کرتے ہیں جو قرآن شریف کے مطابق ہیں اور میری وحی کے معارض نہیں، اور دوسری حدیثوں کو ہم ردی کی طرح پھینک دیتے ہیں؛ (اعجاز احمدی صفحہ ۲۰) — اور تحفہ گو لہڑیہ صفحہ ۱۰)

اپنے زمانے والے تمام مسلمانوں کو | ۶۴۔ جو شخص تیری پیروی نہیں کرے گا اور تیری بیعت میں داخل نہیں ہوگا اور تیرا مخالف

ہے گا وہ خدا اور رسول کی مخالفت کرنے والا جہنمی ہے؛ (الہام مرزا غلام احمد صاحب تبلیغ رسالت جلد نہم صفحہ ۱۶۷)

۶۵۔ کل مسلمانوں نے مجھے قبول کر لیا ہے اور میری دعوت کی تصدیق

کر لی ہے مگر کنجریوں اور بدکاروں کی اولاد نے مجھے نہیں مانا؛ (آئینہ کلمات صفحہ ۵۳)

۶۶۔ ”جو شخص میرا مخالف ہے وہ عیسائی، یہودی، مشرک اور جہنمی ہے؛

نزول مسیح صفحہ ۴، تذکرہ صفحہ ۲۲، تحفہ گولڑیہ صفحہ ۳۱، تبلیغ رسالت جلد نہم صفحہ ۱۲۷

۶۷۔ ”بلاشبہ ہمارے دشمن یا بانوں کے خنزیر ہو گئے اور ان کی عورتیں

گشتیوں سے بھی بڑھ گئیں۔“ (نجم الہدیٰ صفحہ ۱۰، درمیں صفحہ ۲۹۴)

۶۸۔ ”جو شخص ہماری فتح کا قائل نہ ہوگا تو صاف سمجھا جائے گا کہ اس کو

دلدار الحرام بننے کا شوق ہے۔“ (انوار الاسلام صفحہ ۳۰)

۶۹۔ ”ہر ایک شخص جس کو میری دعوت پہنچی ہے اور اس نے مجھے قبول

نہیں کیا وہ مسلمان نہیں۔“ (حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۶۳)

۷۰۔ ”کفر دو قسم پہلے (اول) ایک یہ کفر کہ ایک شخص اسلام ہی سے

انکار کرتا ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خدا کا رسول نہیں مانتا،

(دوئم) دوسرے یہ کفر کہ مثلاً مسیح موعود کو نہیں مانتا اور اس کو باوجود اتمام

حجت کے جھوٹا جانتا ہے جس کے ملنے اور سچا جانتے کے بارے میں خدا و

رسولؐ نے تائید کی اور پہلے نبیوں کے کتابوں میں تاکید پائی جاتی ہے پس

اس لئے کہ وہ خدا و رسول کے فرمان کا منکر ہے اگر غور سے دیکھا جائے

تو یہ دونوں قسم کے کفر ایک ہی قسم میں داخل ہیں۔“ (حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۷۵)

۷۱۔ ”دنیا میں ماموروں کے انکار جیسی کوئی شقاوت نہیں اور ان قبولوں

کے مان لینے جیسی کوئی سعادت نہیں، اور وہ امن و امان کے قلعہ کی چابی

اور داخل ہونے والوں کی پناہ ہیں، تو پھر کیا حال ہوگا اس کا جس نے اس

کی چابی کو کھول دیا، اور قلعہ میں داخل نہ ہوا، اور باہر نکالے ہوئے لوگوں

کے ساتھ مل کر بیٹھ رہا، اور فی الحقیقت وہ شخص بڑے ہی بد بخت ہیں اور انس

جن میں سے ایسا کوئی بھی بدطالع نہیں، ایک وہ جس نے خاتم الانبیاء کو نہ مانا

دوسرا وہ جو خاتم الخلفاء پر ایمان نہ لایا۔“ (الہدیٰ صفحہ ۱۱، غلام احمد)

۷۲۔ ”کافر کہنے والا بہر حال منکر ہوگا اور جو شخص اس دعوے سے منکر ہے

وہ بہر حال کافر ٹھہر گیا۔“ (براہین احمدیہ حصہ نہم طبع دوم صفحہ ۶۴، خاتمہ بحث صفحہ ۳۶)

۷۳۔ ”الجواب، یہ عجیب بات ہے کہ آپ کا فر کہنے والے اور نہ ماننے والے کو دو قسم کے انسان ٹھہراتے ہیں، حالانکہ خدا کے نزدیک ایک ہی قسم ہے، کیونکہ جو شخص مجھے نہیں مانتا وہ اسی وجہ سے نہیں مانتا کہ وہ مجھے مغتری قرار دیتا ہے، مگر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے خدا پر اقرار کرنے والا سب کا فرد سے بڑھ کر کافر ہے، پس جب کہ میں نے ایک مکتذب کے نزدیک خدا پر اقرار کیا ہے اس صورت میں نہ میں کافر بلکہ بڑا کافر ہوا، علاوہ اس کے جو مجھے نہیں مانتا وہ خدا و رسول کو بھی نہیں مانتا، کیونکہ میری نسبت خدا و رسول کی پیشینگوئی موجود ہے۔ (حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۶۳، از غلام احمد)

۷۴۔ فضل حسین بیرسٹر نے کوئی چھ مرتبہ التجا کی کہ ہم لوگ کافر نہیں کہتے یا جو لوگ کافر نہیں کہتے ان کے ساتھ مل کر نماز پڑھنے کی اجازت دی جائے، تو حضرت (مرزا غلام احمد) نے بجائے اجازت کے فرمایا نہیں ہم ایسا نہیں کر سکتے، ہم تو کافر نہ کہنے والوں کو بھی کافر کہنے والوں کے ساتھ ہی سمجھتے ہیں۔ (فیصلہ حکم نمبر ۳۳، منقول از مناظرہ راولپنڈی صفحہ ۲۶۵)

۷۵۔ جو شخص ظاہر کرتا ہے کہ میں نہ اصر کا ہوں نہ اصر کا ہوں اصل میں وہ بھی ہمارا مکتذب ہے، اور جو ہمارا معتقد نہیں اور کہتا ہے کہ میں ان کو اچھا جانتا ہوں وہ بھی مخالف ہے، ایسے لوگ دراصل منافق طبع ہیں۔ (بدھ ۲۳، ۱۹۳۷ء)

۷۶۔ ”بہر حال کسی کے کفر اور اس کے اتمام حجت کے بارے میں فرد فرد کا حال دریافت کرنا ہمارا کام نہیں ہے یہ اس کا کام ہے جو عالم الغیب ہے، ہاں چونکہ شریعت کی بنیاد ظاہر پر ہے اس لئے ہم منکر کو مومن نہیں کہہ سکتے، اور نہ یہ کہہ سکتے ہیں کہ وہ مؤاخذہ سے بری ہے، اور کافر کو منکر ہی کہتے ہیں۔ (حقیقۃ الوحی ص ۱۷۱)

۷۷۔ ”پس نہ صرف اس کو جو آپ کو کافر نہیں کہتا مگر آپ کے دعوے کو نہیں مانتا کافر قرار دیا، بلکہ وہ بھی جو آپ کو دل میں سچا قرار دیتا ہے، اور زبانی بھی آپ کا انکار نہیں کرتا لیکن ابھی بیعت میں اُسے کچھ توقف ہو

کافر قرار دیا گیا ہے، پس سوچنے کا مقام ہے کہ حضرت صاحب نے اس معاملہ میں کس قدر تشدد سے کام لیا ہے، اور عقل بھی چاہتی ہے، کیونکہ اگر ایک ہندو رسول اللہ کو سچا مانے اور دل میں اقرار بھی کرے اور ظاہر طور پر انکار بھی نہ کرے، ہاں بعض واقعات کی بنا پر ابھی کلمہ کھلا اسلام لانے سے پرہیز کرے تو ہم اسے کبھی بھی مسلمان نہیں سمجھتے، بلکہ اسے کافر ہی سمجھتے ہیں، اور شریعت اسلام کبھی اس کے ساتھ ناتہ رشتہ کو جائز نہیں رکھتی، یعنی اس کے ساتھ کسی مسلمان عورت کے بیاہ دینے کی اجازت نہیں دیتی پس اسی طرح غیر احمدی کا حال ہے، جو ہمارے حضرت صاحب کو دل میں بچا جاتا ہے لیکن ابھی بیعت کرنے میں متردد ہے، پس جو لوگ ابھی آپ کے دعوے کے ماننے میں متردد ہیں اُن کی نسبت حضرت صاحب نے کفر کا فتویٰ دیا ہے، جیسا کہ میں.... حضرت صاحب کی عبارتیں اُدھر نقل کر آیا ہوں، (تشخیص الاذیان صفحہ ۳۱ و ۳۲ بابت اپریل ۱۹۱۱ء مرزا بشیر الدین محمود قادیانی)

۷۸۔ اور ہمارا یہ فرض ہے کہ ہم غیر احمدیوں کو مسلمان نہ سمجھیں اور ان کے پیچھے نماز نہ پڑھیں، کیونکہ ہمارے نزدیک وہ خدا تعالیٰ کے ایک نبی کے منکر ہیں، یہ دین کا معاملہ ہے، اس میں کسی کا اپنا اختیار نہیں کہ کچھ کر سکے؟
دانوار خلافت مرزا بشیر الدین محمود قادیانی، صفحہ ۹۰

۷۹۔ ”کل مسلمان جو حضرت مسیح موعود کی بیعت میں شامل نہیں ہوئے خواہ انھوں نے حضرت مسیح موعود کا نام بھی نہ سنا ہو وہ کافر اور اسلام سے خارج ہیں، میں تسلیم کرتا ہوں کہ یہ میرے عقائد میں“ (آئینہ صداقت صفحہ ۳۵)

ختم نبوت کے معنی کی تحریف تاویل | اپنی کتاب ”حقیقۃ الوحی“ کے حاشیہ میں لکھتے ہیں :-
میں متضاد اور بے یقینی باتیں

(۱) ”اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو صاحبِ خاتم بنایا، یعنی آپ کو افاضہ کمال کے لئے مہر دی جو کسی اور نبی کو ہرگز نہیں دی گئی، اسی وجہ

سے آپ کا نام خاتم النبیین ٹھہرا، یعنی آپ کی پیروی کمالات نبوت بخشی ہے، اور آپ کی توقیر روحانی نبی تراش ہے، اور یہ قوت قدسیہ کسی اور کو نہیں ملی؟ گویا خاتم النبیین کے معنی آخر النبیین نہیں، بلکہ انبیاء کی ٹہر میں کہ نبی بنانے کی قدرت و اختیار آپ کو دے دیا گیا ہے، آپ کو نبوت کی مہر دے دی، آپ جتنے چاہیں نبی بنا سکتے ہیں۔

(۲) اور اپنی کتاب نزول مسیح کے صفحہ ۳ کے حاشیہ پر لکھتے ہیں:-

” میں رسول اور نبی ہوں یعنی باعتبار ظلیت کاملہ کے میں وہ آئینہ ہوں جس میں محمدی شکل اور محمدی نبوت کا کامل انعکاس ہے، پس باوجود اس شخص (مرزا صاحب) کے دعوائے نبوت کے جس کا نام ظلی طور پر محمد اور احمد رکھا گیا، پھر بھی سیدنا محمد خاتم النبیین ہی رہا :- (ایک غلطی کا انالہ) اس سے معلوم ہوا کہ خاتم النبیین کے معنی تو وہی ہیں جو سب مسلمان سمجھتے ہیں، لیکن مرزا صاحب کا نبی ہونا اس کے منافی نہیں، کیونکہ (معاذ اللہ) میں محمد احمد ہیں۔ (صلی اللہ علیہ وسلم) تجلیات الہیہ صفحہ ۹ کے حاشیہ میں ہے:-

” نبی کے لفظ سے اس زمانہ کے لئے صرف یہ مراد ہے کہ کوئی شخص کامل طور پر شرف مکالمہ و مخاطبہ الہیہ حاصل کرے اور تجدید دین کے لئے مامور ہو، یہ نہیں کہ کوئی دوسری شریعت لا دے، کیونکہ شریعت آنحضرت

عہ گلائسوس ہے کہ مرزا صاحب کی تحریکیں ایسا جھگڑ ہیں کہ کچھ دودھ نکل جانے کے بعد انھیں خود بھی اپنا پہلا کلام یاد نہیں رہتا۔ اپنی کتاب حقیقۃ الوحی صفحہ ۳۹ پر یہ لکھتے ہیں: ”جس قدر مجھ سے پہلے اولیاء، ابدال، اقطاب اس امت میں گزر چکے ہیں ان کو حصہ کثیر اس نعمت کا نہیں دیا گیا پس اس وجہ سے نبی کا نام پانے کے لئے میں ہی مخصوص کیا گیا اور دوسرے تمام لوگ اس نام کے مستحق نہیں :- یہاں ان کو یہ بھی دھیان نہیں رہا کہ خاتم النبیین علی لفظ نبیین صحیح ہے اگر مرزا صاحب کے اسجاد کردہ معنی خاتم النبیین کے لئے جاویر تھے وہ اس وقت تک نہادق نہیں ہو سکتا جب تک ایک نامزد نبی آپ کی مہر سے منبے ہوں، اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کمال اس میں ہو کہ آپ کے ذریعہ لوگ نبی بنیں تو کیا ساری امت جس صرف ایک شخص کو وہ بھی تیرہ سو برس کے بعد آپ نبی بنا سکے، صحابہ و تابعین اور امت کے تمام اکابر میں کوئی اس قابل نہ تھا کہ آپ کی مہر سے نبی بن جاتا ۱۲ منہ

صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم ہے :

اس میں ختم نبوت کے معنی کا یہ حاصل ہوا کہ شریعت ختم ہے نبوت ختم نہیں۔ غرض جب سے مرزا صاحب دوسرے دور میں داخل ہوئے اور بنی بننے کا شوق داغ ہوا تو خاتم النبیین اور مسئلہ ختم نبوت کو اپنی راہ میں حائل پا کر اس کی تحریف و تاویل شروع کی لیکن اس میں بھی حسب دستور کسی ایک تحریف پر قائم نہ رہے۔ کبھی خاتم النبیین ہی کے معنی بدل کر ختم نبوت قرار دیا، کبھی ختم نبوت کے معنی کو اپنے معروف و مشہور معنی میں رکھ کر ظلی و بر ذری نبوت کی قسمیں ایجاد کیں اور ظلی نبی کو عین محمد و احمد علیہ السلام کے ختم نبوت کی زد سے باہر آنے کی سعی فرمائی، اور کہیں ختم نبوت میں ایک قید بڑھا کر اس سے گلو خلاصی کی فکر کی کہ ختم ہونے والی نبوت وہ ہے جس کے ساتھ شریعت بھی ہو، مطلق نبوت کا اہتمام مرزا نہیں، مرزا صاحب کی نبوت اور قادیاں تعلیمات اور عقائد سے توبہ کرنے کے لئے تو میرے خیال میں قرآن و حدیث سے دلیل لانے کی ضرورت نہیں، خود مرزا صاحب کی متضاد اور بے منگی باتیں پڑھ لینا ایک منصف مزاج سلیم الفہم انسان کے لئے کافی ہے، اور تمام لڑاچر بڑھنے کی بھی ضرورت نہیں، جتنی باتیں اس مقدمہ میں نقل کر دی گئی ہیں، ان کا بھی ہر اہل عقل و دیانت پر بلاشبہ یہی اثر ہوگا، لیکن عام مسلمانوں کے سمجھنے اور نفس مسئلہ کو سمجھانے کے لئے فی الجملہ اس کی ضرورت محسوس ہوئی کہ قرآن و حدیث اور سلف صالحین صحابہ و تابعین کے آثار و اقوال کے ذریعہ اس مسئلہ کے سر پہلو کو واضح کر دیا جائے، اسی مقصد کے لئے یہ کتاب بنام ختم نبوت لکھی گئی ہے۔ واللہ الموفق والمعین۔

مقصد کی تقسیم چار حصوں میں | چونکہ اس بحث میں ہمارا دے سخن ایک ایسی جماعت کی طرف ہے جو مدعی اسلام ہے، اور قرآن و حدیث اور اجماع امت کا اتباع کرنے کا دعویٰ رکھتی ہے اس لئے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ہم مسئلہ زیر بحث کو اصول اسلام اور احکام شرعیہ کی تینوں قطعی حجت (یعنی قرآن، حدیث، اجماع) سے علیحدہ علیحدہ تین حصوں میں واضح کر کے پیش کریں، اس لئے ابتداءً اس رسالہ کے تین حصے قرار دیئے گئے :-

اول ختم النبوة فی القرآن، جس میں آیات قرآنیہ سے اس مسئلہ کا قطعی لہ و اضع ثبوت پیش کیا جائے اور ان کے متعلق جو مخالف کے شبہات ہیں ان کا منصفانہ جواب دیا جائے۔

دوسرے ختم النبوة فی الحدیث، جس میں احادیث نبویہ سے اس مسئلہ کو منقح کیا جاوے اور شبہات مخالفین کے جوابات دیئے جاویں۔

تیسرے ختم النبوة فی الآثار، جس میں اجماع امت اور اقوال سلف صحابہ تابعین اور ائمہ دین اور ہر طبقہ کے علماء راہنہین یعنی علماء عقائد و کلام، مفسرین، محدثین، فقہاء، صوفیاء وغیرہم کی تحقیقات و تصدیقات اس مسئلہ کے متعلق پیش کی جاویں، اسی کے آخر میں کتب ترمیم توراۃ و انجیل وغیرہ سے بھی اس مسئلہ کے ہر پہلو کو کھولا جاوے اور عقلی دلائل سے بھی ختم نبوت کا ثبوت دیا جاوے۔

چوتھے اس کے بعد اس کی ضرورت باقی رہتی ہے کہ جن چیزوں کو قادیانی امت اپنے مذہب یعنی بقاۃ نبوت کے دلائل کہہ کر لوگوں کو فریب دیتی ہے، اُن کے جوابات تحقیق و انصاف کے ساتھ دیئے جاویں۔

پانچویں، مرزا کے ذاتی حالات و مقالات اور احلاق و اعمال کو جمع کیا جاوے جس سے معلوم ہو سکے کہ اگر بالفرض نبوت ختم بھی نہ ہوا اور دنیا کا ہر مسلمان نبی بن سکے تب بھی مرزا جی کو نبوت حاصل ہونا محال ہے۔

ابتدائی تین حصے اس کتاب میں موجود ہیں، چوتھے اور پانچویں حصہ کا ارادہ اس لئے چھوڑ دیا گیا کہ اس موضوع پر بہت سی مختصر و مفصل کتابیں شائع ہو چکی ہیں، اس کے لئے اب کسی خاص اہتمام کی ضرورت نہ رہی۔

وَاللّٰهُ الْمُسْتَعَانُ وَعَلَيْهِ التَّكْلَانُ؛

ختم السيرة النبوية

في السيرة النبوية

حصّة أوّل

ختم النبوة فی القرآن

حصہ اول

قرآن مجید وہ کتاب عزیز ہے کہ جس کی ایک ایک انا پر اہل عالم کی جانیں اور اموال و شربا ہا ہیں، اور اس کے ہر اشارہ پر مسلمانوں کی نظریں لگی ہوئی ہیں، بہت کافی تھا کہ مسئلہ زیر بحث میں بھی ایک اشارہ پر کفایت کرتا، لیکن خدائے عظیم و خبیر ہی خوب جانتا ہے کہ کونسا مسئلہ زیادہ قابل اہتمام ہے، اور اس مسئلہ کے بیان کی آئندہ ضرورت پڑنے والی ہے، اس نے اپنے اذلی کلام میں اس مسئلہ کا ہر پہلو اس قدر واضح کر دیا کہ کسی مسلمان کو جس کے دماغ میں فہم کا کچھ ماتہ اور قلب میں تمہور و اساخدا کا خوت اور اس کی کتاب کی کچھ عظمت ہو اس کے لئے کسی قسم کے شک بلکہ تاویل و تخصیص کی بھی گنجائش نہیں چھوڑی، پھر نہ صرف ایک مرتبہ اور ایک جگہ بلکہ متعدد مرتبہ اور مختلف مقامات میں مختلف طرز بیان سے اس مسئلہ کو ذہن نشین کیا گیا، جس کو میں کسی قدر تفصیل کے ساتھ ہدیہ ناظرین کرنا چاہتا ہوں۔

تفسیر قرآن کا معیار صحیح کیا ہے؟ ہر زبان اور ہر لغت میں کسی کلام کی مراد معلوم کرنے کے لئے جس طرح یہ ضروری ہے کہ اس لغت کے مفردات اور قواعد ترکیب وغیرہ معلوم کئے جائیں، اسی طرح ہر کلام کی مراد تعین کرنے کے لئے یہ بھی نہایت ضروری ہے کہ مشکلم اور مخاطب کو پیش نظر رکھا جائے۔

کیونکہ عموماً لغت اور زبان کے اعتبار سے ہر کلام کے مختلف معنی اور مختلف مرادیں ہو سکتی ہیں، جب تک کہ خصوصیات مشکلم و مخاطب کو حکم نہ بنایا جائے معنی مراد اور

مقصود کو متعین نہیں کیا جاسکتا ، اور جب کہیں ان خصوصیات سے قطع نظر کر کے کلام کی مراد بتلائی جاتی ہے ، تو اکثر ٹھوکریں کھانا پڑتی ہیں ، اور بہت سی غلطیوں کا شکار ہونا پڑتا ہے ۔

معانی اور بلاغت کے فنون میں اس مضمون کو بوضاحت بیان کیا گیا ہے ، اس جگہ صرف ایک مثال پر اکتفا کیا جاتا ہے ۔

دیکھئے اگر ایک شخص کہتا ہے کہ ” بارش نے زمین میں گھاس اور درخت اگائے ہیں ؛ تو اگر اس کا کہنے والا ایک توحید پرست مسلمان ہے تو ہر عقلمند اس کلام کے یہ معنی سمجھے گا کہ بارش گھاس اُگنے کا ظاہری سبب ہے ، اور اگر کہنے والا کوئی دہریہ مادہ پرست ہے تو یہی کلمہ کفر سمجھا جائے گا ، اور اس کی مراد یہ قرار دی جائے گی کہ وہ بارش کو گھاس درخت وغیرہ پیدا کرنے میں موثر حقیقی کہتا ہے ، جو قطعاً کفر ہے ، دیکھئے کہ مشکل کے حوالے مختلف ہونے کی وجہ سے ایک کلام کی مراد میں کس قدر شدید اختلاف ہو گیا ، ایک کلمہ جبکہ مسلمان کہتا ہے تو اس کی مراد صحیح ہے اور کفر کی کوئی وجہ نہیں ، اور کوئی دہریہ کہتا ہے تو یہی کلمہ کفر بن جاتا ہے ۔ (دیکھو مختصر معانی و مطول وغیرہ) ۔

اسی طرح بعض اوقات میں مخاطب کے بدل جانے سے کلام کی مراد بدل جاتی ہے ایک عالم فاضل کے لئے جب علامہ کہا جاتا ہے تو اس کی اعلیٰ درجہ کی تعظیم و توقیر ہوتی ہے اور یہی لفظ جب کسی اُن پڑھ جابل کے حق میں بولا جاتا ہے تو اس کا استہزار اور ٹھٹھا کرنا منظور ہوتا ہے ۔

اسی طرح بیوی کو حترہ کہہ کر طلاق مراد لی جاسکتی ہے جو انقضائے المباحات اور نہایت کمزور چیز ہے ، اور دوسری عورتوں کو یہی لفظ کہنا ان کی تعظیم و تعریف میں داخل ہے ، اسی طرح زمانہ اور مکان اور دیگر خصوصیات مشکلم و مخاطب کے اختلاف سے کلام کی مراد میں شدید اختلاف پیدا ہو جاتا ہے ، تھوڑے سے غور کرنے سے ہر ایک زبان میں ہر انسان اس قسم کی ہزاروں مثالیں بیان کر سکتا ہے جن کی تفصیل اس جگہ بے موقع ہے ۔ خلاصہ یہ ہے کہ ہر زبان میں جس طرح کلام کی مراد معلوم کرنے کے لئے اس زبان کی لغت اور قواعد صرفیہ و نحویہ کے معلوم کرنے کی ضرورت ہے اسی طرح یہ بھی ہم ضرورت میں سے ہے کہ خصوصیات مشکلم و مخاطب کو زیر نظر رکھ کر مراد متعین کی جائے ، اور جو کلام

کی مراد اُس کے بغیر بیان کی جانے والے بالکل ناقابل اعتساب ہے، کیونکہ اکثر کلام میں نفس لغت کے اعتبار سے چند احتمال ہو سکتے ہیں ان میں سے معنی مراد کی تعیین صرف خصوصیات مذکورہ پر موقوف ہوتی ہے۔

اسی اسلوب پر خدائے قدوس کا کلام بھی باعتبار لغت و قواعد ترکیب اکثر مضمون میں مختلف معانی کا تحمل ہو سکتا ہے اور ان کی متعدد مرادیں بن سکتی ہیں، اور حسب دستور ان میں بھی فیصلہ صرف خصوصیات مذکورہ سے کرنا ہوتا ہے۔

ابن سعد نے بروایت عکرمہ حضرت ابن عباسؓ سے نقل کیا ہے کہ۔

”حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے خوارج سے مناظرہ کرنے کے لئے حضرت

ابن عباسؓ کو مقرر فرمایا اور ارشاد فرمایا کہ آیات قرآنیہ کو مناظرہ کا معسر کہ

مت بناؤ بلکہ احادیث پیش کرو۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ

امیر المؤمنین قرآن مجید ہی سے مناظرہ کرنے میں کیا اندیشہ ہے، ہم بفضلہ

تعالیٰ قرآن مجید کو ان سے زیادہ سمجھتے ہیں، ہمارے ہی گھروں میں قرآن نازل

ہوا۔ حضرت علیؓ نے فرمایا کہ یہ تو آپ نے سچ کہا، لیکن قرآن مجید ایک مختصر

اور مجز کلام ہے جو مختلف احتمالات کا تحمل کرنے والا اور ذودجہ ہے، اگر

اس کے سمجھنے اور اس کی تفسیر کا معیار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم اور

آپؐ کی احادیث کو نہ بنایا گیا تو ایک آیت کی تفسیر میں تم بھی کچھ کہتے رہو گے

اور وہ بھی کچھ بولتے رہیں گے، کوئی بات فیصلہ کن نہ ہوگی، چنانچہ حضرت

ابن عباسؓ نے اس کو تسلیم کر کے ایسا ہی کیا، یہاں تک کہ خوارج کے

ہاتھ میں سوائے رسوائی کے کچھ نہ رہا۔“

(کذا فی الاتقان، صفحہ ۱۴۲، جلد ۱)

اس روایت میں اور ہر تو حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے فرمان سے صاف ظاہر ہو گیا کہ

قرآن مجید ذودجہ ہے، اس کے ایک کلام میں بحیثیت زبان مختلف معانی کا احتمال

ممکن ہے، اور جب تک اس کی مراد متعین کرنے کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی

تعلیم اور خصوصیات مذکورہ کا لحاظ نہ رکھا جائے اس کی حقیقی اور صحیح مراد کو پہنچنا مشکل

ہے، اور دوسری طرف حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے جو یہ فرمایا کہ قرآن ہمارے گھروں

میں نازل ہوا اس لئے ہم قرآن مجید کو ان سے زیادہ سمجھتے ہیں، اس سے یہ ثابت ہوا کہ خصوصیات مشکلم و مخاطب کو کلام کے سمجھنے میں بڑا دخل ہے۔

خلاصہ یہ کہ قرآن مجید کے اکثر جملوں میں لغت عرب اور قواعد خود صرف کے اعتبار سے مختلف معانی کا احتمال ہو سکتا ہے، ان احتمالات میں سے کیا صحیح ہے کیا غلط، اس کے پہچاننے کے لئے کوئی معیار ہونا ضروری ہے، ورنہ ہر شخص جو معنی چاہے گا وہ اختیار کر لے گا اور فیصلہ کی کوئی صورت نہ ہوگی۔

اس سے پہلے کہ ہم ختم نبوت کے ثبوت میں قرآن مجید کی آیات پیش کریں اس امر کا طے کر دینا ضروری سمجھتے ہیں کہ تفسیر قرآن کا صحیح معیار کیا ہے، جس سے ہم یہ معلوم کر سکیں کہ فلاں تفسیر صحیح ہے اور فلاں غلط۔

تفسیر قرآن کا معیار ارد | جن حضرات نے علوم قرآنیہ کے اصول پر کتابیں لکھی ہیں انھوں
اس کا صحیح طریقہ! | نے اس مسئلہ کو اہم قرار دے کر مفصل تقریر فرمائی ہے۔ ہم
اس جگہ شیخ جلال الدین سیوطی کی کتاب "الاتقان فی علوم القرآن" کی عبارت کا خلا
ہدیہ ناظرین کرتے ہیں جس کو انھوں نے جمہور علماء سے نقل فرمایا ہے:-

قرآن مجید کی تفسیر مذکورہ ذیل طریقوں پر علی الترتیب قابل اعتماد ہوگی، اور جو تفسیر ان طریقوں میں سے کسی طریق پر بھی نہ ہو وہ قرآن کی تحریف نہیں سمجھی جائے گی۔

(۱) مقدم اور سب سے زیادہ قابل اعتماد اس باب میں وہ تفسیر ہے جو خود قرآن مجید ہی کی دوسری آیات سے مستفاد ہو، کیونکہ اس کلام پاک میں اگر ایک مسئلہ کو کسی جگہ مبہم ارشاد فرمایا ہے، تو اکثر دوسری جگہ اس کی تفصیل کر دی گئی ہے، علامہ ابن جوزی نے تفسیر القرآن بالقرآن پر مستقل کتاب تصنیف فرمائی ہے، جس میں قرآن کی مبہم آیات کی

لہ کما فی تفسیر قولہ تعالیٰ یَا أَیُّهَا الرَّسُولُ بَلِّغْ مَا أُنزِلَ إِلَیْکَ مِنْ رَبِّکَ مَنْ رَدَّ عَنْهُ مِنَ الْعَمَانِ قَالَ أَلَا أَوْسَىٰ بِجَمیعِ الْقُرْآنِ
علوم الاولین والآخرین بحیث لم یخط بہا علما، حقیقۃ الامام الشکم بہائم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خلافاً لما استأثر
بہیئاً، ثم ورت عنہ معظم ذلک سادات الصحابۃ و اعلامہم مثل الخلفاء الاربعۃ و مثل ابن مسعود و ابن عباس و حتی
قال لومضاً علی عقول بصری و جودتہ فی کتاب اللہ ثم ورت عنہم التاجون باحسان ثم تقاصر الیہم و قررت العزم علی
ما حملہ الصحابۃ و التابعون فتوحاً فتونہ نقامت کل طائفۃ بغض من فتونہ (روح المعانی صفحہ ۱۷۰، پارہ ۶)

دوسری آیات سے شرح کی گئی ہے، اور حافظ ابن کثیرؒ نے بھی اپنی تفسیر میں اس کا التزام کیا ہے کہ ایک آیت کی تفسیر اگر کسی دوسری آیت سے ہو سکتی ہے تو سب سے پہلے اسی کو لاتے ہیں۔

(۲) دوسرے درجہ میں سب سے زیادہ قابل اعتماد وہ تفسیر ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی آیت کے متعلق اپنے قول یا فعل سے بیان فرمائی ہو، کیونکہ یہ کتاب میں آپؐ پر نازل ہوئی، اور آپؐ کو رسول بنا کر سمجھنے کا ایک اہم مقصد یہ بھی ہے کہ آپؐ اس کتاب کی تعلیم دیں، اور اس میں جو امور مبہم ہیں ان کو بیان فرمائیں، قرآن مجید میں بار بار اس کا ذکر آیا ہے:-

۱) یُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ۔

”آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس لئے بھیجا گیا کہ آپؐ قرآن مجید کی تعلیم دیں اور کام کی باتیں بتلائیں؟“

۲) لَتُبَيِّنَنَّ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ إِلَيْهِمْ۔

”تاکہ آپؐ بیان کر دیں لوگوں کے لئے وہ آیات جو ان کی طرف نازل کی گئیں؟“

ان آیات سے واضح طور پر معلوم ہوا کہ قرآن کو صحیح سمجھنے کے لئے رسولؐ کی تعلیم و تبیین کی ضرورت ہے، اگر قرآن کو سمجھنے کے لئے صرف عربی زبان جانتا اور کتاب اللہ کا مطالعہ کافی ہوتا تو رسولؐ کے بھیجنے کی اور ان کے فرائض منصبی میں قرآن کی تعلیم و تبیین داخل کرنے کی کوئی ضرورت نہ ہوتی۔

جبکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کی غرض میں داخل ہے کہ آپؐ قرآن مجید کی تعلیم دیں اور اس کے مجمل و مبہم کی شرح اور تفسیر بیان فرمائیں، اور یہ بھی ظاہر ہے کہ آپؐ کے کل فرمان وحی الہی ہیں، اس لئے دوسرے درجہ میں سب سے زیادہ قابل اعتماد وہ تفسیر ہوگی جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمائی۔

(۳) تیسرے درجہ میں صحابہ کرامؓ کی تفاسیر قابل اعتماد ہیں، کیونکہ انھوں نے قرآن کے نزول کا مشاہدہ کیا، انہی کے سامنے اور اکثر انہی کے واقعات پر قرآن مجید نازل ہوا، اور پھر قرآن مجید کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پڑھا ہے، اور ظاہر ہے کہ کوئی انسان جب کوئی کتاب دین کی ہو یا دنیا کی کسی شخص سے پڑھتا ہے تو اس کے پڑھنے کی غرض صرف عبارت پڑھنا نہیں ہوتی، بلکہ اس کے معانی کا سمجھنا اہم مقصد ہوتا ہے، اور جب

طب یا نحو صرف کی کتاب کوئی ادنیٰ طالب علم بے سمجھے پڑھنا حماقت اور تغلیع عمر سمجھتا ہو تو آپ خود فیصلہ کریں کہ جب استاذ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہوں جن کی غرض بعثت تعلیم کتاب ہے، اور شاگرد وہ صحابہ کرام کہ تمام امت کے اذکیاء ان سے کوئی نسبت نہیں رکھتے، اور کتاب وہ اہم کتاب کہ جس پر ان کے اور تمام امت کے دینی و دنیوی مقاصد اور دارین کی فلاح موقوف، پھر کیسے ہو سکتا ہے کہ وہ آپ سے محض الفاظِ مکرر پڑھنے پر اکتفاء کرتے، صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین خود فرماتے ہیں کہ جب ہم آپ سے قرآن مجید پڑھتے تھے تو مطالب و معانی کو بھی آپ سے ہی پڑھتے تھے۔ سیوطی نے بحوالہ ابو عبد الرحمن سلمیٰ حضرت عثمان غنیؓ اور حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ سے روایت کیا ہے۔

اَنْتُمْ كَانُوا اِذَا تَلَعْتُمْ اَمِنَ

النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

عَشْرَ اَيَّامٍ لَمْ يَتَجَاوَزْ دُحَاهَا

حَتّٰى يَتَعَلَّمُوْا مِنْهَا مِثْرَ الْعِلْمِ

وَالْعَمَلِ قَالُوْا فَتَعَلَّمْنَا الْقُرْآنَ

وَالْعِلْمَ وَالْعَمَلَ جَمِيْعًا

۱۰ صحابہ کرام جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے دس آیتیں پڑھتے تھے تو اس وقت تک آگے نہ بڑھتے تھے جب تک اس کے تمام علمی اور عملی مطالب پوری طرح معلوم نہ کر لیں، صحابہ فرماتے ہیں ہم نے قرآن مجید کو آپ سے سیکھا اور اس کے علم و عمل وغیرہ سب کو معلوم کیا :

(اتقان ۱۷۱ ج ۱)

یہی وجہ ہے کہ حضرت عبد اللہ بن عمرؓ جیسے جلیل القدر صحابی کو ایک سورہ لہروہ کے پڑھنے میں آٹھ سال صرف ہوئے۔ (رداء مالک فی الموطأ) خدا ہی جانتا ہے کہ انہوں نے آٹھ سال میں کیا کیا علوم و معارف اس سورت کے حاصل کئے ہوں گے ورنہ صرف حفظ کے لئے چند روز کافی تھے۔ اور چونکہ صحابہ کرام کے علوم قرآنیہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے حاصل کردہ ہیں اس لئے امام الحدیث حاکم نے کہا ہے کہ تفاسیر صحابہ سے اس جگہ صرف وہ تفاسیر مراد ہیں جو شان نزول وغیرہ کے بارہ میں وارد ہوئی ہیں، مطلقاً اقوال صحابہ مراد نہیں، خود حاکم نے اپنی کتاب علوم الحدیث میں اس کی تصریح فرمادی ہے۔

(۴) چوتھے درجہ میں تابعین رحمہم اللہ کے اقوال و بارہ تفسیر قابل و ثوق سمجھے جاتے ہیں، کیونکہ بہت سے تابعین نے پورا قرآن مجید صحابہ کرام سے پڑھا، اور اس کے وہ علوم و معارف حاصل کئے جو صحابہؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سیکھے تھے۔

(۵) پانچویں درجہ میں وہ تفسیر قابل عمل ہے جو ان ائمہ تفسیر نے تحریر فرمائی ہے جن کی عمریں اسی میدان کی سیاحت میں ختم ہو گئیں، اور جنہوں نے تفسیر کے باب میں اصول سابقہ کو پیش نظر رکھ کر احادیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور اقوال صحابہ و تابعین کو اپنا امام بنالیا، اور اس باب میں جو کچھ کہا صحابہ و تابعین کے اقوال کی ترجمانی کی، اور اسی لئے اگر یہ کہا جائے تو بے جا نہیں کہ یہ پانچواں درجہ کوئی مستقل درجہ نہیں، بلکہ تیسرے اور چوتھے درجہ میں داخل ہے، کیونکہ صحابہ و تابعین کے آثار بھی انہی تفاسیر سے معلوم ہو سکتے ہیں۔

اس قسم کی تفسیروں میں سے سیوطی نے کتب ذیل کا نام لیا ہے :-
ابن جریر، ابن ابی حاتم، ابن ماجہ، حاکم، ابن مردویہ، ابوالشیخ ابن حبان، ابن اللزیز وغیرہ، اور کتب متداولہ میں سے ابن کثیر، درمنثور وغیرہ بھی اس قسم کی تفسیریں ہیں۔ لیکن ان سب میں سیوطی نے تفسیر ابن جریر کو ترجیح دیتے ہوئے فرمایا ہے :-
اجْمَعَ الْعُلَمَاءُ الْمَعْتَبَرُونَ
عَلَى أَنَّهُ لَمْ يُؤَلَّفْ فِي
التَّفْسِيرِ مِثْلُهُ ۔
”علماء معتبرین نے اس پر اجماع و اتفاق کیا ہے کہ فن تفسیر میں اس جیسی کتاب تصنیف نہیں ہوئی“

یہ پانچ اصول ہیں جو قرآن عزیز کی صحیح تفسیر کا معیار ہیں، جو تفسیر ان اصول کے مطابق ہے وہ علماء قابل اعتماد ہے، اور جو اس معیار پر درست ثابت نہ ہو وہ قرآن مجید کی تحریف اور زندقہ والحاد ہے، اسی کو تفسیر بالرائے کہا جاتا ہے، جس کے متعلق حدیث میں ہے :-

مَنْ تَكَلَّمَ فِي الْقُرْآنِ بِرَأْيِهِ
فَأَصَابَ فَقَدْ أَخْطَأَ رِوَاؤُهُ النَّاسُ
وَابْذَاؤُهُ وَالتَّرْمِذِيُّ (ازرقان ۱۹۸)
”جو شخص قرآن کی تفسیر میں اپنی رائے سے کلام کرے اور (اتفاقاً) تفسیر صحیح ہو بھی دے تب بھی اس نے خطا کی“

اور حدیث میں ہے :-
مَنْ تَأَلَّى فِي الْقُرْآنِ بِغَيْرِ عِلْمٍ
فَلْيَتَّبِعْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ
(ابوداؤد)
”جو شخص قرآن کریم کی تفسیر بغیر علم کے کرے اس کو چاہئے کہ اپنا ٹھکانا جہنم میں سمجھ لے“

درجہ ظاہر ہے کہ صحابہ و تابعین اور اسلاف متقدمین کی تفسیروں کے بعد ان کے خلاف کوئی قول ایسا ذکر نہ آیا اور آیت کی مراد ان سب کے خلاف قرار دینا صاف یہ معنی رکھتا ہے کہ العیاذ باللہ تیرہ سو برس تک تمام امت نے قرآن کا مطلب غلط سمجھا، صحابہ کرامؓ اور پھر تابعینؓ اور تبع تابعینؓ اور پھر تمام ائمہ سلف صالحین میں سے کسی کو حق کی طرف ہدایت نہ ہوئی۔ یہ ایک ایسی بات ہے کہ جس کا کوئی مسلمان جو قرآن مجید کو خدا کی کتاب جانتا ہے، قائل نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ یہ وہ مفسد و عظمیٰ ہے کہ اسلام کی ریخ و بنیاد کو ہلا دینے والا ہے، بلکہ اگر انصاف سے کام لیا جائے تو کوئی منصف کا فر بھی اس بیہودگی کو اختیار نہیں کر سکتا، تمام اسلاف امت کا کسی آیت کی مراد کو نہ سمجھنا یا غلط سمجھنا جو وہ ذیل قابل ہے۔

۱۔ اذّل تو یہ کہ اس صورت میں قرآن مجید خدا تعالیٰ کا کلام نہیں بلکہ کسی بھلا انسان کا کلام بھی نہیں ہو سکتا، کیونکہ اس کا دعویٰ ہے کہ عالم کی ہدایت کے لئے نازل ہوا اور جب تمام عالم باوجود اپنی امکانی کوششوں کے صرف کر دینے کے تیرہ سو برس تک اس کی مراد کو نہ پاسکا تو معاذ اللہ گمراہی پر گمراہی بڑھانے والی چیتان ہو گئی، کوئی قابل عمل کتاب نہ رہی۔

۲۔ دوم اس صورت میں قرآن مجید کوئی قابل عمل اور قابل اعتماد کتاب نہیں ہوتی اور اس کتاب میں سے العیاذ باللہ اسائن اٹھ جاتا ہے، کیونکہ جب یہ ممکن ہے کہ تیرہ سو برس تک تمام امت کی عرق ریزی اور جانکاہی اس کی صحیح مراد پر نہ پہنچا سکی اور ان سب کے ناخن تدبیر اس گتھی کو نہ سلجھا سکے، اور امت کے سب سے بڑے ارکان صحابہ و تابعین اس چیتان کے حل کرنے سے عاجز رہ کر معاذ اللہ ہمیشہ گمراہی میں پھنسے رہے تو جو صاحب آج اس کے نئے معنی کو صحیح بتلاتے ہیں کیا اس میں بھی یہ احتمال نہیں کہ وہ بھی پہلے معنی کی طرح آئندہ چل کر غلط ثابت ہوں، جس کا ظہور آئندہ تیرہ سو برس کے بعد ہو، ورنہ وہ بتلائیں کہ ان کے پاس اس کی کیا ضمانت ہے کہ وہ جو کچھ مراد سمجھتے ہیں وہ ہرگز غلط نہیں ہو سکتی بلکہ اس صورت میں ہر شخص کو یقین کر لینا پڑے گا کہ جب اس ذات مقدس نے اس معنی کو حل نہ کیا جس پر قرآن نازل ہوا اور ان کو اس کے پڑھانے اور بیان کرنے کے لئے ہی خدا تعالیٰ نے مبعوث فرمایا تھا، پھر صحابہ کرامؓ پر اس کی صحیح مراد ظاہر نہ ہو سکی، حالانکہ انھوں نے اسی کے حاصل کرنے اور پڑھنے کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شاگردی

اور خدمت میں عمر گزاری، اور بیچاروں نے آٹھ آٹھ اور بارہ بارہ برس صرف ایک سورت کے پڑھنے اور سمجھنے میں صرف بھی کئے پھر اسلافِ امت میں سے ہر قرن اور ہر زمانہ میں اس کے حل کرنے کے لئے ان حضرات نے زور لگائے جن کی ذکاوت اور تیزی طبع اور فہم خدا داد کا کفار کو بھی طوعاً و کرہاً اعتراف کرنا پڑا ہے، لیکن ان سب امور کے ہوتے ہوئے وہ سب اس کے صحیح معنی سمجھنے سے عاجز رہے تو پھر یہ کتاب کیا اس قابل ہو سکتی ہے کہ کسی عقلمند کو اس کی طرف دعوت دی جائے، یا کوئی اس کو قبول کرنے کے لئے آمادہ ہو سکے۔

خلاصہ یہ ہے کہ صحابہ و تابعین جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بلا واسطہ یا ایک واسطہ سے شاگرد ہیں، اور تعلیم قرآن جو آپ کی بعثت کا اعلیٰ مقصد ہے اس کے قابل ہیں لوگ ہیں، اگر یہ لوگ بھی قرآن کو صحیح سمجھے تو لازم آتا ہے کہ قرآن مجید ایک غیر مایوس کلام ہو جائے کہ اب تک جو امت نے معنی سمجھے وہ آج غلط ثابت ہوئے، پھر جو معنی آج قرار دیئے گئے اس پر کیا اطمینان ہے کہ وہ بھی آئندہ غلط ثابت نہ ہوں گے، اور ان امور کے ہوتے ہوئے کیا کسی مسلمان کا منہ ہو سکتا ہے کہ وہ کفار کو اس کتاب عزیز پر ایمان لانے اور اس کے اتباع کی دعوت دے؟

۳۔ سو تبصریحات احادیث صحابہ کرام کی جماعت ہر حیثیت علم و عمل سے اس امت کا افضل ترین طبقہ ہے، صحابہ ہی کی شان میں حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے فرمایا ہے:-

أُولَٰئِكَ أَتَّبَهُمُ تَلَوْنَا
وَأَعْلَمُهُمُ عِلْمًا

والے اور سب گہرے علم والے ہیں؟
اور حدیث معروف خَيْرُ الْقُرُونِ تَرْتِي ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ بھی اس معنی کی شاہد ہے۔

پھر اس ذہن و ذکاوت کے ساتھ وہ قرآن کے ہمزبان اور اس کی آیات کے نزول کا رات دن آنکھ سے مشاہدہ کرنے والے بھی ہیں، اور اس پر مزید یہ کہ پھر اس کے پڑھنے اور سمجھنے میں بارہ بارہ برس ایک ایک سورت پر صرف بھی کرتے ہیں، اور سب سے زیادہ یہ کہ اس کے مطالب کو خاص اُس مبارک ذات سے سیکھتے ہیں جس پر قرآن نازل ہوا، اور جس کے مبارک سینہ کو علوم اولین و آخرین سے معمور کیا گیا، اور ان کو اسی کتاب عزیز کا معلم بنا کر

بھیجا گیا، اور خود صحابہ فرماتے ہیں کہ ہم نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے قرآن مجید کے الفاظ ہی نہیں سیکھے، بلکہ اس کے معانی و مطالب اور علم و عمل سب چیزیں آپ سے ہی حاصل کیں، پھر کیسے ممکن ہے کہ قرآن مجید کے صحیح معنی ان سب حضرات سے مخفی رہ جائیں۔ اسی طرح تابعین و جمہم اللہ نے قرآن کریم صحابہؓ سے حاصل کیا، تو کیسے ہو سکتا ہے کہ وہ سب کے سب اس کی صحیح مراد پر نہ پہنچیں، اور اگر یہ حضرات باوجود ان اوصاف و حالات کے اس کی صحیح مراد پر نہیں پہنچ سکتے تو دنیا میں کوئی انسان اس کی صحیح مراد پر نہیں پہنچ سکتا۔

۴۔ چہاں قرآن مجید خود ارشاد کرتا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو قرآن مجید کی تعلیم و تبیین کے لئے بھیجا گیا ہے، جیسا کہ پہلے چند آیات سے ثابت ہو چکا ہے، پس اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دنیا سے تشریف لے گئے اور معاذ اللہ قرآن اسی ابہام اور اخفاء کی تاریکی میں باقی رہا تو (خاکم بدین) خدا کا یہ ارادہ پورا نہ ہوا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے کارِ منصبی کو پورا نہ کیا۔

اسی لئے امام مالکؒ نے فرمایا ہے کہ جو شخص آج کوئی نئی بات ایجاد کرتا ہے، وہ درحقیقت یہ کہتا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے (معاذ اللہ) اپنے فریضہ رسالت میں خیانت کی اور پورا دین امت کو نہیں پہنچایا۔

انجام آج جو شخص کسی آیت کی تفسیر معلوم کرنا چاہے اس کے لئے نہایت سہل اور سلامتی کا راستہ یہ ہے کہ وہ سلف صالحین صحابہ و تابعین کی تفاسیر کو اپنا قدوہ بنا کر ان کی اختیار کردہ تفسیر کو قرآن کی مراد سمجھے۔

اور جو کوئی معنی جہور صحابہ و تابعین اور اسلاف امت کے خلاف سمجھ میں آئے ان کو اپنی غلط فہمی اور قصورِ علم کا نتیجہ سمجھے، اگرچہ اس کے گمان میں وہ معنی قرآن کا مدلول معلوم ہوتے ہوں۔ غرض صحابہ و تابعین جو کہ اس کتاب کے علوم میں آنحضرت صلی اللہ علیہ کے بلا واسطہ یا صرف ایک واسطہ سے شاگرد ہیں، ان کے اقوال سے تجاوز کرنا، اور ان سب اقوال کے علاوہ کوئی نئے معنی ایجاد کرنا قرآن کو ناقابلِ اعتماد اور ناقابلِ عمل چیز قرار دینا ہے۔

اس بابہ میں امام الحدیث والتفسیر حافظ من تیمیہؒ کی ایک عبارت علامہ سیوطیؒ نے

اتقان میں معتمد علیہ ہونے کی حیثیت سے نقل کی ہے، دیکھو اتقان، ص ۱۷۸، ۱۷۹، ۱۸۰ :-

فَإِنَّ الصَّحَابَةَ وَالتَّابِعِينَ وَ
 الْأَثَمَةَ إِنْ كَانَ لَهُمْ فِي الْآيَةِ
 تَفْسِيرٌ وَجَاءَ قَوْمٌ نَسَرُوا الْآيَةَ
 يَقُولُ آخَرُ لِأَجْلِ مَذْهَبٍ غَلَا
 وَذَلِكَ الْمَذْهَبُ لَيْسَ مِنْ
 مَذَاهِبِ الصَّحَابَةِ وَالتَّابِعِينَ
 صَارَ مُشَارِكًا لِمَنْزِلِهِ وَغَيْرِهِمْ
 مِنْ أَهْلِ الْبَيْتِ فِي مُشَارِكِهِ
 وَفِي الْجُمْلَةِ مَنْ عَدَلَ عَنْ
 مَذَاهِبِ الصَّحَابَةِ وَالتَّابِعِينَ
 وَتَفْسِيرِهِمْ إِلَى مَا يَخَالِفُ
 ذَلِكَ كَانَ مُحْطًا بِذَلِكَ بَلْ
 مُبْتَدِلًا لِأَنَّهُمْ أَعْلَمُ بِتَفْسِيرِهِ
 مَخَانِيهِ كَمَا أَنَّهُمْ أَعْلَمُ بِالْحَقِّ
 الَّذِي بَعَثَ اللَّهُ بِهِ رَسُولَهُ .

راز اتقان ص ۱۷۸، ۱۷۹ (۲ ج ۱۷۸)

رسول کو بھیجا :-

خلاصہ یہ کہ آج قرآن مجید کی تفسیر اور تعین مراد کے لئے سب سے زیادہ اسہل اور
 اسلم طریق یہ ہے کہ :-

(۱) اول سلف صالحین صحابہ و تابعین و تبع و تابعین اور ائمہ مفسرین کے اقوال اور
 تفاسیر پر نظر ڈالے، اور جب کسی آیت کی تفسیر ان حضرات سے مل جائے تو اسی کو قرآن
 کی مراد سمجھ کر مطلق ہو جائے، البتہ مزید اطمینان اور شرح صدر کے لئے اگر احادیث
 اور قرآن مجید کی دوسری آیات سے اس تفسیر کے ماخذ کو بھی دریافت کرے اور معلوم
 کرے کہ صحابہ و تابعین نے آیت کی یہ تفسیر کہاں سے لی ہے، تو یہ بھی ایک مفید علم اور
 خداوند عالم کی بڑی نعمت ہے، لیکن یہ یاد رہے کہ محض اپنی نارسافہم کے اعتماد پر صحابہ

تابعین کے خلاف کسی مضمون کو قرآن کی مراد اور مدلول بنانا جائز نہیں،
(۲) اور اگر کسی آیت کی تفسیر صحابہ و تابعین اور ائمہ مفسرین کی نقل سے نہ ملے تو خود
احادیث میں غور کرے، اور اگر وہاں کچھ صراحت یا اشارہ سے آیت کی مراد متعین
ہو جائے تو اسی کو مراد سمجھی جائے۔

(۳) در نہ پھر خود اس آیت کے اگلے پچھلے مضمون اور دوسری آیات میں غور کر کے
جو کچھ مراد سمجھ میں آئے اس پر اعتماد کیا جائے۔

(۴) اور اگر بالفرض ان میں بھی کسی صورت سے آیت کی تفسیر واضح نہ ہو، حالانکہ
یہ تقریباً ناممکن ہے، تو پھر نفس لغت عرب اور قواعد نحو صرف اور معانی و بلاغت کے
اعتبار اور سیاق و سباق کے دیکھنے سے جو معنی سمجھے جاتے ہوں انہی کو اس کی تفسیر
قرار دیا جائے، کیونکہ صحابہ کرام کا بھی اس قسم کی آیات میں یہی طریق تھا، حضرت
عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں:-

الشَّعْرُ دِيَوَانُ الْعَرَبِ بِنَادَا
أَخْفَى عَلَيْكَ حَرْفُ تَمِيزِ الْقُرْآنِ
الَّذِي أَنْزَلَ بِلُغَةِ الْعَرَبِ
نَجْعًا إِلَى دِيَوَانِهَا.

”شعر عرب کا دیوان ہے (جس میں مہبت
اور مشکلات کے فیصلے ہوتے ہیں) تو جب
کوئی لفظ قرآن کا ہم پر معنی ہو جاتا ہے تو
ہم اس دیوان کی طرف رجوع کرتے

ہیں۔“

اتقان، ص ۱۲۱ ج ۱

لیکن اہل علم پر مخفی نہیں کہ اخیر کی تین صورتیں اور بالخصوص چوتھی صورت بالکل نادر
اور قلیل ہیں بلکہ اگر یہ کہہ دیا جائے کہ بالکل موجود نہیں تو شاید بے جا نہ ہو کیونکہ تقریباً تمام
قرآن مجید کی تفسیر صحابہ و تابعین اور ائمہ متقدمین سے منقول اور کتابوں میں مدون ہے،
محض احتمال کے طور پر اخیر کے تین درجات کو عرض کیا گیا ہے۔

عرض آج ہمارے لئے تفسیر قرآن کے بارے میں سیدھا راستہ اور سہل طریق اور
سب سے زیادہ قابل اطمینان ذریعہ جس میں غلطی کا احتمال نہیں وہ صرف یہی ہے کہ
ہم صحابہ و تابعین اور ائمہ متقدمین کی تفسیروں پر اعتماد کریں اور ان کے خلاف اگر کوئی
معنی سمجھ میں آئے تو اس کو اپنا قصور فہم خیال کریں، کیونکہ ہم اور پر تفصیل لا عرض کر آئے
ہیں کہ تمام دنیا جمع ہو کر بھی اس بارہ میں صحابہ کے برابر نہیں ہو سکتی، علاوہ نقل صحیح

کے عقل سلیم اور تجربہ اور عادت جاریہ کا بھی یہی مقتضی ہے کہ کلام کی مراد جس قدر کہ اس کا مخاطب یا مخاطب کا شاگرد سمجھ سکتا ہے کتابوں میں لکھی لکھائی دیکھنے والا ہرگز نہیں سمجھ سکتا۔ ایک شبہ اور اس کا ازالہ | ممکن ہے کہ کسی کو یہ خیال ہو کہ صحابہ و تابعین کے اقوال و روایات تفسیر اکثر مختلف ہوتے ہیں تو ایسی حالت میں وہ کیسے فیصلہ کن ہو سکتے ہیں، لیکن اقل تو ان اختلافات میں غور کرنے والا بلا تکلف اس نتیجہ پر پہنچ سکتا ہے کہ وہ اختلافات درحقیقت اختلاف نہیں ہوتے، بلکہ محض تعبیر و تمثیل اور ان الفاظ و عنوان کا فرق ہوتا ہے، سراسر نظر سے دیکھنے والا اس کو اختلاف سمجھتا ہے۔

مثلاً صراط مستقیم کی تفسیر میں بعض صحابہ نے فرمایا ہے کہ اس سے اتباع قرآن مراد ہے، اور بعض نے اسلام سے تفسیر کی، اور بعض نے سنت و جماعت سے، اور بعض صحابہ نے طریق عبودیت اور بعض حضرات نے اطاعت خدا و رسول سے۔ یہ اقوال اگرچہ بصورت مختلف نظر آتے ہیں لیکن درحقیقت ان میں کوئی اختلاف نہیں، کیونکہ اتباع قرآن ہی درحقیقت اسلام ہے، اور اسی کا نام سنت و جماعت ہے، اور وہی طریق عبودیت اور اطاعت خدا و رسول ہے، بیشتر صحابہ کرام کے اختلافات اسی قسم کے ہیں، بہت سے شاذ و نادر ایسے خلاف ہیں جن کا مراد پراثر پڑتا ہو، شیخ حلال الدین سیوطی فرماتے ہیں:-

وَلِهَذَا كَانَ الزَّاعِجُ بَيْنَ
الصَّحَابَةِ فِي تَفْسِيرِ الْقُرْآنِ
قَلِيلًا جِدًّا۔
• چونکہ صحابہ نے علوم قرآنیہ آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم سے بلا واسطہ حاصل کئے ہیں،
اس لئے اس بارہ میں اختلاف بہت کم ہو۔

پھر جن آیات میں حقیقتہً صحابہ کے اقوال میں کچھ اختلاف ہے (اس میں تابعین اور ائمہ مجتہدین نے اسناد کی تحقیق اور روایات کے ضبط و اتقان اور ثقاہت کے اعتبار سے ترجیح کی صورتیں قائم کر دی ہیں) پس بحمد اللہ اس طریق پر کوئی غبار نہیں اور تفسیر قرآن کے بارے میں اس راستہ پر چلنے والے کے لئے گمراہی کا کوئی خطرہ نہیں اَللّٰهُمَّ ارْزُقْنَا سُلُوْكَہُ۔

یہ وہ معیار ہیں کہ جن سے تفسیر کے معاملہ میں صحیح اور غلط اور حق و باطل کا فیصلہ ہو سکتا ہے، اور یہی وہ طریق ہے جس پر تیرہ سو برس سے جمہور اہل سنت و الجماعت کا

عمل ہے اور انشاء اللہ تاقیامت یہے گا۔

اس کے بعد ہم دکھلانا چاہتے ہیں کہ مرزا صاحب نے قرآن مجید کی تفسیر کے لئے کیا معیار قرار دیا ہے اور کیا وہ قابل اعتماد اور فیصلہ کن معیار ہے یا نہیں۔

مرزا صاحب کے نزدیک | چونکہ جمہور اہل سنت والجماعت اور صحابہ و تابعین کے طریق پر تفسیر قرآن کا معیار مرزا صاحب کی تحریفات اور اوہام کے لئے قرآن مجید کی آیات بینات میں کوئی راستہ نہ رہتا تھا، اس لئے انہوں نے ضروری سمجھا کہ تفسیر قرآن کے اصول معیار ہی کو بدلنا چاہئے، اپنے رسالہ ”برکات الدعاء“ ص ۱۳ لغایہ صفحہ ۱۵ میں اس مسئلہ پر گفتگو کرتے ہوئے تفسیر قرآن کے لئے سات معیار تجویز کئے اور اس میں اپنی قدیم عادت کے موافق عوام کو ٹبھانے کے لئے چند متفق علیہ معیاروں کو بھی ذکر کر دیا، ورنہ حقیقت ان کے نزدیک صرف ساتواں معیار قابل عمل ہے، چنانچہ خود ان کی تصریح ہے کہ یہ معیار سب معیاروں پر حاوی ہے۔

ان سات معیاروں میں چار تو وہی ہیں جو ہم نے جمہور سے نقل کئے، یعنی خود قرآن کی دوسری آیات اور احادیث اور اقوال ائمہ صحابہ اور اقوال تابعین، اور تین معیلائی طرف سے ایسے ایجاد کئے جو مرزا صاحب کی ہر ضرورت کو قرآن مجید سے پورا کر سکیں، اور ان کی سب تحریفات کو تفسیر قرآن میں داخل کر سکیں، چنانچہ فرماتے ہیں:-

⑤ ”پانچواں معیار خود اپنا نفس مطہر ہے کہ قرآن میں غور کرنا ہے“

⑥ ”چھٹا معیار روحانی سلسلہ کے سمجھنے کے لئے جسمانی سلسلہ ہے، کیونکہ خداوند

کریم کے دونوں سلسلوں میں بالکل تطابق ہے“

④ ”ساتواں معیار وہی ولایت اور مکاشفاتِ محمدین ہیں، اور یہ معیار گویا

سب معیاروں پر حاوی ہے“

ہم اس معاملہ کو منصف ناظرین پر چھوڑتے ہیں کہ کیا وہ تین معیار جو مرزا صاحب نے گھڑے ہیں قرآن کی مراد متعین کرنے کے لئے معیار ہو سکتے ہیں اور ان سے ہم تفسیر کے باب میں کھرے کھوٹے کی تمیز کر سکتے ہیں یا نہیں؟

جس شخص میں ہم دادِ الٰہ کا کچھ مادہ موجود ہے وہ بلا تامل سمجھ سکتا ہے کہ یہ معیار کسی طرح فیصلہ کن نہیں ہو سکتے۔

کیونکہ ان میں سے اول معیار کی بناء پر شخصِ مسترآن کی مراد پر حاکم بن جاتا ہے ہر ایک جاہل کہہ سکتا ہے کہ میرا نفسِ طہرا اس آیت کے معنی تجویز کرتا ہے اور بمقتضائے آیت مَلِكٌ مِّنْ ذُرِّيَّتِهِ مَبْشُورٌ ہر شخص اپنے ہی تجویز کردہ معنی کو حق اور درست خیال کرتا ہے، اور اس بناء پر قرآن کریم کی تفسیر جتنے منہ اتنی باتیں بن جائیں گی، بجائے اس کے کہ معیار سے کھرے کوٹے کی تمیز ہوتی، حق و ناحق کا فیصلہ ہوتا، اس نرے معیار کی بناء پر کسی باطل سے باطل اور یہود سے یہود خیال کو بھی لغو و باطل کہنے کا کسی کو استحقاق نہیں رہتا۔

اسی طرح دوسرا معیار بھی ایک عجیب چستان ہے جس سے کوئی فیصلہ نہیں ہو سکتا کیونکہ غالباً مرزا صاحب کی مراد اس سے یہ ہے کہ قرآن کی آیات کی تفسیر اسی طریق کے موافق کرنی چاہئے جو نظامِ جہانیاں میں محسوس اور مشاہد اور عادتِ جاریہ کے موافق ہو، کسی آیت کی تفسیر ایسی نہ کرنی چاہئے جو خرقی عادت و خلافِ مشاہدات عامہ کے ہو۔

لیکن ناظرین سمجھ گئے ہوں گے کہ اس کا حاصل محض معجزات کا انکار ہے جو خود قطعاً اسلام میں داخل ہیں، اور جن پر قرآن و حدیث کی متواتر اور قطعی نصوص شاہد ہیں، تو یہ معیار علاوہ اس بات کے کہ دربارہ تفسیر کوئی فیصلہ کن نہیں خود بھی بالکل قطعاً اسلام کے خلاف اور محض باطل ہے۔

اور تیسرا معیار بھی جس کو مرزا صاحب تمام معیاروں پر حاوی مسترار دیتے ہیں، درحقیقت قرآن عزیز کی آیاتِ بینات کی تحریف اور مسخ کرنے کی ایک ابلہ فریب اور خوش نام تدبیر ہے، کیونکہ اولیاء و محدثین کے مکاشفہ داخل نفس و شیطان سے معصوم نہیں، بخلاف وحی رسول اور قرآن مجید کے کہ وہ اس سے بالکل پاک اور معصوم ہیں، وحی کے ساتھ خدا کی پولیس (فرشتے) آگے پیچھے حفاظت کے لئے آتے ہیں، چنانچہ ارشاد ہے:

وَمَنْ خَلَفَهُ رِصْدًا (ایک رمد پہوا، سمجھتا ہے)

پس ایک معصوم کلام کی مراد غیر معصوم کشف پر موقوف نہیں ہو سکتی، لیکن اہل فہم ذرا سے غور سے بلا تکلف اس نتیجہ پر پہنچ سکتے ہیں کہ مرزا صاحب کی غرض اس معیار سے بھی قرآن مجید پر حکومت کرنا ہے، کیونکہ دوسری جانب آپ کو محدث

اور مجدد بلکہ نبی ہونے کا بھی دعویٰ ہے۔

حدیث نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت تو اپنے رسالہ ”شہادۃ القرآن“ میں صاف طور سے یہ اعلان کر چکے ہیں کہ جو حدیث، میری وحی کے خلاف ہو وہ ردی کی ٹوکری میں ڈال دینے کے قابل ہے۔

اس معیار تفسیر کی غرض بھی صاف یہی ہے کہ جو تفسیر مرزا صاحب کے مکاشفات اور من گھڑت وحی کا اتباع نہ کرے وہ ردی اور محض ناقابل اعتبار ہے۔

تمام معیاروں کا لٹ لباب اور خلاصہ یہ ساتواں معیار تھا اور اس کا حاصل یہ ہوا کہ تفسیرِ مترآن وہ معتبر ہے جو مرزا صاحب فرمائیں، مرزا صاحب چاہتے ہیں کہ اس فریب سے حدیث و قرآن دونوں کو اپنا محکوم و مطیع بنائیں، لیکن یاد رہے کہ خدا کا پاک کلام اور اس کا سچا رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) دنیا میں اس لئے آیا ہے کہ دنیا اس کا اتباع اور اطاعت کرے، نہ اس لئے کہ وہ ہر ہوسناک انسان کی خواہشات کا پیرو ہو جائے، اور اگر ایسا ہو تو اہل عالم مصیبت میں پڑ جائیں۔ خداوند عالم فرماتے ہیں۔

لَوْ يُطِيعُ حُكْمُهُ فِي كَثِيرٍ مِّنَ الْأُمْرِ ۖ

اگر وہ بہت سے امور میں تمہارا اتباع کرنے لگے تو تم مشقت میں پڑ جاؤ۔

اور میں کہتا ہوں کہ اگر قرآن کی تفسیر کے لئے یہ تین چیزیں جن کو مرزا صاحب پیش کرتے ہیں معیار قرار دی جائیں تو قرآن میں ہر ملحد و زندیق کی تحریفات کی کھپت ہو جائے گی، بلکہ اس صورت میں قرآن مجید ہر ہوسناک ملحد و زندیق کا کھلونہ بن جائے گا جس طرح چاہا اُلٹ دیا، کیونکہ ان تینوں معیاروں کا تقریباً خلاصہ یہ ہے کہ مترآن کی تفسیر محض ایک شخص کی فہم اور اس کے مکاشفہ پر موقوف کر دی گئی (اور ظاہر ہے کہ دنیا کا کوئی انسان اپنے کو فہم اور عقل سے خالی ہونے کا اقرار نہیں کر سکتا)۔

گراں بیٹا میں ہم خرد شود معدوم
بخود گماں نبرد هیچ کس کہ نادانم

ہر شخص اپنے ادہام کو قرآن کی تفسیر بنائے گا، اسی طرح ولایت اور مکاشفات کا دعویٰ بھی کسی کے لئے مشکل نہیں ہر شخص جو چاہے گا کہے گا، اور اس وقت العیاذ باللہ مترآن کی تفسیر بے اصل ہو جائے گی، اور اسی لئے علماء امت نے اس مرحلہ

کو پہلے ہی طے کرنے کے لئے اس مسئلہ کو مسابلی عقائد میں درج کیا ہے۔

علامہ نسفی اپنے رسالہ عقائد میں اور علامہ تفتازانی اس کی شرح میں اسیوطی القائل میں اس کو جمہور اہل سنت والجماعت کا متفقہ قاعودہ قرار دیتے ہیں۔

النَّمُوصُ عَلَى ظَوَاهِرِهِمَا ۖ

آیات کے معنی وہی حق ہیں جو ان کے ظاہر

الْعُدُّ لُ عَنْهَا إِلَى مَعَابٍ

سے سمجھ میں آتے ہیں، اور ان کو چھوڑ کر ایسے

يَدَّ عَيْنَهَا أَهْلُ الْبَاطِنِ الْخَادُّ

معنی لینا جن کا فرقہ باطنیہ والے دعویٰ کرتے

(عقائد نسفی)

میں الحاد اور بدعتی ہے ۵

مرزا صاحب تو موجود نہیں اُن کے متبعین ذرا خدا سے خرمائیں، اور اپنی خواہش پر اکرنے کے لئے قرآن مجید کو باز سمجھ طفلان اور ٹھٹھانہ بنائیں۔

منصف حضرات نے غالباً خود فیصلہ کر لیا ہوگا کہ قرآن مجید کی مراد متبعین کہنے کے لئے صحیح طریقہ وہی ہے جو جو الہ علامہ سیوطی جمہور علماء رامت کا طریق اور اسلوب نقل کیا جا چکا ہے، جس کے دل میں خدا کا خوف اور اس کے کلام کی کچھ عظمت ہے وہ خود کرے اور قبول کرے ورنہ اللہ تعالیٰ تمام عالم سے بے نیاز ہے۔

یہ بحث اگرچہ اس وقت ہمارے مقصد میں داخل نہ تھی، جس میں بلا اختیار کچھ طول بھی ہو گیا، لیکن اس غرض سے یہاں درج کی گئی کہ راستہ صاف ہو جائے اور آئندہ جو کچھ ہم عرض کریں یا جماعت مرزا میہ پیش کرے، ناظرین اس کو خود دیکھ لیں کہ کون قابل قبول ہے اور کون قابل رد۔

اس کے بعد ہم اصل مقصد کی طرف متوجہ ہوتے ہیں، اور قرآن مجید سے مسئلہ ختم نبوت کو ثابت کرتے ہیں، و علی اللہ التکلیل۔

پہلی آیت

”نہیں ہیں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) تمہارے

مردوں میں سے کسی کے باپ لیکن آپ اللہ

کے رسول اور تمام انبیاء کے ختم کر دیئے گئے

اور ہے اللہ تعالیٰ ہر چیز کا جانتے والا ۵

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِّنْ

رِجَالِكُمْ وَلَكِن رَّسُولَ اللَّهِ

وَحَاقَتِ النَّبِيُّنَ وَكَانَ اللَّهُ

بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمًا ۝

شان نزول، یعنی نازل | اس آیت شریفہ کا یہ ہے کہ آفتاب نبوت کے طلوع ہونے سے پہلے تمام عرب جن تباہ کن اور مضحکہ خیز رسوماتِ قبیحہ میں مبتلا تھے ان میں سے ایک رسم یہ بھی تھی کہ متبنی یعنی لے پالک بیٹے کو تمام احکام و احوال میں حقیقی اور نسی بیٹا سمجھتے، اسی کا بیٹا کہہ کر پکارتے تھے، اور مرنے کے بعد شریک وراثت ہونے میں اور رشتہ ناتے اور حلت و حرمت کے تمام احکام میں حقیقی بیٹا قرار دیتے تھے، جس طرح نسی بیٹے کے مرجانے یا طلاق دینے کے بعد باپ کے لئے بیٹے کی بیوی سے نکاح حرام ہے، اسی طرح وہ لے پالک کی بیوی سے بھی ماس کے مرنے اور طلاق دینے کے بعد نکاح کو حرام سمجھتے تھے۔

یہ رسم بہت سے مفاسد پر مشتمل تھی، اختلاطِ نسب، غیر وارث شرعی کو اپنی طرف سے وارث بنانا، ایک شرعی حلال کو اپنی طرف سے حرام قرار دینا وغیرہ وغیرہ۔ اسلام جو کہ دنیا میں اسی لئے آیا ہے کہ کفر و ضلالت کی بیہودہ رسوم سے عالم کو پاک کر دے، اس کا فرض تھا کہ وہ اس رسم کے استیصال (جس سے اکھاڑنے) کی فکر کرتا، چنانچہ اس نے اس کے لئے دو طریق اختیار کئے، ایک قولی اور دوسرا عملی، ایک طرف تو یہ اعلان فرمایا۔

وَمَا جَعَلَ أَدْعِيَاءَكُمْ أَبْنَاءَكُمْ
ذَلِكَ قَوْلُكُمْ بِأَفْوَاهِكُمْ
وَاللَّهُ يَقُولُ الْحَقَّ وَهُوَ
يَعْلَمُ السَّيِّئَاتِ أَدْعَوْهُمْ
لِأَبَائِهِمْ هُوَ أَقْسَطُ عِنْدَ اللَّهِ

”اور اللہ تعالیٰ نے نہیں کیا تمہارے

لے پالکوں کو تمہارے بیٹے، یہ بات ہو اپنے

منہ کی اور اللہ کہتا ہے ٹھیک بات اور وہ

راستہ سمجھاتا ہے، پکارو لے پالکوں کو ان کے

باپ کے نام سے، یہی پورا انصاف ہے

اللہ کے یہاں“

(سورہ احزاب، پ ۲۱)

اصل دعا تو یہ تھا کہ شرکتِ نسب اور شرکتِ وراثت اور احکامِ حلت و حرمت وغیرہ میں اس کو بیٹا نہ سمجھا جائے، لیکن اس خیال کو بالکل باطل کرنے کے لئے یہ حکم دیا گیا کہ متبنی یعنی لے پالک بننے کی رسم ہی توڑ دی جائے، چنانچہ اس آیت میں ارشاد ہو گیا کہ لے پالک کو اس کے باپ کے نام سے پکارو۔

نزول وحی سے پہلے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زید ابن حارثہ رضی اللہ عنہ کو

(جو کہ آپ کے غلام تھے) آزاد فرما کر متبئی (لے پالک بیٹا) بنالیا تھا، اور تمام لوگ یہ کہتے تھے کہ صحابہ کرامؓ بھی عرب کی قدیم رسم کے مطابق ان کو "زید بن محمد" کہہ کر پکارتے تھے۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں کہ جب آیت مذکورہ نازل ہوئی اس وقت سے ہم نے اس طریق کو چھوڑ کر ان کو "زید بن حارثہ" کہنا شروع کیا۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اس آیت کے نازل ہوتے ہی اس رسم قدیم کو خیر باد کہہ چکے تھے لیکن چونکہ کسی رائج شدہ رسم کے خلاف کر لے میں اعزاء و اقارب اور اپنی قوم و قبیلہ کے ہزاروں طعن و تشنیع کا نشانہ بننا پڑتا ہے جس کا تحمل ہر شخص کو دشوار ہے، اس لئے خداوند عالم نے چاہا کہ اس عقیدہ کو اپنے رسول ہی کے ہاتھوں عملاً توڑا جائے، چنانچہ جب حضرت زیدؓ نے اپنی بی بی زینبؓ کو باہمی ناجاتی کی وجہ سے طلاق دیدی، تو خداوند عالم نے اپنے رسول کو حکم فرمایا کہ ان سے نکاح کر لیں، تاکہ اس رسم و عقیدہ کا کلیۃً استیصال ہو جائے، چنانچہ ارشاد ہوا:-

فَلَمَّا أَقْضَىٰ زَيْدٌ مِنْهَا وَطَرًا
زَوَّجْنَاكَهَا لِكَيْ لَا يَكُونَ عَلَى
الْمُؤْمِنِينَ حَرَجٌ فِي أَنْزَاجِ
أَدْعِيَائِهِمْ۔

پس جبکہ زید زینب سے طلاق دیکر فارغ ہو گئے تو ہم نے ان کا نکاح آپ سے کر دیا، تاکہ مسلمانوں پر اپنے لئے پاکوں کی بیویوں کے بارے میں کوئی تنگی واقع نہ ہو۔

آپ نے بامر خداوندی نکاح کیا، اور دیکھا کہ پہلے ہی خیال تھا، تمام کفار عرب میں شور مچا کہ "لو اس نبی کو دیکھو کہ اپنے بیٹے کی بیوی سے نکاح کر بیٹھے"۔ ان لوگوں کے طعنوں اور اعتراضات کے جواب میں آسمان سے وہ آیت نازل ہوئی جو اس وقت ہمیں استدلال میں پیش کرنی ہے، یعنی

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِّنْ

نہیں ہیں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) تمہارے

لہ حضرت زید کو اس کا تعلق تھا کہ ان کے نام کو آپ کی نسبت سے علیحدہ کر دیا گیا، شاید اسی رنگ کو رفع کرنے کے لئے قرآن کریم نے مراحت کے ساتھ ان کا نام لیا اور فرمایا قُضِيَ زَيْدٌ لِلَّهِ حَالًا کہ بڑے بڑے صحابہ کرامؓ اور علمائے راشدین میں سے کسی کا نام بھی قرآن کریم میں مذکور نہیں ان کی تفسیر میں شاید یہی معنی ہے (دہنڈا مانا دنی شیخی و مولائی عثمانی الدوبندی متعنا اللہ بطلوع بقائہ، وجہ ترقی فی تفسیر فتح البیان ایضاً)

رَجَائِكُمْ وَلَكِنَّ رَسُولَ اللَّهِ وَ
خَاتَمُ النَّبِيِّينَ ۝

مردوں میں سے کسی کے باپ، میں آپ
اللہ کے رسول اور آخر الانبیاء ہیں:

جس میں یہ بتلادیا گیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کسی مرد کے نسبی باپ نہیں تو حضرت
زیدؓ کے باپ بھی نسبی نہ ہوئے، لہذا آپ کا ان کی مطلقہ بی بی سے نکاح کر لینا بلاشبہ
جائز اور مستحسن ہے، اور اس بارے میں آپ کو مطعون کرنا سراسر نادانی اور حماقت ہو۔
اُن کے دعوے کے رد کے لئے اتنا کہہ دینا کافی تھا کہ آپ حضرت زیدؓ کے باپ نہیں،
لیکن خداوندِ عالم نے ان کے مطاعن کو مبالغہ کے ساتھ رد کرنے اور بے اصل ثابت
کرنے کے لئے اس مضمون کو اس طرح بیان فرمایا کہ یہی نہیں کہ آپ زیدؓ کے باپ
نہیں، بلکہ آپ تو کسی مرد کے بھی باپ نہیں، پس ایک ایسی ذات جس کا کوئی بیٹا ہی
موجود نہیں یہ الزام لگانا کہ اس نے اپنے بیٹے کی بی بی سے نکاح کر لیا کس قدر ظلم اور کج روی ہو۔
اور اگر کہو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چار فرزند ہوئے ہیں، قاسم اور طیب اور
طاہر حضرت خدیجہؓ سے اور ابراہیمؓ حضرت ماریہ قبطیہؓ کے بطن سے، پھر ارشاد کیسے صحیح ہوگا
کہ آپ کسی مرد کے باپ نہیں۔

تو اس کا جواب خود قرآن کریم کے الفاظ میں موجود ہے، کیونکہ اس میں یہ فرمایا گیا کہ
آپ کسی مرد کے باپ نہیں، اور آپ کے چاروں فرزند بچپن ہی میں وفات پا گئے تھے،
ان کو مرد کہے جانے کی نوبت ہی نہیں آئی، آیت میں رَجَائِكُمْ کی قید اسی لئے بڑھائی گئی ہے۔
نیز یہ بھی کہا جاسکتا ہے کہ نزولِ آیت کے وقت آپ کا کوئی فرزند موجود نہ تھا، قاسم اور
طیب اور طاہر کی وفات ہو گئی تھی، اور ابراہیمؓ بھی پیدا نہیں ہوئے تھے، لہذا اس وقت
کے لحاظ سے تو مطلقاً یہ کہنا بھی درست تھا کہ آپ کسی مرد یا لڑکے کے باپ نہیں۔
بالجملہ اس آیت کے نزول کی غرض آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کفار و منافقین کے
اعترافات کا اٹھانا اور آپ کی براءت اور عظمت شان بیان فرمانا ہو، اور یہی آیت کا شان
نزول ہے۔

اس کے بعد ارشاد ہوتا ہے۔

وَلَكِنَّ رَسُولَ اللَّهِ وَخَاتَمُ النَّبِيِّينَ ۝ مگر آپ اللہ کے رسول اور آخر الانبیاء ہیں:

اس آیت مذکورہ بالا میں ہمارے مقصد کا زیادہ تعلق صرف اسی جملہ سے ہے، لہذا آئندہ ہماری بحث بیان معنی اور تفسیر وغیرہ میں صرف اسی جملہ کے متعلق ہوگی۔ لیکن اس پہلے کہ میں آیت کی تفسیر اصول مذکورہ کے مطابق قرآن و حدیث وغیرہ سے پیش کروں، یہ بتلادینا بھی مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اس جملہ کو پہلے جملہ سے کیا ربط ہے، کیونکہ آیت کی مراد اور غرض متعین کرنے میں اس سے بھی مدد ملے گی۔

آیت مذکورہ کے دونوں جملوں میں ربط؛ پہلے جملہ میں یہ بتلایا گیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کسی مرد کے باپ نہیں، اس پر سرسری نظر میں چند شبہات پیدا ہو سکتے ہیں، ان کے ازالہ کے لئے یہ دوسرا جملہ لفظ "وَلَكِنَّ" کے ساتھ فرمایا ہے، کیونکہ یہ لفظ لغت عرب میں اسی لئے وضع کیا گیا ہے کہ پہلے کلام میں جو شبہ ہوتا ہے اس کو دفع کرے۔ وہ شبہات یہ ہیں :-

① اقل یہ کہ جب آپ کے لئے اَبَوَّت ثابت نہیں تو شفقت پدری جو کہ لازمہ اَبَوَّت ہے وہ بھی آپ میں موجود نہ ہوگی، حالانکہ ایک نبی اور رسول کے لئے اُمت پر غایت درجہ شفیق ہونا ضروری ہے۔

② دوسرے یہ کہ یہ بات مشہور ہے کہ ہر نبی اپنی قوم اور امت کا باپ ہوتا ہے، امام راغب اصفہانی نے کہا ہے :-

وَيَسِيَّ كُلِّ مَنْ كَانَ سَبَبًا فِي
اِبْتِغَادِ شَيْءٍ اَوْ اِصْلَاحِهِ اَوْ
ظَهْوَرِهِ اَيَّا، وَلِذَا لَكَ سَبَبُ
النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَيَّا
الْمُؤْمِنِينَ، قَالَ اللّٰهُ "النَّبِيُّ
اَوَّلِيْ بِالْمُؤْمِنِينَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ
وَاَزْوَاجُهُ اُمَّهَاتُهُمْ" وَفِي
بَعْضِ الْقِرَاءَاتِ "وَهُوَ اَبُ
لَهُمْ".

اور ہر وہ شخص باپ کہا جاتا ہے جس کو
اس کی ایجاد یا اصلاح یا ظہور میں دخل ہو،
اور اسی لئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو
ابو المؤمنین کہا جاتا ہے، دیکھو غلامِ عالم
فرماتا ہے "نبی مؤمنین پر ان کی جانوں سے
زیادہ حقدار ہیں، اور ان کی ازدواج
مؤمنین کی مائیں ہیں اور بعض قرأت میں
یہ بھی ہے کہ آپ مؤمنین کے باپ ہیں؛

غرض نبی ہونے کے لئے باپ ہونا لازم ہے، پس جب کہ آیت مذکورہ میں آپ سے ابوت (باپ ہونے کی نفی کی گئی تو کسی سطحی نظر والے کو یہ دم پیڑا ہو سکتا ہے کہ جب ابوت نہیں جو کہ لازم نبوت ہے، تو شاید نبوت بھی نہ ہوگی۔

③ تیسرے یہ کہ جب آپ سے ابوت کی نفی کی گئی تو اس میں بظاہر آپ کی ایک قسم کی تقسیم لازم آتی ہے، کہ آپ کے کوئی نرینہ اولاد نہیں، نیز ان کفار کو پہننے کا موقع ملتا ہے جو آپ پر ابتر (اولاد) ہونے کا عیب لگاتے تھے۔

خلاصہ یہ کہ آیت کریمہ کے پہلے جملہ سے اس قسم کے چند شبہات و اوہام ایک ظاہری نظر کے لئے ممکن تھے، ان کے ازالہ کے لئے ارشاد مسرما یا گیا۔

وَلَكِنْ رَّسُولَ اللَّهِ - لیکن آپ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں؟

جس میں لفظ لکین سے ان اوہام مذکورہ کا دفعیہ اس طرح کیا گیا کہ اگرچہ آپ کے کوئی صلیبی مندرزند نہیں اور آپ اس اعتبار سے کسی مرد کے باپ نہیں، لیکن آپ خدا کے برگزیدہ رسول ہیں، اور رسول اپنی امت کا باپ ہوتا ہے، جیسا کہ ہم اوپر امام راغب سے نقل کر آئے ہیں کہ بعض قراءات میں قرآن عزیز نے خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو مسلمانوں کا باپ قرار دیا ہے، اور یہی وجہ ہے کہ حضرت لوط علیہ السلام نے اپنی امت کی لڑکیوں کے متعلق فرمایا۔

هَؤُلَاءِ بَنَاتِي - یہ میری بیٹیاں ہیں؟

اس اعتبار سے آپ کے کروڑوں فرزند ہیں، اور آپ کروڑوں مردوں کے باپ ہیں۔ حاصل اس کا یہ ہوتا ہے کہ ابوت و ذمہ قسم پر ہے، ایک ابوت جسمانیہ (نسبیہ و رضاعیہ) جس پر احکام حرمت و حلت کے دائرہ ہوتے ہیں، اور جس کی وجہ سے بیٹے کی بی بی حرام ہو جاتی ہے، وغیرہ ذلک۔

اور دوسری ابوت روحانیہ جس پر احکام حرمت و حلت دائر نہیں ہوتے البتہ اولاد کی جانب سے تعظیم اور باپ کی جانب سے شفقت مثل صلیبی اور نسبی باپ کے بلکہ اس سے بھی کہیں زائد ہونا ضروری ہے، جیسے استاد کی ابوت شاگرد کے لئے، یا پیر کی مرید کے لئے، یا رسول کی اپنی ساری امت کے لئے، پس آیہ کریمہ "مَتَّكُنْ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ" میں پہلے معنوں سے ابوت کی نفی کی گئی ہے،

اور ”وَلَا يَكُنْ رَسُوْلًا اِلٰهٍ“ میں دوسرے معنی سے ابوت کا اثبات کیا گیا ہے۔

اس ایک جملہ نے تینوں شبہات کو اٹھا دیا، کیونکہ

① اس سے معلوم ہو گیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی اُمت کے روحانی باپ ہیں، اور روحانی باپ یعنی رسول کی شفقت اور عنایت اپنی اولاد پر بہ نسبت نسی باپ کے بہت زائد ہوتی ہے، اس لئے آپ کے نسی باپ نہ ہونے سے آپ کی شفقت اور رحمت میں کمی آنا لازم نہیں آتا۔

② یہ بھی ثابت ہو گیا کہ نبی کے لئے جس قسم کا باپ ہونا لازم ہے، اس کی نفی آیت میں نہیں کی گئی، بلکہ صرف نسی اور رضائی باپ ہونے کی نفی کی گئی ہے اس لئے دوسرا شبہ بھی زائل ہو گیا۔

③ یہ بھی بخوبی معلوم ہو گیا کہ آپ لادلا اور مقطوع النسل (اتر نہیں، جیسا کہ کفار کہتے ہیں، بلکہ آپ کے اتنی اولاد ہے کہ دنیا میں نہ آج تک کسی کے لئے ہوئی اور نہ آئندہ ہوگی، کیونکہ آپ اُمت کے غیر محصور افراد کے باپ ہیں، اس سے تیسرا شبہ بھی اٹھ گیا، واللہ الحمد۔

یہ تینوں شبہات جملہ مذکورہ سے اُٹھ چکے ہیں، لیکن خدائے عزوجل چاہتا ہے کہ اپنے پیارے رسول کی براءت خوب آشکارا منسرا کر ان کے فضائل و کمالات اور اعلیٰ درجہ کے شفیق و مہربان ہونے پر قوموں کو مطلع فرما دے، تاکہ غافل لوگ ہوش میں آجائیں اور اس خدا کے آخری رسول کے قدم چوم لیں۔

چنانچہ ارشاد ہوتا ہے:-

وَحَاكُمُ النَّبِيُّ ، | اور آپ تمام انبیاء کے ختم کر دیئے ہیں؟

خدائے عظیم و حفیظ ہی خوب جانتا ہے کہ اس نے اپنے کلام پاک کے ایک ایک لفظ میں کیا کیا اسرار اور نکات رکھے ہیں اور کیا کیا اس کے فوائد ہیں ہم اپنے ذہن علم سے جس قدر سمجھ سکتے ہیں پیش کرتے ہیں۔ کلام پاک کے اس جملہ میں چند فوائد مد نظر ہیں:-

① اول ان لوگوں کو جو آپ پر اتر اور مقطوع النسل ہونے کا الزام لگاتے تھے، یہ بتلا دینا کہ لے غافل و تم جس پاکباز انسان پر اتر ہونے کا عیب لگاتے ہو وہ اتنی محال کا باپ ہے کہ کسی کے دہم و گمان میں بھی نہیں آ سکتی، کیونکہ اول تو اکثر رسول اپنی

امّت کے باپ ہونے کی وجہ سے اتنی کثیر التعداد نسل اور اولاد رکھتے ہیں، کہ کسی انسان سے متصور نہیں، اور ان کی وفات کے بعد بھی جب تک کوئی دوسرا رسول نہ بھیجا جائے اس وقت کی تمام پیدا ہونے والی امّت اس کی اولاد ہے، اور اس کا سلسلہ ابوت جاری ہے، پھر بالخصوص یہ برگزیدہ نبی (نذّاء الی دامت) جو خاتم النبیین ہے اس کے بعد تو کوئی دوسرا رسول بھی آنے والا نہیں، اس کا سلسلہ ابوت تو قیامت تک چلنے والا ہے، اور صبح قیامت تک جتنے غیر محصور مسلمان پیدا ہونے والے ہیں وہ سب اس کی اولاد ہیں، اور اس لئے آپ تمام انبیاء و رسل میں سب سے زیادہ کثیر الاولاد ہوئے اور اسی بناء پر اگر یہ کہا جائے تو بے جا نہ ہوگا کہ آپ کل مخلوق الدین و آخرین سے زیادہ اولاد والے ہیں، اور یہی غرض ہے آپ کے اس فرمان کی؛

إِنِّي أَبَاهِي بِكُمْ أَلَمَ. "میں تمہاری کثرت کی وجہ سے دوسری

امتوں پر فخر کروں گا :

خلاصہ یہ کہ آیت میں لفظ رَسُوْلُ اللّٰہ سے تو صرف یہی معلوم ہوا تھا کہ آپ مقطوع النسل نہیں بلکہ آپ رسول ہونے کی وجہ سے کثیر التعداد اولاد رکھتے ہیں، پھر لفظ خَاتَمُ النَّبِیِّیْنَ بڑا کار کفار کو اچھی طرح ذلیل کرنے اور آپ کے کامل ہونے کو خوب روشن کرنے کے لئے گویا یہ دعویٰ کیا گیا کہ یہی نہیں کہ آپ کثیر الاولاد ہیں، بلکہ اس نیلے سامان اور خاکی فرش کے درمیان پیدا ہونے والی تمام ہستیاں اس کثرت میں آپ کے ہم پلہ نہیں ہو سکتیں، کیونکہ آپ کا سلسلہ ابوت تا قیامت چلنے والا ہے، کوئی نبی آپ کے بعد پیدا ہونے والا نہیں، اور ادھر یہ بھی وعدہ ہے کہ یہ دین متین محض نہ ہوگا، بلکہ ہمیشہ لوگ اس میں داخل ہوتے رہیں گے، اس لئے اس کی کثرت ظاہر ہے کہ اندازہ سے بھی باہر ہوگی، حدیث میں ہے کہ قیامت کے روز ملائکہ کہیں گے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جتنے آدمی آئے ہیں اتنے کسی نبی کے ساتھ نہیں آئے۔ ۵) اس جگہ لفظ خَاتَمُ النَّبِیِّیْنَ کے اضافہ کی دوسری وجہ یہ بھی ہو سکتی ہے کہ اُمم دنیا کو اس پر متنبہ کرنا منظور ہے کہ اے ہوا و ہوس کے بندو! یہ ہمارا آخری رسول

ہے جو ہمارا آخری پیغام لے کر تہااری طرف آیا ہے ، اب بھی ہوش میں آ جاؤ اور اس کے اتباع سے دین و دنیا ، معاش و معاد کو درست کر لو ، اس کے بعد پھر کوئی جدید آسمانی پیغام زمین والوں کی طرف نہ بھیجا جائے گا ، اور نہ کوئی جدید پیغمبر مبعوث ہوگا اس لئے اب دین و دنیا کی اصلاح اور وصول الی اللہ صرف اسی کی تصدیق اور اسی کے اتباع میں منحصر ہے ، اس کی ہدایت کو غنیمت سمجھو ، طعن و تشنیع سے باز آ جاؤ ۔

اور یہ ایسا ہی ہے کہ جیسے کسی شخص کو متوجہ کرنے کے لئے اردو و فارسی وغیرہ زبان میں کہا جاتا ہے کہ دیکھو یہ ہمارا آخری کلام یا آخری وصیت ہے ، اس کو پلہ باندھ لو ۔

③ تیسری وجہ یہ بھی ہو سکتی ہے کہ جب مَا كَانَ مُحْتَمِلًا أَبَا أَحِبِّی میں نفی الوقت سے یہ دہم ہوتا تھا کہ آپؐ میں شفقت پوری بھی موجود نہ ہوگی تو اس کو رفع کرنے کے لئے لفظ وَلَكِنْ رَّسُولُ اللَّهِ بڑھا کر یہ بتلایا گیا کہ اگرچہ آپؐ کسی مرد کے نسب باب نہیں ، لیکن آپؐ اللہ کے رسول ہونے کی وجہ سے نسب باب سے بھی زیادہ شفیق ہیں ۔

اس کے بعد اسی کمال شفقت کو بیان کرنے کے لئے ارشاد فرمایا وَخَاتَمَ النَّبِيِّینَ

یعنی اوّل تو ہر رسولؐ اپنی امت کا باب ہے ، اور شفقت میں باب سے بھی زیادہ ، پھر خصوصاً یہ رسولؐ تو خاتم النبیین ہیں جن کے بعد کوئی نبی پیدا نہ ہوگا ، ایسی حالت میں تو ظاہر ہے کہ آپؐ تمام انبیاء میں بھی زیادہ شفیق ہوں گے ، اور امت کی ہدایت اور نصیحت و خیر خواہی میں کوئی دقیقہ اٹھانہ رکھیں گے ، کیونکہ وہ رسول جن کے بعد رسولؐ رسول اور انبیاء کے آنے کی توقع ہو ان سے اگر کوئی چیز رہ جائے تو بعد میں آنے والے انبیاء اس کی تکمیل کر سکتے ہیں ، لیکن جو تمام انبیاء کا خاتم اور آخر ہو اس کو یہ فکر ہوگی کہ مخلوق کے لئے راستہ کو ایسا صاف کر دیا جائے کہ ان کو کسی وقت گمراہی کا خطرہ نہ ہو ۔ غرض وہ اپنی امت کے لئے انتہائی شفقت کا برتاؤ کریں گے ۔

جیسے ایک نسی باب جبکہ اپنے پیچھے اولاد چھوڑنے والا ہو ، اور کوئی ایسا شخص اس کے متعلقین میں نہ ہو جو اس کی اولاد کی نگرانی کر سکے ، اور ان کے مصارف کی کفالت کرے تو باب کی شفقت و محبت میں جس قدر سہجیاں ہوگا وہ ظاہر ہے ، اپنے بعد کے لئے اپنی حیات ہی میں ایسے سامان مہیا کرنے کی فکر کرے گا کہ آئندہ اس کی اولاد کسی کی محتاج نہ ہو ۔

چنانچہ ہمارے آقاؐ نے نامدار سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے لئے شریعت کے صراطِ مستقیم کو اس قدر سہوار چھوڑا ہے کہ جس میں رات اور دن برابر ہے، آپ کے بعد نہ ہمیں کسی شریعت سابقہ کی حاجت ہے اور نہ لاحقہ کی اور نہ کسی نبی جدید کی ضرورت ہے، اور نہ شریعت جدیدہ کی قرآن مجید اس شریعت کی ابدی تکمیل کا اعلان ان الفاظ سے گزر چکا ہے۔

اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ
دِينَكُمْ وَاَتَمَمْتُ عَلَيْكُمْ
نِعْمَتِي ۔

”آج ہم نے تمہارے لئے دین کامل
کر دیا، اور تم پر اپنی نعمت تمام
کر دی؟“

اس سے ظاہر ہے کہ شرائع سابقہ کی تکمیل ابدی اور علی الاطلاق تکمیل نہ تھی، اگرچہ اپنے اوقات کے لحاظ سے وہ سب کامل و مکمل تھیں، اور یہی آیت کی مراد ہے، جیسا کہ امام رازی اپنی تفسیر کبیر میں اس کی تصریح فرماتے ہیں۔
الغرض تبصریح نص و شرآن یہ شریعت ابدالاّباد کے لئے کامل اور مکمل کر دی گئی، اس کو اپنے نبی کے بعد نہ کسی نبی کی ضرورت نہ محدث کی حاجت، علامہ ابن قیمؒ فرماتے ہیں۔

بَخَلَاتِ اُمَّةٍ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاِنَّ اللّٰهَ اَغْنَاهُمْ
بِهِ فَلَمْ يَخْتِجُوا مَعَهُ وَلَا اِلٰى
نَبِيٍّ وَلَا اِلٰى مُحَدِّثٍ بَلْ جُمِعَ
لَهُ مِنَ الْفَضَائِلِ مَا فَرَّقَهُ
فِي غَيْرِهِ مِنَ الْاَنْبِيَاءِ ۔

”بخلاّت امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے
کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو آپ کی وجہ سے غنی
فرمادیا ہے نہ وہ کسی نبی کے محتاج ہیں اللہ
محدث کے بلکہ وہ تمام فضائل آپ میں
جمع کر دیئے گئے ہیں جو دوسرے تمام
انبیاء میں متفرق ہیں؟“

(رسالہ الفرقان ص ۵۶)

الغرض اس لفظ خاتم النبیین سے یہ بتلانا منظور ہے کہ آپ بہ نسبت دوسرے انبیاء علیہم السلام کے بھی سب سے زیادہ شفیق مہربان ہیں۔
اس کے بعد ہم آیت کی مفصل تفسیر ناظرین کے سامنے انہی اصول کے مطابق پیش کرتے ہیں، جن کو علماء امت نے تفسیر کا معیار و شرار دیا ہے، لیکن ہر شخص کی نظر

اول عبارت اور اس کے لغات پر پڑتی ہے، اودہ پہلے اسی زبان کے قواعد سے اس کی مراد معلوم کرنا چاہتی ہے، اس لئے بیان کی ترتیب میں ہم پہلے لغت عرب کو رکھتے ہیں، اور پھر باقی طریقوں کو ترتیب پیش کیا جائے گا۔

آیت مذکورہ کی تفسیر لغت عرب سے

حل لغت | اس آیت میں چند کلمات ہیں،

رَسُولٌ ، رَسُوْلٌ ، اَللّٰهُ ، خَاشِعٌ ، النَّبِيُّ ،

جن میں سے دو آدھلے کے لئے ہے اور لیکن استدراک یعنی ازالہ شبہ کے لئے اور لفظ اللہ محتاج بیان نہیں، البتہ باقی تین لفظ یعنی رسول اور خاتم اور النبیین زیادہ تفصیل طلب ہیں، اور بالخصوص آخر کے دو لفظ کیونکہ فرقہ مرزائیہ نے اس آیت کی تحریف کا راستہ انہی دو لفظوں کو بنایا ہے، لہذا ان الفاظ کے متعلق کسی تفصیل ہدیہ ناظرین کرنے کی ضرورت ہے۔

رسول ؛ جس شخص کو خداوندِ عالم اپنی وحی کے ساتھ مشرف فرما کر مخلوق کی طرف تبلیغ و ہدایت کے لئے بھیجتا ہے، اس کو ”رسول“ اور ”نبی“ کہتے ہیں۔ پھر ان دونوں لفظوں کی شرح میں علمائے عربیت و اصول کے مختلف اقوال ہیں۔ رسول اور نبی کے معنی میں فرق | بعض حضرات کا خیال ہے کہ اصطلاح شرع میں دونوں لفظ مترادف ہیں، یعنی ان کے معانی میں باہمی کوئی منسرق نہیں ہے۔ یہ حضرات ان آیات اور احادیث اور کلمات عرب سے استدلال کرتے ہیں جن میں سے ایک ہی شخص کی نسبت کبھی لفظ رسول بولا گیا ہے اور کبھی لفظ نبی۔ اور یہ مذہب جہود و عترت کا ہے اور بعض حضرات فرماتے ہیں کہ رسول بہ نسبت نبی عام ہے، کیونکہ نبی کے لئے انسان ہونا ضروری ہے، فرشتہ کو نبی نہیں کہا جاتا، اور رسول جس طرح انسان ہوتے ہیں اسی طرح ملائکہ بھی ہو سکتے ہیں، قرآن عزیز کی بہت سی آیات ملائکہ کو بھی رسول کا لقب دیتی ہیں، کافی قولہ تعالیٰ ۔

لَقَدْ جَاءَتْ رُسُلُنَا اِبْرٰهٖمَ ”یشک ہمارے رسول (یعنی ملائکہ)

بالتبصری۔ | ابراہیم علیہ السلام کے پاس خوشخبری لکرائے؟

اور جمہور اہل سنت والجماعت اور علمائے سلف کی تحقیق یہ ہے کہ نبی عام ہے اور رسول خاص۔ کیونکہ اصطلاح شرع میں رسول صرف اس شخص کو کہا جاتا ہے کہ جس کو خداوند عالم کی طرف سے کوئی کتاب دی گئی ہو یا وہ نبی جو مستقل شریعت لیکر آیا ہو اور نبی کے لئے ان دونوں میں سے کوئی شرط نہیں، بلکہ نبی اس شخص کو بھی کہا جاتا ہے جو صلاۃ شریعت و کتاب ہو، اور اس شخص کو بھی جس کو خداوند عالم کی جانب سے وحی ہو اور وہ تبلیغ حکام کرتا ہو، لیکن اس کے لئے کتاب یا شریعت جدیدہ نہیں، اور قرآن کریم کی متعدد آیات اس تحقیق پر شاہد ہیں۔

وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُولٍ
وَلَا نَبِيٍّ إِلَّا

جس میں لفظ رسول کے بعد لفظ نبی بغرض تعظیم بعد از تخصیص ذکر کیا گیا ہے،

نیز حدیث میں ہے :-

” حضرت ابوذرؓ استغفرت علی اللہ علیہ وسلم

سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا کہ

انبیاء، ایک لاکھ چوبیس ہزار ہوئے ہیں

اور رسول تین سو مندرہ، جن میں سے سب

پہلے حضرت آدم علیہ السلام اور سید

آخر من محمد صلى الله عليه وسلم

ہیں :

عَنْ أَبِي ذَرٍّ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَتَالِ كَات

الْأَنْبِيَاءُ مِائَةُ أَلْفٍ وَأَرْبَعَةٌ

وَعِشْرِينَ أَلْفًا وَكَانَ الرَّسُلُ

خَمْسَةَ عَشَرَ وَثَلَاثَةَ رَجُلٍ

مِنْهُمْ أَرَأَيْتُمْ أَكُنُّ لَهُمْ آيَةً إِلَى قَوْلِهِ

أَخْرَجَهُمُ مُحَمَّدٌ رَوَاهُ ابْنُ

راہوں سے دامن الی ششہ و محمد بن الی عمر و ابو علی

د از حاشیه شماره معری صفحه ۱۹۳، و کذا الخ

از حاله فی مسه و محله از جم فی الفتی

اس حدیث نے بالکل صاف کر دیا کہ رسول اور نبی میں فرق ہے، اور انبیاء

نبوت رسول کے زیادہ ہوئے ہیں، نیز اس حدیث میں خط کشیدہ الفاظ بھی

قابل غور میں۔

اس لئے جمہور اہل سنت والجماعت نے اسی تحقیق کو اختیار کیا ہے، حافظ ابن حجرؒ نے شرح صحیح بخاری صفحہ ۳۲۱ ج ۱۲ کتاب التبیان میں اس کی تصریح فرمائی، اور زرقانیؒ نے شرح مؤطائیں، ابن ہمامؒ نے مسامرہ میں، قاضی عیاضؒ نے شفا میں اس کی تصدیق فرمائی ہے، و مثله فی حواشی شرح العقائد النسفیہ۔

اں اس کے ساتھ ہی یہ بھی بتلادینا ضروری ہے کہ جمہور اہل سنت کو بھی اس سے انکار نہیں کہ بعض مواضع میں لفظ رسولؐ، نبیؐ کی جگہ پر، یا نبیؐ رسولؐ کی جگہ پر تسعاد مجازاً بولا جاتا ہے، اور اسی بات کے سمجھنے سے پہلے دونوں مذہبوں کی دسیلوں کا جواب بھی ہو جاتا ہے (کما لا یغنی علی المتیقظ)

اس کے بعد ہم باقی ان دونوں لفظوں کی شرح علیحدہ علیحدہ لغت کی معتبر کتابوں سے پیش کرتے ہیں، اور مہر پورے جملہ کے معنی از روئے قواعد عربیت ذکر کئے جائیں گے۔

لفظ خاتم کی لغوی تحقیق | اس لفظ کے بارے میں آیت مذکورہ میں دو قراءتیں ہیں، یعنی حضرات نے اس لفظ کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے، اُن میں سے بعض نے خاتم، ت کے زبر کے ساتھ بعض نے خاتم، ت کے زبر کے ساتھ نقل کیا ہے۔ پھر امام المفسرین والمحدثین ابن جریر طبرستانیؒ اور جمہور مفسرین نے اپنی اپنی تفسیر میں فرمایا ہے کہ دوسری سترآت یعنی خاتم، ت کے زبر کے ساتھ صرف دو قاریوں حسن اور عاصم کی قرأت ہے۔

ان کے علاوہ تمام قاریوں کے نزدیک پہلی قرآۃ یعنی خاتم بکسر تاء مختار ہے، ابن جریر، صفحہ ۱۱، جلد ۲۲

اور جب آیت میں زیر اور زبر دونوں سترآتیں موجود ہیں تو ضروری ہے کہ ہم خاتم بالکسر اور خاتم بالفتح دونوں لفظوں کی مفصل شرح ناظرین کے سامنے پیش کریں، دہو ہذا۔

یہ دونوں لفظ کلام عرب میں چند معانی کے لئے مستعمل ہوتے ہیں جن کو ذیل میں ایک نقشہ کی صورت میں پیش کیا جاتا ہے :-

لفظ	لفظ	نمبر شمار	معانی	حوالہ کتب لغت
خاتم بالفتح	خاتم بالکسر	۱	تھینہ ٹہر جس پر نام وغیرہ کندہ کئے جاتے ہیں۔	لسان العرب، تاج العروس، صحاح جوہری، قاموس۔
•	•	۲	انگشتری یعنی انگوٹھی، مثلاً خاتم بی بی یعنی سونے کی انگوٹھی۔	لسان العرب، تاج العروس، صحاح وغیرہ۔
•	•	۳	آخر قوم بھی اکثر مستعمل ہے	قاموس، تاج العروس، منتہی الآداب
•	•	۴	گھوٹے کے پاؤں میں جو تھوڑی سی سفیدی ہو اس کو بھی خاتم کہتے ہیں	• • •
•	•	۵	گڈی کے نیچے جو گڑھا ہے اس کو بھی خاتم کہتے ہیں۔	• • •
خاتم بالکسر	خاتم بالفتح	۶	بمعنی اسم فاعل، کسی چیز کو ختم کر دینا۔ ٹہر کا جو نقش کاغذ وغیرہ پر اتر آتا ہے	• • • لسان العرب وغیرہ۔

اس تفصیل سے معلوم ہوا کہ یہ دونوں لفظ ساٹھ معانی میں مستعمل ہوتے ہیں جن میں اول کے پانچ دونوں میں مشترک ہیں، اور نمبر ۶ فقط خاتم بالکسر کے ساتھ مخصوص ہے اور نمبر ۷ خاتم بالفتح کے ساتھ خاص ہے۔

اس کے بعد یہ دیکھنا ہے کہ آیت مذکورہ میں خاتم بالکسر کے چھ معنوں میں کون سے

۱۵ اس تفصیل میں علماء لغت کے اقوال کچھ اور بھی ہیں، مگر عام کتب لغت سے یہی تفصیل مستفاد ہوتی ہے۔ ۱۶ محمد شفیع غفرلہ

معنی ہو سکتے ہیں، اور خاتم بالفتح کے چھ معنوں میں سے کون سے۔
 سو یہ بھی ظاہر ہے کہ پہلے اور دوسرے معنی یعنی نگینہ مہر اور انگشتری آیت میں
 کسی طرح حقیقت کے اعتبار سے مراد نہیں ہو سکتے، اور باجماع علماء لغت اور
 باتفاق عقلائے دنیا جب تک حقیقی معنی درست ہو سکیں، اس وقت تک مجازی کو
 اختیار کرنا باطل ہے لہذا پہلے اور دوسرے معنی ہرگز مراد نہیں۔
 چوتھے پانچویں معانی کا تو آیت میں کسی انسان کو وہم بھی نہیں ہو سکتا، کیونکہ وہ
 اس آیت میں نہ حقیقتہً درست ہیں نہ مجازاً۔

اسی طرح ساتویں معنی یعنی مہر کا نقش، یہ بھی حقیقی معنی کے لحاظ سے آیت میں مراد
 نہیں ہو سکتے، اور مجازی معنی مراد لینے کی کوئی وجہ نہیں۔

دہذا اب صرف دو احتمال باقی ہیں، تیسرے معنی یعنی آخر قوم اور چھٹے معنی یعنی
 ختم کرنے والے، اور یہ دونوں معنی بلا تکلف آیت میں حقیقت کے اعتبار سے درست
 ہیں، صرف اتنا فرق ہے کہ ان میں سے پہلے معنی دونوں مترادفوں یعنی خاتم بالکسر
 اور خاتم بالفتح پر درست ہیں، اور دوسرے معنی صرف خاتم بالکسر کے ساتھ مخصوص ہیں
 الحاصل لفظ خاتم کی دونوں مترادفوں اور ان کے معانی لغویہ پر مفصل
 بحث کا نتیجہ انشاء اللہ تعالیٰ ناظرین کرام نے یہ نکال لیا ہو گا کہ اگر مترادف و حدیث
 کی تصریحات اور صحابہ و تابعین کی تفاسیر اور ائمہ سلف کی شہادتوں سے بھی قطع نظر
 کر لی جائے اور فیصلہ صرف لغت عرب پر رکھ دیا جائے تب بھی لغت عرب فیصلہ
 دیتا ہے کہ آیت مذکورہ کی پہلی مترادف پر دو معنی ہو سکتے ہیں، آخر النبیین اور نبیوں
 کے ختم کرنے والے اور دوسری قرأت پر ایک معنی ہو سکتے ہیں یعنی آخر النبیین۔

لیکن اگر حاصل معنی پر غور کیا جائے تو دونوں کا حتم صرف ایک ہی نکلتا ہے،
 اور یہ لحاظ مراد کہا جاسکتا ہے کہ دونوں قراءتوں پر آیت کے معنی لغتہً یہی ہیں کہ آپ
 سب انبیاء علیہم السلام کے آخر میں، آپ کے بعد کوئی نبی پیدا نہیں ہو سکتا، جیسا کہ
 تفسیر روح المعانی میں تصریح موجود ہے۔

وَالْخَاتَمُ اسْمُ الْإِلَهِ لَا يُخْتَمُ | اور خاتم بالفتح اس آلہ کا نام ہے جس سے
 بِهِ كَالطَّابِعِ لِمَا يُطْبَعُ بِهِ فَتَعْنِي | مہر لگائی جائے، پس خاتم النبیین کے

معنی یہ ہوں گے۔ وہ شخص جس پر انبیاء ختم ہوئے
 گئے۔ اور اس معنی کا نتیجہ بھی یہی آئندہ
 النبیین ہے؟

خَاتَمَ النَّبِيِّينَ الَّذِي خَتَمَ
 النَّبِيُّونَ بِهِ وَمَا لَهُ آخِرُ
 النَّبِيِّينَ (روح المعانی ص ۵۹ ج ۱)

اور علامہ احمد معرون بہ قلا جیون صاحب نے اپنی تفسیر احمدی میں اسی لفظ کے معنی
 کی تفسیر کرتے ہوئے فرمایا ہے:-

”اور نتیجہ دونوں صورتوں (بالفتح و بکسر)
 میں وہ صرف معنی آخر ہی میں، اور اسی لئے
 صاحب مدارک نے قرأت عامہ میں بالفتح
 کی تفسیر آخر کے ساتھ کی ہے، اور بیضاوی
 نے دونوں مترادفوں کی یہی ایک
 تفسیر کی ہے؟“

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ عَلَى كُلِّ نَبِيٍّ هُوَ
 الْمَعْنَى الْآخِرُ وَلِذَا لَكَ فَتْرَةٌ
 صَاحِبُ الْمَدَارِكِ قِرَاءَةٌ
 عَاصِمٍ بِالْآخِرِ وَصَاحِبُ
 الْبَيْضَاوِيِّ عَلَى الْقِرَاءَتَيْنِ
 بِالْآخِرِ .

روح المعانی اور تفسیر احمدی کی ان عبارتوں سے یہ بات بالکل روشن
 ہو گئی، کہ لفظ خاتم کے جو دو معنی آیت میں بن سکتے ہیں اُن کا بھی خلاصہ اور نتیجہ صرف
 ایک ہی ہے، یعنی آخر النبیین، اور اسی بناء پر بیضاوی نے دونوں مترادفوں کے ترجمہ
 میں کوئی فرق نہیں کیا، بلکہ دونوں صورتوں میں آخر النبیین تفسیر کی ہے۔

پھر خداوندِ عالم ائمہ لغت کو جزائے خیر عطا فرمائے کہ انھوں نے صرف اسی پر
 بس نہیں کی کہ لفظ خاتم کے معنی کو جمع کر دیا، بلکہ تصریحاً اس آیت شریفہ کے متعلق
 جس پر اس وقت ہماری بحث ہے صاف طور پر بتلادیا کہ تمام معانی میں سے جو لفظ
 خاتم میں لغت محتمل ہیں اس آیت میں صرف یہی معنی ہو سکتے ہیں کہ آپ سب انبیاء
 کے ختم کرنے والے اور آخری نبی ہیں۔

خدا سے علیم و خبیر ہی کو معلوم ہے کہ لغت عرب پر آج تک کتنی کتا میں چھوٹی بڑی
 اور معتبر و غیر معتبر لکھی گئیں، اور کہاں کہاں اور کس صورت میں موجود ہیں، ہمیں تو
 نہ اُن سب کے جمع کرنے کی ضرورت ہے، اور نہ یہ کسی بشر کی طاقت ہے، بلکہ صرف
 اُن چند کتابوں سے جو عرب و عجم میں سلم الثبوت اور قابل استدلال سمجھی جاتی ہیں
 ”مشتہ نمونہ از خروارے“ ہدیہ ناظرین کر کے یہ دکھلانا چاہتے ہیں کہ لفظ

خاتم بالفتح اور بالکسر کے معانی میں سے ائمہ لغت نے آیت مذکورہ میں کون سے معنی تجویز کئے ہیں۔

معنرات العسراں | یہ کتاب امام راغب اصفہانی رحمۃ اللہ علیہ کی وہ عجیب تصنیف ہے کہ اپنی نظیر نہیں رکھتی، خاص قرآن کے لغات کو نہایت عجیب انداز سے بیان فرمایا ہے، شیخ جلال الدین سیوطیؒ نے اتفاق میں فرمایا ہے کہ لغات قرآن میں اس سے بہتر کتاب آج تک تصنیف نہیں ہوئی، آیت مذکورہ کے متعلق اس کے الفاظ یہ ہیں۔

وَحَاسَمَ النَّبِيِّينَ لِأَنَّهُ حَتَمَ
السُّبُوَّةَ أَمَى تَمَمَهَا بِمَجِيئِهِ

• آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین
اس لئے کہا جاتا ہے کہ آپؐ نے نبوت کو ختم کر دیا،
یعنی آپؐ نے تشریف لا کر نبوت کو تمام فرمایا۔

الحکم لابن السیّد | لغت عرب کی وہ معتد علیہ کتاب ہے جس کو علامہ سیوطیؒ نے ان معتبرا میں سے شمار کیا ہے کہ جن پر قرآن کے بارے میں اعتماد کیا جاسکے۔

وَحَاسَمَ كُلِّ شَيْءٍ وَحَاسَمَتُهُ
عَاقِبَتُهُ وَأَخِرُهُ (از لسان العرب)

تہذیب للازمیری | اس کو بھی سیوطیؒ نے معتبرات لغت میں شمار کیا ہے،

اس میں لکھا ہے۔

وَالْحَاسِمُ وَالْحَاسَمُ مِنْ أَسْمَاءِ
النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَ
فِي التَّزْوِيلِ الْعَرِيزِ مَا كَانَ
مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِنْ رَجَائِلِهِ
وَلَكِنْ رَسُولَ اللَّهِ وَحَاسَمَ
النَّبِيِّينَ أَمَى أَخِرَهُمْ (از لسان العرب)

• اور خاتم بالکسر اور خاتم بالفتح نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ناموں میں سے ہیں، اور قرآن مجید میں ہو کہ نہیں ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تمہارے مردوں میں سے کسی کے باب لیکن آپ اللہ تعالیٰ کے رسول اور سب نبیوں میں آخری نبی ہیں؛

اس میں کس قدر صراحت کے ساتھ بتلادیا گیا کہ خاتم بالکسر اور خاتم بالفتح دونوں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نام ہیں، اور قرآن مجید میں خاتم النبیین سے آخر النبیین مراد ہے۔

کیا ائمہ لغت کی اتنی تصریحات کے بعد بھی کوئی منصف اس معنی کے سوا کوئی

اور معنی تجویز کر سکتا ہے ؟

لسان العرب | لغت کی مقبول کتاب ہے عرب و عجم میں مستند مانی جاتی ہے، اس کی عبارت یہ ہے :-

<p>خَاتِمُ الْقَوْمِ بِالْكَسْرِ اور خَاتِمُ الْقَوْمِ بِالْفَتْحِ کے معنی آخر القوم ہیں اور انہی معنی پر لسانی سے نقل کیا جاتا ہے، محمد صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء (یعنی آخر الانبیاء)</p>	<p>خَاتِمُهُمْ وَخَاتَمُهُمْ وَ اٰخِرُهُمْ عَنِ الْكَلْبَانِيِّ وَمُحَمَّدٌ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَاتِمُ الْاَنْبِيَاءِ عَلَيْهِ وَعَلَيْهِمُ السَّلَامُ وَالسَّلَامُ -</p>
---	--

اس میں بھی بوضاحت بتلایا گیا کہ بالکسر کی قرارت پڑھی جائے یا بالفتح کی ہر صورت میں خاتم النبیین اور خاتم الانبیاء کے معنی آخر النبیین اور آخر الانبیاء ہوں گے۔ لسان العرب کی اس عبارت سے ایک قاعدہ بھی مستفاد ہوتا ہے کہ اگر جہ لفظ خاتم بالفتح اور بالکسر دونوں کے بحیثیت نفس لغت بہت سے معانی ہو سکے ہیں لیکن جب قوم یا جماعت کی طرف اس کی اضافت کی جاتی ہے تو اس کے معنی صرف آخر اور ختم کرنے والے کے ہوتے ہیں، غالباً اسی قاعدہ کی طرف اشارہ کرنے کے لئے لفظ خاتم کو تنہا ذکر نہیں کیا، بلکہ قوم اور جماعت کی ضمیر کی طرف اضافت کے ساتھ بیان کیا ہے۔

لغت عرب کے تتبع (تلاش) کرنے سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے کہ لفظ خاتم بالکسر یا بالفتح جب کسی قوم یا جماعت کی طرف مضاف ہو تو اس کے معنی آخری کے ہوتے ہیں، آیت مذکورہ میں بھی خاتم کی اضافت جماعت نبیین کی طرف ہے، اس لئے اس کے معنی آخر النبیین اور نبیوں کے ختم کرنے والے کے علاوہ اور کچھ نہیں ہو سکتے، اس قاعدہ کی تائید تاج العروس شرح قاموس سے بھی ہوتی ہے، وہو ہذا،

تاج العروس | شرح قاموس للعلامة الزبيدي میں لکھا جاتا ہے :-

<p>وَمِنْ اَسْمَائِهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ الْخَاتِمُ وَالْخَاتَمُ وَهُوَ الَّذِي خَتَمَ النَّبُوَّةَ بِسَجِيئِهِ</p>	<p>اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اسماء مبارکہ میں سے خاتم بالکسر اور خاتم بالفتح بھی ہو اور خاتم وہ شخص جو جس نے اپنے تشریف لانے سے</p>
--	--

التَّائِبِينَ .

باب لیکن اللہ کے رسول ہیں، اور آخر

(کلیات ابی البقار، ص ۳۱۹)

سب نبیوں کے ؟

اس میں نہایت صاف کر دیا گیا ہے کہ آپ کے خاتم الانبیاء اور خاتم النبیین نام رکھنے کی وجہ یہ ہے کہ خاتم القوم کو کہا جاتا ہے، اور آپ آخر النبیین ہیں۔ نیز ابوالبقار نے اس کے بعد کہا ہے کہ :-

وَلَقَدْ أَتَيْنَاكَ بِمَنْ يَنْتَظِرُكَ نَفِي | "اور عام کی نفی خاص کی نفی کو بھی مستلزم
الْآخِرِينَ . ہے ؟

جس کی غرض یہ ہے کہ نبی عام ہے، تشریفی ہو یا غیر تشریفی، اور رسول خاص تشریفی کے لئے بولا جاتا ہے، اور آیت میں جبکہ عام نبی کی نفی کر دی گئی تو خاص یعنی رسول کی بھی نفی ہونا لازمی ہے، لہذا معلوم ہوا کہ اس آیت سے تشریفی اور غیر تشریفی ہر قسم کے نبی کا اختتام اور آپ کے بعد پیدا ہونے کی نفی ثابت ہوتی ہے، جو لوگ آیت میں تشریفی اور غیر تشریفی کی تقسیم گھڑتے ہیں علامہ ابوالبقار نے پہلے ہی سے اُن کے لئے رد تیار کر رکھا ہے۔

صحاح العربیہ للبخاری | جس کی شہرت محتاج بیان نہیں، اس کی عبارت یہ ہے :-

وَالْخَاتِمَ وَالْخَاتِمَ بَكْسَرِ
الشَّاءِ وَنَحْوَهَا وَالْخِيَتَامُ وَ
الْخَاتَامُ كُلُّهُ بِمَعْنَى وَالْجَنَّةِ
الْخَوَاتِيمُ وَخَاتِمَةُ الشَّيْءِ
أَخِيرُهُ وَمُحَمَّدٌ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ خَاتِمُ الْأَنْبِيَاءِ .
عَلَيْهِمُ السَّلَامُ .

"اور خاتم اور خاتم تاء کے زیر اور زبدل
سے اور ایسے ہی خیتام اور خاتام سب کے
معنی ایک ہیں، اور جمع خواتیم آتی ہوا
خاتمہ کے معنی آخر کے ہیں، اور اسی معنی میں
محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم الانبیاء
علیہم السلام کہا جاتا ہے ؟

لہ یاد رہے کہ اس رسالہ میں جہاں کہیں ہم نے تشریفی اور غیر تشریفی کے الفاظ لکھے ہیں، ان سے ہماری مراد یہ ہے کہ تشریفی
جدیدہ لیکر آئے ہوں، یا پہلی ہی شریعت کے متبع ہوں، ورنہ انبیاء علیہم السلام سب کے سب تشریفی ہیں، اور
شریعت لازم نبوت ہے، مرزا صاحب نے جس کا نام غیر تشریفی رکھا ہو وہ نبوت کی کوئی قسم نہیں، ۱۲ منہ

اس میں بھی تصریح کر دی گئی ہے کہ خاتم اور خاتم بالکسر اور بالفتح دونوں کے ایک معنی ہیں یعنی آخر قوم۔

منتہی الارب میں لفظ خاتم کے متعلق لکھا ہے :-

”خاتم کصاحب مہر و انگشتری“ و آخر چیزے و پایان آن و آخر قوم و خاتم بالفتح مثله و محمد خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم و علیہم اجمعین :

مسراج میں ہے :-

خاتمة الشيء اخبره و ممتد	”خاتمہ شے کے معنی آخر شے کے ہیں اور
خاتمة الانبياء بالفتح صلوات	اسی معنی میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم
اللہ علیہ و علیہم اجمعین	خاتم الانبیاء ہیں :

لغت عرب کے غیر محدود دفتر میں سے یہ چند اقوال ائمہ لغت اور بطور نمونہ از خردارے پیش کئے گئے ہیں، جن سے انشاء اللہ تعالیٰ ناظرین کو یقین ہو گیا ہوگا کہ از رومے لغت عرب آیت مذکورہ میں خاتم النبیین کے معنی آخر النبیین کے سوا اور کچھ نہیں ہو سکتے، اور لفظ خاتم کے معنی آیت میں آخر اور ختم کرنے والے کے علاوہ ہرگز مراد نہیں بن سکتے۔

یہاں تک بھمد اللہ یہ بات بالکل روشن ہو چکی ہے کہ آیت مذکورہ میں خاتم بالفتح اور بالکسر کے حقیقی معنی صرف دو ہو سکتے ہیں، اور اگر بالفرض مجازی معنی بھی لئے جائیں تو اگرچہ اس جگہ حقیقی معنی کے درست ہوتے ہوئے اس کی ضرورت نہیں، لیکن بالفرض اگر ہوں تب بھی خاتم کے معنی مہر کے ہوں گے، جیسا کہ خود مرزا صاحب قادیانی ”حقیقۃ الوحی“ حاشیہ صفحہ ۹ میں تصریح کرتے ہیں، اور اس وقت آیت کے یہ معنی ہوں گے کہ آپ انبیاء پر مہر کرنے والے ہیں، جس کا خلاصہ بھی پہلے معنی کے علاوہ کچھ نہیں، کیونکہ محاورہ میں کہا جاتا ہے کہ فلاں شخص نے فلاں چیز پر مہر کر دی، یعنی اب اس میں کوئی چیز داخل نہیں ہو سکتی، قرآن عزیز میں فرمایا ہے :-

خَتَمَ اللَّهُ عَلَىٰ قُلُوبِهِمْ	”اللہ تعالیٰ نے اُن کے دلوں پر مہر کر دی
-----------------------------------	--

یعنی اب اُن میں کوئی خیر کی چیز

داخل نہیں ہوتی :

(رقبہ ۱۶۷)

أَرْوَحُ وَقَدْ خَمَمْتُ عَلَى فُؤَادِي ۖ بِحَيْثُ أَنْ يَحُلَّ بِهِ سِدَاكَ

”میں تیرے یہاں سے اس طرح جا رہا ہوں کہ تو نے میرے قلب پر اپنی محبت سے ٹہر

لگادی ہے، تاکہ اس میں تیرے سوا کوئی داخل نہ ہو سکے“

اس وقت تک جو کچھ کلام کیا گیا وہ لفظ خاتم کے لغوی معنی کی تحقیق تھی، اس کے

بعد دوسرے لفظ یعنی التَّيْتِينَ کے لغوی معنی اور اس کی تحقیق عرض کی جاتی ہے۔

لفظ التَّيْتِينَ کی لغوی تحقیق | یہ لفظ دراصل دو لفظوں سے مرکب ہے، ایک الف لام

تعریف، دوسرا ”تیین“ دونوں کے متعلق مختصراً گزارش کی جاتی ہے۔

دوسرا لفظ ”تیین“ تو نبی کی جمع ہے، جس کا استعمال انبیاء کی جماعت کے لئے

کیا جاتا ہے، اور لفظ نبی کی مفصل تحقیق لغوی اور شرعی گزر چکی ہے، ناظرین چند

ورق الٹ کر ملاحظہ فرمائیں۔

البتہ پہلا لفظ یعنی ”الف لام“ اس جگہ تفعیل طلب ہے جس کو ہدیہ ناظرین

کیا جاتا ہے، لیکن چونکہ یہ ایک خالص علمی مسئلہ ہے اس لئے اگر باوجود امکان

سہولت پیدا کرنے کے بعد بھی عام ناظرین کے لئے پوری وضاحت نہ ہو تو معذور

سمجھا جائے۔

مشہور ہے کہ ”الف لام“ تعریف لغتہ چار معنی میں استعمال کیا جاتا ہے، جنس،

استغراق، عہد خارجی، عہد ذہنی۔ لیکن جب الف لام جمع پر داخل ہوتا ہے تو جماع

اہل عربیت اور باتفاق علماء اصول اس میں صرف دو احتمال ہوتے ہیں، اول عہد

خارجی یا ذہنی، دوم استغراق۔ دیکھو کشف الاسرار للعلامة المنهجي۔

وَإِنْ دَخَلَتْ عَلَى الْجَمْعِ فَلِلْعَهْدِ

إِنْ كَانَ وَإِلَّا فَلِلْعُمُومِ

کشف، ص ۲۲۰، ۱۵

”اور اگر الف لام تعریف جمع پر داخل ہو تو

اگر وہاں عہد بن سکتا ہے تو وہ مراد ہوگا،

درہ عموم واستغراق مراد لیا جائے گا“

لہ الف لام تعریف جس لفظ پر داخل ہو اس کی چند صورتیں ہیں، یا تو اس کے افراد میں سے کچھ مراد نہیں بلکہ

نفس مابقیہ مراد ہو، تو اس الف لام کو منس کہتے ہیں، اور اگر افراد مراد میں تو یا تمام افراد ہوں گے یا بعض، اگر تمام

میں تو استغراقی، اور اگر بعض میں تو پھر معین ہوں گے یا غیر معین، اگر معین ہیں تو عہد خارجی، ورنہ عہد ذہنی کہتے ہیں۔

اور علامہ ابوالبتار اپنی کلیات میں فرماتے ہیں :-

”عموماً اہل اصول ادب اہل عربیت نے فرمایا ہے کہ لام تعریف خواہ مفرد پر داخل ہو یا جمع پر وہ استغراق ہی کا نالہ دیتا ہے، البتہ اگر مفرد ہو تو پھر عہد کے لئے لیا جاتا ہے“

وَقَالَ عَامَّةُ أَهْلِ الْأَصُولِ
وَالْعَرَبِيَّةِ لَامُ التَّعْرِيفِ سَوَاءٌ
دَخَلَتْ عَلَى الْفَرْدِ أَوْ عَلَى الْجَمْعِ
تُقِيدُ إِلَّا سِتْغَرَاقًا إِلَّا إِذَا
كَانَ مَعْمُودًا .

(کلیات ابی البتار، ص ۵۶۳)

طبع قدیم، صفحہ ۴۹ میں یہ بات اور زیادہ ہے کہ اس حکم میں مفرد و جمع سب برابر ہیں، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ الف لام دراصل صرف انہی دو معنی کے لئے ہے، باقی معانی محض ضرورت مقام کے لئے کبھی کبھی آتے ہیں۔
اور علامہ رضی نے بھی شرح کا فیہ میں اس بحث پر مبسوط تفسیر کرتے ہوئے یہی اختیار کیا ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ :-

”بعضیت اور جزئیت کی علامت تنوین ہے، جب کسی اسم پر الف لام داخل ہو کر مانع تنوین ہو جائے گا تو اس کا مدلول صریح صرف استغراق کل افراد ہوگا البتہ اگر کوئی دلیل اس بات پر دلالت کرے کہ اس لفظ سے اس کے کل افراد مراد نہیں، بلکہ بعض معین یا غیر معین افراد مراد ہیں تو اس وقت انہیں افراد کو مراد سمجھا جائے گا جس کو اصطلاح میں عہد خارجی اور عہد ذہنی کہتے ہیں، جیسے کہا جائے [شَتَرَ اللَّحْمَ] (یعنی گوشت خرید لاؤ)، تو ظاہر ہے کہ گوشت سے اس کے تمام افراد مراد نہیں ہو سکتے، اور نہ کسی بشر کی قدرت میں ہے، اس لئے بقرینہ خریداری اللحم میں لحم سے فقط بعض افراد غیر معین لحم کے مراد ہوں گے، اور اسی کو عہد ذہنی کہا جاتا ہے جیسے قرآن عزیز میں ہے اَزْجِدُ عَلَى الشَّارِ هُدًى (یا میں آگ پر اطلاع پاؤں، تو انار سے ظاہر ہے کہ آگ کے تمام افراد مراد نہیں ہو سکتے بلکہ صرف وہ معین آگ مراد ہے جس کا ذکر پہلے کلام میں موجود ہے اور اسی کا نام عہد خارجی ہے اور جب اس قسم کی کوئی دلیل مقصود اس لفظ کو اپنے مدلول صریح یعنی استغراق سے

پھیرنے والی نہ ہو تو استغراق کے سوا کوئی معنی مراد لینا تو اہل معرفت و لغت میں جائز نہیں، اگرچہ فی نفسہ جنس ماہیت مراد ہونے کا بھی احتمال ہو سکتا ہے، لیکن عرف و محاورات میں اس کا اعتبار نہیں ہوتا، بلکہ عرف میں اعیان خارجیہ سے کلام ہوتا ہے، نہ کہ ماہیات ذہنیہ سے لہذا جنس کا احتمال سرے سے ساقط ہے؛ (رضی شرح کافیہ محققاً)

نتیجہ یہ ہے کہ الف لام تعریف خواہ مفرد پر داخل ہو یا جمع پر، اس میں صرف دو ہی احتمال ہوتے ہیں، استغراق یا عہد اور اسی بنا پر علامہ رضی اس کے بعد فرماتے ہیں:-

”پس جب کہ بعضیت کلام میں بوجہ دلیل (یعنی تنوین) نہ ہونے کی ثابت نہ ہو سکے تو واجب ہو کہ کل افراد پر حمل کیا جائے اور اسی پر محمول ہو فرمان نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا کہ پانی طاهر ہے یعنی سب افراد پانی کے (اصل سے) طاهر ہیں اور نیند بے وضو ہونا ہے، یعنی ہر فرد نیند و معروضا کا اور چونکہ الف لام داخل ہونے کے بعد مفرد بھی بہت افراد پر دلالت کرتا ہے، اسی لئے مفرد کی صفت میں جمع بھی لائی جاتی ہے، اگرچہ ایسا محاورات میں کم ہے، جیسا کہ اخفش نے روایت کیا ہے، الدہم البیض اور الدینار الصفر، دہم موصوف مفرد ہے اور بیض صفت جمع ہے، و علیٰ ہذا“

فَإِذَا لَمْ تَكُنْ لِلْبَعْضِيَّةِ لَعْدُمَ دَلِيلِهَا وَهُوَ الشَّوْنُونُ وَجَبَ كَوْنُهُ لِكُلِّ فَعَلَى هَذَا قَوْلُهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ الْمَاءُ طَاهِرٌ أَيْ كُلُّ الْمَاءِ وَالنَّوْمُ حَدَثٌ أَيْ كُلُّ النَّوْمِ إِذْ لَيْسَتْ فِي الْكَلَامِ قَرِينَةٌ بَعْضِيَّةٌ لَا مُطْلَقَةٌ وَلَا مُعَيَّنَةٌ فَلِهَذَا جَازٍ أَنْ كَانَ قَلِيلًا وَصِفَ الْمُفْرَدِ بِالْجَمْعِ نَحْوَ قَوْلِهِمْ أَهْلَكَ النَّاسَ الَّذِي نَارُ الصُّفْرَةِ الَّذِي رَمَهُ الْبَيْضُ عَلَى مَا حَكَى الْأَخْفَشُ .

(رضی، صفر ۱۰۳ ج ۲)

یہاں تک تو مفرد اور جمع کے احکام مساوی ہیں، البتہ رضی نے اس کے بعد مفسر اور جمع میں یہ فرق کیا ہے کہ جب مفرد پر الف لام داخل ہوتا ہے تو کلمہ ہر مفرد کو شامل ہوتا ہے اور جب ثننیہ پر داخل ہوتا ہے، تو ہر فرد ثننیہ کو بخلاف جمع کے، کیونکہ وہ ہر فرد مفرد اور ہر فرد ثننیہ اور اسی طرح ہر فرد جمع سب کو محیط ہوتی ہے

چنانچہ علامہ رضی فرماتے ہیں:-

لَا اَنَّ الْجَمْعَ الْمُحْتَلِيَ بِاللَّامِ فِي
مِثْلِهِ يُسْتَعْمَلُ بِمَعْنَى مُسْتَكْمِلٍ
مُضَابٍ اِلَيْهِ كُلِّ مُفْرَدٍ وَغَيْرِهِ
فَمَعْنَى لَقِيْتُ الْعُلَمَاءَ الْاَزِيدُ
اَيُّ كُلِّ عَالِمٍ وَعَالِمِيْنٍ كُلِّ عِلْمَاءٍ

(رضی، ص ۱۰۴، ۱۰۵)

” اس لئے کہ جمع معرّف باللّام کلام موجب
میں ایک ایسے نحو کے حکم میں ہوتی ہو کہ
جس کی طرف کل مفرد وغیرہ کی اضافت
کی گئی ہو اور اس لئے لَقِيتُ الْعُلَمَاءَ
الْاَزِيدُ کے معنی یہ ہیں کہ میں ہر ایک عالم اور
ہر دو عالم اور ہر جمع علماء سے ملنے کے علاوہ

اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ جمع کا استغراق زیادہ اُکمل و دائم ہوتا ہے۔

اس تفصیل کے بعد ہم ناظرین کو کلام زیر بحث کی طرف توجہ دلا کر توقع رکھتے ہیں
کہ وہ خود فیصلہ کر لیں گے کہ ”خاتم النبیین“ میں الف لام کس معنی کے لئے ہو سکتا
ہے، کیونکہ اب احتمال صرف دو ہیں، استغراق اور عہد۔

لیکن جس شخص کو عقل و فہم کا کچھ حصہ ملا ہے وہ ہرگز وہم بھی نہیں کر سکتا کہ اُس میں
الف لام عہدِ خارجی یا ذہنی کے لئے ہے، کیونکہ اس پر نہ کوئی دلیل ہے نہ قرینہ جو ”نبیین“
کو بعض نبیین کے لئے خاص کر دے، بلکہ اس کے خلاف پر قوی اور روشن دلائل
موجود ہیں جن میں سے ایک بدیہی الثبوت یہ بات ہے کہ اگر ”انبییین“ کے الف لام
کو عہدِ خارجی یا ذہنی کے لئے قرار دے کر کلام کی یہ مراد بنائی جائے کہ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم بعض انبیاء علیہم السلام کے خاتم ہیں تو کلام بالکل مہمل اور بے معنی
ہو جاتا ہے۔ اور خاتم النبیین کوئی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی امتیازی صفت
نہیں رہتی، جو آپ کے فضائل میں ذکر کی جائے، کیونکہ آدم علیہ السلام کے علاوہ
ہر نبی اپنے سے پہلے انبیاء کا خاتم اور آخر ہے، اور سب پر اس معنی میں خاتم النبیین
مصدق ہے، اس لئے یہاں یہ وہم بھی نہیں ہو سکتا کہ خاتم النبیین ”میں الف لام
عہدِ خارجی یا ذہنی کے لئے ہے تو اب خود بخود استغراق متعین ہو جاتا ہے، اور
خاتم النبیین کے یہ معنی ہوتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تمام افراد انبیاء
کے خاتم اور آخر ہیں، یعنی جن حضرات کو اصطلاح شرع میں نبی کہا جاسکتا ہو خواہ
صاحب شریعت جدیدہ ہوں یا نہ ہوں، آپ ان سب کے ختم کرنے والے اور سب کے آخر میں ہیں۔

تَشْدِيدُ :- یہ بات بفضلہ تعالیٰ تفصیل سے ناظرین معلوم کر چکے ہیں مکہ آیت میں الف لام سولے استغراق کے اور کسی معنی کے لئے نہیں ہو سکتا، لیکن ابھی تک یہ بات باقی ہے، کہ استغراق کی کونسی قسم مراد ہے، کیونکہ استغراق کی دو قسمیں ہیں، حقیقی اور عرفی، حقیقی وہ ہے کہ جس میں حقیقۃً تمام انسان مراد ہوں، جیسے عَالِمُ الْغُیْبِ وَالشَّهَادَةِ خداوند عالم جاننے والا ہے ہر غائب و حاضر کا، جس سے کوئی فرد خاص مراد نہیں۔ اور استغراق عرفی وہ ہے کہ جس میں تمام افراد حقیقۃً مراد نہ ہوں، بلکہ صرف وہ افراد مراد ہوں جو عرفاً سمجھے جاتے ہوں جیسے کہا جاتا ہے جَمَعَ الْأَمِیْرُ الصَّاعِقَةَ بادشاہ نے تمام سناروں کو جمع کیا ظاہر ہے کہ تمام دنیا کے تمام سناروں کا جمع کرنا مقصور نہیں، اس لئے یقیناً یہ مراد ہے کہ اپنے شہر یا زائد سے زائد اپنی سلطنت کے سناروں کو جمع کیا، ظاہر ہے کہ درحقیقت یہ استغراق افراد نہیں بلکہ مجازاً عرف میں اس کو بھی استغراق کہتے ہیں، لیکن اس تفصیل کے بعد اس کا فیصلہ بھی کچھ مشکل نہیں رہا کہ آیت مذکورہ میں استغراق عرفی ہے یا حقیقی۔

کیونکہ اول تو استغراق عرفی ایک مجازی معنی ہیں، جیسا کہ حواشی معنی اللیب میں مصرح ہے، اور مسلم قاعدہ ہے کہ مجازی معنی اس وقت تک مراد نہیں ہو سکتے جب تک کہ حقیقی معنی بن سکیں، اور یہ ظاہر ہے کہ استغراق حقیقی آیت میں بلا حلف درست ہے، یعنی ختم کرنے والے انبیاء کے لہذا استغراق حقیقی عرفی مراد لینے کی کوئی وجہ نہیں اور ثانیاً اگر استغراق عرفی مراد ہو تو جس طرح عہدِ خارجی یا ذہبی کی صورت میں کلام بے معنی رہ جاتا ہے، اور خاتم النبیین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مخصوص فضیلت نہیں رہتی اسی طرح استغراق عرفی میں بھی یہی اشکال درپیش ہے، کیونکہ اس صورت

لے اس کے علاوہ استغراق عرفی دہاں بنتا ہے جہاں عرفاً اس کے مخصوص افراد متعین ہوں، جیسا کہ مثال مذکور میں سناروں سے صرف اپنے شہر یا اپنی سلطنت کے سنار مراد ہوئے ہیں، اور عرفاً یہی معنی ہیں اور ظاہر بات ہو کہ خاتم النبیین بالکل اس کے خلاف ہے عرو میں اس قسم کے کلمات انبیاء کے مخصوص افراد مراد ہوتے ہیں اور نہ اس کی کوئی وجہ بلکہ اگر اس کے نظائر پر سری نظر ڈالی جائے تو سب عام انبیاء ہیں، مثلاً حدیث میں آخرا لنبیاء، آخرا لام، قائد المرسلین وغیرہ الفاظ اس کے نظائر ہیں اور باتفاق یہاں استغراق حقیقی ہے

میں بھی آیت کے معنی یہی ہوں گے کہ آپ بعض انبیاء مخصوص کے خاتم اور آخر میں، اور یہ معنی سوائے حضرت آدم علیہ السلام کے سب انبیاء پر صادق ہیں، ادھر صحیح مسلم میں بروایت حضرت ابو ہریرہؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان موجود ہے،

”مجھے چھ چیزوں میں اللہ تعالیٰ نے تمام انبیاء پر نفیلت دی ہے اور ان چھ میں اپنا خاتم النبیین ہونا بھی ذکر فرمایا ہے“ (ردوہ مسلم فی الفضائل)

نتیجہ یہ نکلا کہ خاتم النبیین میں اللہ تعالیٰ کے استغراق حقیقی کے اور کسی معنی کے لئے نہیں بن سکتا، اور اس لفظ سے تمام افراد انبیاء کا اختتام مراد ہے، اور یہی پہلا دعویٰ ہے، ولہ الحمد۔

یہاں تک جو کچھ عرض کیا گیا وہ آیت مقصود بالذکر وَلَٰكِنْ رَّسُولَ اللَّهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ کے مفردات اور جُزْأَل کلمات کے متعلق تھا، اس کے بعد پورے جملہ اور تمام آیت کی تفسیر لغت اور محاورات عرب کے اعتبار سے معلوم کرنا بھی کچھ دشوار نہ رہا، اور آیت کا مطلب صاف یہ ہو گیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تمہارے مردوں میں کسی کے باپ نہیں، لیکن آپ اللہ کے رسول ہیں اور تمام افراد انبیاء کے آخر میں آنے والے یا ختم کرنے والے ہیں، اس میں نہ کسی قسم کی تخصیص ہے اور نہ کسی فرد کا استثناء اور نہ کسی تاویل کی گنجائش، نہ تشریعی اور غیر تشریعی کی کوئی قید۔ اتنی تصریح کے بعد بھی اگر کوئی شخص چیلے یہاں ڈھونڈھے، اور آیت کی تاویل بلکہ تحریف کے درپے ہو تو وہ اپنی عاقبت کی فکر کرے، اور روز قیامت کے لئے کوئی جواب سوچ رکھے۔ وَمَا عَلَيْنَا إِلَّا الْبَلَاغُ وَمَا الشَّوْفِيُّ إِلَّا مِنَ اللَّهِ الْعَزِيزِ الْحَكِيمِ

آیت مذکورہ کی تفسیر | فتران مجید کی حقانیت کے روشن دلائل میں سے ایک یہ بھی ہے خود فتران مجید سے کہ اس کا بعض اپنے بعض کی تفسیر کرتا ہے، اس لئے آئیے ہم آپ کو یہ دکھلائیں کہ خود کتاب میں اس آیت کی کیا تفسیر کرتی ہے۔

ختم نبوت کا مسئلہ جیسا کہ اہم تھا قرآن عزیز نے اس کی اہمیت کا لحاظ رکھتے ہوئے تقریباً ستر سے زائد آیات میں اس مسئلہ پر روشنی ڈالی ہے جن کو انشاء اللہ تعالیٰ مستقلاً ہدیہ ناظرین کیا جائے گا۔

یہاں صرف چند آیتیں پیش کی جاتی ہیں جو انشاء اللہ تعالیٰ آیت خاتم النبیین کی

تفسیر اور اس کے مطلب کی توضیح کے لئے کافی ہیں، جن میں پہلے اسی آیت کی ایک دوسری قرأت کو پیش کرتے ہیں جس کے ذریعہ سے آیت کے معنی بالکل صاف حل ہو جاتے ہیں۔

عامہ مفسرین مثل ابن جریر طبریٰ اور ابن کثیر و سیوطی وغیرہم نے اپنی اپنی تفسیروں میں اس آیت کے متعلق حضرت عبداللہ بن مسعود کی قرأت یہ نقل کی ہے :-
 وَلَكِنْ نَبِيًّا خَتَمَ النَّبِيِّينَ ۔ | لیکن آپ ایک ایسے نبی ہیں جس نے تمام نبیوں کو ختم کر دیا ۔

اس قرأت نے ان تمام تحریفیات کی جڑ کاٹ دی جو لفظ خاتم کے متعلق مرزا یوں کی جانب سے ابھی نقل کی جاتی ہیں، کیونکہ اس وقت آیت کے معنی صاف یہ ہوئے کہ آپ ایسے نبی ہیں جس نے تمام انبیاء کو ختم کیا۔ اسی طرح آیت ذیل بھی اسی معنی کا اعلان کرتی ہے :-

الْيَوْمَ اكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَنِعْمَتِي (مائدہ، پ) | ہم نے تمہارے لئے تمہارا دین کامل کر دیا اور اپنی نعمت تم پر تمام کر دی :-

اس آیت نے صاف یہ بتلادیا کہ دین اسلام اور نعمت نبوت وحی وغیرہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر تمام ہو چکی ہے، آپ کے بعد کسی نبی کی ضرورت اور نجات نہیں ہے، اس آیت کی تفسیر اور مفصل تحقیق انشاء اللہ تعالیٰ عنقریب عرض کی جاوے گی۔ نیز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق ارشاد خداوندی ہے :-

قُلْ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنِّي رَسُولُ اللَّهِ إِلَيْكُمْ جَمِيعًا الَّذِي لَهُ مُلْكُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ ۔ | (اعزان، پ) آپ کہہ دیجئے کہ اے لوگو! میں تم سب کی طرف اللہ تعالیٰ کا رسول ہوں جس کے لئے آسمانوں اور زمین کا ملک ہے :-

وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا كَافَّةً لِّلنَّاسِ بَشِيرًا وَنَذِيرًا ۔ | (سبا، پ ۲۲) ہم نے آپ کو نہیں بھیجا مگر تمام انسانوں کی طرف بشیر اور نذیر بنا کر :-

ان دونوں آیتوں اور ان کی امثال اور چند آیتوں میں بھی صاف اعلان فرمادیا

گیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دنیا کے تمام انسانوں کے لئے رسول ہیں۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ آیا ان انسانوں سے صرف وہ انسان مراد ہیں جو آپ کے زمانہ مبارک میں تھے یا آئندہ آنے والی نسلیں بھی اُن میں شامل ہیں۔ پہلی صورت میں تو یہ لازم آتا ہے کہ صرف صحابہؓ ہی کے رسول ہیں، اور بس، اور آپ کی رسالت نبوت صرف صحابہ میں ختم ہو گئی، اور یہ ایک ایسا گستاخانہ کلمہ ہے کہ کوئی مسلمان اس کو گوارا نہیں کر سکتا۔

رہی دوسری صورت کہ تمام انسانوں سے حضرات صحابہؓ کے ساتھ بعد میں آنیوالی نسلیں بھی مراد ہیں، اہل بیتؑ و اہل کائنات کے معنی ہیں کہ آپ تمام دنیا کے موجودہ انسانوں اور آئندہ پیدا ہونے والے سب انسانوں کے رسول ہیں (اور یہی معنی صحیح اور درست ہیں) تو اس میں صاف ہمارا مدعا ثابت ہوتا ہے، کہ آپ کے بعد کوئی نبی پیدا نہیں ہو سکتا، کیونکہ جب آپ کی رسالت قیامت تک تمام انسانوں کے لئے عام اور شامل ہے تو پھر کیا معاذ اللہ آپ کی نبوت و رسالت میں کوئی نقصان تھا، کہ وہ ان کی ہدایت کے لئے کافی نہ ہوئی اور کسی دوسرے نبی کی ضرورت پڑی، اس آیت کی بھی تفصیل انشاء اللہ تعالیٰ عنقریب آئے گی۔

نیز تشرآن مجید ارشاد کرتا ہے :-

وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ ۝
ہم نے آپ کو نہیں بھیجا مگر رحمت بنا کر تمام عالم والوں کے لئے یہ

جس طرح کہ باتفاق دنیا اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ میں عالمین سے تمام عالم بلا کسی تخصیص کے مراد ہیں اسی طرح اس جگہ بھی تخصیص کی کوئی وجہ نہیں۔

لے اور دوسری آیات و احادیث سے یہ بھی ثابت ہے کہ تمام جنات کے لئے بھی رسول ہیں چونکہ اس وقت گفتگو انسانوں کے معاملہ میں ہے اس لئے صرف انہی کے ذکر پر اکتفا کر لیا گیا ۱۳ منہ

۱۴ حدیث میں خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہُوَ اَنَا رَسُولُ مَنْ اَذْنٰكَ حَيَاتًا وَمَنْ مَوْتًا بَعْدِي ۝ یعنی میں تمام لوگوں کا بھی رسول ہوں جو اب زندہ ہیں اور اُن کا بھی جو میرے بعد پیدا ہوگا۔

۱۵ سیاتی الحدیث فی بابہ انشاء اللہ تعالیٰ ۱۲ منہ

پس آیت کا حاصل یہ ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تمام عالم والوں کے لئے رحمت ہیں، اور یہ جب ہی ہو سکتا ہے کہ جب آپ کی نبوت و رسالت عام ہو، اور آپ کے بعد کسی اور نبی کی ضرورت نہ ہو ورنہ اگر آپ کے بعد کوئی نبی مبعوث ہو تو اگر کوئی شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر پختہ ایمان لانے والا اور آپ کے احکام و سنن کا پورا اتباع کرنے والا اس پر ایمان نہ لایا تو اس کی ساری کوششیں کارت اور سامے اعمال حبط ہوں گے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے رحمۃ اللعالمین ہونے کے منافی ہے، بلکہ اس صورت میں آپ کی ذات مبارک اور آپ کا اتباع صرف انہی لوگوں کے لئے رحمت ہو گا جو دوسرے نبی کے مبعوث ہونے سے پہلے دنیا سے رخصت ہو گئے، تمام عالم کے لئے رحمت ہونا ثابت نہ ہو گا۔

ان کے علاوہ اور بھی ستر آں مجید کی بہت سی تصریحات و اشارات سے یہ مضمون ثابت ہوتا ہے جس کو انشاء اللہ تعالیٰ مستقل طور سے ہدیہ ناظرین کیا جائے گا۔ ان تمام آیات قرآن مجید سے ناظرین یہ سمجھ چکے ہوں گے کہ یہ سب خاتم النبیین کے اسی معنی کی تائید کرتی ہیں جو اوپر عرض کئے گئے ہیں۔

اور اس کل گزارش سے یہ ثابت ہو گیا کہ آیت مذکورہ میں خاتم النبیین کی وہی تفسیر ہے جو اوپر لغت عرب سے نقل کی گئی ہے، اور خود قرآن مجید کی دوسری آیات اسی تفسیر کو بیان کرتی ہیں۔

چونکہ اس بحث کو عنقریب تفصیل کے ساتھ بیان کرنا ہے اس لئے اس موقع پر صرف دو تین آیات پر اکتفا کر لیا گیا، اور ان کے بیان میں بھی اختصار سے کام لیا گیا۔

آیت مذکورہ کی تفسیر | تفسیر ستر آں مجید کی جو ترتیب ہم اوپر ذکر کر گئے ہیں، اس میں احادیث سے | دوسرا درجہ حدیث کا ہے۔ سو اس کے متعلق یہ گزارش ہو کہ

آیت کی وہ تفسیر جو ہم اوپر لغت عرب اور خود ستر آں عزیز سے نقل کر چکے ہیں، احادیث میں بھی ایک بہت بڑا فقر اس تفسیر کا شاہد ہے، جس کے دیکھنے کے بعد ایک مسلمان کو کسی شبہ کی گنجائش نہیں رہتی، اور یہ بات بالکل روشن ہو جاتی ہو کہ مذکورہ بالا تفسیر کے علاوہ اور کوئی تفسیر آیت خاتم النبیین کی نہیں ہو سکتی۔

لیکن چونکہ ہیں ان تمام احادیث کو ایک مستقل حصہ کی صورت میں مفصل

ہدیہ ناظرین کرنی ہے، اس لئے اس جگہ بعض تفسیر چند احادیث پر لکھا گیا جاتا ہے اور ایک سلیم الطبع مسلمان کے لئے وہ بھی کفایت سے زائد ہیں۔ حضرت ثوبانؓ راوی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے:-

<p>لَا تَقْرَءُ السَّاعَةَ حَتَّىٰ يَبْعَثَ وَجَّالُونَ كَذَّبُوا كُلَّهُمْ يُرْعَمُ أَنَّهُ نَبِيُّيَّ وَأَنَا خَاتِمُ النَّبِيِّينَ لَا نَبِيَّ بَعْدِي .</p>	<p>قیامت اُس وقت تک نہیں قائم ہو سکتی جب تک کہ بہت دجال اور جھوٹے نہ اٹھیں جائیں جن میں سے ہر ایک یہ کہتا ہو کہ وہ نبی ہے، حالانکہ میں تو خاتم النبیین ہوں یعنی میرے بعد کوئی نبی ہونے والا نہیں ہے</p>
---	---

(ابوداؤد، ترمذی)

اس حدیث میں خود اُس مقدس ذات نے کہ جس پر یہ قرآن نازل ہوا، جھگڑے کا قطعی فیصلہ کر دیا اور بتلادیا کہ مسلمانو! خاتم النبیین کے معنی یہ ہیں کہ میرے بعد کوئی نبی نہ ہوگا۔ نہ خاتم کے معنی اس جگہ مہر و انگشتری کے ہیں اور نہ النبیین میں کوئی تخصیص۔ کیونکہ لَا نَبِيَّ بَعْدِي میں لائی نفی جنس کے ذریعہ سے اس مسئلہ کو بالکل صاف کر دیا گیا، جس کی تفصیل اپنی بحث میں آئے گی۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔ نیز حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی یہی الفاظ مروی ہیں اور روایت کی گئی ہے۔

<p>وَأَنَا خَاتِمُ النَّبِيِّينَ لَا نَبِيَّ بَعْدِي</p>	<p>”حالانکہ میں خاتم النبیین ہوں“ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے</p>
--	---

اخرم احمد والطرابی

اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا:-

<p>إِنَّ مَثَلِي وَمَثَلَ الْأَنْبِيَاءِ مِنْ قَبْلُ كَمَثَلِ رَجُلٍ بَنَى بَيْتًا فَأَحْسَنَهُ وَأَجْمَلَهُ إِلَّا مَوْضِعَ لَبَنَةٍ مِنْ زَادٍ يَجْعَلُ النَّاسُ يَطْوُونَهَا وَيُغَجِّبُونَ لَهُ وَيَقُولُونَ هَلَّا وَضِعَتْ هَذِهِ اللَّبَنَةُ قَالَ فَإِنَّا اللَّابَنَةُ</p>	<p>”کہ میری مثال اور مجھے پہلے انبیاء کی مثال ایسی ہے جیسے کسی شخص نے کوئی گھر بنایا ہو اور اس کو آراستہ پر آستہ کیا ہو مگر ایک اینٹ کی جگہ چھوڑ دی ہو اور لوگ اس کے پاس چکر لگاتے اور خوش ہوتے ہوں اور کہتے ہوں کہ یہ ایک اینٹ بھی کیوں نہ رکھ دی گئی (کہ تعمیر مکمل ہو جاتی)</p>
---	--

وَأَنَّا خَاتِمَ النَّبِيِّينَ .

(بخاری و مسلم وغیرہ)

فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ پس

وہ آخری اینٹ میں ہی ہوں، اور میں ہی

خاتم النبیین ہوں۔

اے مسلمان! کا دعویٰ کرنے والو! اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا اقرار کرنے والو! کیا اس جیسے کھلے کھلے بیانات کے بعد بھی تمہیں اس میں کوئی شک ہے کہ آیت میں خاتم النبیین کے معنی صرف وہی ہیں جو ہم نے عرض کئے، اور کیا آپ ان تمام نصوص و تصریحات میں کہیں غیر تشریحی یا ظلی اور بروزی نبی کا استثناء دیکھتے ہیں؟ خود وہ نبی مجتبیٰ (صلی اللہ علیہ وسلم) جس پر یہ کلام مقدس نازل ہوا (فراہ رُوحی و ابی داتی) نہایت صاف صاف مثالیں دے کر بتلاتا ہے کہ خاتم النبیین کے معنی آخر النبیین ہیں یعنی تمام افراد انبیاء کے بعد میں مبعوث ہونے والا کہ جس کے بعد نبوت کا استحکام اور مزین محل بالکل مکمل ہو جاتا ہے، اور کسی نبی کے مبعوث ہونے کی ضرورت اور گنجائش نہیں رہتی، اس قصر نبوت کی تکمیل کے بعد نہ تشریحی نبوت کی اینٹ کی اس میں ضرورت و گنجائش ہے اور نہ غیر تشریحی یا ظلی بروزی کی، قَبَائِمِ حَدِيثٍ بَعْدَ كَيْدٍ مِّنْهُنَّ ۝

نیز حضرت ابو ہریرہؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت فرماتے ہیں کہ آپ نے فرمایا:

فَقُضِلْتُ عَلَى الْأَنْبِيَاءِ بِسِتِّ
أُعْطِيتُ جَوَارِمَ الْكَلِمِ وَنُصِرْتُ
بِالرَّغَبِ وَأُحِلَّتْ لِي الْفَنَائِدُ
وَجُعِلَتْ لِي الْأَنْفُسُ مَسْجِدًا
وَرَطَبُورًا وَأُزِيلَتْ إِلَيَّ
الْخَلْقُ كَأَنَّهُ وَخْتِمًا فِي
النَّبِيِّينَ .

(رداء مسلم فی الفضائل)

مجھے تمام انبیاء پر چودھ سے فضیلت دی گئی،
ایک یہ کہ مجھے کلمات جامعہ عطا فرمائے گئے
دو شکریہ کہ رعب ذریعہ میری مدد کی گئی،
تیسرے میرے لئے مال غنیمت حلال کر دیا گیا،
چوتھے میرے لئے تمام زمین کو نماز پڑھنے
کی جگہ اور ذریعہ تم پاک کرنے والی بنایا گیا،
پانچویں مجھے تمام خلقت کی طرف سے محبوب کیا گیا،
چھٹے میرے ساتھ تمام انبیاء کو ختم کیا گیا؛

اس حدیث میں اس تحریف کی بھی جرکات دی گئی، جو لفظ خاتم میں کی جاتی ہے، لفظ خاتم کے بجائے ختم بی النبیین رکھ دیا گیا اور کیا اس میں کہیں غیر تشریحی یا ظلی

بروزی نبی کا استثناء موجود ہے۔

اور حضرت ابوالہمامہ باہلی ایک طویل حدیث کے ذیل میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں:-

أَنَا أَخْبِرُكَ لَا نَبِيَّ بَعْدَ النَّبِيِّينَ | "میں سب انبیاء میں سے آخری ہوں اور
الْأَمَمِ، (رواہ ابن ماجہ باب مَنَّةِ النَّبَالِ)، | تم سب امتوں میں سے آخری ہو۔

کس قدر وضاحت کے ساتھ بیان فرمادیا گیا کہ خاتم النبیین کے وہی معنی اور صرت وہی معنی ہو سکتے ہیں اور میں جو اوپر ذکر کئے گئے ہیں، یعنی آپ سب انبیاء میں سے آخری اور سب کے ختم کرنے والے نبی ہیں، اور پھر صرف اسی پر اکتفا نہیں کیا گیا بلکہ ساتھ ہی یہ بھی فرمادیا کہ تم آخری امت ہو، جس نے یہ بات صاف کر دی کہ آپ کے بعد کوئی شخص اس امت کے لئے نبی بنا کر نہ بھیجا جائے گا جس کے لئے ایک دوسری امت ہو۔

اے عقل کے مدعی! اسلام کے دم بھرنے والو! تمہیں اب بھی یقین ہو کہ آیت میں خاتم النبیین کے معنی اس کے سوا کچھ نہیں جو ہم نے اوپر عرض کئے، اس میں تشریح کی تخصیص بھی غیر شرعی اور بروزی وظلی کی۔

نیز حضرت عرباض ابن ساریہ روایت فرماتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:-

إِنِّي عِنْدَ اللَّهِ مَكْتُوبٌ خَاتِمُ | "تحقیق میں اللہ تعالیٰ کے نزدیک خاتم النبیین
النَّبِيِّينَ وَأَنَّ أَدَمَ لَمُنْجَبِلٌ | اس وقت میں لکھا ہوا تھا جبکہ آدم
فِي طَيْبَةِ . | علیہ السلام اپنی مٹی ہی میں تھے۔
(مشکوٰۃ من شرح السنۃ و مسند احمد)

اور حضرت حبابہ سے مروی ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے:-

أَنَا قَائِلُ الْمُرْسَلِينَ وَلَا فَخْرَ | "میں تمام رسولوں کا رہبر ہوں اور کوئی فخر نہیں
وَأَنَا خَاتِمُ النَّبِيِّينَ وَلَا فَخْرَ | اور میں تمام انبیاء کا ختم کرنے والا ہوں اور کوئی
أَنَا أَكْبَلُ شَانِعٍ وَمُشْفَعٌ وَلَا فَخْرَ | فخر نہیں اور میں پہلا شفاعت کرنے والا اور
(مشکوٰۃ عن الدارمی) | مقبول الشفاعت ہوں اور کوئی فخر نہیں۔

وہ حضرات جو آیت خاتم النبیین میں تحریفیات کے جال پھیلاتے ہیں، اور النبیین کے الف لام میں جھگڑے ڈال کر یہ چاہتے ہیں کہ نبیین سے تمام انبیاء مراد نہ لئے جائیں، تاکہ قادیانی نبی کے آنے کی گنجائش نکل آئے، ذرا عنایت فرما کر یہ تو بتلائی کہ قائد المرسلین میں الف لام استغراقی حقیقی کا ہے یا نہیں اور کیا اس جگہ مرسلین سے تمام مرسلین بلا استثناء اور بلا تخصیص مراد ہیں یا نہیں؟

اگر نہیں تو اس کا صاف مطلب یہ ہوا کہ آپ سب انبیاء کے سردار اور سرپرست نہیں بلکہ صرف بعض کے ہیں، اور یہ بات جیسا کہ تمام نصوص شرعیہ آیات و تشریحات تصریحات احادیث کے سراسر خلاف ہے، اسی طرح مرزائی جماعت کے مسلمات کے بھی خلاف ہے کیونکہ کم از کم زبانوں سے تو وہ بھی استدار کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تمام انبیاء کے سردار اور سرپرست ہیں۔

اور اگر یہ کہا جائے کہ اس جگہ المرسلین میں الف لام استغراقی حقیقی کے لئے ہے اور مرسلین سے تمام افراد مرسلین کے بلا کسی استثناء تخصیص کے مراد ہیں تو میرے عنایت فرماؤ مجھے یہ بتلا دیں کہ پھر لفظ النبیین نے جو اس کے بعد ہی مذکور ہے ان کا کیا تصور کیا ہے کہ وہ اس میں طرح طرح کے چیلے بہانے ڈھونڈتے ہیں اور اس میں تمام افراد انبیاء کو داخل نہیں ہونے دیتے۔

کیا اس جگہ قائد المرسلین اور خاتم النبیین میں اس کے سوا کوئی فرق ہو کہ قائد المرسلین اگر عام بھی رہ گیا اور تمام مرسلین کو شامل ہو گیا تو مرزا صاحب اور ان کے اذنان کے نیلے ہوئے خیالات میں کوئی شخص نہیں لگتی، اور مرزا صاحب کی نبوت نہیں بگڑتی اور خاتم النبیین میں اس لئے چیلے بہانے کئے جاتے ہیں کہ اگر یہ عام رہا تو مرزا صاحب کی نبوت کا کہیں پتہ نہ چلے گا۔

نیز ابن ابی الدنیا اور ابوالعلی نے حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ سے ایک طویل حدیث کے ذیل میں روایت کیا ہے کہ جب فرشتے (منکر و نکیر) قبر میں مردہ سے سوال کریں گے کہ تیرا رب کون اور تیرا دین کیا ہے تو وہ کہے گا:-

”میرا پروردگار اللہ تعالیٰ ہے، اور اسلام میرا دین ہے، اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) میرے نبی ہیں اور آخری نبی ہیں، یہ منکر

رَبِّیَ اللّٰهُ وَالْاِسْلَامُ دِیْنِیْ
وَمُحَمَّدٌ نَّبِیِّیْ وَخَاتِمُ
النَّبِیِّیْنَ یَقُولُوْنَ لَهُ

صَدَقَتْ ۔ | وسرشتے کہیں گے کہ تو نے سچ کہا؟

(تفسیر منظور، ص ۱۶۵)

منکر و نکیر بھی اس شخص کی تصدیق کرتے ہیں جس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو آخری نبی اور تمام انبیاء کا ختم کرنے والا سمجھا۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مختلف مقامات میں، مختلف مجموعوں میں، مختلف عنوانات اور بیانات سے اس آیت کی تفسیر احادیث میں فرمائی ہے، جن میں سے اس جگہ صرف چند حدیثیں بقدر ضرورت آیت مذکورہ کی تفسیر میں پیش کر دی گئیں جن کو پڑھ کر ایک خدا سے ڈرنے والا اور رسول پر ایمان لانے والا مسلمان اس پر یقین کئے بغیر نہیں رہ سکتا کہ آیت خاتم النبیین کے معنی اور اس کی تفسیر یہی ہے جو احقر نے اہل لغت عرب سے اور پھر خود قرآن کریم سے نقل کی ہے، باقی احادیث کو انشاء اللہ تعالیٰ مفصل حصہ دوم ”ختم النبوة فی الحدیث“ میں ہدیہ ناظرین کیا جائے گا۔

خلاصہ یہ کہ آیت خاتم النبیین کے معنی جو خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہیں مبتلائے وہ یہی ہیں کہ آپ سب انبیاء میں آخری نبی اور تمام انبیاء کے ختم کر نیوالے ہیں، نہ اس میں کسی تشریحی نبی کی تخصیص ہے اور نہ غیر تشریحی ظلی بردی وغیرہ کا استثناء مسلمانو! نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت اور آپ کے اتباع کا دم مرنے والا! لغت عرب نے آپ کو ان معنوں کی طرف ہدایت کی، خود قرآن کریم نے پکار پکار کر ارشاد فرمایا کہ میری مراد یہی ہے، قرآن عزیز جس مقدس ذات پر نازل ہوا اس نے خود بار بار مختلف مجلسوں میں متعدد بیانات کے ساتھ اس کا اعلان کیا کہ آیت مذکورہ کے یہی معنی ہیں کہ آپ تمام انبیاء کے ختم کرنے والے ہیں، اور حدیث کے عظیم الشان دفر میں ایک جگہ بھی تشریحی غیر تشریحی کی تفصیل نہ فرمائی اور نہ بردی یا ظلی کا استثناء کیا، پس کیا اس کے بعد بھی آپ کو کوئی شک باقی رہا، ذیاتی حدیث بعد ائیمون۔

آیت مذکورہ کی تفسیر | تفسیر قرآن مجید کے متعلق جو ترتیب ابتداء میں ذکر کی گئی ہے اس صحیفہ ذیل سے | کا تیسرا اور چوتھا درجہ صحابہ و تابعین کی تفسیریں اور ان کے اقوال و دہبارہ تفسیر ہیں۔

ظاہر ہے کہ اس کا استیعاب بھی کسی کی قدرت میں نہیں، اس لئے اقوال صحابہ

تابعین میں سے بھی بقدر ضرورت محدودے چند ہدیہ ناظرین کئے جاتے ہیں جن سے ان کو یہ اندازہ ہو سکے گا کہ اُمت کے ان اسلاف نے اس آیت کے کیا معنی سمجھے ہیں، جنہوں نے یہ سبق اس استاذ سے پڑھا ہے جس کا استاذ بلا واسطہ خدامے قدوس ہے۔ امام ابو جعفر ابن جریر طبریؒ اپنی عظیم الشان تفسیر میں حضرت قتادہؓ سے خاتم النبیین کی تفسیر میں روایت فرماتے ہیں :-

عَنْ قَتَادَةَ وَكَانَ رَسُولَ اللَّهِ
وَحَايَمَ النَّبِيِّينَ أَيْ أَخْرَجَهُمْ
لَا بِنَجْرٍ مَلَا ۲۲ ج

• حضرت قتادہؓ سے روایت ہر انہوں نے
آیت کی تفسیر میں فرمایا، اور لیکن آپ اللہ
کے رسول اور خاتم النبیین یعنی آخر النبیین ہیں؟

حضرت قتادہؓ کا یہ قول شیخ حلال الدین سیوطیؒ نے تفسیر منثور میں عبد الرزاق اور عبد بن حمید اور ابن منذر اور ابن ابی حاتم سے بھی نقل کیا ہے (منثور ص ۲۰ ج ۵) اس قول نے بھی صاف وہی بتلادیا کہ جو ہم اور پر لغت اور قرآن عزیز اور احادیث سے نقل کر چکے ہیں، کہ خاتم النبیین کے معنی آخر النبیین ہیں، کیا اس میں کہیں تشریحی غیر تشریحی اور بروزی وظلی وغیرہ کی کوئی تفصیل ہے؟

نیز حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ سے تو آپ معلوم کر چکے ہیں ان کی قرأت ہی آیت مذکورہ میں وَكَانَ نَبِيًّا خَتَمَ النَّبِيِّينَ ہے، جو خود اُسی معنی کی طرف ہدایت کرتی ہے جو بیان کئے گئے۔

اور سیوطیؒ نے منثور میں بحوالہ عبد بن حمید حضرت حسنؓ سے نقل کیا ہے :-

عَنِ الْحَسَنِ فِي قَوْلِهِ وَحَايَمَ
النَّبِيِّينَ قَالَ خَتَمَ اللَّهُ النَّبِيِّينَ
بِمُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
وَكَانَ أَخْرَجَ مِنْ بَعْثٍ .
(منثور ص ۲۳ ج ۵)

• حضرت حسنؓ سے آیت خاتم النبیین
کے بارہ میں یہ تفسیر نقل کی گئی ہے کہ اللہ
تعالیٰ نے تمام انبیاء کو محمدؐ صلی اللہ علیہ وسلم
پر ختم کر دیا اور آپ ان رسولوں میں سے
جو اللہ کی طرف سے مبعوث ہوئے
آخری ٹھہرے؟

کیا اس جیسی صراحتوں کے بعد بھی کسی شک یا تاویل کی گنجائش ہے؟ اور بروزی یا ظلی کی تاویل چل سکتی ہے؟ اور منثور میں سیوطیؒ نے مصنف ابن ابی شیبہ سے

حضرت عائشہ صدیقہ کا قول یہ نقل کیا ہے۔

كُنُوا خَاتِمَ النَّبِيِّينَ وَلَا تَكُونُوا
لَا نَبِيَّ بَعْدَهُ (درمنثور ص ۲۰۳)
آپ کو خاتم النبیین کو کہو لیکن یہ نہ کہو کہ
آپ کے بعد کوئی نبی آنے والا نہیں ہے
حضرت صدیقہ کا یہی ارشاد ابن قتیبہ نے تادیل الاحادیث میں بھی روایت کیا ہے۔

نیز درمنثور میں بحوالہ معنف ابن ابی شیبہ حضرت مغیرہ بن شعبہ کا بھی اس قسم کا قول نقل فرمایا ہے، دیکھو ہذا۔

” حضرت شعبی جو ایک جلیل القدر تابعی ہیں فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے حضرت مغیرہ بن شعبہ کے سامنے یہ کہا کہ دو دو صحیح اللہ تعالیٰ جناب محمد پر جو کہ خاتم الانبیاء ہیں اور ان کے بعد کوئی نبی نہیں، حضرت مغیرہ نے فرمایا جب تم کہو تو تمہارے لئے خاتم الانبیاء کہہ دینا کافی ہے، لَا نَبِيَّ بَعْدَهُ کہنے کی ضرورت نہیں کیونکہ تم سے حدیث بیان کی جاتی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نازل ہونے والے ہیں تو وہ آپ سے پہلے بھی ہوئے اور بعد میں بھی ہوں گے۔“

عَنِ الشَّعْبِيِّ قَالَ قَالَ رَجُلٌ عِنْدَ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ صَلَّى اللَّهُ عَلَى مُحَمَّدٍ خَاتِمِ الْأَنْبِيَاءِ لَا نَبِيَّ بَعْدَهُ فَقَالَ الْمُغِيرَةُ بْنُ شُعْبَةَ حَبُطْتُ إِذَا أَتَيْتُ خَاتِمَ الْأَنْبِيَاءِ فَإِنَّا كُنَّا نَحْدِثُ أَنَّ عِيسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ خَارِجٌ فَإِنَّهُ هُوَ خَرَجَ فَقَدْ كَانَ قَبْلَهُ وَبَعْدَهُ .

(درمنثور ص ۲۰۳/۵۵)

دونوں کا مطلب صاف اور ظاہر ہے کہ کلمہ لَا نَبِيَّ بَعْدَهُ سے چونکہ بظاہر یہ سمجھا جاسکتا ہے کہ آپ کے بعد کوئی نبی نیا یا پُرانا نہیں آسکتا، جس سے اسلام کے جاہلی عقیدہ اور صحابہ کے متفقہ اعتقاد، نزول عیسیٰ علیہ السلام پر عامیانہ نظروں میں صدہ پہنچنے کا اندیشہ ہے۔

اس لئے حضرت صدیقہ اور مغیرہ رضی اللہ عنہما نے ارشاد فرمایا کہ اس قسم کے لفظ بھی اختیار نہ کرو کہ جن سے اجماعی عقیدہ کے خلاف کا گمان یا دہم ہو سکے، بلکہ جس مقصد سے ختم نبوت کو تم بیان کرنا چاہتے ہو وہ تو صرف لفظ خاتم النبیین سے

پورے طور پر واضح ہو سکتا ہے، اور اتنا ہی کافی ہے، اگلا فقرہ یعنی لَا نَبِيَّ بَعْدِي ؎ بھی اگرچہ فی نفسہ اپنے معنی کے اعتبار سے بالکل درست ہے، لیکن تاہم چونکہ نزول عیسیٰ علیہ السلام کے خلاف کا ایہام ہوتا ہے، اس لئے صرف خاتم النبیین پر ہی اکتفا کرنا مقصود کے ادا کرنے کے لئے کافی اور ایہام خلاف سے بچنے کے لئے اولیٰ اور بہتری کیونکہ خاتم النبیین کے معنی آخر النبیین کے ہیں، اور یہ معنی نزول مسیح کے کسی طرح مخالف نہیں سمجھ جاسکتے، اس لئے کہ اس کے معنی اس کے سوا نہیں کہ عالم دنیا میں آپ کے ساتھ عہدہ نبوت سب انبیاء کے بعد میں متعلق ہوا۔ اور ظاہر ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام جس وقت آسمان سے آخر زمانہ میں نازل ہوئے تو عہدہ نبوت اُن کو اُس وقت نہیں دیا جائے گا بلکہ اُن کا وصف نبوت جس وقت سے کہ خداوندِ عالم نے اُن کو عطا فرمایا تھا اسی وقت سے ہمیشہ اسی طرح باقی رہا اور رہے گا۔

اس لئے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول لفظ خاتم النبیین اور آخر النبیین کے کسی طرح خلاف نہیں، کلام کے یہ معنی ہماری ایجاد نہیں بلکہ خود مرفوع حدیث میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہیں۔ دیکھو تفسیر ابن کثیر صفحہ ۴۸ جلد ۸ تخریج ابن ابی حاتم حضرت ابو ہریرہؓ سے مرفوعاً روایت کرتے ہیں:-

”میں پیدائش میں تمام انبیاء علیہم السلام سے پہلے تھا اور بخت میں سب سے آخر میں“

أَنَا أَوَّلُ النَّبِيِّينَ فِي الْخَلْقِ
وَأَخِيرُهُمْ فِي الْبُعْثِ -
(ابن کثیر بر حاشیہ فتح البیان)

۱۔ جس کی تفصیل انشاء اللہ تعالیٰ حدیث ”لابی بعدی“ کے تحت حصہ دوم میں آئے گی ۱۲ منہ
۲۔ اس میں اشارہ اس طرف ہو کہ عالمِ اِرداح میں سب سے پہلے منصب نبوت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ملا ہو جس کے لحاظ سے آپ جس طرح خاتم النبیین ہیں اسی طرح اول النبیین بھی ہیں، مگر اس جگہ کلام اس دنیا کی زندگی کے متعلق ہوا اس کے لحاظ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سب انبیاء کے آخر میں منصب نبوت پر فائز ہوئے ہیں ۱۲ منہ

جس نے صاف بتلادیا کہ خاتم النبیین اور آخر التبیین کے معنی یہی ہیں کہ آپ کا وصف نبوت باعتبار بعثت کے سب انبیاء علیہم السلام کے بعد میں ہے، اور اس بنا پر کسی پہلے نبی کا آپ کے بعد باقی رہنا یا اس دنیا میں آنا آیت کے ہرگز خلاف نہیں ہو سکتا۔

اسی مضمون کو تفسیر روح المعانی صفحہ ۶۰ ج ۷، اور کشاف صفحہ ۲۱۵ ج ۲ میں نہایت وضاحت کے ساتھ بیان کیا ہے، اِنْ شِئْتُ فَاَرْجِعْ اِلَيْهِ، اس کے علاوہ اگر لغت عرب اور محاورات پر نظر ڈالی جائے تو تھوڑے سے غور کرنے سے ثابت ہو جائے گا کہ آخر النبیین اور اول النبیین اور آخر العلماء اور آخر الطلاب اور آخر القائمين، آخر المؤمنين، آخر الشاہدین، آخر القادین، آخر الاولاد وغیرہ محاورات میں صرف اسی معنی کے لئے آتے ہیں کہ اولیت اور آخریت باعتبار وصف مضاف الیہ کے لی جاتی ہے، جب تک کہ کوئی قید اس سے پھیرنے کے لئے نہ لگائی جائے جیسے اَوَّلُ الْمُؤْمِنِينَ ہجرت مثلاً یعنی اَوَّلُ باعتبار ہجرت کے۔ یہی وجہ ہے کہ امام عربیت علامہ زمرخسری نے خاتم النبیین کے یہ معنی بیان کئے ہیں کہ لَا يَنْبَأُ أَحَدًا بَعْدَهُ (تفسیر کشاف صفحہ ۲۱۵ ج ۲) یعنی آپ کے بعد کوئی شخص نبی نہ بنایا جائے گا۔

خاتم النبیین کے معنی محاورات عرب اور احادیث مرفوعہ اور تفسیر محققین پر نظر ڈالتے ہوئے کسی تھوڑی سی عقل رکھنے والے کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول میں شک و شبہ پیدا نہیں کر سکتے، البتہ لابی بعدی کے ظاہری لفظ سے ایک سطحی نظر والے عامی آدمی کو اس میں کچھ دہم پیدا ہو سکتا ہے، اگرچہ کچھ غور کرنے سے بعد وہ بھی بالکلیف زائل ہو سکتا ہے، جیسا کہ انشاء اللہ تعالیٰ اپنے محل میں عرض کیا جائے گا۔

اسی ظاہری اور سطحی دہم کو دفع کرنے کے لئے حضرت صدیقہؓ اور حضرت مغیرہؓ نے ارشاد فرمایا کہ ایسے الفاظ مت اختیار کرو کہ جن سے عوام کو سطحی نظر میں کوئی شبہ پیدا ہو سکے۔ باقی رہا یہ شبہ لابی بعدی احادیث صحیحہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مرفوعاً آیا کیا گیا ہے پھر اس لفظ کو کیسے چھوڑا جا سکتا ہے، سو ظاہر ہے کہ حضرت صدیقہؓ اور مغیرہؓ کی غرض اس کلام سے یہ نہیں کہ معاذ اللہ یہ الفاظ غلط ہیں یا ان کا بیان کرنا ناجائز ہے، بلکہ ان کی غرض محض عقیدہ عوام کی اصلاح اور غیر مقصود کے ایہام سے بچانا ہے،

اور یہ ایک ایسی غرض ہے کہ اس کے لئے بہت سی احادیث مرفوعہ کو عوام کے سامنے بیان نہ کرنا ہی اولیٰ سمجھا جاتا ہے۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب صحیح میں اس پر مستقل باب منعقد کیا ہے۔
 بَابُ مَنْ تَرَكَ بَعْضَ الْإِخْتِيَارِ مَخَافَةَ أَنْ يَقْصُرَ فَهُمْ بَعْضُ
 النَّاسِ عَنْهُ فَيَقْعُوْا فِيْ أَشَدِّ مِنْهُ

”یعنی امر مختار کے اظہار میں اگر اس بات کا اندیشہ ہو کہ کم فہم لوگ ایسی خرابی میں مبتلا ہو جائیں گے جو امر مختار کے ترک سے زیادہ مضر ہے، تو علماء کو چاہئے کہ اس مختار کو ترک فرمادیں، اور غیر مختار کو قائم رکھیں“

پھر اس ترجمہ کے ذیل میں یہ حدیث بیان فرمائی :-

”حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے

عائشہ! اگر تیری قوم نو مسلم قریب العہد بالکفر نہ ہوتی تو میں کعبہ کو توڑ کر اس

کے دو دروازے کر دیتا، ایک دروازہ سے لوگ داخل ہوتے اور دوسرے

سے نکلتے، (جیسا کہ اصل بنا، ابراہیمی میں تھا) چنانچہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ

نے (اپنے زمانہ خلافت میں) ایسا ہی کیا (رداء البخاری فی کتاب العلم ص ۱۲۲)

مطلب یہ ہے کہ قریش چونکہ ابھی ابھی مسلمان ہوئے ہیں، اگر کعبہ کو توڑا جائے گا تو

وہ بدگمان ہو جائیں گے اور یہ نہ سمجھیں گے کہ اس کی غرض درحقیقت کعبہ کو اصل بنا،

ابراہیمی پر قائم کرنا ہے۔

اس حدیث کو بڑھ کر آپ اندازہ کر سکتے ہیں کہ خدا کا برحق رسول بنا، کعبہ کی اصلاح

کی تمنا اپنے دل میں لے کر دنیا سے رخصت ہوتا ہے، اور اس کی اصلاح اس لئے

نہیں کرتا کہ مبادا کم فہم لوگ اُنہی نہ سمجھ جائیں، اور بجائے نفع کے نقصان پہنچ

جائے، پس اگر حضرت صدیقہؓ جو خود اس واقعہ کی راوی بھی ہیں، اس قسم کے امور

کی زیادہ رعایت کریں، اور ایک کلمہ حق کے عام طور پر کہنے سے اس لئے منع فرمائیں

کہ مبادا لوگ اس سے محسوس غلط فہمی میں پڑ جائیں تو کیا بعید ہے۔

اسی طرح حضرت علیؓ نے فرمایا :-

حَدِّثُوا النَّاسَ بِمَا تَعْرِفُونَ | ”یعنی لوگوں سے وہ باتیں بیان کرو جو

اَلْحَبِیُّوْنَ اَنْ یَّکْذِبَ اللّٰهُ وَ
رَسُوْلُهُ - (رواہ البخاری)

وہ سمجھیں، کیا تم پسند کرتے ہو کہ غلام
عالم اداس کے رسول کی تکذیب کی جائے؟

الغرض حضرت عائشہؓ اور حضرت مغیرہؓ کے اقوال میں لابی بعدی کے لفظ سے
ممانعت مصلحت عوام اور ان کو غلط فہمی سے بچانے کے لئے ہے، فی نفسہ ان الفاظ کی
مخالفت نہیں، ورنہ عیاذ باللہ ان دونوں حضرات کے اقوال ایک متواتر حدیث
نبوی کے مخالف اور معارض ہوں گے جس کو کوئی سمجھدار انسان گوارا نہیں کر سکتا،
پھر اگر بالفسرخص ایسا ہو تو یہ بھی ظاہر ہے کہ اس وقت امت کے لئے راہ عمل اور
قابل اعتماد وہی فرمان ہوگا جو خود حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم سے متواتر ثابت
ہوئے کہ دو صحابی کے اقوال جن کی سند کا بھی کچھ نتیجہ نہیں۔

ناظرین کرام نے ملاحظہ فرمایا کہ آیت مذکورہ کی جو تفسیر عرض کی گئی اس کے شاہد
حضرت قتادہ اور عبد اللہ بن مسعود اور حضرت حسن اور صدیقہ عائشہ اور مغیرہ بن شعبہ
جیسے حضرات ہیں۔ اُن کے علاوہ حضرت جابر اور حضرت ابوسعید خدری، حضرت
ابوالطفیل اور حضرت ابوہریرہ اور حضرت انس اور حضرت عفان بن مسلم اور حضرت
ابومعاویہ، حضرت جبیر بن مطعم اور حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہم، حضرت ابی بن
کعب اور حضرت حذیفہ اور حضرت ثوبان، حضرت عبادہ بن الصامت، حضرت
عبد اللہ بن عباس، حضرت عطاء بن یسار، حضرت سعد بن ابی وقاص، حضرت عباس
بن ساریہ، حضرت عقبہ بن عامر اور حضرت ابوموسیٰ اشعری، حضرت ام کرزہ، حضرت
فاروق اعظم، حضرت اُمّ امین، وغیرہم، چونسٹھ حضرات صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم و
عنہا اجمعین سے بھی ختم نبوت کے وہی معنی بالفاظ مختلفہ منقول اور ثابت ہیں، جو ذکر
عرض کئے گئے، یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی ہیں، آپ کے بعد کسی قسم کا
کوئی نبی پیدا نہیں ہو سکتا۔

اگر قلب میں کوئی احساس اور دماغ میں سمجھنے کا کچھ مادہ ہے، تو کوئی مسلمان
بلکہ کوئی منصف مزاج کافر بھی ان چونسٹھ حضرات صحابہ کی شہادتوں کے بعد ہمارے

دعوے کے ثبوت میں کسی قسم کا شک و شبہ نہیں کر سکتا، ورنہ پھر ہدایت و ضلالت
 کبھی بشر کے قبضہ میں نہیں، **يَلِ الْأُمُورِ اللَّهُ لِيُصَيِّرَ كَيْفَ يَشَاءُ**۔
 آیت مذکورہ کی تفسیر | خداوند علیم و خیر ہی کو معلوم ہے کہ کتنے متقدمین اور متاخرین
 ائمہ تفسیر کے اقوال سے بڑے اور چھوٹے علماء و صلحا نے اس وقت تک تفسیر میں
 کتابیں لکھی ہیں اور کتنی موجود ہیں۔

لیکن اجمالاً یہ بات ہر شخص جانتا ہے کہ اتنی کثیر ہیں کہ سب کا احاطہ کسی بشر سے
 نہیں ہو سکتا، مجھے تو اپنے اس مضمون میں سب کے استیعاب کی نہ ضرورت ہے، اور
 نہ یہ میری قدرت میں ہے، بلکہ صرف چند مشہور و معتبر تفاسیر کے حوالے اور مفسرین کے
 اقوال ہدیہ ناظرین کئے جاتے ہیں تاکہ ناظرین اُن سے یہ اندازہ کر لیں کہ جن بزرگان دین
 نے اپنی تمام عمر کو اسی میدان کی سیاحت میں ختم کر دیا ہے، انہوں نے اس آیت
 کریمہ کی مراد کیا سمجھی ہے اور اس کی تفسیر کیا کی ہے۔

امام المفسرین حضرت ابو جعفر ابن جریر طبریؒ اپنی عظیم الشان تفسیر میں نقل فرماتے ہیں:-
**وَلَكِنَّهُ رَسُولُ اللَّهِ وَخَاتِمُ
 النَّبِيِّينَ الَّذِي خَتَمَ النَّبُوَّةَ
 نَطَبَهُ عَلَيْهِمَا فَلَا تُفْتَحُ لِأَحَدٍ بَعْدَهُ
 إِلَى قِيَامِ السَّاعَةِ وَبِحَوْلِ الَّذِي
 قُلْنَا قَالَ أَهْلُ السَّادِثِ**
 لیکن آپ اللہ کے رسول ہیں اور خاتم
 النبیین یعنی وہ شخص جس نے نبوت کو ختم کر دیا
 اور اس پر ہر لگا دی پس وہ آپ کے بعد کسی
 لئے نہ کھولی جائے گی قیامت کے قائم
 ہونے تک اور ایسا ہی ائمہ تفسیر صحابہ
 تابعین نے فرمایا ہے :-
 (ابن جریر، مضمون ۱۱، جلد ۲۲)

امام المفسرین ابن جریرؒ کی اس عبارت کے بعد بھی کیا کوئی انسان یہ کہہ سکتا ہو کہ
 خاتم النبیین سے صرف انبیاء و اصحاب شریعت کا اختتام ثابت ہوتا ہے، مطلقاً
 ختم النبوت ثابت نہیں ہوتا جب کہ انہوں نے تاکید در تاکید کے ساتھ یہ بھی صاف
 صاف فرمایا کہ **لَا تُفْتَحُ لِأَحَدٍ بَعْدَهُ** یعنی منسوب نبوت عطا کرنے کا دروازہ آپ
 کے بعد کسی کے لئے مطلقاً قیامت تک نہ کھولا جائے گا۔

اور پھر صرف یہی نہیں کہ یہ ان کی ذاتی رائے اور اجتہاد ہے بلکہ جیسا کہ انکی عادت
 ہے یہ بھی تصریح فرمادی کہ یہی تفسیر صحابہ و تابعین وغیرہم سے مروی ہے، اور جس کو

اس کے بعد متعدد اسانید کے ساتھ متعدد حضرات کی روایت کیا ہے۔
حضرت علی بن حسینؑ سے ابن جریر نقل فرماتے ہیں :-

<p>ع غاتم النبیین بکسر التاء، اس معنی میں آپؐ نے تمام انبیاء کو ختم کر دیا اور جیسکے نقل کیا جاتا ہے، قرآن میں سے حسن اور عاقم نے اس لفظ کو غاتم النبیین بفتح التاء پڑھا ہے اس معنی میں کہ آپؐ آخر النبیین ہیں :-</p>	<p>يَكْسِبُ النَّاسُ مِنْ خَاتِمِ النَّبِيِّينَ بِمَعْنَى أَنَّهُ خَتَمَ النَّبِيِّينَ (القول) وَقَرَأَ ذَلِكَ قِيَامُ كَرُمُ الْحَسَنِ وَالْعَاصِمُ وَخَاتِمُ النَّبِيِّينَ بِفَتْحِ التَّاءِ بِمَعْنَى أَنَّهُ آخِرُ النَّبِيِّينَ (ابن جریر، ص ۱۲ ج ۱)</p>
---	---

حضرت حسینؑ نے یہ بھی فیصلہ فرمادیا کہ جمہور کی قرارت بکسر التاء کو اختیار کیا جائے، یا حسن اور عاصم کی قرارت بفتح التاء کو، بہر حال ان کا حامل ایک ہو، صرف ترجمہ لفظ اور تخریج صیغہ کا فرق ہوگا۔

رئیس المفسرین حافظ عماد الدین ابن کثیر اپنی مقبول و مستند تفسیر میں آیت مذکورہ کی تفسیر کرتے ہوئے ہمارے دعوے کو نہایت وزن دار الفاظ میں روشن فرماتے ہیں :-

<p>”پس یہ آیت اس بات میں نفع مرتب ہو کہ آپؐ کے بعد کوئی نبی نہیں ہو سکتا اور جب کوئی نبی نہ ہو تو رسول بعدہ افضل نہ ہوگا کیونکہ مرتبہ رسالت کا نسبت مرتبہ نبوت کے خاص ہے، ہر رسول کا نبی ہونا ضروری ہوا اور ہر نبی کا رسول ہونا ضروری نہیں (جیسا کہ ہم نے مقدمہ رسالہ میں مفصل عرض کیا ہے) اور اسی پر رسول اللہ صلی علیہ وسلم سے احادیث متواتر وارد ہوئی ہیں جس کو صحابہ کرامؓ کی ایک بڑی جماعت نے آپؐ سے نقل کیا ہے :-“</p>	<p>فَهَذِهِ الْآيَةُ نَصٌّ فِي أَنَّهُ لَا نَبِيَّ بَعْدَهُ وَإِذَا كَانَ لَا نَبِيَّ بَعْدَهُ فَلَا رَسُولَ بِالطَّبِيعِ الْأَوَّلِي وَالْآخِرِي لِأَنَّ مَقَامَ الرِّسَالَةِ أَخَفُّ مِنْ مَقَامِ النُّبُوَّةِ فَإِنَّ كُلَّ رَسُولٍ نَبِيٌّ وَلَا تَعْلِكُمْ وَبِذَلِكَ وَرَدَتْ الْأَحَادِيثُ الْمَتَوَاتِرَةُ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ حَدِيثِ جَمَاعَةٍ مِنَ الصَّحَابَةِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ (ابن کثیر، ص ۸۹ ج ۱۸)</p>
--	--

ابن کثیر بھی ساتویں صدی ہجری کے اُن علماء میں سے ہیں جن کو حجۃ الاسلام

کہا جاسکتا ہے، تفسیر میں ان کی اس کتاب کا مرتبہ سلفاً و خلفاً مسلم ہے۔
 اس جلیل القدر مفسر کے الفاظ کو ملاحظہ فرمائیے اور اندازہ کر لیجئے کہ آیت مذکورہ
 کی تفسیر میں جو کچھ ہم نے عرض کیا وہ کس طرح قرآن و حدیث اور آثارِ صحابہ اور اقوالِ
 ائمہ کا ٹھیک اُردو ترجمہ ہے، اس میں درحقیقت ہمارا کوئی تصرف نہیں۔
 ابن کثیرؒ نے یہ بھی صاف کر دیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی قسم کی نبوت
 و رسالت کسی کو نہیں مل سکتی، کیونکہ رسول تو صاحبِ شریعت نبی کو کہا جاتا ہے اور
 نبی عام ہے صاحبِ شریعت ہو یا غیر صاحبِ شریعت۔ چونکہ آیت میں بجائے
 ختم المرسلین کے خاتم النبیین فرمایا ہے، اس لئے معلوم ہوا کہ ہر قسم کی نبوت کا انتہام
 بتلانا منظور ہے، تشریحی ہو یا بقول مرزا غیر تشریحی، یا بصورت ظلیت و بروزیت
 یا اور کسی صورت سے۔

نیز اس ارشاد سے یہ بھی معلوم ہوا کہ ختم نبوت کی احادیث متواتر ہیں اور ان کی
 روایت کرنے والی صحابہ کرامؓ کی ایک بڑی جماعت ہے۔
 اس کے بعد ابن کثیرؒ نے بہت سی احادیث ختم نبوت پر پیش فرمائی ہیں جن کو
 انشاء اللہ تعالیٰ حصہ احادیث میں مستقل طور پر ہدیہ ناظرین کیا جائے گا۔
 اخیر میں اس جلیل القدر مفسر نے نتیجہ کے طور پر عقیدہ ختم نبوت پر ایک مفصل اور مؤکد
 تحریر فرمائی ہے جو خصوصیت کے ساتھ قابلِ ملاحظہ ہے، جس کو دیکھ کر یہ گمان ہونے
 لگتا ہے کہ علامہ ابن کثیر اب سے سات سو برس پہلے شاید قادیانی مرزا کے حالات
 سے بطریق کشف مطلع ہو کر ان کی تردید کر رہے ہیں، ملاحظہ فرمائیے عبارت ذیل :-

”پس بندوں پر خدا کی رحمت ہی ہے،
 محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا ان کی طرف بھیجنا،
 پھر اللہ تعالیٰ کی جانب سے آنحضرت صلی اللہ
 علیہ وسلم کی تعظیم و تکریم میں سے یہ بات
 بھی کہ اللہ تعالیٰ نے آپؐ پر تمام انبیاء
 اور رسل علیہم السلام کو ختم کیا اور دین
 حنیف کو آپؐ کے لئے کامل کر دیا اور

فَإِنَّ رَحْمَةَ اللَّهِ تَعَالَى بِالْعِبَادِ
 أَرْسَلَ مُحَمَّدًا صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَ
 سَلَّمَ إِيَّاهُمْ ثُمَّ مِنْ تَشْرِيفِهِ لَهُ خَتَمَ
 الْأَنْبِيَاءَ وَالْمُرْسَلِينَ بِهِ وَ
 الْكَمَالَ الدِّينَ الْحَنِيفَ لَهُ وَ
 أَخْبَرَ اللَّهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى فِي
 كِتَابِهِ وَرَسُولِهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

فِي الشَّئَةِ الْمُتَوَاتِرَةِ عَنْهُ أَنَّهُ
لَا نَبِيَّ بَعْدَهُ لِيَعْلَمُوا أَنَّ كُلَّ
مَنْ ادَّعَى هَذَا الْمَقَامَ بَعْدَهُ
فَهُوَ كَذَّابٌ أَفَّاكَ دَجَالٌ
مَنْ أُلْهِمَ مَغِيلٌ وَلَوْ تَحَرَّقَ وَ
شَعَبَدَ وَأَلَّى بِأَنْوَاعِ السَّحْرِ
وَالطَّلَاسِمِ وَالتَّيْرِ نَجِيَّاتٍ
تَكَلَّمَا مُحَالٌ وَ مَلَأَ عِندَ
أُولِي الْأَلْبَابِ كَمَا أَخْبَرَى
اللَّهُ سُبْحَانَهُ وَ عَلَى بَدَنِ الْأَنْبِيَاءِ
لُغْصِي بِالْيَمِينِ وَمُسَيَّمَةُ الْكَذَّابِ
بِالْيَمَامَةِ مِنَ الْأَحْوَالِ الْفَاسِدَةِ
وَالْأَقْوَالِ الْبَارِدَةِ مَا عِلْمُ كُلِّ
ذِي لُبٍّ وَفَهْمٍ وَحِجْبِي أَنَّهُمَا كَانِيَا
مَلَأَنِ لَعَنَهُمَا اللَّهُ تَعَالَى وَ
كَذَلِكَ كُلُّ مُدَّعٍ لِيَزِلَّ إِلَيْ
يَوْمِ الْقِيَمَةِ حَتَّى يَخْتِمُوا بِالْمَسِيحِ
الَّذِي جَالٍ يَخْلُقُ اللَّهُ تَعَالَى مَعًا
مِنْ الْأُمُورِ مَا يَشْهَدُ الْعُلَمَاءُ وَ
الْمُؤْمِنُونَ بِكَذِّبٍ مَنْ جَاءَ
بَعْدًا (ابن کثیر ص ۹۱ ج ۸)

اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں اور اس کے
رسول نے اپنی احادیث متواترہ میں خبر دی
ہے کہ میرے بعد کوئی نبی پیدا ہونے والا
نہیں تاکہ اُمتِ جان لے کہ ہر وہ شخص جو
آپ کے بعد اس مقام (نبوت) کا دعویٰ
کے وہ بڑا جھوٹا، افتراء پر داز، دجال،
گمراہ اور گمراہ کرنے والا ہے، اگرچہ آگ
بھڑکائے اور شیعہ بازی کرے اور قسم
قسم کے جادو اور طلسم اور نیز بھیا دکھائے،
اس لئے کہ یہ سب کا سب عقلا کے نزدیک
باطل اور گمراہی ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے
اسود عیسیٰ (مدعی نبوت) کے ہاتھ پر
اور مسیلہ کذاب (مدعی نبوت) کے ہاتھ پر
یہاں میں احوالِ فاسدہ اور اقوالِ بارہ
ظاہر کئے جن کو دیکھ کر ہر عقل و فہم اور تیز
والایہ سمجھ گیا کہ یہ دونوں جھوٹے اور گمراہ
کرنے والے ہیں، خداوندان پر لعنت
کرے اور ایسے ہی قیامت تک ہر مدعی
نبوت پر یہاں تک کہ وہ مسیح دجال پر ختم
کر دیئے جائیں گے جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے
امور پیدا فرما دیے تاکہ علماء اور مسلمانان
اس کے جھوٹے ہونے کی شہادت دیں گے؟

خط کشیدہ الفاظ کو غور سے پڑھئے، کیا ابن کثیر جیسے امام کی اس بلند اور پرچوش
آواز نے بھی آپ کو بیدار نہیں کیا، کیا ایسے ایسے صاف بیانات کے بعد بھی یہی
کہیں گے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد دنیا میں کوئی قسم کا نبی پیدا ہو سکتا ہے؟

اور شیخ جلال الدین سیوطی نے اپنی مفصل تفسیر درمنثور، صفحہ ۲۰۴، جلد ۵ میں بھی صحابہ تابعین اور ائمہ مفسرین کے اقوال پر اعتماد کرتے ہوئے آیت مذکورہ کی تفسیر دی قرار دی ہے جو مکرر عرض کی گئی۔

نیز اپنی مختصر تفسیر جلالین میں بھی اسی مضمون کو واضح بیان فرمایا ہے۔ اور علامہ زنجیزی نے اپنی مشہور و مقبول تفسیر کشاف میں اس آیت کی شرح کرتے ہوئے فرمایا:

”خاتم بفتح التاء بمعنی آئہ مہر اور بکسر تاء

معنی مہر کرنے والا یا ختم کرنے والا اولی

معنی (یعنی ختم کرنے والا) کی تقویت کرتی ہے

حضرت عبداللہ بن مسعود کی مسرات

وَلَكِنْ نَسِيًا خَتَمَ الْبَشَرِ، پس اگر آپ

کہیں کہ آپ آخر الانبیاء کس طرح ہو سکتے

ہیں حالانکہ عیسیٰ علیہ السلام آخر زمانہ میں

آسمان سے اتریں گے، تو ہم کہیں گے کہ

آپ کے آخر الانبیاء ہونے کے یہ معنی ہیں کہ

آپ کے بعد کوئی شخص نبی بنایا جائے گا،

تو اب نزول عیسیٰ علیہ السلام سے کچھ اوپر

خَاتَمٌ يَفْتَحُ التَّاءُ بِمَعْنَى الطَّائِعِ

وَبِكْسَرِهَا بِمَعْنَى الطَّائِعِ وَفَاعِلُ

الْخَتْمِ وَتَقْوِيَةُ قِرَاءَةِ عَبْدُ اللَّهِ

بْنِ مَسْعُودٍ وَلَكِنْ نَسِيًا خَتَمَ

النَّبِيِّينَ فَإِنْ قُلْتَ كَيْفَ كَانَ

أَخِيرَ الْأَنْبِيَاءِ وَعِيسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ

يُنْزِلُ فِي آخِرِ الزَّمَانِ قُلْتَ

مَعْنَى كَوْنِهِ آخِرَ الْأَنْبِيَاءِ أَفَنَّهُ

لَا يُنَبِّئُ أَحَدٌ بَعْدَهُ وَعِيسَى

مِمَّنْ نُبِّئَ قَبْلَهُ ۖ

(کشاف مصری، صفحہ ۲۵۲۱)

نہیں ہو سکتا کیونکہ عیسیٰ اُن لوگوں میں سے ہیں جو آپ سے پہلے نبی بنا کر بھیجے گئے۔“

علامہ زنجیزی جو علاوہ فنون تفسیر کے لغت عرب اور فنون عربیت کے بیکتا

امام مسلم ہیں، انہوں نے خاتم النبیین کے معنی بھی سمجھے کہ کوئی کسی قسم کا نبی آنحضرت

صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نہیں ہو سکتا، اور اسی لئے اُن کو نزول عیسیٰ علیہ السلام کے

متعلق یہ جواب دینا پڑا کہ خاتم النبیین کا مفہوم یہ ہے کہ ”آپ کے بعد کوئی شخص نبی

نہیں بنایا جائے گا“، لہذا نزول عیسیٰ علیہ السلام اس کے مخالف نہ ہوا، کیونکہ

وہ اُس وقت نبی نہ بنیں گے بلکہ وہ اپنی پہلی نبوت پر بدستور باقی ہیں، جیسا کہ ہم اوپر

کسی قدر تفصیل کے ساتھ عرض کر چکے ہیں۔

نیز امام رازی نے اپنی تفسیر کبیر، صفحہ ۶۱۷ جلد ۶ مطبوعہ مصر میں بھی اسی مضمون اور

تفسیر کی تائید فرمائی ہے۔

اور سید محمود آلوسی بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی مشہور دستند تفسیر روح المعانی میں آیت مذکور کی تفسیر نہایت شرح و بسط کے ساتھ لکھتے ہوئے فرمایا ہے :-

”اور نبی سے مراد وہ ہے جو رسول سے عام ہے پس آپ کے خاتم النبیین ہونے سے خاتم المرسلین ہونا بھی لازم ہوگا

وَالْمُرَادُ بِالنَّبِيِّ مَا هُوَ أَعَمُّ مِنَ
الرَّسُولِ فَيَلْزِمُ مِنْ كَوْنِهِ
مَعَ اللَّهِ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَاتَمُ النَّبِيِّينَ
كَوْنُهُ خَاتَمُ الرُّسُلِ (ج ۷، ص ۶۰)

جیسا کہ اوپر ابن کثیر سے نقل کیا جا چکا ہے، شیخنا سید محمود آلوسی بھی وہی فرمایا ہے
میں جس میں یہ بات صاف کر دی گئی ہے کہ خاتم النبیین سے مطلقاً انبیاء کا اختتام
بتلاً نا منظور ہے، اس میں کسی قسم کی تخصیص یا استثناء نہیں ہے۔

مگر اس سے جو ایک سطحی اور سرسری نظر میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کا
خلاف سمجھا جاسکتا تھا اس کے ازالہ کے لئے فرماتے ہیں :-

”اذا حضرت ملی اللہ علیہ وسلم کے خاتم النبیین
ہونے سے مراد یہ ہے کہ آپ کے اس عالم
میں وصف نبوت کے ساتھ متصف ہونے
کے بعد وصف نبوت کسید ہونا بالکل منقطع ہو گیا
جن دانس میں سے کسی میں اب یہ وصف
پیدا نہیں ہو سکتا، اور یہ مسئلہ ختم نبوت
اس عقیدے ہرگز معارض نہیں، جس پر
امت نے اجماع کیا ہے، اور جس پر اجماع
شہرت کو پہنچی ہوئی ہے اور شاید
قوات مغربی کو پہنچ جائیں اور جس پر
مستران نے تصریح کر اور جس پر ایمان
لانا واجب ہے، اور اس کے منکر مثلاً
فلاسفہ کو کافر سمجھا گیا ہے، یعنی نزول

وَالْمُرَادُ بِكَوْنِهِ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَ
السَّلَامُ خَاتَمُهُمْ انْقِطَاعُ حُدُثِ
وَصِفِ النَّبُوَّةِ فِي أَحَدٍ مِنَ
التَّالِيَيْنِ بَعْدَ تَحْلِيَةِ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ
وَالسَّلَامُ بِهَا فِي هَذِهِ النَّشْأَةِ
وَلَا يَقْدَحُ فِي ذَلِكَ مَا أَجْمَعَتْ
عَلَيْهِ الْأُمَّةُ وَاشْتَهَرَتْ فِيهِ
الْأَخْبَارُ وَلَعَلَّهَا بَلَغَتْ مَبْلَغَ
التَّوَاتُرِ الْمُعْتَوِيِّ وَتَعْلَقَ بِهِ
الْكِتَابُ عَلَى قَوْلٍ وَدَحَبَ الْإِسْلَامُ
بِهِ وَكَفَّرَ مُنْكَرُهُ كَالْفَلَسَفَةِ
مِنْ نَزُولِ عِيسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ
أَخِرَ الزَّمَانِ لِأَنَّهُ كَانَ نَبِيًّا

قَبْلِ نَحْنُ نَبِيِّنَا صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
بِالشُّبُوهَةِ فِي هَذِهِ الشَّأْنَةِ .
(روح المعانی ص ۶۰ ج ۷)

یعنی علیہ السلام آخر زمان میں، کیونکہ وہ
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس عالم میں
نبوت ملنے سے پہلے وصف نبوت کے ساتھ
متصف ہو چکے تھے :

عبارت مذکورہ الصدر میں جس صراحت و وضاحت کے ساتھ ختم نبوت اور
اس کے صحیح مفہوم کو بیان کیا گیا ہے، اس کو دیکھتے ہوئے میں کسی مسلمان پر یہ گمان
نہیں کر سکتا کہ اب بھی اس کو کوئی شک باقی ہے۔
نیز اسی آیت کی شرح کرتے ہوئے فرماتے ہیں جو خصوصیت کے ساتھ
قابل ملاحظہ ہے :-

وَكُونُهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
خَاتَمَ النَّبِيِّينَ مِمَّا لَطَقَ بِهِ
الْكِتَابُ وَصَدَّ عَنْهُ الشُّنَّةُ
وَأَجْمَعَتْ عَلَيْهِ الْأُمَّةُ لَيْسَ كَقُرْ
مُدَّعَى خِلَافِهِ وَيُقْتَلُ إِنْ أَصْرَ
(روح المعانی ص ۶۵ ج ۷)

• اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا آخر
النبیین ہونا ان مسائل میں سے ہے جن پر
قرآن بول اٹھا اور جن پر احادیث نے صاف
صاف تقریر کی اور جس پر امت نے اجماع کیا،
اس لئے اس کے برخلاف کا دعویٰ کرنے
والے کو کافر سمجھا جائے گا، اور اگر توہینہ
کرے تو قتل کر دیا جائے :

اور تفسیر کی مشہور و مستند کتاب خازن میں ہے :-

خَاتَمَ النَّبِيِّينَ خَتَمَ اللَّهُ بِهِ
الشُّبُوهَةَ فَلَا بُدَّ بَعْدَ كَأَمَى
وَلَا مَعَكَ (خازن ص ۱۳ ج ۷)

• خاتم النبیین یعنی اللہ تعالیٰ نے آپ
پر نبوت ختم کر دی، پس نہ آپ کے بعد کوئی
نبوت ہو اور نہ آپ کے ساتھ ہے :

اور علامہ نسفیؒ نے اپنی مستند و معتبر تفسیر مدارک التنزیل میں لکھا ہے :-

خَاتَمَ النَّبِيِّينَ بِفَتْحِ التَّاءِ عَامٌّ
يَسْتَعْنَى الطَّابِعُ آمَى أَخْرَجَهُمُ بَيِّنِي
لَا يَنْبَأُ أَحَدٌ بَعْدَ كَأَمَى وَعِيسَى
عَلَيْهِ السَّلَامُ مِنْ نَبِيِّ قَبْلِهِ وَعَلَيْهِ

• خاتم النبیین عامم کی قرارت میں بفتح
التاء بمعنی مہر جس سے مراد آخر ہو، یعنی آپ
کے بعد کوئی شخص نبی نہ بنا یا جائے گا اور
عیسیٰؑ آپ سے پہلے نبی بنا ئے گئے تھے

يَكْسِرُ الشَّاءَ بِمَعْنَى الطَّايِعِ وَ
فَاعِلُ الْخْتِمِ وَتَقْوِيهِ قِرَاءَةٌ
عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ .

(مدارک برعاشیہ خازن ص ۳۷۰ ج ۳)

اس لئے اُن کے نزول سے کوئی اعتراض
نہیں ہو سکتا اور علاوہ عامم کے سب
قرآن کے نزدیک بحسب التاریخ یعنی مہر نیا والا
اور ختم کرنی والا اور اسی معنی کی تائید کرتی ہے
عبداللہ بن مسعود کی قراءت :-

اور علامہ زرقانی نے شرح مواہب لدنیہ میں ۲۶ ج ۵ میں آیت مذکورہ کی

توضیح کرتے ہوئے فرمایا ہے :-

وَمِنْهَا (بَعْنِي مِنْ خَصَائِصِهِ
عَلَيْهِ السَّلَامُ) أَنَّهُ خَاتِمُ
الْأَنْبِيَاءِ وَالْمُرْسَلِينَ كَمَا
قَالَ تَعَالَى وَلَكِنْ رَسُولَ اللَّهِ
وَخَاتِمَ النَّبِيِّينَ أَيْ أَخِرَهُمْ
الَّذِي خَتَمَهُمْ أَوْ خَتَمَ وَابِهِ
عَلَى قِرَاءَةِ عَاصِمٍ بِالْفَتْحِ وَرَوَى
أَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ وَالحَاكِمُ
بِإِسْنَادٍ صَحِيحٍ عَنْ أَنَسٍ مَرْفُوعًا
أَنَّ الرِّسَالَةَ وَالنَّبُوَّةَ قَدْ
انْقَطَعَتْ فَلَا رَسُولَ بَعْدِي
وَلَا نَبِيٍّ قِيلَ مَنْ لَا نَبِيٍّ بَعْدَهُ
يَكُونُ أَشْفَقَ عَلَى أُمَّتِهِ وَهُوَ
كَوَالِدٍ لَيْسَ لَهُ غَيْرُهُ وَلَا يَفْتَحُ
نَزُولَ عِيسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ بَعْدَهُ
لِأَنَّهُ يَكُونُ عَلَى دِينِهِ مَعَ أَنَّ
الْمُرَادَ أَنَّهُ أَخِيرُ مَنْ نَبِيٌّ .

(زرقانی شرح مواہب ص ۳۷۰ ج ۵)

”اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیات
میں سے یہ بھی ہے کہ آپ سب انبیاء اور
رسل کے ختم کرنیوالے ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ
نے فرمایا ہے ”وَلَكِنْ رَسُولَ اللَّهِ وَخَاتِمَ
النَّبِيِّينَ“ یعنی آخر النبیین جن نے انبیاء
کو ختم کیا یا وہ جس پر انبیاء ختم کئے گئے،
اور یہ یعنی عامم کی قراءت یعنی بالفتح پڑھنے
کے وقت میں اور امام احمد اور ترمذی اور
حاکم نے باسناد صحیح حضرت انس سے
روایت کیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا ہے کہ رسالت و نبوت منقطع ہو چکی
نہ میرے بعد کوئی رسول ہو اور نہ نبی، کہا
جاتا ہے کہ جس نبی کے بعد کوئی اور نبی نہ ہو وہ
اپنی امت کے لئے زیادہ شفیق ہوگا اور
مثلاً اس باپ کے ہے کہ جس کی اولاد
کے لئے اس کے بعد تربیت اور نگرانی
کرنے والا نہ ہو، اور نزول عیسیٰ علیہ
السلام سے ختم نبوت پر کوئی اعتراض

نہیں ہو سکتا، اس لئے کہ عیسیٰ علیہ السلام اس وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دین پر ہوں گے، علاوہ بریں متم نبوت سے مراد یہ ہو کہ آپ سب سے آخر میں نبی بنائے گئے اور ظاہر ہے عیسیٰ علیہ السلام پہلے نبی بن چکے ہیں :-

اور ابوحیانؒ اپنی عظیم الشان تفسیر بحر محیط ص ۲۲۶ ج ۷ میں اسی مضمون کی حروف بحرف تائید فرماتے ہیں۔

اسی طرح علامہ ابوالسعودؒ اپنی تفسیر میں یعنی یہی مضمون بیان فرماتے ہیں، دیکھو تفسیر ابوالسعود بر حاشیہ تفسیر کبیر، ص ۷۸۸ ج ۶۔

اور علامہ احمد صاحب معروف بملاً جیون دہلوی، استاذ عالمگیری تفسیر احمدی میں بھی یہی فرماتے ہیں۔

اور قاضی عیاضؒ نے شفاء میں اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے جس قدر وضاحت اور صفائی کے ساتھ ہمارے دعوے کو ثابت فرمایا ہے وہ بھی خصوصیت کے ساتھ قابل ملاحظہ ہے، وہ یہ ہذا :-

۱۰ اور جو شخص اپنے لئے نبوت کا دعویٰ کرے یا صفائی قلب کے ذریعے نبوت کے مرتبہ تک پہنچے اور اس کے حامل کرنے کو جائز سمجھے مثل فلاسفہ اور حدود شریعت سے تجاوز کرنے والے مدعیین تصوف کے، اور ایسے ہی وہ شخص جو یہ دعویٰ کرے کہ اس پر وحی آتی ہے اگرچہ نبوت کا دعویٰ نہ کرے یا جو یہ کہے کہ وہ آسمان پر چڑھتا اور جنت میں داخل ہوتا ہے اور دہاں کے میوے کھاتا ہے اور جہنم سے معاف کرتا ہے پس یہ سب کے سب کفار ہیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تمجید کرنا ہے اس لئے آپ

وَمَنْ ادَّعى السُّبُوۡةَ لِنَفْسِهٖ اَوْ جَوۡدَ الْاَسْبَابِهَا وَالْبُلُوۡغَ بِصَفَاۗءِ الْقُلُوۡبِ اِلٰی مَرَاتِبِهَا كَالْفَلَاسِفَةِ وَالْعَلَاۡةِ الْمُتَصَوِّفَةِ وَكَذٰلِكَ مَنِ ادَّعى مِنْهُمْ اَنَّهُمۡ یُوۡحٰی اِلَیْهِ وَاَنۡ لَّہُمۡ دِیۡنُ السُّبُوۡةِ اَوْ اَنَّهُ یَصۡعَدُ اِلِی السَّمَآءِ وَاَنۡ یُّخَلُّ الْجَنَّةَ وَاَنۡ یُّکَلِّ مِنْ اَشۡمَآہَا وَیُعَاقِبُ الْخَوَاصِرَ الْعِیۡنَ نَهۡوۡلًا وَاَنۡ لَّہُمۡ کُفَاۡرٌ مُّکَدِّ بُوۡنٌ لِلنَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لِاَنَّهُ اَخۡبَرَاۡنَہٗ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ خَآئِمَ النَّبِیِّیۡنَ وَلَا یَبۡقٰی بَعۡدُ

وَأَخْبَرَ عَنِ اللَّهِ تَعَالَى أَنَّهُ
خَاتِمُ النَّبِيِّينَ وَأَنَّهُ أُرْسِلَ
إِلَى كَانَةِ النَّاسِ وَاجْتَمَعَتْ
الْأُمَّةُ عَلَى حَمْلِ هَذَا الْكَلَامِ
عَلَى ظَاهِرِهِ وَأَنَّ مَقْهُومَهُ
الْمُرَادُ بِهِ دُونَ تَأْدِيلٍ وَ
لَا تَخْصِيمٍ فَلَا شَكَّ فِي كُفْيِ
هَؤُلَاءِ الطَّوَالَفِ كُلِّهَا نَطْعًا
اجْتِمَاعًا وَاسْمَعَا.

(شفا، مطبوعہ بریلی، ص ۱۳۶۲)

خبر دی ہے کہ آپ خاتم النبیین ہیں اور
آپ کے بعد کوئی نبی نہیں اور خدا کی طرف
سے قرآن میں یہ خبر دی ہو کہ آپ خاتم النبیین
ہیں اور یہ کہ آپ تمام عالم کے انسانوں کی
طرف رسول ہیں، اور امت نے اجماع
کیا ہو کہ اس کلام کو اپنے ظاہر پر حمل کیا
جائے، اور اس پر کہ اس آیت کا نفس
مفہوم ہی مراد ہے بغیر کسی تأدیل و تخصیص
کے، پس ان تمام فرقوں کے کفر میں کوئی
شک نہیں، بلکہ قطعی طور سے اجماعاً
اور نفلاً ثابت ہے۔

اس ترجمہ میں خط کشیدہ الفاظ پر سکر غور کیجیے کہ قادیانی و جبل و فریب کو کس طرح
مٹا یا گیا ہے، کہ لفظوں سے جو معنی ظاہر ہیں یعنی تمام انبیاء کے ختم کرنے والے اور
آخر ہی معنی مراد ہیں، اور ان میں نہ ظلی اور بروزمی مستثنیٰ ہیں اور نہ کوئی غیر شرعی۔
اور تفسیر مراح لبید لکشف معنی القرآن المجید، جلد دوم میں بھی آیت مذکورہ کی
تفسیر کرتے ہوئے فرمایا:-

وَتَسْمِيَةُ نَبِيِّنَا خَاتِمِ الْأَنْبِيَاءِ
لِأَنَّ الْخَاتِمَ آخِرُ الْقَوْمِ قَالَ
اللَّهُ تَعَالَى وَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ
وَخَاتِمُ النَّبِيِّينَ ثُمَّ قَالَ وَ
نَفِي الْأَعْمَى يَسْتَلْزِمُ نَفِي الْأَخْيَرِ
(کلیات البالبقاء، ص ۳۱۹)

”اور ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو
خاتم النبیین کہنا اس لئے ہو کہ خاتم کے معنی
آخر القوم کے ہیں، اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا
ہو وَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ وَخَاتِمُ النَّبِيِّينَ اور
نفی عام کی مستلزم ہو نفی خاص کے لئے
یعنی آپ کے بعد نبوت کی نفی رستا کی نفی کو
مستلزم ہے۔“

اور شرح تعرف میں ابوالبرہیم بخاریؒ نے بھی آیت مذکورہ کی یہی تفسیر کر کے تصریح فرمایا
ہو کہ آپ کے بعد کوئی مگسی قسم کا نبی پیدا نہیں ہو سکتا (دیکھو شرح تعرف ص ۱۵۱۳ ج ۱)

اور حجۃ الاسلام امام غزالی قدس سرہ جو علوم ظاہرہ و باطنہ کے مسلم امام ہیں اس آیت کی تفسیر میں ایک ایسا مضمون تحریر فرماتے ہیں کہ گویا قادیانی فتنہ ان پر منکشف ہو گیا تھا، اسی کے رد کے لئے یہ الفاظ لکھے ہیں۔

• خوب سمجھ لو کہ تمام امت نے غاتم النبیین کے الفاظ سے ہی سمجھا ہے کہ یہ آیت پیر الہ کا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نہ کوئی نبی ہے نہ رسول، اور اس پر بھی اجماع و اتفاق ہے کہ نہ اس آیت میں کوئی تاویل ہو اور نہ تخصیص اور عرض نہیں نے اس آیت میں کسی قسم کی تخصیص کے ساتھ کوئی تاویل کی اس کا کلام ایک بھاس و ہڈیان ہو، اور یہ تاویل اس کے اوپر کفر کا حکم کرنے سے روک نہیں سکتی، کیونکہ وہ اس نص صریح کی تکذیب

اِنَّ الْاُمَّةَ ذَاتَ فِطْرَتٍ مِّنْ هٰذَا الْكَلِمَةِ اَنَّهُ اَفْتَقَمَ عَدَمَ نَبِيٍّ بَعْدًا اَبَدًا وَ عَدَمَ رَسُوْلٍ بَعْدًا اَبَدًا وَاَنَّهُ لَيْسَ فِيْهِ تَاْوِيْلٌ وَلَا تَخْصِيْصٌ فِكْلَامُهُ مِّنْ اَلْوَاغِ الْهٰذِيْنَ لَا يَتَشَمُّ الْحُكْمَ يَتَفَكَّرُ لَا مَنَّةَ مُكْتَوِبٌ لِّهٰذَا النَّفْيِ الَّذِيْ اَجْمَعَتِ الْاُمَّةُ عَلٰى اَنَّهُ غَيْرُ مَأْوَلٍ وَلَا مَخْصُوْصٍ .

(کتاب الاعتقاد لامام الغزالی)

کہتا ہے جس کے متعلق امت محمدیہ کا اتفاق ہے کہ اس میں کوئی تاویل تخصیص نہیں ہے

آیت خاتم النبیین میں | امام حدیث علامہ شاطبی جو آٹھویں صدی ہجری کے مشہور تاویل کر نیواقتل کیا گیا | و معروف امام ہیں اپنی کتاب اعتصام میں ان کو کوئی ایک

مختصر فہرست شمار کرتے ہیں، جنہوں نے نبوت یا وحی یا عصمت کا دعویٰ کیا اور باتفاق دبا جمار امت ان کو کافر و مرتد واجب القتل سمجھا گیا (دیکھو اعتصام، ص ۶۲ ج ۲)۔

اسی سلسلہ میں امام موصوف نے فائز نام کے ایک شخص کا واقعہ لکھا ہے کہ اس نے نبوت کا دعویٰ کیا، اور بہت سے ایسے امور دکھلائے جو کرامت و خارق عادت سمجھے جاتے ہیں، عوام ہر زمانہ میں عجائب پرست ہوتے رہے ہیں، اُس وقت بھی ایک جماعت اس کے ساتھ ہو گئی، یہ بھی مرزائی قادیانی کی طرح اتباع و ترائی کا مدعی تھا، اس لئے اس نے آیت خاتم النبیین میں ایسی تاویلات شریعہ کی جن کے ذریعہ کسی نبی کی گنجائش آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نکل آئے، مگر باتفاق

علماء وقت اس کا دعویٰ اور تاویلات سب کفر و الحاد قرار دی گئی، اور اُس زمانہ کے امام مقتدر شیخ المشائخ ابو جعفر ابن زبیر رحمہ اللہ کے فتویٰ پر اس کو قتل کر دیا گیا۔

(کتاب الاعتصام للشاطبی ص ۳۶۳)

اس واقعہ نے بھی اس پر مہر کر دی کہ علماء امت آیت مذکور میں کسی قسم کی تاویل و تخصیص کرنے کو بھی کفر و الحاد قرار دیتے ہیں۔

چند اہام اور ان کا ازالہ | آیت خاتم النبیین کی مذکورہ بالا مفصل و مہربن تفسیر کے بعد اگر کسی مسلمان بلکہ کسی سلیم الطبع منصف انسان کو کسی وہم و شبہ کی گنجائش نہیں رہتی، لیکن دنیا میں ہمیشہ وہ لوگ بھی ہوتے رہے ہیں، جن کو اپنے اہام کے مقابلہ میں کوئی روشن دلیل کارگر نہیں، بغض و عناد کی دیوار اُن کی آنکھوں اور کانوں کے سامنے حجاب بن جاتی ہے۔

اور اس سے زیادہ قابلِ تعجب یہ کہ اپنی شہر و چشمی کو آفتاب کا عیب قرار دینے لگتے ہیں، اور اپنی کج فہمی کو دلیل کا تصور بتانے لگتے ہیں۔

مسئلہ ختم نبوت اور آیت خاتم النبیین بھی ان حضرات کی دست دراز یوں سے نہ سچی، ہر صورت سے آیت کی تحریف پر زور مارے اور قرآن و حدیث اور اقوال صحابہ و تابعین اور قواعد لغت کے خلاف احتمالات ایجاد کئے۔

چونکہ مرزائی فرقہ کی چرب لسانی اور مکر و فریب کی ملتج سازی نے ان شبہات کو عوام کے سامنے ایک خوبصورت رنگ میں پیش کیا ہے، جس سے ناواقف لوگوں کے اشتباہ میں پڑ جانے کا اندیشہ ہے، اس لئے مناسب یہ کہ اس کے ساتھ ہی اُن شبہات کی بھی قلعی کھول دی جائے، وَاللّٰهُ الْمُسْتَعَانُ عَلٰی مَا يَصِفُوْنَ۔

پہلا شبہ | اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں، اور آپ کے بعد کوئی نبی نہیں آ سکتا، تو آخر زمانہ میں عیسیٰ علیہ السلام جو متفق علیہ نبی ہیں کیسے آ سکتے ہیں حالانکہ اُن کا آخر زمانہ میں آنا مسلمانوں کا اجماعی عقیدہ اور قرآن و حدیث کا صریح مدلول ہے۔ غرض یا ختم نبوت سے انکار کیجئے اور یا نزول مسیح سے ہاتھ اٹھائیے، یہ وہ شبہ ہے جو فرقہ مرزائیہ کا مایہ ناز اور کار گزار حربہ سمجھا جاتا ہے، خود مرزا صاحب اور ان کے اذنان نے اس کو لائیکل محمہ اور ناواقف عوام کے راستہ سے ہٹانے

کے لئے ایک خوش نما تدبیر سمجھ کر مختلف مواقع میں پیش بھی کیا ہے۔
جواب مشبہ ۱ اول خاتم النبیین اور آخر النبیین کے معنی از روئے لغت ہمارے
 عرب یہ ہوتے ہیں کہ آپ وصف نبوت کے ساتھ (اس عالم میں) سب سے آخر میں
 متصف ہوئے، جس کا حاصل صرف یہ ہے کہ آپ کے بعد کسی شخص کو نبوت نہ دی
 جائے گی، اور اس وصف نبوت کے ساتھ آئندہ کوئی شخص متصف نہ ہو سکے گا، نہ یہ کہ
 آپ سے پہلے تمام انبیاء وفات پا گئے ہوں، کلام عرب کی مدد و نظر اس کی شہادت
 کے لئے موجود ہیں، مثلاً کہا جاتا ہے:-

اخیر الاولاد یا خاتم الاولاد تو باتفاق اہل عربیت اور باجماع عقلاء
 دنیا اس کے یہی معنی سمجھے جاتے ہیں کہ یہ سب سے آخر میں پیدا ہوا، اس کے بعد
 کسی بچہ کی ولادت نہیں ہوئی، نہ یہ کہ اس سے پہلی تمام اولاد اور سب بچوں کا مافیا
 ہو چکا، اور سب مر چکے، چنانچہ خود مرزا صاحب تریاق القلوب میں اس کو تسلیم
 کرتے ہیں، جس کی عبارت مع والہ عنقریب آتی ہے۔

اسی طرح بولا جاتا ہے خاتم المہاجرین تو کسی عقلمند انسان کے نزدیک
 اس کے یہی معنی نہیں ہوتے کہ پہلے تمام مہاجرین مر چکے، بلکہ ہر تمیز دار سچے سچے
 یہی معنی سمجھتا ہے کہ اس شخص نے سب سے آخر میں ہجرت کی، اور وصف ہجرت اس کے
 ساتھ سب سے آخر میں لگا، اب کسی پہلے مہاجر کا دنیا میں باقی رہنا یا آنا اس کے کیا
 مخالف ہو سکتا ہے۔

اسی طرح اخیر الباقین، اخیر الزاحلین، اخیر الزاکین، اخیر
 الذاہین، اخیر القادیمین، اخیر الفاتحین، اخیر المساجد وغیرہ کلمات
 میں کسی کو یہ دہم بھی نہیں گزرتا کہ جو لوگ وصف مضاف الیہ کے ساتھ پہلے متصف
 ہو چکے ہیں وہ اس آخر اور خاتم کے آنے سے لقمہ موت ہو گئے، بلکہ ان سب کلمات
 اور ان کی امثال میں ہمیشہ آئندہ کے لئے وصف مضاف الیہ کا انقطاع مراد ہوتا ہے
 اور بس، اور اسی لئے اگر کسی شخص کو آخر الحاصلین یا خاتم الحاصلین کہا جاتا ہے تو
 اس کے یہی معنی ہوتے ہیں کہ یہ شخص سب سے آخر میں بیٹھا، نہ یہ کہ پہلے بیٹھنے والے سب
 مر گئے، اور آخر الزاحلین کے معنی یہ ہوتے ہیں کہ اس شخص نے آخر میں سفر کیا، نہ یہ کہ

پہلے سفر کرنے والے سب مر گئے ، اور اب اُن کا دنیا میں باقی رہنا یا اپنے وطن میں آنا محال ہے ، پھر معلوم نہیں کہ خاتم النبیین اور آخر النبیین سے یہ کیسے سمجھا گیا کہ تمام انبیاء سابقین پر موت طاری ہو چکی ، اور عیسیٰ علیہ السلام کا اب دنیا میں آنا آپ کے خاتم النبیین ہونے کے خلاف ہے ۔

اس لفظ کے تمام نظائر مذکورہ کی طرح اس کے بھی یہی معنی کیوں نہیں لئے جاتے کہ آپ سب انبیاء کے بعد متصف بالنبوة ہوئے ، اور آپ کے بعد کسی شخص کو یہ عہدہ نبوت نہیں دیا جائے گا ، اور ظاہر ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام کو آپ کے بعد عہدہ نبوت نہیں ملا ، بلکہ آپ سے پہلے مل چکا ہے ، اور وہ اس وقت سے آخر عمر تک برابر اس وصف کے ساتھ متصف ہیں ۔

پھر نہیں معلوم کہ آپ کے خاتم النبیین اور آخر النبیین ہونے اور نزول مسیح علیہ السلام کے عقیدہ میں کیا تعارض ہے ۔

(۲) دوسرے یہ کہ حضرت سہل بن سعد الساعدی روایت فرماتے ہیں کہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ہجرت کی اجازت کے لئے درخواست کی ، آپ نے فرمایا :-

يَا عَمُّ اَقِمِّ مَكَانَكَ اَنْتَ بِهِ	اے میرے چچا اپنی جگہ ٹھہرے دو اس
فَاِنَّ اللَّهَ قَدْ خَتَمَ بِكَ الْهِجْرَةَ	لئے اللہ تعالیٰ نے تم پر ہجرت ختم کر دی ہو
كَمَا خَتَمَ عَلَى النَّبِيِّينَ رِوَاہ	جیسا کہ مجھ پر انبیاء کو ختم کر دیا ہے

الطبرانی والبیہقی وابن عساکر وابن الجار

دیکھئے خود حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ختم نبوت کو ختم ہجرت کی تشبیل میں پیش فرما کر بحث کا خاتمہ فرمادیا ۔

کسی ادنیٰ سمجھ بوجھ والے آدمی پر بھی یہ بدگمانی نہیں کی جاسکتی کہ وہ حضرت عباسؓ کے خاتم المہاجرین ہونے کو اُن سے پہلے مہاجرین کے دنیا میں باقی رہنے کا مخالف و معارض سمجھے ، یا حضرت عباسؓ پر ختم ہجرت کا یہ مطلب قرار دے کہ اُن سے پہلے مہاجرین سب مر چکے ۔

پھر ختم نبوت اور خاتم النبیین ہی میں نہ معلوم کس راز کی بناء پر یہ معنی لئے

جاتے اور خواہ مخواہ اس کو حیات عیسیٰ علیہ السلام کا مخالف بتایا جاتا ہے، کیا اس کی وجہ یہی نہیں کہ خاتم النبیین کے صحیح معنی سے مرزا صاحب کی مختصر عمر نبوت کو ٹھیس لگتی اور ختم ہجرت کے کچھ معنی ہوں اُن کو اس سے کوئی صدمہ نہیں پہنچتا۔

(۳) حضرت ابو ہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آیہ کریمہ
وَإِذْ أَخَذْنَا مِنَ النَّبِيِّينَ مِيثَاقَهُمْ وَمِنْكَ ذُو حِجِّينَ تَفْسِير میں فرمایا:
كُنْتُ أَوَّلَ النَّبِيِّينَ فِي الْخَلْقِ | ”میں خلقت میں سب انبیاء سے پہلے
وَآخِرُهُمْ فِي الْبَعْثِ“ ذکرہ | اور بعثت میں سب کے آخر میں ہوں۔
ابن کثیر فی تفسیرہ ۱/۲۹۹ عن ابن حاتم وابن مردويه وابن نعیم و

الدہلی و ابن عساکر و ابن ابی شیبہ و ابن جریر و ابن سعد)
اس حدیث نے بھی خاتم النبیین کے معنی کو بالکل صاف کر دیا کہ مراد یہ ہے کہ آپ کی بعثت دنیا میں سب سے آخر میں ہوئی، نہ یہ کہ آپ سے پہلے سارے انبیاء علیہم السلام وفات پا چکے، لہذا آپ کا خاتم النبیین ہونا کسی وجہ سے نزول مسیح علیہ السلام کا معارض نہیں ہو سکتا۔

(۴) ابھی عنقریب روایت ابو ہریرہؓ گزر چکا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ”میری مثال ایسی ہے کہ جیسے ایک محل بالکل تیار ہو صرف ایک اینٹ کی کمی باقی ہو، اور پھر وہ اینٹ لگا دی جائے تو نبوت کا محل پہلے تیار ہو چکا تھا، اس میں ایک اینٹ کی کمی باقی تھی جس کو پورا کرنے کے لئے میں بھیجا گیا“ (رواہ البخاری و مسلم و غیرہ من اصحاب السنن)

اس سے بھی صاف معلوم ہوا کہ آپ کے خاتم النبیین ہونے کا صرف یہی مطلب ہے کہ آپ کی بعثت سب انبیاء کے بعد ہوئی، نہ یہ کہ آپ سے پہلے تمام انبیاء کی وفات ہو چکی، جیسا کہ خاتمہ کی اینٹ کے لئے دوسری اینٹوں کا معدوم ہو جانا ضروری نہیں، بلکہ متصور بھی نہیں، اسی طرح خاتم النبیین کے لئے پہلے سب انبیاء کی موت ضروری نہیں۔

(۵) اور ترمذی نے بروایت حضرت انسؓ نقل کیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:-

اَنَّ الرِّسَالَةَ وَالشُّبُوحَ قَدْ | بیشک رسالت اور نبوت منقطع ہو چکی
اَنْقَطَعَتْ فَلَا رِسُولَ بَعْدِي | پس میرے بعد کوئی رسول اور نہ کوئی نبی:

وَلَا نَبِيَّ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ حَدِيثٌ صَحِيحٌ -

اس حدیث میں نبی و رسول کے بجائے وصف نبوت و رسالت کا انقطاع ذکر
کے اس بات کو پوری طرح واضح کر دیا گیا کہ ختم نبوت کے معنی یہ ہیں کہ آئندہ وصف
نبوت کے ساتھ متصف ہونا منقطع ہو گیا پہلے انبیاء کا باقی رہنا یا کہیں دنیا میں آنا
کسی طرح ختم نبوت کے منافی نہیں ہے۔

⑥ اُمُّ كُرَيْشٍ رَوَاتُ كَرْتِي هِيَ كَهْ أَنْخَضَرَتْ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي فَرَايَا -

ذَهَبَتِ الشُّبُوحُ وَبَقِيَّتِ | نبوت جلی گئی اور اچھے خواب باقی رہے
الْمُبَشِّرَاتِ رَوَاهُ ابْنُ مَاجٍ | گئے و

اس میں بھی وصف نبوت کا خاتمہ بیان کر کے ختم نبوت کے وہی معنی واضح کر دیئے
گئے کہ آئندہ کو وصف نبوت کا انقطاع ہو گیا مگر یہ کسی پہلے نبی کے باقی رہنے یا آنے کا
مخالف نہیں۔

④ حَدِيثٌ فِيهِ هُوَ أَنَّ آدَمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ نَزَلَ جِبْرِيلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ مِنْ بَوْحِ طَا فَسَلَّمَ عَلَيْهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَوْنِهِمْ فِي الْأَنْحُولِ فِي فَرَايَا -

أَخْبَرَهُ ذَلِكَ مِنَ الْأَنْبِيَاءِ | انبیاء میں سے آپ کے آخرا و اولاد میں:
(رواہ ابن عساکر)

اس حدیث نے بالکل صاف کر دیا کہ خاتم النبیین کی مراد یہی ہے کہ آپ انبیاء
میں سے آخر اولاد ہیں، اور کسی انسان کے نزدیک آخر اولاد کا مفہوم پہلی اولاد
کے مرجائے کو مقتضی نہیں اور نہ ان میں سے کسی کے باقی رہنے کا معارف و لہذا آپ کا
آخر الانبیاء و خاتم الانبیاء ہونا نزول عیسیٰ علیہ السلام کے کسی طرح مخالف نہیں ہو سکتا۔

⑧ حَدِيثٌ فِيهِ هُوَ أَنَّ خَضِرَةَ صَلَّيَ اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي فَرَايَا -

أَنَا خَاتِمُ الْأَنْبِيَاءِ وَصَلَّى جِدِّي | میں خاتم الانبیاء ہوں اور میری مسجد
خَاتِمُ الْمَسَاجِدِ (رواہ مسلم) خاتم المساجد:

مراد یہ ہے کہ میری مسجد مساجد انبیاء کی خاتم اور آخر ہے، جیسا کہ دینی اور دنیا

اور بڑا رکی روایتوں میں اس کی تصریح بھی موجود ہے۔

یہ حدیث مسئلہ زیر بحث میں درحقیقت ایک ناطق فیصلہ ہے، کیونکہ خاتم المساجد الانبیاء کے معنی نہیں ہو سکتے کہ آپ کے وجود کے بعد کسی پچھلے نبی کی مسجد باقی نہ رہیگی انبیاء سابقین کی متعدد مسجدیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں موجود تھیں اور آج تک موجود ہیں، پھر خاتم المساجد کے اگر یہ معنی ہوں گے کہ پہلے انبیاء کی سب مسجدیں فنا ہو چکیں تو بتلاؤ کہ آپ کا یہ فرمان کیسے درست ہوگا، اور جب خاتم المساجد مساجد سابقہ کے بقا کی مخالفت نہیں تو خاتم الانبیاء کسی پہلے نبی کے باقی رہنے یا نزول کے کیوں معارض ہوں گے، بلکہ جس طرح خاتم المساجد کے معنی اس کے سوا نہیں کہ آپ کے بعد کسی نبی جدید کی مسجد تیار نہ ہوگی اسی طرح خاتم الانبیاء کے معنی بھی اس کے سوا نہیں کہ آپ کے بعد عالم میں کسی شخص کو عہدہ نبوت نہ دیا جائے گا۔

⑨ آیت مذکورہ کی تفسیر کے ذیل میں ائمہ تفسیر کے اقوال ابھی گزر چکے ہیں جن میں خود نزول مسیح کا سوال اٹھایا گیا اور سہروہی جواب دیا گیا ہے جو ہم نے بوجہ مذکورہ الصدر پیش کیا ہے جن میں سے بالخصوص حضرات ذیل کی تفسیریں مکرر ملاحظہ فرمائیں: سید محمد آلوسی، صاحب روح المعانی؛ زخمشری، صاحب کشاف؛ علامہ نسفی، صاحب مدارک۔

⑩ اقراری ڈگری؛ جن حضرات کو قرآن و حدیث اور آثار و صحابہ تابعین اور اقوال سلف میں شفاء نہیں ملتی اور ان کا قلب اُس وقت تک مطمئن نہیں ہوتا جب تک کہ مرزا صاحب کی وحی اور ان کی تصانیف میں اُس کو نہ دیکھ لیں وہ حضرات بھی ملاحظہ فرمائیں، تریاق القلوب، مصنف مرزا صاحب ص ۱۵۶۔

”ضرر ہوا کہ وہ شخص جس پر بہام و کمال دورہ حقیقت آدمیت ختم ہو وہ خاتم الاولاد ہو، یعنی اس کی موت کے بعد کوئی کامل انسان کسی عورت کے پیٹ سے نہ نکلے“

جب خاتم الاولاد کے معنی مرزا صاحب کے نزدیک یہ ہیں کہ عورت کے پیٹ سے کوئی کامل انسان اس کے بعد پیدا نہ ہو تو خاتم النبیین کے بھی یہی معنی کیوں نہ ہوں گے کہ آپ کے بعد کوئی نبی عورت کے پیٹ سے پیدا نہ ہوگا۔

جس سے دو فائدے حاصل ہوئے ، اول یہ کہ ختم نبوت اور نزولِ مسیح علیہ السلام میں تعارض نہیں ، خاتم النبیین چاہتا ہے کہ عورت کے پیٹ سے اس کے بعد کوئی نبی پیدا نہ ہو ، اور مسیح علیہ السلام آپ کے پہلے پیدا ہو چکے ہیں ۔
دوسرے یہ بھی صاف معلوم ہوا کہ اگر مرزا صاحب ماں کے پیٹ سے پیدا ہوئے ہیں تو ان کی نبوت خاتم النبیین کے خلاف ہے ۔

تیسرے یہ بھی متعین ہو گیا کہ جس مسیح کے نزول کی خبر احادیث میں دی گئی ہو وہ اُس وقت ماں کے پیٹ سے پیدا نہ ہوں گے ، ورنہ خاتم النبیین کے خلاف ہوگا اور اس بنا پر مرزا صاحب مسیح موعود بھی نہیں ہو سکتے (تک عشرہ کاملہ)
دوسرا شبہ | جس کو مرزا صاحب نے اپنی متعدد تصانیف میں اور ان کے اذنا ب نے اپنی تحریروں ، تبصریروں میں نہایت پُر زور دعوے کے ساتھ پیش کیا ہے یہ کہ خاتم النبیین میں خاتم کے معنی ”مہر“ ہے اور خاتم النبیین کا یہ مطلب ہے کہ آپ کے بعد آپ کی مہر و تصدیق سے انبیاء نہیں گئے ۔

جواب شبہ | آزادی کا زمانہ ہے ، ہر بد دین کے ہاتھ میں قلم اور سامنے لاوارث قرآن ہے ، جس کا جس طرح جی چاہتا ہے اس کے مطلب پر حکومت کرتا ہے ، اگر خود خداوند عالم نے اس کی حفاظت کا ذمہ نہ لیا ہوتا تو بعید نہ تھا کہ یہ بے خوف بہادر اس کی لفظی و معنوی تحریف میں کوئی دقیقہ نہ چھوڑتے ۔

کیا قہر نہیں ہے کہ ایک شخص قرآن کی آیت کے معنی قواعد لغت کے خلاف اور خود تصریحات قرآن کے خلاف اور پھر ڈیڑھ سو سے زائد احادیث نبویہ کے خلاف اور سیکڑوں صحابہ و تابعین اور ائمہ تفسیر کے خلاف صاف صاف علی الاعلان بیان کرتا ہے ، اور کوئی پوچھنے والا نہیں کہ یہ کہاں سے کہتا ہے ۔

مسلمان ہیں کہ ہنس ہنس کر سنتے ہیں ، کیونکہ جانتے ہیں کہ قرآن کی تفسیر ہوا و دوزی ہمارا کیا جاتا ہے ۔ لیکن یاد رہے کہ ہمیشہ یہ صورت رہنے والی نہیں بلکہ عَمَّا قَلِيلٍ لَيُصْبِحُنَّ نَادٍ مِّنْ دَعْوَتِهِ وہ نادم و شرمندہ ہوں گے ۔

مسلمانو ! اگر تم نے خدائے قدوس کے کلام متین کی تحریف کو ٹھنڈے دل سے سنا اور قرآن کو لاوارث سمجھ کر چھوڑ دیا تو یاد رہے کہ خدائے علیم و خبیر

اس کو اس طرح نہ چھوڑے گا، اس نے کلام پاک کی حفاظت کا وعدہ کیا ہے جو شخص اس کی حفاظت پر دست درازی کرے اس کو عذاب خداوندی سے بچنے کے لئے کوئی تلخہ بنالینا چاہئے، لیکن لَا عَاصِمَ الْيَوْمَ مِنْ أَمْرِ اللَّهِ إِلَّا مَنْ رَحِمَ۔

اگر مرزا صاحب انکی امت کوئی صداقت رکھتے ہیں تو لغت عرب اور قواعد عربیت سے ثابت کریں کہ خاتم النبیین کے معنی یہ ہیں کہ آپ کی مہر سے انبیاء بنتے ہیں، لغت عرب کے طویل و عریض دفتر میں سے زائد نہیں صرف ایک نظیر اس کی پیش کر دیں، یا کسی ایک لغوی اہل عربیت کے قول میں یہ معنی دکھلا دیں۔ اور مجھے یقین ہے کہ ساری مرزائی جماعت مع اپنے نبی اور ابن نبی کے اس کی ایک نظیر کلام عرب یا اقوال لغویین میں نہ دکھلا سکیں گے۔

خود مرزا صاحب نے جو برکات الدعاء صفحہ ۱۴، ۱۵ میں تفسیر قرآن کے معیار میں سب سے پہلا نمبر قرآن مجید سے اور دوسرا احادیث نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اور تیسرا اقوال صحابہؓ رکھا ہے، اگر یہ صرف ہاتھی کے دکھلانے کے دانت نہیں، تو خدا را خاتم النبیین کی اس تفسیر کو قرآن کی کسی ایک آیت میں دکھلائیں، اور اگر نہیں ہو سکتا تو احادیث نبویہ کے اتنے وسیع و عریض دفتر میں ہی کسی ایک حدیث میں یہ تفسیر دکھلائیں، پھر ہم یہ بھی نہیں کہتے کہ صحیحین کی حدیث ہو یا صحاحِ شریکی، بلکہ کسی ضعیف سے ضعیف میں دکھلا دو کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خاتم النبیین کے یہ معنی بتلائے ہوں کہ آپ کی مہر سے انبیاء بنتے ہیں۔

اور اگر یہ بھی نہیں ہو سکتا (اور ہرگز نہ ہو سکے گا) تو کم از کم کسی صحابی، کسی تابعی کا قول ہی پیش کرو جس میں خاتم النبیین کے یہ معنی بیان کئے ہوں لیکن مجھے معلوم ہو کہ

۵۔ نہ خنجر ٹٹھے گا نہ تلوار اُن سے ۶۔ یہ بازو میرے آنکھ سے نہیں

چیلنج | اے مرزائی جماعت اور اس کے مقتدر ارکان ! اگر تمہارے دعوے میں کوئی صداقت کی بو اور قلوب میں کوئی غیرت ہے تو اپنی ایجاد کردہ تفسیر کا کوئی شاہد پیش کرو، اور اگر ساری جماعت بل کر تشرآن کے تیس پاروں میں سے کسی ایک آیت میں احادیث کے غیر محمود دفتر میں سے کوئی ایک حدیث میں اگرچہ ضعیف ہی ہو، صحابہؓ و تابعینؓ کے بے شمار آثار میں سے کسی ایک قول میں یہ دکھلا دے کہ

خاتم النبیین کے معنی یہ ہیں کہ آپ کی مہر سے انبیاء بنتے ہیں، تو ہم سے پہلے سوچے
نقد انعاماً و مصلحتاً کر سکتے ہیں۔

صلائے عام ہے یا ان نکتہ داں کے لئے

اگر واقع میں اُن کی بیان کردہ تفسیر قرآن کی تحریف نہیں، اور مذکورۃ المصدر
اصول تفسیر میں اُن کا کوئی پتہ ہے تو آئیں، اور پانچ سو روپے وصول کریں۔

لیکن میں بھول اللہ و قوتہ اعلان کیا کہہ سکتا ہوں کہ اگر مرزا صاحب اور ان کی ساری
امت بل کر ایڑی چوٹی کا زور لگائیں گے تب بھی ان میں سے کوئی ایک چیز پیش نہ
کر سکیں گے دَلُوْكَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِيرًا۔

بلکہ اگر کوئی دیکھنے والی آنکھیں اور سننے والے کان رکھتا ہے تو قرآن عزیزی کی
نصوص اور احادیث نبویہ کی تصریحات اور صحابہ و تابعین کے صاف صاف آثار
سلف صالحین اور ائمہ تفسیر کے کھلے کھلے بیانات اور لغت عرب اور قواعد عربیت کا
 واضح فیصلہ سب کے سب اس تحریف کی تردید کرتے ہیں، اور اعلان کرتے ہیں
کہ آیت خاتم النبیین کے وہ معنی جو مرزائی فرقہ نے گھڑے ہیں بوجہ ذیل باطل ہیں۔
۱۔ اَوَّلُ اس لئے کہ یہ معنی محاورات عرب کے بالکل خلاف ہیں، اور نہ لازم

آئے گا کہ خاتم القوم اور آخر القوم کے بھی یہی معنی ہوں کہ اُس کی مہر سے قوم بنتی ہو،
اور خاتم المہاجرین کے یہ معنی ہوں گے کہ اس کی مہر سے مہاجرین بنتے ہیں، اسی طرح
خاتم الاولاد کا بھی یہ مفہوم ہو کہ اس کی مہر سے اولاد بنتی ہیں۔

لیکن ظاہر ہے کہ کوئی سمجھدار انسان بلکہ ادنیٰ تمیز والا بچہ بھی ان کلمات کے یہ
معنی نہیں کر سکتا، پھر نہ معلوم کہ خاتم النبیین کے یہ معنی کیسے اور کہاں سے ہو گئے،
حالانکہ مرزا صاحب نے خاتم الاولاد کے جو معنی تریاق القلوب میں لکھے ہیں وہ خود
اس کے خلاف ہیں۔

۲۔ قرآن مجید کی تقریباً سو آیتیں اس تفسیر کو غلط قرار دیتی ہیں جن کو انشاء اللہ
عنقریب بیان کیا جائے گا، علاوہ بریں خود اس آیت کی دوسری قراءت جو حضرت
ابن مسعود سے نقل کی گئی ہے مرزا صاحب کی اس تحریف کی تکذیب کے لئے کافی ہے،
کیونکہ ان کی قراءت میں بجائے لفظ خاتم النبیین کے ختم النبیین بصیغہ ماضی واقع ہو،

جس میں مرزا صاحب کی تحریف کا نام و نشان نہیں رہتا۔

۲۔ یہ تحریف اُن احادیث متواترہ کے بھی خلاف ہے جو اعلیٰ درجہ کی وضاحت و صراحت کے ساتھ اعلان کر رہی ہیں کہ آپ کے بعد کسی قسم کا کوئی نئی پیلا نہیں ہو سکتا۔

۳۔ یہ تفسیر اس کے بھی خلاف ہی جو صحابہ کرام سے منقول ہو چکی ہے۔

۵۔ ائمہ تابعین اور پھر تمام ائمہ مفسرین سے جو اس آیت کی تفسیر عنقریب نقل کی گئی ہو، یہ تحریف اُن سب کے بھی خلاف ہے۔

جس تفسیر کا یہ حال ہو کہ قواعد لغت اور نصوص قرآن و حدیث اور تصریحات صحابہ و تابعین سب ہی کے خلاف ہو تو اگر وہ بھی قرآن کی تحریف اور انفرادی اللہ نہیں ہے تو پھر کوئی بڑی سے بڑی تحریف بھی تحریف کہلانے کے قابل نہ ہوگی، بلکہ ہر باطل کی بجواس کو تفسیر و تشریح ماننا پڑے گا۔

شبہ | مرزائی ادہام اور مذہبی حرکات بھی ایک عجیب تماشہ ہیں اور بتلا رہی ہیں کہ **كَفَيْتُمْ بِهِ كَثِيرًا وَذَيْفْتُمْ بِهِ كَثِيرًا** یعنی اللہ تعالیٰ قرآن مجید سے بہت سے لوگوں کی گمراہی پختہ کر دیتا ہے، اور بہت سے لوگوں کو ہدایت دیتا ہے؟ اپنے خیالات و ادہام کو قائم رکھنے کے لئے اگر ایک طرف آیات و سننِ قرآنیہ کی تحریف اُن کے نزدیک ایک آسان بات ہے (وَهُوَ عِنْدَ اللَّهِ الْعَظِيمُ) تو دوسری جانب اُن کو اس کی بھی پروا نہیں کہ اپنے کلام میں تناقض و تعارض ہوا جاتا ہے، کبھی کچھ کہتے ہیں اور کبھی کچھ کہیں کچھ تاویل (بلکہ تحریف) ہے، اور کہیں کچھ جیسا کہ آپ نے ملاحظہ فرمایا۔

انہی متفاد و متہافت اقوال میں سے ایک یہ بھی ہو کہ **النبیین کا الف لام عہد خارجی یا ذہنی کے لئے ہو اور مجہود و مراد انبیاء تشریعی ہیں**، یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم انبیاء تشریعی کے خاتم اور آخر ہیں، نہ مطلق انبیاء کے لیکن، ع

آرزوؤں سے بنا کرتی ہیں تدبیریں کہیں

اگر عہد خارجی ہے تو مجہود کلام سابق میں مذکور ہونا چاہئے، اور کلام سابق میں

تو کہیں خاص انبیاء تشریف کا ذکر نہیں، اگر ہے تو کہاں ہے، اور کون ہے مشرک ان میں ہو؟ ہاں جو نیا قرآن قادیان کے قریب اُترا اور جس کی آیات میں سے **اِنَّا اَنْزَلْنَاهُ قُرْآنًا عَرَبِيًّا تَعْلَمُ** ہے، اس میں ہو تو ہو، ورنہ نبی عربی نے جو قرآن اُمت کو دیا ہے اس میں کہیں پتہ نہیں، بلکہ اگر ذکر ہے تو مطلق انبیاء کا ذکر ہے، پڑھو آیت **الَّذِينَ يُبَيِّنُونَ رِسَالَاتِ اللَّهِ** یعنی وہ انبیاء جو اللہ تعالیٰ کے پیغام پہنچاتے ہیں، ظاہر ہے کہ پیغام خداوندی کا پہنچانا نفسِ نبوت کے لئے ضروری ہو اور ہر نبی خدا کا پیغمبر ہے نہ کہ فقط انبیاء تشریفی۔

الحاصل عہد خارجی کی تو کوئی صورت نہیں، اسی طرح عہدِ ہنی کی بھی کوئی وجہ نہیں ہو سکتی، کیونکہ یہ درحقیقت بحکم نکرہ ہوتا ہے (دیکھو مطلق و مختصر وغیرہ) اور اسی لئے عہدِ ہنی اس وقت مراد لیا جاسکتا ہے جبکہ استغراق مراد نہ ہو سکے، جیسے **اَكَلَهُ الَّذِي دَبَّ** (اس کو بھیڑیے نے کھا لیا) تو ظاہر ہے کہ تمام دنیا سب کے بھیڑیوں نے اُس کو نہیں کھا یا اس لئے استغراق مراد نہیں ہو سکتا، اور کوئی خاص بھیڑیا بھی کلام میں ذکر نہیں کیا گیا، اس لئے بالآخر عہدِ ہنی مراد ٹھیکرا، بخلاف آیت خاتم النبیین کے کہ اس میں بلاسکلف استغراق درست ہے جیسا کہ آپ اس تحریر میں بار بار معلوم کر چکے ہیں۔ واللہ اعلم۔

ایک شبہ اور اس کا ازالہ | خاتم النبیین کے معنی میں مرزائیوں نے جو بدلت طرائیاں اختیار کی ہیں اُن میں یہ بھی کہا گیا ہے کہ یہ لفظ محض مجاز پر محمول ہے، جیسا کہ اس کی دوسری نظائر، خاتم المحدثین، خاتم المفسرین وغیرہ میں باتفاق یہی معنی مجازی مراد ہیں کیونکہ عرف میں جس شخص کو خاتم المحدثین لکھا جاتا ہے، کسی کے نزدیک اس سے یہ مراد نہیں ہوتی کہ اس کے بعد کوئی محدث پیدا نہ ہوگا۔

مرزائی اپنی اس ابلہ فریب تقدیر پر خوش ہیں، لیکن حقیقت میں یہ بھی اسی مرزائی خوش فہمی کا کرشمہ ہے جو خاص مرزائیت کا کرشمہ ہے، کیونکہ خاتم المحدثین خاتم المحققین وغیرہ انسان کا کلام ہو جس کو کچھ خبر نہیں کہ کل کیا ہونے والا ہے، کتنے آدمی پیدا ہوں گے

اور کتنے مریں گے، اور کتنے عالم ہوں گے اور کتنے جاہل رہیں گے، کتنے محدث و مفسر بنیں گے اور کتنے آوارہ پھریں گے، اس لئے اس کو کوئی حق نہیں ہے کہ وہ کسی شخص کے لئے خاتم الامم یا خاتم المفسرین وغیرہ الفاظ استعمال کرے، اور اگر کہیں اس کے کلام میں ایسے الفاظ پائے جادیں تو اس کے سوا چارہ نہیں کہ ان کو مجاز یا مبالغہ پر محمول کیا جائے، ورنہ یہ کلام بالکل لغو اور بے معنی بلکہ جھوٹ ہو جائے گا۔ لیکن کیا خلاقِ عالم کے کلام کو بھی اس پر قیاس کیا جاسکتا ہے جس کے علم محیط سے کوئی چیز باہر نہیں، اور جو اپنے علم و اختیار کے ساتھ انبیاء کو مبعوث فرماتا ہو۔ پس جب علیم و خیر اور قدوس و حکیم کے کلام پاک ہیں کسی ذات کے متعلق خاتم النبیین کا لفظ ارشاد فرمایا گیا ہے، تو کیا وجہ ہو کہ اس کے ظاہری معنی مراد لئے جائیں جو کہ بلا شک و شبہ بنتے ہیں، اور ان کو چھوڑ کر مبالغہ یا مجاز پر حمل کیا جائے۔

الغرض انسان کے کلام میں ہم مجبور ہیں کہ ان کلمات کو ظاہری معنی سے پھر کر مبالغہ یا مجاز پر محمول کریں، مگر خدائے قدوس کے کلام میں ہیں اس کی کوئی ضرورت نہیں، اور بلا ضرورت حقیقی معنی کو چھوڑ کر مجاز کی طرف جانا اصولِ مسلمہ کے خلاف ہے۔

اس کے علاوہ جب خاتم النبیین کے معنی خود قرآن مجید کی ایک سو آیات نے واضح طور پر بتلادیئے ہیں جس میں کسی قسم کے مجاز یا مبالغہ کو دخل نہیں دیا، اور پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دو سو دس احادیث میں اس کی ایسی شرح کی ہے جس میں کوئی خفا باقی نہیں رہا، اور پھر اجماع صحابہ اور اقوال سلف نے اس کے ظاہری اور حقیقی معنی مراد لینے پر جبر کر دی، تو پھر کسی کو کیا حق پہنچتا ہے کہ اس کے خلاف کوئی مجازی معنی مراد لے، اگرچہ الفاظ میں اس کا احتمال بھی ہو، عجب ہے کہ خود مشکل حل مجوز اپنے کلام کے ایک حقیقی معنی بیان فرماتا ہو، اور پھر اس کے رسول جن پر یہ کلام نازل ہوا اسی معنی کی انتہائی وضاحت فرماتے ہیں، اور پھر اُس کے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے شاگرد صحابہ کرام اور پھر تمام علمائے سلف اسی کے معنی کو بیان کرتے ہوئے تسبیح کرتے ہیں کہ یہ کلام اپنے ظاہری اور حقیقی معنی پر محمول ہے، نہ اس میں کوئی مجاز یا مبالغہ ہے، اور نہ تاویل و تخصیص، جیسا کہ ہم اس رسالہ میں بحوالہ اقتصاد امام غزالیؒ اور بحوالہ شفاء قاضی عیاضؒ نقل کر آئے ہیں۔

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کے اس کے متعلق چند جملے یہ ہیں :-

وَلَيْسَ فِيهِ تَأْوِيلٌ وَلَا تَخْصِيصٌ
وَمَنْ أَدَّاهُ يَتَخَصِّصُ فِكَلَامُهُ
مِنْ أَنْوَاعِ الْهَذْيَانِ لَا يَمْنَعُ
الْحُكْمَ بِتَكْفِيرِهِ لِأَنَّهُ مُكْذِبٌ
لِهَذَا النَّصِّ الَّذِي اجْتَمَعَتْ
الْأُمَّةُ عَلَى أَنَّهُ غَيْرُ مَأْذُولٍ
وَلَا لِيُخْصَوْصَ .

”آیت خاتم النبیین میں نہ کوئی تاویل ہے
نہ تخصیص اور جو شخص اس میں کسی قسم کی
تخصیص کی تاویل کرے اس کا کلام ہیان
کی قسم سے ہے اور یہ تاویل اس کو کافر
کہنے سے نہیں روک سکتی کیونکہ وہ اس
آیت کی تکذیب کر رہا ہے، جس کے متعلق
امت کا اس پر اجماع و اتفاق ہے کہ وہ
مأذول یا مخصوص نہیں ہے“

(کتاب الاقتصاد لامام الغزالی)

لیکن مرزائی میں کہ وہ اپنی ”مرغے کی ایک ٹانگ“ لٹکے چلے جا رہے ہیں سہ

سرخدا کہ عارف زاہد کسے نگفت ؟ در حیرتم کہ بادہ فروش از کجا شنید

الغرض چونکہ مترآن عزیز اور احادیث نبویہ اور اجماع صحابہ اور اقوال سلف
نے اس کا قطعی فیصلہ کر دیا ہے کہ خاتم النبیین اپنے حقیقی اور ظاہری معنی پر محمول ہے،
نہ اس میں کوئی مجاز ہے، نہ مبالغہ اور نہ تاویل و تخصیص، تو اب کسی کو حجتی نہیں کہ
اس لفظ کو خاتم الحقیقین وغیرہ الفاظ پر قیاس کر کے اس کی منصوص و منقول تفسیر کو بدلے۔
شبه | خاتم النبیین میں خاتم بمعنی نگینہ انگشتری لے کر زینت مراد لیا جائے
اور کلام کے معنی یہ ہوں کہ آپ سب انبیاء کی زینت ہیں، اور اس صورت میں آیت
کو ختم نبوت سے کوئی تعلق ہی باقی نہیں رہتا۔
جواب شبه | لیکن جب ہم اس کو اصول تفسیر پر پرکھتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ وہ محض
قرآن پر افترار ہے، اس کی ہرگز وہ مراد نہیں۔

۱۔ اول تو اس وجہ سے کہ خاتم بمعنی زینت مراد لینا مجازی معنی میں، اور جبکہ
اس جگہ حقیقی معنی بلا تکلف درست ہیں تو حسب تصریحات علماء لغت و بلاغت
اصول، معنی مجازی کی طرف جانے کی کوئی وجہ نہیں۔

۲۔ آیت مذکورہ کی جو تفسیر ہم نے قرآن مجید کی آیات اور خود اسی آیت
کی دوسری قراءت سے پیش کی ہے اس کے خلاف ہے، جیسا کہ مفصل گذر چکا ہے۔

۳۔ احادیث متواترہ نے جو تفسیر اس آیت کی صاف صاف بیان کی ہے، یہ اس کے خلاف ہے۔

۴۔ یہ تفسیر اجماع ادا آثار سلف کے بھی خلاف ہے جیسا کہ ہم نے اوپر مفصل عرض کیا ہے۔

۵۔ ائمہ تفسیر کی شہادتیں بھی اس کے خلاف ہیں۔

پھر کیا کوئی مسلمان قرآن عزیز کے ایسے معنی تسلیم کر سکتا ہے جو قواعد عربیت کے بھی خلاف ہوں اور خود تصریحات قرآن مجید کے بھی، احادیث متواترہ ادا آثار سلف بھی اس کو رد کرتے ہوں اور ائمہ تفسیر بھی۔

اور اگر اسی طرح ہر کس و ناکس کے خیالات اور ہر حقیقی یا مجازی مخنی قرآن عزیز کی تفسیر بن سکتے ہیں تو کوئی یہ بھی کہہ سکتا ہے کہ تمام قرآن مجید میں جہاں کہیں اَقِمُوا الصَّلَاةَ وغیرہ کے الفاظ سے نماز کی فرضیت کی تاکید کی گئی ہے سب جگہ محض درود سمیعنا اور دعا کرنا مراد ہے جو لفظ صلوٰۃ کے لغوی معنی ہیں۔

اسی طرح آیہ کریمہ مَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّعْرَ فَلْيُقِمِہُ وغیرہ جن میں روزہ کی فرضیت ثابت ہو، اس کا لغوی ترجمہ اور مطلب یہ ہو کہ جب رمضان کا مہینہ آئے تو تم رُک جاؤ، کیونکہ لغت عرب میں صوم کے حقیقی معنی صرف رُک جانا ہیں۔

اسی طرح حج اور زکوٰۃ وغیرہ کے الفاظ میں ان سب کے معنی اگر احادیث اور آثار سلف وغیرہ سے آنکھیں بند کر کے صرف از روئے لغت کئے جائیں تو مرزا صاحب اور اُن کے اذنا ب کی عنایت سے سارے فرائض سے ٹھٹھی ہو جائے گی، بلکہ عجب نہیں کہ خود دین اسلام سے بھی آزادی مل جائے، والعیاذ باللہ تعالیٰ۔

لیکن آیات مذکورہ میں صوم و صلوٰۃ اور حج وغیرہ کے الفاظ سے اُن کے اصلی معنی لغوی کو اس لئے چھوڑا جاتا ہے کہ دوسری آیات اور احادیث متواترہ اور آثار سلف سے جو تعبیر ان کی ثابت ہے اس کے خلاف ہے، اور اگر آج کوئی اُن آیات کے وہ لغوی معنی بتلا کر لوگوں کو ان فرائض کی پابندیوں سے آزاد کرنا چاہے تو بحمد اللہ مسلمانوں کا ہر جاہل و عالم یہی جواب دے گا کہ

اسیرت بخود رہائی زبند ؛ شکار تخواہد خلاص از کمند

غرض کوئی جاہل سے جاہل بھی اس قسم کی تحریفات کے ماننے پر تیار نہیں ہو سکتا
ٹھیک اسی طرح اگرچہ خاتمِ بمعنی زینتِ مجازاً مراد لینا محتمل ہے، لیکن چونکہ یہ احتمال
نصوصِ شراک و حدیث اور تفاسیرِ سلف کے خلاف ہے اس لئے اسی طرح مردود
اور ناقابلِ قبول ہوگا، جس طرح موم و مملوۃ و حج و زکوٰۃ وغیرہ ارکانِ دین کے مشہور
لغوی معنی لینا باتفاقِ مردود ہیں۔

شبه | خاتم النبیین میں الف لام استغراقِ حقیقی کے لئے نہیں بلکہ عربی کے لئے
ہے، اور مراد یہ ہے کہ آپ انبیاءِ تشریعی کے خاتم ہیں نہ مطلقاً انبیاء کے جیسا کہ آیہ
کرمیہ وَیَقْتُلُونَ النَّبِیِّیْنَ بِالْاِتِّفَاقِ بطورِ استغراقِ عربی نبیین سے صرف وہ بعض
انبیاء مراد ہیں جو بنی اسرائیل کے زمانہ میں موجود تھے اور قتل کئے گئے۔

جوابِ شبه | ہماری گذشتہ عرضداشت کو تھوڑے سے غور کے ساتھ پڑھنے والا بلا حلف
سمجھ سکتا ہے کہ یہ بھی انہی تحریفات میں سے ہے جن کی شریعت میں کوئی اصل نہیں۔

۱۔ اول اس وجہ سے کہ باتفاقِ علماء عربیت و اصولِ استغراقِ عربی اس
وقت مراد ہوتا ہے جب کہ استغراقِ حقیقی درست نہ ہو جیسا کہ ہم النبیین کی لغوی
تحقیق کے ذیل میں مفصل بیان کر چکے ہیں، اور مسئلہ زیر بحث میں بلا حلفِ استغراق
حقیقی بن سکتا ہے، یعنی ختم کرنے والے تمام انبیاء کے۔

۲۔ دوم اس وجہ سے کہ استغراقِ عربی اس وقت مراد ہو سکتا ہے جبکہ عرف
و عادت اس کی تفصیل کا مترسینہ ہوں، اور عرفاً اس کے تمام افراد مراد نہ ہو سکتے ہوں،
جیسے جَمْعُ الْأَمِیْرُ الصَّاعَةِ کیونکہ عرفاً و عادتاً تمام دنیا کے سناروں کا جمع کرنا

لہ الف لام استغراقِ حقیقی اصطلاح میں اس کو کہا جاتا ہے کہ وہ جس لفظ پر داخل ہو اس کے تمام افراد
بے کم و کاست مراد ہوں مثلاً عالم الغیب میں لفظ غیب جس پر الف لام داخل ہے، اس سے اس کے
تمام افراد مراد ہیں یعنی عالم تمام غائبات کا، اور استغراقِ عربی میں تمام افراد مراد نہیں ہوتے
جیسے جَمْعُ الْأَمِیْرِ الصَّاعَةِ یعنی بادشاہ نے سناروں کو جمع کیا پس معاغہ جس پر الف لام داخل ہے
اس کے تمام افراد مراد نہیں بلکہ مورت اپنے فہر کے معنی اپنے شہر یا قلعہ کے سناروں کو جمع کیا، اس
کی تفصیل پہلے گذر چکی ہے ۱۱۷ منہ

دشوار ہے۔ نیز عرب میں جب کبھی اس قسم کے کلمات بولے جاتے ہیں، تو اپنے شہر یا زائد سے زائد اپنی سلطنت کے سنا مراد ہوتے ہیں، نہ ساری دنیا کے، بخلاف آیت مذکورہ و خاتم النبیین کے کہ اس میں نبیین کی تفصیص کا عرفاً و عادتاً کوئی قرینہ نہیں، خاتم النبیین کے بلا تکلف استغراق حقیقی کے ساتھ یہ معنی صحیح ہیں کہ آپ تمام انبیاء کے ختم کر نیوالے ہیں، پھر کیا وجہ ہے کہ استغراق حقیقی چھوڑ کر بلا دلیل و قرینہ اور بلا وجہ استغراق عربی کی طرف جائیں اور مطلق نبیین کو صرف انبیاء تشریفی کے ساتھ مقید کر دیں۔

باقی رہا کہ آیت کریمہ وَیَقْتُلُونَ النَّبِیِّینَ کو اپنے دعوے کی شہادت میں پیش کرنا اگر اس جگہ لام کو استغراق عربی کے لئے تسلیم بھی کر لیا جائے تب بھی ہم عرض کر چکے ہیں کہ جب استغراق حقیقی نہیں بن سکتا تو پھر استغراق عربی کی طرف جاتے ہیں، اور اس آیت میں بالکل کھلی ہوئی بات ہے کہ یَقْتُلُونَ النَّبِیِّینَ کا الف لام استغراق حقیقی کے لئے کسی طرح نہیں ہو سکتا، ورنہ آیت کے یہ معنی ہوں گے کہ بنی اسرائیل تمام انبیاء علیہم السلام کو قتل کرتے تھے، حالانکہ یہ بات کسی طرح درست نہیں ہو سکتی، بلکہ بالکل کذب محض ہوگی کیونکہ اول تو بنی اسرائیل کے زمانہ میں تمام انبیاء موجود نہ تھے، بہت سے ان سے پہلے گزر چکے تھے، اور بعض ابھی پیدا بھی نہ ہوئے تھے، پھر ان کا تمام انبیاء کو قتل کرنا کیا معنی رکھتا ہے۔

دوم یہ بھی ثابت نہیں کہ بنی اسرائیل نے اپنے زمانہ کے تمام انبیاء موجودین کو بلا استثنا قتل ہی کر ڈالا ہو، بلکہ فتر اک عزیر ناطق ہے فَخَسِبَ یَقَآکَ اَکْذَبْتُمْ وَفَرِیْنَا فَعَقَّلُوا، جس نے صاف طور سے اعلان کر دیا کہ بنی اسرائیل نے تمام انبیاء موجودین

عہ اس جگہ یہ بات بھی قابل یادداشت ہے کہ یہ تحریر اگر خدا نخواستہ چل بھی جائے، اور آیت کی مراد بفرض محال یہ ہو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم صرف انبیاء تشریفی کے ختم کرنے والے میں تب بھی مرزا صاحب اس آیت کی مخالفت سے باہر نہیں ہو سکتے، کیونکہ انہوں نے اپنی بہت سی تصانیف میں نبوت تشریفی اور صاحب شریعت ہونے کا دعویٰ کیا ہے۔ یقین کے لئے دیکھو اربعین صفحہ ۶۳ جس میں کھلے فغلوں میں صاحب شریعت ہونے کا دعویٰ کیا ہے۔ نیز حقیقۃ الوحی صفحہ ۷۹ کی عبارت اور تریاق القلوب صفحہ ۱۳ کی عبارت کا مجموعہ آپ کی تشریفی نبوت کا صاف شاہد ہے۔ العیاذ باللہ تعالیٰ ۱۲ منہ

کو بھی قتل نہیں کیا، اس اعلان کے بعد بھی اگر دَقِیْلُوْنَ النَّبِیِّیْنَ کے الف لام کو استغراقِ حقیقی کے لئے رکھا جائے تو جس طرح واقعات اور مشاہدات اس کی تکذیب کریں گے اسی طرح خود قرآن کریم اس کو غلط ٹھیرائے گا۔

آیت کریمہ دَقِیْلُوْنَ النَّبِیِّیْنَ میں اگر استغراقِ حقیقی مراد لیا جائے گا تو آیت کا مضمون (معاذ اللہ) بالکل کذب صریح اور غلط فاحش ہو جائے گا، جس کو مشاہدہ جھٹلا چکا ہے، پس اس آیت میں جب آفتاب کی طرح یہ بات روشن ہو گئی کہ استغراقِ حقیقی مراد نہیں ہو سکتا اس وقت استغراقِ عرفی مسترار دیا گیا۔

بمخلاف آیت خاتم النبیین کے کہ اس میں تخصیص کرنے کی کوئی وجہ نہیں اس کے معنی استغراقِ حقیقی لیکر بلاتا مل درست ہیں، یعنی تمام انبیاء علیہم السلام کے ختم کرنے والے، اور اگر اسی طرح بے وجہ استغراقِ عرفی جہاں چاہیں مراد لے سکتے ہیں تو کیا ہمارے مہربان آیہ کریمہ

وَلَكِنَّ الْبِرَّ مَنْ آمَنَ بِاللّٰهِ وَ	لیکن نیک شخص وہ ہے جو اللہ تعالیٰ پر
الْيَوْمِ الْآخِرِ الْمَلَائِكَةُ وَالْكَتٰبِ	ایمان لایا اور قیامت کے دن اور ملائکہ اور
وَالنَّبِیِّیْنَ (سورہ بقرہ پ ۲)	تمام آسمانی کتابوں پر اور تمام انبیاء پر

میں بھی یہی فرمائیں گے کہ البیین کا الف لام استغراقِ عرفی کے لئے ہے، اور تمام انبیاء پر ایمان لانا ضروری نہیں، اور کیا آیت ذیل میں بھی اُن کے خیال میں استغراقِ عرفی ہی ہوگا :

فَبَعَثَ اللّٰهُ النَّبِیِّیْنَ مُبَشِّرِیْنَ	پس اللہ تعالیٰ نے تمام انبیاء علیہم السلام
وَمُنذِرِیْنَ (البقرہ پ ۲)	کو بشیر و نذیر بنا کر بھیجا

اور کیا استغراقِ عرفی کے ساتھ آیت کے یہ معنی صحیح ہو جائیں گے کہ اللہ تعالیٰ نے بعض انبیاء کو بشیر و نذیر بنایا اور بعض کو نہیں۔

اسی طرح آیت ذیل میں :-

وَلَا یَاْمُرُكُمْ اَنْ تَتَّخِذُوا	اللہ تعالیٰ تم کو اس کا حکم
الْمَلَائِكَةَ وَالنَّبِیِّیْنَ اَرْبَابًا	نہیں کرتا کہ ملائکہ اور انبیاء کو رب
(آل عمران پ ۲)	بنالو

کیا اس میں بھی استغراقِ عرفی کے ساتھ ہمارے مہربانِ آیت کا یہی مطلب بتلائیں گے کہ اللہ تعالیٰ بعض انبیاء کے رب بنانے کا حکم نہیں کرتا اور بعض انبیاء کے متعلق اس کا حکم فرماتا ہے، اور کیا یہ آیت کریمہ **مِنَ الَّذِينَ أَنْعَمَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ مِنَ النَّبِيِّينَ** میں بھی اُن کے خیال میں استغراقِ عرفی کے ساتھ بعض انبیاء مراد ہیں، اور آیا کریمہ **وَوَضِعَ الْكِتَابَ وَحِیُّ بِالْنَّبِیِّیْنَ وَالشَّهَدَاءِ** میں بھی کہا جائے گا کہ بعض نبیین مراد ہیں، اسی طرح آیت کریمہ **وَإِذْ أَخَذَ اللَّهُ مِيثَاقَ النَّبِيِّينَ الْآیۃ** | ”اور جب کہ اللہ تعالیٰ نے تمام انبیاء علیہم السلام سے عہد لیا، تاختمِ آیت :

میں بھی کیا ہمارے مجتہد صاحبِ استغراقِ عرفی ہی تشرار دے کر یہ معنی بتلائیں گے کہ اللہ تعالیٰ نے بعض نبیین سے عہد لیا؟ اور کیا ان کے نزدیک **وَلَقَدْ فَضَّلْنَا بَعْضَ النَّبِیِّیْنَ عَلَىٰ بَعْضٍ** میں بھی استغراقِ عرفی ہو سکتا ہے؟ الحاصل اگر اسی طرح ہر جگہ جہاں چاہیں استغراقِ عرفی مراد لینا جائز ہو تو کوئی وجہ نہیں کہ آیت مذکورۃ الصدر میں جائز نہ ہو، علاوہ بریں آیات ذیل کی امثال میں بھی استغراقِ عرفی کو جائز کہنا پڑے گا :

الحمد لله رب العالمین ، غیر المعضوب علیہم ولا الضالین ، ہدی للمتقین ، والله محیط بالسکفرین ، أعدت للكافرين ، انها لکبیرۃ الاعلی الخاشعین ، وموعظة للمتقین ، والله علیم بالظالمین ، انه لا یفلح الظالمون و هو ارحم الراحمین — والی غیر ذلک من الآیات التي هی غنیۃ عن التعدد۔ اور ان کی دوسری نظائر جن سے قرآن مجید کی ہر ہر سطر بھری ہوئی ہے، سب میں استغراقِ عرفی کو جائز کہنا پڑے گا، حالانکہ جس شخص کو عربی عبارت پڑھنے کا تھوڑا سا سلیقہ ہے وہ کسی طرح ان جیسی آیات میں استغراقِ عرفی کو جائز نہیں کہہ سکتا۔ اور اگر آیات مذکورۃ الصدر اور ان کے امثال میں استغراقِ عرفی مراد نہیں لیا جاسکتا تو کوئی وجہ نہیں کہ خاتم النبیین میں استغراقِ عرفی مراد لیا جائے۔

یا للجب ! سارا قرآن اول سے آخر تک خاتم النبیین کی نظائر سے بھرا ہوا ہے، ان میں کوئی نظیر پیش نہ کی گئی اور کسی پر اُن کو قیاس نہ کیا گیا، قیاس کے لئے ملی تو آیت **وَيُفْضِلُونَ النَّبِیِّیْنَ** ملی، جس بڑا بہت اور مشاہدہ نے آفتاب کی طرح استغراق

حقیقی کو غیر ممکن بنا دیا ہے، اور پھر خود قرآن کریم نے اس کا اعلان صاف صاف لفظوں میں کر دیا ہے۔

۳۔ سب سے زیادہ قابل غور بات یہ ہے کہ اگر ان سب امور سے قطع نظر کریں اور قواعد عربی سے بھی آنکھیں بند کر لیں، اور آیت میں کسی طرح استغراق عربی مراد لے لیں تو پھر آیت خاتم النبیین کے معنی ہوں گے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تمام انبیاء کے خاتم نہیں ہیں۔ لیکن جس شخص کو خداوند عالم نے سمجھ بوجھ سے کچھ حصہ دیا ہے وہ بلا تامل سمجھ سکتا ہے کہ اس صورت میں خاتم النبیین ہونا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کوئی خصوصی فضیلت نہیں رہتی، بلکہ آدم علیہ السلام کے بعد ہر نبی اپنے سے پہلے انبیاء کا خاتم ہے، حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنے سے پہلے انبیاء کے لئے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنے سے پہلے انبیاء کے لئے ولیم حبیثاً (اور اسی طرح سلسلہ بسلسلہ)

حالانکہ آیت مذکورہ کا سیاق بتلا رہا ہے کہ خاتم النبیین ہونا آپ کی مخصوص فضیلت ہے، علاوہ بریں خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ختم نبوت کو اپنے اُن فضائل میں شمار نہ فرمایا ہے جو آپ کے ساتھ مخصوص ہیں اور آپ سے پہلے کسی نبی کو نہیں دی گئیں، چنانچہ حدیث مسلم بروایت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ پہلے گزر چکی ہے جس میں آپ نے اپنی چھ مخصوص فضیلتیں شمار کرتے ہوئے نہ فرمایا ہے:-

وَأُرْسِلْتُ إِلَى الْخَلْقِ كَمَا تُرْسَلُ	۱۔ اور مجھ کو مخصوص فضائل کے یہ ہے کہ میں
حَقِيقَةُ النَّبِيِّينَ (رواہ مسلم)	تمام مخلوقات کی طرف مبعوث ہوا ہوں،
	اور مجھ پر انبیاء ختم کر دیئے گئے۔

۴۔ چہارم، اگر ان تمام چیزوں سے آنکھیں بند کر لیں اور اپنی دھن میں اس کا بھی خیال نہ کریں کہ آیت میں استغراق عربی کے ساتھ بعض انبیاء یعنی اصحاب شریعت مراد لینے سے آیت کے معنی درست ہوں گے یا غلط، اور بعض فرض محال اس احتمال کو نافذ اور جائز نہ قرار دیں، تب بھی مرزا صاحب اور ان کے اذنا ب کا مقصد ”ہنود کی دور است“ کا مصداق ہے، کیونکہ ہم اور پر عرض کر چکے ہیں کہ ستر آن مجید کی تفسیر میں محض احتمالات عقلیہ اور لغویہ سے نہیں ہو سکتی، جب تک کہ مذکورہ سابقہ اصول تفسیر اس کی صداقت پر شہادت نہ لے لی جائے۔

لیکن کیا مرزا صاحب اور ان کی ساری اہمت مل کر قرآن مجید کی کسی ایک آیت میں

یہ دکھلا سکتے ہیں (اور وہ ہرگز نہ دکھلا سکیں گے) ولو كان بعضهم لبعض ظهيرا (کہ آیت خاتم النبیین میں فقط انبیاء تشریف یعنی اصحاب شریعت جدیدہ مراد ہیں۔

یادہ اور ان کی تمام ذریت، احادیث کے اتنے وسیع و فزنی کی ایک صحیح بلکہ ضعیف حدیث میں بھی آیت خاتم النبیین کی یہ تفسیر دکھلا سکتے ہیں کہ اس سے خاتم النبیین بالتشریع مراد ہے، اور ہم بحول اللہ و قوتہ دعویٰ سے کہتے ہیں کہ وہ قیامت تک ایک حدیث میں تفسیر نہ دکھلا سکیں گے۔

یا مرزا صاحب اور ان کے تمام اذنان، آثار صحابہ و تابعین کے وسیع تر میدان میں سے کوئی ایک اثر اس تفسیر کے ثبوت میں پیش کر سکتے ہیں؟ نہیں اور ہرگز نہیں! اور اگر یہ سب کچھ نہیں تو کم از کم ائمہ تفسیر کی مستند و معتبر تفاسیر ہی میں سے کوئی تفسیر پیش کریں جس میں خاتم النبیین کی یہ مراد بیان کی گئی ہو کہ ختم کرنے والے تشریف انبیاء کے۔ مرزا صاحب اور ان کی ساری امت ایڑی چوٹی کا زور لگا کر بھی قیامت تک اصول مذکورہ میں سے کسی ایک اصل کو بھی اپنی گھڑی ہوئی اور مخترع تفسیر (نہیں بلکہ تحریف) کی شہادت میں پیش نہ کر سکیں گے۔

اور جب یہ سب کچھ نہیں، تو باوجود انقلاب زمانہ اور کثرت جہل، میں اب بھی مسلمانوں پر یہ بدگمانی نہیں کر سکتا کہ وہ ایک ایسی بے معنی آواز کو قرآن مجید کی تفسیر سمجھیں جس کی کوئی اصل نہ قرآن میں ہے نہ حدیث میں، نہ اقوال صحابہ میں اس کا کوئی اثر ہے نہ اقوال تابعین میں، نہ ائمہ تفسیر اس کی موافقت کرتے ہیں، اور نہ کتب تفسیر، بلکہ یہ سب کے سب ہم آہنگ ہو کر اس کی مخالفت کرتے ہیں۔

۵۔۔۔ پنجم، جب ہم علاوہ تفسیر اور اصول تفسیر کے خود اسی آیت کے سیاق و سباق پر نظر ڈالتے ہیں تو بلا تاامل آیت بول اٹھتی ہے کہ خاتم النبیین میں نبیین سے عامۃ تمام انبیاء مراد ہیں جو صاحب شریعت جدیدہ ہوں یا شریعت سابقہ اور کتاب سابق کے متبع۔

کیونکہ ہم لفظ نبی کی لغوی اور اصطلاحی تحقیق کے ذیل میں نقل کر چکے ہیں کہ جہور علماء عربیۃ اصول کا مذہب یہی ہے کہ لفظ نبی عام ہے اور لفظ رسول خاص، یعنی رسول صروت اس نبی کو کہا جاتا ہے جس پر شریعت مستقلہ نازل ہوئی ہو اور نبی اس سے عام ہے،

صاحب شریعت مستقلہ کو بھی نبی کہتے ہیں اور اس کو بھی جس پر شریعت مستقلہ نازل نہیں ہوئی، اس کا کام صرف یہ ہے کہ امت کو شریعت سابقہ پر چلائے، اور اس کے خلاف جہاں کہیں استعمال ہے وہ بطور مجاز ہے۔ اور ظاہر ہے کہ آیت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین کہا گیا ہے، خاتم الرسل یا خاتم المرسلین نہیں فرمایا، کیونکہ اس سے پہلے آپ کی نسبت لفظ رسول فرمایا گیا ہے، وَلَکِنْ رَّسُولٌ اَنْذَرُ، لفظ رسول کے ساتھ ظاہر ہے کہ خاتم المرسلین بہ نسبت النبیین کے زیادہ چسپاں ہے، مگر سبحان اللہ! خدا نے علم و خیر کا کلام ہے وہ جانتا تھا کہ امت میں وہ لوگ بھی پیدا ہوں گے جو آیت میں تحریف کریں گے، اس لئے یہ اسلوب بدل کر اس تحریف کا دروازہ بند کر دیا، چنانچہ امام المفسرین علیہم السلام ابن کثیرؒ نے اس پر مستنبط فرمایا ہے، دیکھو صفحہ ۸۹ ج ۸ :-

وَقَوْلُهُ تَعَالَى وَلَکِنْ رَّسُولٌ اَنْذَرُ وَخَاتَمُ النَّبِیِّیْنَ وَكَانَ اللّٰهُ بِکُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمًا۔ پس یہ آیت اس بارہ میں صاف و صریح ہے کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہ ہوگا اور جبکہ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں تو رسول بھی بدرجہ اولیٰ نہ ہوگا۔ اس لئے کہ مقام رسالت بہ نسبت مقام نبوت خاص ہے، کیونکہ ہر رسول کے لئے نبی ہونا شرط ہے اور نبی کے لئے رسول ہونا ضروری نہیں، اور اسی پر وارد ہوئیں احادیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جن کو صحابہ کرام ایک بڑی جماعت نے روایت کیا ہے :-

وَقَوْلُهُ تَعَالَى وَلَکِنْ رَّسُولٌ اَنْذَرُ وَخَاتَمُ النَّبِیِّیْنَ وَكَانَ اللّٰهُ بِکُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمًا۔ فَهَذِهِ الْاٰیَةُ نَعْبُ فِيْ اَنَّهٗ لَا نَبِیَّ بَعْدَهُ فَلَا رَّسُوْلٌ بِالطَّبِیْقِیْ الْاَوَّلِ وَالْاٰخِرِ لِاَنَّ مَقَامَ الرَّسَالَةِ اَخَفُّ مِنْ مَقَامِ النَّبُوَّةِ فَبَاتَ کُلُّ رَّسُوْلٍ نَبِیٍّ وَلَا یُعْکَسُ بِذَلِکَ وَرَدَتْ الْاَحَادِیْثُ الْمُتَوَاتِرَةُ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مِنْ حَدِیْثِ جَمَاعَةٍ مِنَ الصَّحَابَةِ ۔

(تفسیر ابن کثیر ص ۸۹ ج ۸)

اسی طرح سید محمود آلوسیؒ نے تفسیر روح المعانی میں بیان فرمایا ہے :-

اور نبی سے وہ مراد ہے جو رسول سے نام ہے اور اس لئے آپ کے خاتم النبیین

مَلَى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَاتَمَ
النَّبِيِّينَ خَاتَمَ الْمُؤْمِلِينَ .
(روح المعانی، ص ۸۵۶)

ہونے سے خاتم المرسلین (یعنی اصحاب
شریعت انبیاء کا خاتم، ہونا بھی لازم
آتا ہے)

اور بحوالہ کلیات ابوالبقاء صفحہ ۳۱۹ پر گزر چکا ہے، کہ آیت میں نفی نبوت نفی رسالت کو بھی شامل ہے۔

ایک اور تلافی

مرزا صاحب نے نبی بننے کے شوق میں ”حقیقۃ الوحی“ صفحہ ۱۰۲، اور حاشیہ حقیقۃ الوحی^۲ صفحہ ۹۷ میں تو آیت خاتم النبیین کی تحریف کرتے ہوئے آیت کے معنی یہ بتلائے،۔
” آپ کی پیروی کمالات نبوت بخشی ہے اور آپ کی توجہ روحانی نبی تراش
ہے۔“ اور یہ کہ ”ایک وہی ہے جس کی مہر سے ایسی نبوت مل سکتی ہے۔“
ہم اس وقت اس بحث میں نہیں جاتے کہ خاتم النبیین کے یہ معنی لغت اور عربی
ربان کے اعتبار سے ہو بھی سکتے ہیں یا نہیں۔

اور اس بحث کو بھی چھوڑتے ہیں کہ اس نو ایجاد تفسیر کا تو یہ نتیجہ ہے کہ کسی کو نبی بنانا
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اختیار میں ہے کہ جس پر آپ چاہیں نبوت کی مہر لگا دیں،
حالانکہ ارسال رسل والعباد صرت حق تعالیٰ کا ہی کام ہے، جیسی تو وہ رسول اللہ یا نبی اللہ
ہوتے ہیں ورنہ وہ رسول الرسول یا نبی الرسول ہوتے۔

مرزا صاحب کی اس غلطی کو بھی نظر انداز کرتے ہیں کہ اس غلطی کی رُو سے نبوت ایک
اکتسابی چیز بن جاتی ہے کہ جو کوئی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مکمل پیروی کر لے وہ نبی بن جائے،
حالانکہ تبصر حیات قرآن کریم، نبوت حاصل کرنا کسی کے اختیار میں نہیں، وہ حنائیں
حق تعالیٰ کی موبہبت ہے، وہ جس کو مناسب سمجھتے ہیں نبی و رسول بنا دیتے ہیں، کسی
انسان کے اختیار میں تو کیا بلکہ انسان کو اس کا علم بھی نہیں ہو سکتا، قرآن شریف کا ارشاد
اس مضمون کے لئے کھلا ہوا ہے :

أَلَمْ يَعْلَمُ حَيْثُ يَجْعَلُ
رِسَالَتَهُ .

”یعنی اللہ تعالیٰ ہی جانتے ہیں کہ اپنی رست
کس کو سپرد کریں؟“

ہاں ہم اس جگہ اسی نوایا دفسیر کے اس نتیجہ پر آپ کو متوجہ کرتے ہیں کہ اگر اس کو صحیح مان لیا جائے تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ اس امت میں جتنے زیادہ نبی اور رسول آئیں اتنا ہی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا کمال ظاہر ہوگا۔

لیکن مرزا صاحب خود بھی اس دروازہ کو اتنا کھولنا نہیں چاہتے کہ اس میں ان کے سوا کوئی دوسرا آسکے، اور تیرہ سو برس میں کبھی ایک شخص کے نبی بننے کے وہ بھی قائل نہیں، تو یہ کس قدر عجیب بات ہوگی کہ جس سستی کو اللہ تعالیٰ نے یہ اعزاز بخشا کہ ان کی توجہ روحانی بقول مرزا ”نبی تراش“ ہے اس کی توجہ روحانی اپنے ایک لاکھ سے زائد جاں نثار صحابہ میں سے کسی کو نبی نہ بنا سکی، اور پھر ان کے بعد جن لوگوں کو آپ نے خیر العتسرون منرمایا ان میں بھی کوئی ایسا نہ نکلا جو آپ کی پیروی کر کے آپ کی توجہ روحانی سے نبی بن سکتا۔ تیرہ سو برس تک یہ توجہ روحانی معاذ اللہ کوئی کام نہ کر سکی یہاں تک کہ چودھویں صدی میں مرزا صاحب نے جنم لیا، تو اس توجہ روحانی کا ثمر صرف ایک شخص بنا، معاذ اللہ یہ سترآن کی تحریف کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کس قدر توجہ ہے، نعوذ باللہ منہ۔

اب نبی بننے کے شوق کی ایک نئی کردٹ ملاحظہ فرمائیے۔

ایک نئی کرویٹ

مرزا صاحب کی قرآن دانی اور تفسیر سترآن پر عنایت اسی انکشاف پر ختم نہیں ہوتی جو ”حقیقۃ الوحی“ میں لکھا گیا ہے، بلکہ اپنے ہشتہار ”ایک غلطی کا ازالہ“ میں اس آیت کی تحریف کا ایک اور رخ بدلا ہے، اور انھیں یہ حیا بھی مانع نہیں ہوئی کہ صحیح غلط سے قطع نظر کم از کم اپنے دوسرے بیانات کے تو خلاف نہ ہو، سنئے۔

”لیکن اگر کوئی شخص اس خاتم النبیین میں ایسا گم ہو کہ بیاعت نہایت اتحاد اور نفی غیریت کے اسی کا نام پالیا ہو اور صاف آئینہ کی طرح محمدی چہرہ کا انعکاس ہو گیا ہو تو وہ بغیر مہر توڑنے کے نبی کہلائے گا، کیونکہ وہ محمد ہی، گو ظلی طور پر، پس باوجود اس شخص کے دعوائے نبوت کے جس کا نام ظلی طور پر محمد اور احمد رکھا گیا ہے، پھر بھی سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہی رہا

یہ محمد ثانی اسی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی تصویر اور اسی کا نام ہے :

مرزا صاحب کی اس عجیب و غریب تحقیق کا جائزہ تو بعد میں لیا جائے گا، پہلے اس پر نظر فرمائیے کہ ”حقیقۃ الوحی“ کی تفسیر پر تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ہزاروں نبی آسکتے ہیں جو آپ کی توجہ روحانی سے نبی بنے ہوں، اُن کے دعوائے نبوت سے خاتم النبیین کی مہر ٹوٹنے کا کوئی سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

اور اشتہار ”ایک غلطی کا ازالہ“ کی نئی تحقیق پر کسی شخص کا دعوائے نبوت غلام انبیین کی مہر توڑنے کا مراد تو تسلیم کیا گیا ہے، یعنی خاتم النبیین کے یہی معنی لئے گئے جو تمام امت نے لئے ہیں، لیکن نبی بننے کے شوق کو تناسخ و حلول کے ہندوانہ عقیدہ کی پناہ لے کر پورا کیا جا رہا ہے، کہ جو شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ظل یا بروز بن جائے وہ عین محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ہے، اس کے آنے سے خاتم النبیین کی مہر نہیں ٹوٹی، کیونکہ اس کا آنا آپ کے سوا کسی اور نبی کا آنا نہیں خود آپ ہی کا آنا ہے۔

اب پہلے تو مرزا صاحب اور ان کی امت سے یہ پوچھئے کہ ان دونوں باتوں میں سے کونسی صحیح اور کونسی غلط ہے، خاتم النبیین کے معنی ”حقیقۃ الوحی“ کے بیان کے مطابق یہ ہیں کہ آپ کی مہر سے انبیاء بنتے ہیں یا غلطی کے ازالہ کی تحریر کے مطابق یہ ہیں کہ آپ پر نبوت ختم ہو چکی ہے، مگر خود آپ کا دوبارہ دنیا میں آنا اس کے منافی نہیں۔

ظلی اور بروزی نبوت کی کہانی

اس کے بعد ”غلطی کے ازالہ“ کی غلطیاں دیکھئے :-

۱۔ اس کا حائل یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کامل اتباع سے کوئی شخص ظلی یا بروزی طور پر عین محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم بن جاتا ہے۔

اگر یہ صحیح ہے تو ہم دریافت کرتے ہیں کہ ابتداء اسلام سے مرزا صاحب کی پیدائش تک کیا کسی اور کو بھی یہ کامل اتباع نصیب ہوا یا نہیں؟ صدیق اکبرؓ، فاروق اعظمؓ، عثمان غنیؓ، علی مرتضیٰؓ جو خیر الخلائق بعد الانبیاء کے مصداق ہیں، اور حدیث میں لَوْ كَانَ بَعْدِي نَبِيٌّ لَّكَانَ عَمْرُوٌ وغیرہ کے الفاظ بھی وارد ہوئے ہیں، کیا یہ حضرات بھی اپنی عمر کی جان نثارانہ خدمات اور انتہائی پیروی کے باوجود ظلی طور پر محمد مصطفیٰ

بن گئے تھے یا نہیں ؟

ان کے علاوہ وہ صحابہ جنہوں نے اپنے جسموں کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ڈھال بنا کر دشمن کی طرف سے آنے والے تیروں سے اپنے پورے بدن کو چھلنی بنالیا ، جنہوں نے آپ کے ادنیٰ اشارہ پر ساری دنیا کو چھوڑ دیا ، جنہوں نے آپ کی محبت پیروی کے لئے اپنے ماں ، باپ ، بھائی ، برادر وں سے قتال کیا ، اور حضور کی ایک ایک سنت پر جان دی ، ان میں سے کوئی اس قابل نہ ہوا کہ ان میں محمدی چہرہ کا انعکاس ہو ؟ اور اگر ان بزرگوں کو بھی یہ درجہ حاصل ہوا ہے تو کیا مرزا صاحب ان میں سے کسی کی تاریخ میں دعوائے نبوت کا کوئی ادنیٰ اشارہ بھی دکھا سکتے ہیں ؟

۲۔ مرزا صاحب نے یہ ظل دہروز کی کہانی شاید ہندوؤں کے عقیدہ متنازع و حلول سے اخذ کی ہے ، لیکن بڑے شرم کی بات ہے کہ انہوں نے اس کو بھی سمجھ کر نہ لیا ۔
 ع در کفر ہم ثابت نئی ز نادار درواکن

ظل دہروز کے جو لوگ قائل ہیں وہ کبھی اس کے قائل نہیں کہ بذریعہ متنازع شخص کسی دوسرے جون میں آجائے وہ بعینہ پہلا شخص ہوتا ہے ، اس کے احکام اور حقوق ہی ہوتے ہیں جو پہلے شخص کے تھے ، مثلاً افسر فرائض کر لو کہ زید مرگیا اور میر وہ کسی دوسرے جون میں آیا اس کا نام ماں باپ نے عمر رکھا ، تو کسی مذہب و عقیدہ میں عمر کے جون میں آنے والے زید کو یہ حق نہیں کہ قدیم حقوق کا مطالبہ کرے ۔ اپنی سابق بیوی کو بیوی سمجھے ، سابق ماں باپ کو ماں باپ کہے ، وارثوں میں تقسیم شدہ جائداد کو اپنی ملک قرار دے دے ۔ مرزا صاحب کا فلسفہ سب سے زالا ہے ، کہ اسلامی عقیدہ کو تو خراب کیا ہی تھا ، ظل دہروز کے عقیدہ کا بھی ستیاناس مار دیا ، کہ جس شخص کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ظل دہروز قرار دیا اس کو یہ حق بھی دے دیا کہ وہ اپنے کو رسولِ ربی کہے ، اور ساری دنیا کو اپنی نبوت ماننے پر مجبور بھی کرے ، اور جو نہ ملے اس کو کافر کہے

ع ایں کار از تو آید مرداں چنین کنند

۳۔ اس کے بعد کوئی مرزا صاحب سے یہ پوچھے کہ نبوت و رسالت کے معاملہ میں آپ کے ظل دہروز کے فلسفہ پر کیا کوئی فترآن و حدیث کی شہادت بھی موجود ہے ؟ کہیں قرآن کریم نے ظلی اور دہروزی نبی کا ذکر کیا ہے ؟ یا کسی حدیث میں اس کا کوئی اشارہ ہے ؟

اور اگر ایسا نہیں تو پھر اسلام کا دعویٰ رکھتے ہوئے اسلام کے بنیادی عقیدہ و رسالت میں اس ہندوانہ عقیدہ کو ٹھونسنا کونسی دینی روایات یا عقل و شریعت ہے ؟

۴۔ صرف یہی نہیں کہ بروزِ ادنیٰ بروزِ می کے پیدا ہونے سے احادیث و سرائے کی نصوص خالی اور ساکت ہیں ، بلکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بہت سی احادیث اس کے بطلان کا اعلان صاف صاف کر رہی ہیں ۔

ملاحظہ ہو وہ حدیث جو اس آخری نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) نے اپنے آخری اوقات حیات میں بطور وصیت ارشاد فرمائی اور جس کے الفاظ یہ ہیں ۔

یَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّهُ لَكُمِّي مِنْ	”اے لوگو ! بمبشراتِ نبوت میں سے سوائے
مُبَشِّرَاتٍ الشُّبُهَةِ إِلَّا الشَّذِيَاءُ	اچھے خوابوں کے اور کچھ باقی نہیں رہا۔
الصَّالِحَةُ الْحَدِيثُ (رداءِ مسلم و	روایت کیا اس کو مسلم و نسائی وغیرہ
النسائی وغیرہ عن ابن عباس)	نے ابن عباسؓ سے)“

اور اسی مضمون کی ایک حدیث بخاری اور مسلم وغیرہ نے حضرت ابو ہریرہؓ سے بھی روایت کی ہے جس کے الفاظ یہ ہیں ۔

لَمْ يَبْقَ مِنَ الشُّبُهَةِ إِلَّا الْمُبَشِّرَاتُ	”نبوت میں سے کوئی جزو باقی نہیں رہا
(بخاری کتاب التنبیہ و مسلم)	سوائے اچھے خوابوں کے“

اور اسی مضمون کی ایک حدیث حضرت حذیفہ بن اُسیدہؓ سے طبرانی نے روایت کی ہے ، اور نیز امام احمد دار البوسعدی اور ابن مردودہؓ نے اسی مضمون کی ایک حدیث حضرت ابو الطفیلؓ سے بھی روایت کی ہے ، اور امام احمد اور خطیبؓ نے بھی یہی مضمون بروز عائشہ صدیقہؓ نقل کیا ہے ، جن میں سے بعض کے الفاظ یہ ہیں ۔

ذَهَبَتِ الشُّبُهَةُ وَبَقِيَتِ الْمُبَشِّرَاتُ	”نبوت تو باقی رہی اور اچھے خواب باقی گئے“
---	---

الغرض ان متعدد احادیث کے مختلف الفاظ کا خلاصہ مضمون یہ ہے کہ نبوت ہر قسم کی بالکل مختتم اور منقطع ہو چکی ، البتہ اچھے خواب باقی ہیں ، جو کہ نبوت کا چھیا لیسواں جزو ہیں (جیسا کہ بخاری و مسلم وغیرہ کی احادیث سے ثابت ہوتا ہے)۔

لیکن ظاہر ہے کہ کسی چیز کے ایک جزو موجود ہونے سے اس چیز کا موجود ہونا لازم نہیں آتا ، اور نہ جزو کا وہ نام ہوتا ہے جو اُس کے کل کا ہے ، ورنہ لازم آئے گا کہ صرف

نمک کو پلاؤ کہا جائے، کیونکہ وہ پلاؤ کا جزو ہے، اور یا ناخن کو انسان کہا جائے، کیونکہ وہ انسان کا جزو ہے، اسی طرح ایک مرتبہ اللہ اکبر کہنے کو نماز کہا جائے، کیونکہ وہ نماز کا جزو ہے، یا کھلی کرنے کو غسل کہا جائے کیونکہ وہ غسل کا جزو ہے، اور پانی کو روٹی کہا جائے کیونکہ وہ روٹی کا جزو ہے۔

غرض کوئی اہل عقل انسان جزو اور کل کو نام میں بھی برابر نہیں کر سکتا ہے، احکام کا تو کنکنا کیا، پس اگر نمک کو پلاؤ اور پانی کو روٹی اور ایک ناخن یا ایک بال کو انسان نہیں کہہ سکتے تو نبوت کے چھالیسویں جزو کو بھی نبوت نہیں کہہ سکتے۔

خلاصہ یہ کہ حدیث میں نبوت کے بالکل انقطاع کی خبر ہے کہ اس میں سے نبوت کی کوئی خاص قسم یا اس کا کوئی فرد مستثنیٰ نہیں کیا گیا، بلکہ استثنا کیا گیا تو صرف چھالیسویں جزو کا کیا گیا ہے جس کو کوئی انسان نبوت نہیں کہہ سکتا۔

اب منصف مزاج ناظرین! اسے غور سے کام لیں کہ اگر نبوت کی کوئی نوع یا کوئی جزئی مستقل یا غیر مستقل تشریعی یا غیر تشریعی ظنی یا بروزی عالم میں باقی رہنے والی تھی تو بجائے اس کے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نبوت کے چھالیسویں جزو کا استثنا فرمایا ضروری تھا کہ اس نوع نبوت کا استثنا فرماتے۔

اور جب کہ آپؐ نے استثنا میں صرف نبوت کے چھالیسویں جزو کو خاص کیا ہے تو یہ کھلا ہوا اعلان ہے کہ یہ بروزی نبوت جو مرزا صاحب نے ایجاد کی ہے (اگر بالفرض کوئی چیز ہے اور اس کا نام نبوت رکھا جاسکتا ہے، تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد یہ بھی عالم میں موجود نہ رہے گی۔

۵۔ حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”بَنُو إِسْرَائِيلَ كِي سِيَا سَتِ اَنْبِيَاءِ عَلَيْهِمُ
الْسَّلَامُ كَتَبْتُمْ لِي، جَبِ كُوْنِي نَبِي وَفَاتِ
پَا تَا تُو دُو سِرَانِي اِس كَا خَلِيْفَه يُو جَا تَا تَحْمَا
اِدْرِ مِيْرَه بَعْد كُوْنِي نَبِي نَهِيْس، اَلْبَتَه خَلَفَا
هَوْنِ گے اِدْرِ زِيَادَه هَوْنِ گے، مَعَا هِنَه
عُوضِ كِيَا كِه خَلَفَا كِه بَارِي اِيْ كَا كِيَا اِلَهِيْ

كَانَتْ بَنُو إِسْرَائِيلَ تَسُوْسُهُمْ
الْأَنْبِيَاءَ كُلَّمَا هَلَكَ نَبِيٌّ خَلَفَهُ
نَبِيٌّ وَإِنَّهُ لَا نَبِيَّ بَعْدِي وَسَيَكُونُ
خَلَفَاءُ نِيْلِكُم مِّنْ بَنِي إِسْرَءِيلَ
تَأْمُرُنَا يَا نَبِيُّوَاللَّهِ قَالَ فَوَإِذَا
بَيَعَةُ الْأَوَّلِ فَلَا تَدُلُّ عَلَىٰ عِطْفِئِهِمْ

آپ نے فرمایا یکے بعد دیگرے ان کی
بیعت کا حق ادا کرو۔

حَقَّقْتُمُ الْحَدِيثَ (بخاری ص ۴۹۱) و
مسلم کتاب الايمان و مسند احمد ص ۴۱۲ باب
ما جاء من جرير و ابن ابی شیبہ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد میں غور کرو کہ کس طرح اول تو نبوت کے
بالکلیہ انقطاع اور اختتام کی خبر دی، اور پھر جو چیز نبوت کے قائم مقام آپ کے
بعد باقی رہنے والی تھی اس کو بھی بیان فرمادیا، جس میں صرف خلفاء کا نام لیا گیا ہے۔
اگر آپ کے بعد کوئی بروزی نبی آنے والا تھا، اور نبوت کی کوئی قسم بروزی یا ظلی،
مستقل یا غیر مستقل، تشریعی یا غیر تشریعی دنیا میں باقی رہنے والی تھی تو سیاق کلام کا
تقاضا تھا کہ اس کو ضرور اس جگہ ذکر فرمایا جاتا۔

اور جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے بعد نبوت کا قائم مقام صرف خلافت
کو قرار دیا ہے، تو یہ صاف اس کا اعلان ہے کہ آپ کے بعد کوئی نبی بروزی وغیرہ
نہیں ہو سکتا۔

۶۔ حضرت ابومالک اشعریؓ روایت فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے ارشاد فرمایا :-

إِنَّ اللَّهَ بَدَأَ هَذَا الْأُمِّيَّةَ نُبُوَّةً
وَرَحْمَةً وَكَأَيُّهَا خِلَافَةٌ وَرَحْمَةٌ
(رواہ الطبرانی فی الکبیر)

”اللہ تعالیٰ نے اس کام کو ابتداً نبوت
اور رحمت بنایا اور اب خلافت اور
رحمت ہو جانے والا ہے“

اس حدیث میں بھی اختتام نبوت اور اس کے بالکلیہ انقطاع کے ساتھ یہی
ارشاد فرمادیا کہ نبوت رحمت ختم ہو کر خلافت رحمت باقی رہے گی، جس میں صاف
اعلان ہے کہ نبوت کی کوئی قسم بروزی یا ظلی وغیرہ باقی نہیں رہے گی، ورنہ ضروری تھا
کہ بجائے خلافت کے اس کے ذکر کو مقدم رکھا جاتا۔

۷۔ آخر میں ہم ناظرین کی توجہ ایک ایسے امر کی طرف منعطف کرتے ہیں کہ جس
میں تمہوڑا سا غور کرنے سے ہر شخص اس پر بلا تامل یقین کرے گا کہ آپ کے بعد کسی قسم کا
کوئی نبی بروزی یا ظلی وغیرہ نہیں ہو سکتا۔

جس کا حاصل یہ ہے کہ غالباً کوئی ادنیٰ مسلمان اس میں شک نہیں کر سکتا

کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی امت پر سب سے زیادہ شفیق اور مہربان ہیں، آپ کو دنیا کی تمام چیزوں میں اس سے زیادہ کوئی چیز محبوب نہیں کہ ایک آدمی کو ہدایت ہو جائے، اور اسی طرح اس سے زیادہ کوئی چیز رنج دہ اور باعثِ تکلیف نہیں کہ لوگ آپ کی ہدایت کو قبول نہ کریں۔ خداوند سبحانہ اپنے رسول کی رحمت و شفقت کو اس طرح بیان فرماتا ہے:-

عَزِيزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيصٌ
عَلَيْكُمْ يَأْتُمُو مَنِينَ زَوَّجْتُ
رَحِيمَةً

• سخت گراں ہے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) پر تمہاری تکلیف، وہ تمہاری ہرکت پر حریص ہیں اور مسلمانوں پر شفیق و مہربان؛

اور دوسری جگہ آپ کی تبلیغی کوششوں کو ان وزن دار الفاظ میں بیان فرمایا ہے:-

لَعَلَّكَ بَاقِحٌ فَهَسْتُ عَلَىٰ آثَارِهِمْ
إِنْ لَمْ يَكُنْ ذُو أَمُو مَنِينَ

• شاید آپ اپنی جان اُن کے پیچھے ہلکا کر دیں گے اگر وہ ایمان نہ لائیں؛

پھر اس نبی اُمّی (فداہ الی راسی) کے ارشاد و تبلیغ پر جانکاہ کوشش، مخلوق کی ہدایت کے لئے سخت ترین جفاکشی، ان کی سخت سے سخت ایذاؤں پر صبر و تحمل، کفار کی جانب سے پتھروں کی بارش کے جواب میں؛

اَللّٰهُمَّ اهْدِ قَوْمِي فَاِنَّهُمْ
لَا يَعْلَمُونَ

• اے اللہ! میری قوم کو ہدایت کر، کیونکہ وہ جانتے نہیں؛

فرمانا ایک ناقابلِ انکار مشاہدہ ہے جو آپ کی اُس شفقت کی خبر دے رہا ہے جو کہ آپ کو خلق اللہ کی ہدایت کے ساتھ تھی۔

اور اسی درجے آپ نے امت کو ایسی سیدھی اور صاف و روشن مشاہدہ پر چھوڑا ہے کہ قیامت تک اس پر چلنے والے کے لئے کوئی خطرہ نہیں، بلکہ لیکنہا ذٰل نہادُھا سَوَاءٌ کا مصداق ہے، یعنی اس کا رات دن برابر ہے۔

آپ کے بعد قیامت تک جس قدر فتنے پیدا ہونے والے تھے اگر ایک طرف ان کی ایک ایک خبر دے کر اُن سے محفوظ رہنے کی تدبیریں امت کے لئے بیان فرمائیں، تو دوسری جانب اس امت میں جس قدر قابلِ اتباع و تقلید انسان پیدا ہونے والے تھے، ان میں ایک ایک سے امت کو مطلع فرما کر ان کی اقتدار کا حکم دیا۔

غرض کوئی خیر باقی نہیں کہ جس کی تفصیل کے لئے اُمت کو ترغیب نہ کی ہو، اور کوئی شر باقی نہیں کہ جس سے اُمت کو ڈرا کر اس سے بچنے کی تاکید نہ فرمائی ہو۔
چنانچہ آپ نے اپنے بعد اُمت کو حضرت ابو بکر صدیقؓ اور فاروق اعظمؓ کی اقتدار کا حکم کیا اور فرمایا :-

اِقْتَدُوا بِأَيِّكَانِ مِنْ بَعْدِي | "ان دو شخصوں کا اقتدار کرو جو میرے بعد
آيَ بَنِي وَعُمَرَ (بخاری و مسلم) | خلیفہ ہوں گے یعنی ابو بکر و عمرؓ؛

نیز آپ نے ارشاد فرمایا :-

عَلَيْكُمْ بِسُنَّتِي وَسُنَّةِ الْخُلَفَاءِ | میری سنت کو لازم پکڑو اور خلفائے
الرَّاشِدِينَ۔ | راشدین کی سنت کو یہ

اور فرمایا :-

إِنِّي تَرَكْتُ فِيكُمْ مَائِدَانِ أَخَذْتُمْ | "میں تمہارے لئے ایسی دو چیزیں چھوڑتا
يَهْ كُنْ تَفِئَلُوا، كِتَابَ اللَّهِ وَ | ہوں کہ اگر تم نے ان کے اتباع کو لازم پکڑا
عِثْرَتِي۔ | تو کبھی گمراہ نہ ہو گے، ایک خدا کی کتاب

دوسری میری عزت و اہل بیت؛ (نسائی، ترمذی ص ۱۱۳۴)

پھر اطلاع دی کہ ہر سو سال کے بعد ایک مجدد پیدا ہوگا جو امت کی عملی خرابیوں کی اصلاح فرما کر ان کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ٹھیک سنت پر قائم کرے گا اور آپ کی مردہ سنتوں کو زندہ کرے گا۔ (رواہ ابوداؤد والحاکم والبیہقی فی المعرفة)

اور ارشاد فرمایا کہ آخر زمانہ میں حضرت عیسیٰ بن مریم علیہا السلام آسمان سے نازل ہوں گے، اور اس اُمت کے لئے امام ہو کر ان کی عملی خرابیوں کی اصلاح فرمائیں گے، یہاں تک کہ اپنے بعد ہونے والے خلفاء کی اطاعت کا حکم فرمایا اور اس کی یہ بات تاکید فرمائی کہ ارشاد ہوتا ہے :-

أَوْصِيَكُمْ بِتَقْوَى اللَّهِ وَالتَّمَعِ | "میں تم کو اللہ سے ڈرنے کی وصیت کرتا
وَالطَّاعَةِ وَكُلِّ أَمْرٍ عَلَى كُنْ عَيْدٌ | ہوں اور خلفاء کی اطاعت و فرمانبرداری کی
حَبِشَتِي مُجَدِّعِ الْأَطْرَافِ۔ | اگرچہ تم پر ایک حبشی غلام لشکرا، ٹولا

(مسند احمد، ابوداؤد، ترمذی، ابن ماجہ، مسلم)

حاکم بنادیا جائے یہ

اب منصف ناظرین غور فرمائیں کہ اگر اس امت میں کوئی کسی قسم کا نبی بروز یا ظلی وغیرہ پیدا ہونے والا تھا تو ضروری تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سب سے زیادہ اس کا ذکر فرماتے اور اس کے اتباع کی تاکید فرماتے، تاکہ یہ امت مرحومہ اُن کے انکار و تکذیب کے کا فز نہ ہو جائے، ورنہ ایک عجیب حیرت انگیز معاملہ ہو گا کہ آپ اپنی امت کو اپنا بیعتی غلام کی اتباع کا تو حکم فرمائیں، اور اس کی نافرمانی سے ڈرائیں، لیکن ایک خدا کا نبی جو دنیا میں آپ کے بعد (برنگ بروز) پیدا ہونے والا ہے، اس کا کوئی تذکرہ ہی نہ فرمائیں، حالانکہ یہ بھی ظاہر ہے کہ خلیفہ کی اطاعت سے باہر ہونا زیادہ سے زیادہ فسق ہو سکتا ہے، بخلاف نبی کے کہ اس کا انکار قطعی کفر ہے۔ ایک شخص اگر تمام قرآن پر عمل کرے اور تمام انبیاء پر ایمان لائے مگر صرف ایک نبی کا انکار کرے تو وہ نہیں قرآن اور باجماع امت کا منکر ہے۔

خدا کے لئے سوچو اور غور کرو کہ وہ نبی جس کو خداوندِ عالم، رؤف رحیم الرحمن کا خطاب دیتا ہے مخلوق کو چھوٹی چھوٹی باتوں کی خبر دیتا ہے اور خلفاء و اُمراء بلکہ ایک حبشی غلام کے اتباع کی طرف بلاتا ہے، مگر آئندہ پیدا ہونے والے نبی کا کوئی ذکر نہیں کرتا اور کسی ایک حدیث میں اشارہ بھی نہیں کرتا کہ چودھویں صدی میں ہم خود دوبارہ برنگ بروز دنیا میں آئیں گے، اس وقت ہماری تکذیب نہ کرنا۔ امت کو معمولی گناہوں سے بچنے کی تو ہدایت کرتا ہے مگر ان کو کفر صریح میں مبتلا ہونے سے نہیں روکتا۔

اگر معاذ اللہ واقعہ یہی ہے تو وہی مثل صادق آئے گی کہ قَسْرٌ مِّنَ الْمُطَیِّ وَقَسَمَ تَحْتَ الْمِيزَابِ ”یعنی بارش سے بھاگ کر پناہ کے نیچے آپڑے؛ جس کی دھار بارش سے کہیں زائد ہے۔ اور خاتمِ بدہن یہ کہنا پڑے گا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے رسالت میں خیانت اور امت کی خیر خواہی میں کوتاہی کی کہ اُن کو چھوٹی چھوٹی باتوں میں لگا کر اہم کلاموں سے غافل کر دیا۔ والعیاذ باللہ العظیم۔

خلاصہ یہ ہے کہ حدیث میں اس کا صاف اعلان ہے کہ آپ کے بعد کوئی کسی قسم کا نبی بروز، ظلی، تشریعی، غیر تشریعی پیدا نہیں ہو سکتا۔

یہاں تک جو کلام کیا گیا وہ صرف آیت خاتم النبیین کے متعلق تھا، اور ہمارے گزشتہ کلام میں آپ معلوم کر چکے ہیں کہ مسئلہ زیر بحث میں بہت سی آیات ہدیہ ناظرین

کرنا ہے، لیکن جس تحقیق و تفصیل کے ساتھ آیت مذکورہ کو بیان کیا گیا ہے اگر ہر آیت پر ایسی ہی تفصیلی بحث کی جائے تو یہ مختصر رسالہ ایک طویل دسترس بن جائے گا، لہذا مناسب معلوم ہوا کہ باقی آیات کی تفسیر میں زیادہ اختصار سے کام لیا جائے۔

ختم نبوت کے ثبوت میں دوسری آیت

<p>”آج میں نے تمہارا دین کامل کر دیا، اور اپنی نعمت تم پر تمام کر دی، اور تمہارے لئے دین اسلام ہی پسند کیا۔“</p>	<p>الْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَ أَتَمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي وَ رَضِيتُ لَكُمُ الْإِسْلَامَ دِينًا (سورہ مائدہ، پارہ ۶)</p>
--	--

شان نزول | یہ آیت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری حج میں عرفہ کے دن یوم جمعہ میں نازل ہوئی، اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس کے نازل ہونے کے بعد اکیاشی روز سے زیادہ دنیا میں زندہ نہیں رہے۔ (ابن کثیر، درمنثور)

اور اس عرصہ میں بھی اکثر احادیث و آثار سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر کوئی حکم حلت و حرمت وغیرہ کا نازل نہیں ہوا (مکا بینہ ابن کثیر وابن حبریر بالروایات)

صرف دو تین آیات ہیں جن کا نزول اس آیت کے بعد بیان کیا جاتا ہے، اور بعض حضرات نے اسی آیت کو آخری آیت قرار دیا ہے (دیکھو اتقان للسیوطی وغیرہ) حاصل یہ ہے کہ یہ آیت کریمہ اس امت مرحومہ کی ایک بہت بڑی مخصوص فضیلت اور شرافت کا اعلان کر رہی ہے، یہی وجہ ہے کہ ایک یہودی حضرت فاروق عظیمؓ سے ایک مرتبہ کہا کہ اے امیر المومنین! تمہارے قرآن میں ایک آیت ہے جس کو تم پڑھتے ہو اگر وہ ہم پر نازل ہوتی تو ہم اس دن کو عید مناتے، جس دن یہ نازل ہوئی، آپؐ نے فرمایا وہ کونسی آیت ہے؟ یہودی نے کہا:-

الْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَ أَتَمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي
فاروق عظیمؓ نے جواب دیا:-

قَدْ عَرَفْنَا ذَلِكَ الْيَوْمَ وَالْمَكَانَ
الَّذِي نَزَلَتْ فِيهِ عَلَى النَّبِيِّ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَهْوُ
تَائِيْمٍ يَوْمَ الْجُمُعَةِ
(بخاری و مسلم)

ہم اُس دن اور اُس جگہ کو خوب جانتے
ہیں جس میں یہ آیت نازل ہوئی، یہ آیت
نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر جمعہ کے دن
اُس وقت نازل ہوئی جب کہ آپ
عرفہ میں کھڑے ہوئے تھے یہ

مطلب یہ تھا کہ اس دن ہمارے لئے دو عیدیں تھیں، یوم عرفہ اور یوم جمعہ،
چنانچہ درمثور میں بحوالہ مسند اسحق بن راہویہ اور مسند عبد بن حمید کے اس واقعہ
میں یہ الفاظ بھی مروی ہیں۔

الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي جَعَلَهُ لَنَا
يَعِيدًا ۱۔

اللہ تعالیٰ کا شکریہ جس نے ہمارے
لئے اس دن کو عید بنایا

اور حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ اس دن پانچ عیدیں جمع تھیں، جمعہ، عرفہ،
عید یہود، عید نصاریٰ، عید مجوس۔ اور دنیا کی تاریخ میں (نہ اس سے پہلے اور نہ اس
کے بعد) تمام مل دنیا کی عیدیں کبھی آج تک جمع نہیں ہوئیں۔ (غازن ص ۴۳۵) ۱۔
غرض کہ یہ آیت شریفہ اس امت کی اس عظیم الشان خصوصی فضیلت کو بیان
کر رہی ہے جو باقر اہل کتاب اس امت سے پہلے کسی کو نہیں ملی، یعنی خداوند عالم
نے اپنا دین مقبول اس امت کے لئے ایسا کامل فرمادیا کہ قیامت تک اس میں ترمیم
کی ضرورت نہیں۔ عقائد، اعمال، اخلاق، حکومت، سیاست، شخصی آداب،
حرام و حلال، مکروہات و مستحبات کے قوانین اور قیامت تک کے لئے تمام ضروریات
معاش و معاد کے اصول اُن کے لئے اس طرح کھول دیئے کہ وہ تاقیام قیامت کسی
نئے دین یا نئے نبی کی رہبری کے محتاج نہیں، یہاں تک کہ اس خیر الامم کے پیشوا
سید الاولین و الآخرین صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت اس عالم ظاہری سے رخصت ہوئے
ہیں جبکہ وہ اپنی امت کے لئے ایک ایسی صاف و سیدھی اور روشن شاہراہ تیار
فرما چکے ہیں جس پر چلنے والے کو دن اور رات میں کوئی خطرہ مانع نہ ہو، چنانچہ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے خود ارشاد فرمایا ہے۔

تَرَكْتُكُمْ عَلَى شَرِّ دَعْوَةٍ بَيِّنَاءَ ۲۔ میں نے تمہیں ایک اچھی صاف راہ مستقیم

لَيْسَ لَهَا دَوْلَةٌ هَاسِئَةٌ | پر چوڑا ہو کہ جس کا رات دن برابر ہے :

یہاں تک کہ یقیناً کسی دوسرے دین اور دوسری نبوت کی محتاج نہیں رہی۔
بہر حال یہ آیت حکم کرتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس امت کے لئے دین کو مجہد و جوہ کامل فرمادیا ہے، اس کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نہ کسی نئے نبی کے پیدا ہونے کی ضرورت ہے اور نہ کسی نئے دین کی۔

اس تفصیل سے یہ بات واضح ہو گئی کہ آیت مذکورہ میں اکمال دین سے مراد یہ ہے کہ فرائض اور سنن اور حدود و احکام اور حلال و حرام کو مکمل بیان فرمادیا گیا، اور اس کے بعد کوئی حلال و حرام نازل نہیں ہوا، اور نہ اس کی قیامت تک ضرورت رہی۔
اور بعض حضرات مفسرین نے فرمایا ہے کہ اکمال دین سے یہ مراد ہے کہ یہ دین قیامت تک رہنے والا ہے، کبھی منسوخ یا مندرس اور بے نام و نشان نہ ہوگا۔ اور بعض مفسرین نے اس امت کے لئے اکمال دین کی یہ مراد قرار دی ہے کہ یہ امت ہر ایک نبی اور ہر آسمانی کتاب پر ایمان لائی، کیونکہ تمام انبیاء اور تمام کتابیں اس امت سے پہلے صفحہ وجود میں آچکے، بخلاف تمام پہلی امتوں کے کہ ان کو یہ نفیلت نصیب نہیں ہوئی، کیونکہ ان کے زمانہ میں تمام انبیاء اور تمام آسمانی کتابیں وجود ہی میں نہیں آئی تھیں۔

بہر حال مذکورہ القدرتوں کی قبول تفسیر میں سے اکمال دین کی جو تفسیر بھی رکھی جائے یہ آیت ہمارے زیر بحث مسئلہ ”ختم نبوت“ کے لئے ایک روشن دلیل ہے، کیونکہ تنزیل تفسیروں کا حامل یہ ہے کہ اس دین کے بعد کوئی دین اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی تا قیامت پیدا نہ ہوگا، انہی مذکورہ بالا تفاسیر پر ذیل کی احادیث اور آثار اور اقوال مفسرین شہرین،
عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ | ”حُضِرْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ رَوَاتِي

لے کنزانی التفسیر المشی بہ باب التادیل ۱۴۳۵ ج ۲ خازن ۴۳۵ ج ۱۲ منہ

ممكن ہے کہ کسی کو اس جگہ شبہ پیدا ہو کہ خود حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما ہی راوی ہیں کہ آیت ربی اس کے بعد نازل ہوئی ہے لیکن اگر ہم بحیثیت سند اس کو صحیح بھی مان لیں تب بھی آپ کی مراد آیت ربی سے آخر سورہ بقرہ کی آیت الذین یا کون الرب ولا تقومون الا یہ مراد ہے، اور ظاہر ہے کہ حرم ربی اس سے پہلے نازل ہو چکی تھی اور یہ آیت مثل اور دوسری آیت کے محض زیادہ توفیح اور تہدید کے لئے ہے، واللہ اعلم ۱۲ منہ

ہے کہ اس آیت کے بعد نہ کوئی حلال کرے نہ
حکم نازل ہوا اور نہ حرام کرنے والا، اور نہ
کوئی چیز منسوخ و فسخ میں اور نہ حد
اور دوسرا حکام میں سے؟

لَمْ يَنْزِلْ بَعْدَ هَذِهِ الْآيَةِ حَلَالٌ
وَلَا حَرَامٌ وَلَا شَيْءٌ مِنَ الْقُرْآنِ
وَالشَّيْءِ وَالْحُدُودِ وَالْأَحْكَامِ
(تفسیر مظہری، صفحہ ۸، سورہ مائدہ)

اور امام المغیرین ابن جریر نے مدنی سے نقل کیا ہے۔

”یہ دن جو آیت میں مذکور ہے یوم عرفہ ہے
پس اس کے بعد نہ کوئی حلال نازل ہوا
نہ حرام، اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
وہاں سے واپس ہوتے ہی وفات پائے؟“

قَالَ هَذَا نَزَلَ يَوْمَ عَرَفَةَ فَلَمْ
يَنْزِلْ بَعْدَهَا حَلَالٌ وَلَا حَرَامٌ
وَرَحِمَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
فَمَاتَ (رد مشورہ ص ۲۵۹)

الغرض کہ انکے یہ آیت کیا حکام میں سے آخری آیت ہو، اور نہ کہیے انقطاع دینی نبوت کی خبر دے ہی ہے
اور حدیث میں ہر کہ جس وقت یہ آیت کریمہ نازل ہوئی تو فاروق اعظمؓ رونے لگے، آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، کیوں روتے ہو؟ فاروق اعظمؓ نے عرض کیا۔

”تحقیق ہم اپنے دین میں نیابتی اور ترقی
میں تھے، لیکن جب وہ کامل ہو گیا، اور
عادت اللہ اسی طرح جاری ہو، کہ جب
کوئی شے کامل ہو جاتی ہے تو پھر وہ ناقص
ہو جاتی ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا، تم نے سچ کہا، اور یہی آیت
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خبر وفات
سمجھی گئی، اور آپ اس کے بعد صرخت
کیا سی روز اس عالم میں فتنہ رہے؟“

إِنَّا كُنَّا فِي زِيَاةٍ مِنْ دِينِنَا فَأَمَّا
إِذَا اكْتَمَلْنَا فَاتَتْهُ لَمْ يَكُنْ شَيْءٌ
إِلَّا تَقْصُّ قَالَ صَدَقْتَ وَكَانَ
هَذِهِ الْآيَةُ نَفَى رَسُولِ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَاشَى
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
أَحَدًا وَثَمَانِينَ يَوْمًا -

(رواہ ابن ابی شیبہ وابن جریر والبخاری من رواة
بارون بن مشرہ، از رد مشورہ و تفسیر مظہری)

فاروق اعظمؓ کا یہ واقعہ مذکور سابق تفسیر کی روشنی اور کھلی شہادت ہے، کیونکہ اگر

الکمال دین اور تمام نعمت سے نزول احکام دین کا اختتام اور دینی نبوت کا انقطاع
اور خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات مراد نہ تھی تو فاروق اعظمؓ کا اس موقع
پر رونے کا محل اور بے معنی ہو جائے گا۔

اور امام المفسرین علامہ ابن کثیر اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:-

”یہی امت پر اللہ تعالیٰ کی سب سے بڑی نعمت ہے کہ اس نے اُن کے لئے دین کو کامل فرمایا، لہذا امت محمدیہ نہ تو کسی دین کی محتاج ہے نہ اور کسی نبی کی، اور اسی لئے اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم الانبیاء بنا دیا، اور تمام جن و بشر کی طرف مبعوث فرمایا۔“

هَذِهِ أَكْبَرُ نِعْمَةِ اللَّهِ تَعَالَى عَلَى هَذِهِ الْأُمَّةِ حَيْثُ اكْتَمَلَ تَعَالَى لِعُمَمِ دِينِهِمْ فَلَا يَحْتَاجُونَ إِلَى دِينٍ غَيْرِهِ وَلَا إِلَى نَبِيٍّ غَيْرِ نَبِيِّهِمْ مَكْلُومَاتُ اللَّهِ وَسَلَامَةُ عَلَيْهِ وَلِهَذَا أَجَعَلَهُ اللَّهُ خَاتِمَ الْأَنْبِيَاءِ وَبَعَثَهُ إِلَى الْإِنْسِ وَالْجِنِّ (ابن کثیر، ص ۳۵۲۷)

ابن کثیر کی اس تفسیر سے جیسا کہ اکمال دین کے معنی حسب تحریر سابق معلوم ہوئے، اسی طرح اس کا بھی فیصلہ ہو گیا کہ آپ کے بعد نہ کسی شریعت اور صاحب شریعت نبی کی ضرورت ہے اور نہ مطلق نبی کی، صاحب شریعت ہو یا نہ ہو۔ اور علامہ فخر الدین رازی اپنی تفسیر کبیر میں اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے فقال مروی سے نقل کرتے ہیں، اور خود بھی اسی کو اختیار فرماتے ہیں:-

”دین الہی کبھی ناقص نہیں تھا، بلکہ ہمیشہ سے کامل تھا، اور تمام شرائع الہیہ اپنے اپنے وقت کے لحاظ بالکل مکمل اور کافی تھیں مگر اللہ تعالیٰ پہلے ہی جانتا تھا کہ وہ شریعت جو آج کامل ہے کل کافی نہ ہے گی، اور اس لئے وقت مقرر پر پہنچ کر اس کو منسوخ کر دیا جاتا تھا۔ لیکن آخر زمانِ بعثت میں اللہ تعالیٰ نے ایسی شریعت کاملہ بھیجی جو ہر زمانہ کے اعتبار سے کامل ہے، اور اس کے تا قیامت باقی رہنے کا حکم فرمایا۔“

إِنَّ الدِّينَ مَا كَانَ نَاقِصًا الْبَيِّنَةُ بَلْ كَانَ أَبَدًا كَامِلًا كَانَتْ الشَّرَائِعُ النَّازِلِيَّةُ مِنْ عِنْدِ اللَّهِ تَعَالَى كَافِيَةً فِي ذَلِكَ الْوَقْتِ إِلَّا أَنَّهُ تَعَالَى كَانَ عَالِمًا فِي أَوَّلِ وَقْتِ الْبُعْثَةِ بِأَنَّ مَا هُوَ كَامِلٌ فِي هَذَا الْيَوْمِ لَيْسَ بِكَامِلٍ فِي الْغَدِ وَلَا بِصَالِحٍ فِيهِ لِأَجْرَمِ كَانَ يُنْسَخُ بَعْدَ الشُّبُوتِ وَكَانَ يُزِيلُ بَعْدَ الْحُكْمِ وَأَمَّا فِي آخِرِ زَمَانِ الْبُعْثَةِ فَأَنْزَلَ اللَّهُ تَعَالَى

غلام یہ کہ پہلی شریعتیں بھی کامل

تھیں، مگر ایک وقت مخصوص تک
کے لئے۔ اور یہ شریعت قیامت تک
کے لئے کافی اور کامل ہے، اور اسی
معنی کی بنا پر اَلْيَوْمَ اكْمَلْتُ
لَكُمْ دِينَكُمْ منسرایا گیا؛

شَرِيعَةً كَامِلَةً وَتَحَكَّمَ بِمَقَائِلِهَا إِلَى
يَوْمِ الْقِيَامَةِ فَالْشَّرْعُ أَبَدًا كَانَ كَامِلًا
إِلَّا أَنْ الْأَوَّلَ كَمَالَ إِلَى يَوْمِ غَمُوضِ
رَاسِ الْثَانِي كَمَالَ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ
فَلَا خُلَّ هَذَا الْمَعْنَى قَالَ الْيَوْمَ
اكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ.

امام رازئیؒ کی اس تحریر سے بھی یہ امر واضح ہو گیا کہ اکمال دین کی مراد وہی ہے جو اوپر
عرض کی گئی، اور اس امت کے لئے اکمال دین کی غرض یہ ہے کہ یہ امت آخرالام ہے،
اور اس کا زمانہ آخر زمانِ بعثت ہے، کہ اس کے بعد کوئی نبی مبعوث نہ کیا جائے گا۔

نیز امام موصوفؒ نے اپنے اس بیان سے مخالفین کا یہ شبہ بھی اٹھا دیا کہ اس آیت سے
پہلے تمام ادیان سماویہ اور شرائع سابقہ کا ناقص ہونا لازم آتا ہے جس میں چند خوبیاں
ہیں، ایک یہ کہ معاذ اللہ خداوند عالم کی طرف بخل کی نسبت لازم آتی ہے کہ پہلی امتوں
کے لئے کامل دین نہ بھیجا۔ دوم جب ان کے لئے دین ہی ناقص بھیجا گیا تو ان پر دارِ گور
کیسی۔ سوم اس میں ان انبیاء علیہم السلام کی بھی گو نہ تنقیص ہے جن کو دین ناقص
دے کر بھیجا گیا۔

امام موصوفؒ نے اس تحریر میں ان تمام شبہات و ادوام کی جڑ قطع کر دی، اور
فرا دیا کہ آیت کی ہرگز یہ مراد نہیں کہ اب سے پہلی تمام شریعتیں اور ادیان سماویہ
ناقص تھے، صرف یہ دین کامل نازل ہوا۔

بلکہ ہر دین الہی اور شریعت الہیہ ہمیشہ اپنے اپنے زمانہ کے لحاظ سے کامل تھے اور
اس زمانہ کے لوگوں کی ہدایت کے لئے بالکل کافی و دشانی تھے، البتہ خداوند عالم کو معلوم
تھا کہ آئندہ کسی زمانہ میں بوجہ انقلاب حالات یہ شریعت اور قانون آئندہ نسلوں
کے لئے ناکافی ہوگا، اور اس کو منسوخ کر کے دوسرا دین اور شریعت بھیجی جائے گی،
لہذا پہلی تمام شرائع و ادیان سماویہ کا کمال صرف اپنے اپنے زمانہ کے لحاظ سے تھا،
اور یہ دین متین جس کو لیکر خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے قیامت تک کے
لئے ہدایت و رہبری کا وثیقہ ہے، اس کا کمال غیر موقت اور ہمیشہ کے لئے ہے۔

خلاصہ یہ کہ دین الہی کوئی ناقص نہیں سب کامل میں، فرق صرف اتنا ہے کہ جس طرح پہلے انبیاء علیہم السلام خاص خاص مدت اور خاص خاص لوگوں کے لئے مبعوث ہوتے تھے ان کی بعثت نہ باعتبار زمانہ کے عام اور باعتبار انسانوں کے طبقات کے عام اور سب پر محیط ہوتی تھی، اسی طرح اُن کی شریعتیں بھی ہمیشہ کے لئے تھیں، لیکن اس سے نہ اُن انبیاء علیہم السلام کی توہین ہوتی ہے اور نہ پہلے ادیان و شرائع کا ناقص ہونا لازم آتا ہے، اور ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جیسے تمام جن دانس کی طوط قیامت تک کے لئے مبعوث ہوئے، اسی طرح آپ کا دین بھی قیامت تک کے لئے کافی اور کامل ہوا، اور یہ خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصی شرافت اور آخرالام کی مخصوص فضیلت ہے۔ وَذَلِكَ الْفَضْلُ مِنَ اللَّهِ يُوْتِيهِ مَنْ يَشَاءُ۔

نیز تفسیر لباب التاویل معروف بہ خازن صفحہ ۴۳۵ میں بھی آیت مذکورہ کی یہی تفسیر منقول ہے۔

۲۔ آیت اَکْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ کی تفسیر یہ ہے کہ فرائض اور سنن اور حدود اور احکام اور حلال و حرام کے بیان سے تمہارا دین مکمل کر دیا گیا، چنانچہ اس کے بعد حلال و حرام یا سنن و فرائض سے کوئی حکم نازل نہیں ہوا۔

یہی قول ہے حضرت ابن عباسؓ کا

وَأَمَّا تَفْسِيرُ الْآيَةِ فَقَوْلُهُ تَعَالَى أَلْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ يَعْنِي بِالْفَرَائِضِ وَالسُّنَنِ وَالْحُدُودِ وَالْأَحْكَامِ وَالْحَلَائِلِ وَالْحَرَامِ وَلَمْ يَنْزِلْ بَعْدَ هَذِهِ الْآيَةِ حَلَالٌ وَلَا حَرَامٌ وَلَا شَيْءٌ مِّنَ الْفَرَائِضِ هَذَا مَعْنَى قَوْلِ ابْنِ عَبَّاسٍ۔

اور امام راغب اصفہانیؒ نے مفردات القرآن میں فرمایا ہے :-

۳۔ اللہ تعالیٰ نے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کے ساتھ نبوت کو ختم کر دیا اور پہلی بار شرائع کو آپ کی شریعت کے ذریعہ ایک اعتبار سے مکمل فرمایا، جیسا کہ اللہ پاک فرماتا

إِنَّ اللَّهَ تَعَالَى كَمَا جَعَلَ النُّبُوَّةَ بَنَيْتَنَا مَخْلُوعَةً وَجَعَلَ شَرَاءَ نَفْسِهِمْ بِشَرِّ نَفْسِهِ مِنْ وَجْهِ مُنْتَحِجَةٍ وَمِنْ وَجْهِ مُكْمِلَةٍ مُشْبِهَةً كَمَا قَالَ تَعَالَى

اَلْيَوْمَ اكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ | ہے اِیُّوْمَ اكْمَلْتُ لَكُمْ دِیْنَہُ :
وَاَتَمَمْتُ عَلَیْكُمْ نِعْمَتِیْ اِلَیَّ

اور تفسیر مدارک صفحہ ۴۲۵ جلد اول میں بھی یہی تفسیر مذکور ہے ، اور کتاب الاعتصام صفحہ ۴۷ جلد اول میں اور اسی طرح تفسیر درنور صفحہ ۲۵۹ جلد دوم میں بھی اکمالِ دین کی یہی تفسیر کی گئی ہے ۔

تمام تفاسیر معتبرہ و مستندہ اور جملہ صحابہ کا اس آیت کو آپ کی خبر و نجات سمجھنا صاف اُسی تفسیر کی روشنی میں دلیل ہے جو ہم نے عرض کی ہے ائمہ مفسرین اکمالِ دین کی اس تفسیر پر متفق ہیں ، وہو المراد ۔

ایک شبہ اور اس کا ازالہ | اگرچہ ہم آیت مذکورہ میں اکمالِ دین کی مذکورۃ العذر تفسیر کو احادیث اور آثار صحابہ اور ائمہ تفسیر کے مستند اقوال سے ثابت کر چکے ہیں جس میں کسی شک کی گنجائش نہیں ۔

لیکن اگر کوئی معاند اب بھی یہ تاویل کرے کہ اکمالِ دین کے لغوی معنی صرف دین کو کامل کرنے کے ہیں اور دین کو کامل کرنے سے یہ مراد بھی ہو سکتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس دین کو تمام ادیان دنیا پر غلبہ عنایت فرمایا اور اس امت کو تمام دشمنوں سے محفوظ فرمایا ۔

نیز یہ بھی ممکن ہے کہ اکمالِ دین کی غرض یہ ہو کہ جس سال میں عرفہ کے دن یہ آیت نازل ہوئی تھی اس سال فتح مکہ کی وجہ سے موسم حج تمام مشرکین کے تسلط سے پاک ہو گیا تھا ، تو ممکن ہے کہ امن و امان کے ساتھ حج کرنے کو اکمالِ دین سے تعبیر کیا گیا ہو ۔

سو اس کے متعلق ہم صرف فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دوئے کا واقعہ اور آپ کا اُن کے خیال پر تصدیق فرمانا وغیرہ کی یاد دہانی کر دینا کافی سمجھتے ہیں ، کیونکہ ادیان پر اس دین کا غالب ہونا یا موسم حج کا کفار سے خالی ہونا کسی عقلمند انسان کے لئے رونے کا باعث نہیں ہو سکتا ، نیز اگر اکمالِ دین کے یہی معنی تھے تو پھر سلف کے اس کلام کے کیا معنی ہوں گے :

وَكَانَ هَذَا نِعْمَتِيْ سِرِّ سُوْلِيْ اَللّٰہِ | اور یہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی
صَلَّى اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم ۔ | خبر و نجات سمجھی گئی ۔

علاوہ بریں اس وقت تک یہ بھی صحیح نہیں کہ اسلام تمام ادیانِ باقیہ پر غالب ہو گیا تھا، کیونکہ تمام عجم اُس وقت تک کفر و شرک کی ظلمات سے بھرا ہوا تھا، جیسا کہ سیرت کی معتبر کتابیں اور آثارِ صحابہ اس پر شاہد ہیں۔

نیز وہ آثار اور اقوال ائمہ تفسیر جو اکمالِ دین کی اسی تفسیر پر متفق ہیں جو ہم نے عرض کی اس تفسیر کے خلاف ہیں، لہذا ان تمام امور کا لحاظ کرتے ہوئے صرف ایک احتمال دہی کو بے وجہ تفسیرِ ستر اُن بنا نا کسی طرح مناسب نہیں۔ وَاللّٰهُ يَهْدِي مَن يَّشَاءُ اِلٰى سَوَاءٍ السَّبِيلِ۔

”اور جب اللہ تعالیٰ نے انبیاء سے عہد لیا کہ جب میں تم کو کتاب اور حکمت دوں اور پھر البار رسول تمہارے پاس آیا ہو تمہاری آسمانی کتابوں کی تصدیق کرے یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم تو تم سب ان پر ایمان لاؤ اور ان کی مدد کرو“

ختم نبوت کے ثبوت | وَإِذْ أَخَذَ اللّٰهُ مِيثَاقَ
مِنْ تِسْرَةِ آيَةِ | الثَّابِتِينَ لَمَّا آتَيْنَاكُمْ
مِنْ كِتَابٍ وَحِكْمَةٍ ثُمَّ
جَاءَكُمْ رَسُولٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا
مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهِ وَلَتَنْصُرُنَّهُ
آل عمران، پ ۱

اس آیت میں خداوند عز و جل نے اس عہد و ميثاق کا ذکر فرمایا ہے جو ازل میں تمام انبیاء سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں لیا گیا ہے، آیت کی تفسیر ادوس کا پورا واقعہ بڑی تفصیل کا مقتضی ہے، علامہ سبکیؒ نے صرف اس آیت کی تفسیر میں ایک مستقل رسالہ لکھا ہے جس کا نام التعظيم والمنة في التوتمن به و لتصرفہ ہے، یہ رسالہ مواہب لدنیہ کے مقصد سادس میں باستیعاب نقل کیا ہے۔

خلاصہ تفسیر آیت کا یہ ہے کہ ازل میں جس وقت حق تعالیٰ نے تمام مخلوق کی ارواح پیدا فرما کر ان سے اپنے رب ہونے کا عہد و اقرار لیا، تمام انبیاء علیہم السلام سے اس عہد عام کے علاوہ ایک عہدِ خاص بھی لیا گیا، جو ایک جملہ شرطیہ کی صورت میں تھا کہ اگر آپ میں سے کسی کی حیات میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہو کر تشریف لے آئیں تو آپ اُن پر ایمان لائیں اور اُن کی مدد کریں۔

جیسا کہ تفسیر ابن جریر و ابن کثیر اور تاریخ ابن عساکر میں، نیز فتح الباری میں کتاب النبیاء میں حضرت علی اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بالفاظ ذیل منقول ہے :-

مَا بَعَثَ اللَّهُ نَبِيًّا مِنَ الْأَنْبِيَاءِ
إِلَّا أَخَذَ عَلَيْهِ الْمِيثَاقَ لَكُنْ
بِعِثَ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَ
سَلَّمَ وَهُوَ حَيٌّ لِيَوْمٍ مِثْنَيْ يَوْمٍ
لِيَقْضِيَ اللَّهُ كَذَانِي شَرَحَ الْمَوَاقِبَ
للزرقانی، ص ۱۶۳ ج ۲۔

”حق تعالیٰ نے انبیاء علیہم السلام میں
سے جس کسی کو مبعوث فرمایا تو یہ عہد ان سے
ضرور لے لیا کہ اگر ان کی زندگی میں محمد
صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہو گئے تو وہ
ان پر ایمان لائیں اور اُن کی مدد
کریں۔“

یہ عہد خالص اگرچہ جملہ شرطیہ کے طور پر تھا، جس کا وقوع ضابطہ سے ضرور نہیں،
اور حکمت و فائدہ کے درجہ میں اتنی بات کافی ہے کہ اس سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کی جلالتِ شان سب انبیاء پر واضح ہو گئی، لیکن حق سبحانہ و تعالیٰ نے آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کی اس امتیازی شان کو صرف جملہ شرطیہ ہی کے درجہ میں نہیں رکھا۔
بلکہ مختلف صورتوں سے مختلف مواقع میں اس خاص شان کا اظہار بھی فرمایا ہو، ایک
لیلۃ المعراج میں جب کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تمام انبیاء کو بیت المقدس
میں جمع فرما کر آپ کو سب کا امام بنایا گیا اور پھر آخرت میں سب انبیاء علیہم السلام
کو آپ کے جھنڈے کے نیچے جمع کیا جائے گا۔

اور عالم محسوسات و مشاہدات میں شاید اسی کا یہ انتظام کیا گیا کہ حضرت عیسیٰ
علیہ السلام کو اب تک زندہ رکھا گیا، کہ قرب قیامت میں اُن کو پھر آسمان سے
اُتارا جائے گا، کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دین اور امت کی مدد فرمائیں گے اور
آپ کے دشمن دجال کو قتل کریں گے، وغیرہ ذلک۔

یہ سب مضمون زرقانی شرح مواہب مقصد سادس جلد سادس میں بتفصیل مذکور ہے۔
اس آیت کی تفسیر میں اگرچہ دوسرے اقوال بھی ہیں، مگر عامۃ مفسرین کے نزدیک
یہی تفسیر رائج بلکہ متعین ہے۔

اور اس جگہ ہمارا مطلع نظر شتمَ جَاءَكُمْ رَسُولُ اللَّهِ کے الفاظ ہیں جن میں نبی کریم
صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام انبیاء کے بعد تشریف لانے کو لفظ شتمَ کے ساتھ ادا کیا گیا
ہے جو لغتِ عرب میں تراخی یعنی مہلت کے لئے آتا ہے، جب کہا جاتا ہے جَاءَنِي
الْقَوْمُ ثُمَّ عَمَرُوا تو لغتِ عرب میں اس کے یہ معنی ہوتے ہیں کہ پہلے تمام قوم آگئی

اور پھر کچھ مہلت کے بعد سب سے آخر میں عمر آیا۔

اس لئے اَلنَّبِيِّينَ کے بعد رُسُلٌ جَاءُكُمْ رُسُلٌ کے یہ معنی ہوں گے کہ تمام انبیاء کے آنے کے بعد سب سے آخر میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائیں گے اور جب کہ اغز دنیا میں سے کوئی نبی در رسول مستثنیٰ نہیں تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا تمام انبیاء علیہم السلام سے آخری بن کر متعین ہو گیا، اور یہ واضح ہو گیا کہ آپ کے بعد کوئی کسی قسم کا نبی پیدا نہ ہوگا، تشریعی وغیر تشریعی یا ظلی و دروزی کی خود ساختہ قسموں میں سے کوئی بھی اب باقی نہیں ہے۔

آیت نمبر ۴ | قُلْ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنِّي رُسُلُ اللَّهِ إِلَيْكُمْ جَمِيعًا الَّذِي لَهُ مُلْكُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ.

”اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)، آپ کہہ دیجئے کہ میں تمہارے تمام لوگوں کی طرف اللہ کا رسول ہوں، وہ اللہ کہ جس کے لئے ملک پر آسمانوں اور زمینوں کا ہے“

آیت نمبر ۵ | تَبَارَكَ الَّذِي نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلَى عَبْدِهِ لِيَكُونَ لِلْعَالَمِينَ نَذِيرًا (سورۃ فرقان، چپ)

”یعنی مبارک ہے وہ ذات جس نے قرآن مجید کو اپنے بندہ (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) پر نازل فرمایا تاکہ وہ تمام جہان والوں کے لئے تذکر بنے، یعنی تمام عالم والوں کو خدا کے عذاب سے ڈرائے“

آیت نمبر ۶ | وَأَرْسَلْنَاكَ لِلنَّاسِ رُسُلًا.

”یعنی ہم نے آپ کو راسخ محمد صلی اللہ علیہ وسلم تمام انسانوں کے لئے رسول بنا کر بھیجا ہے“

(سورۃ النساء، چپ)
آیت نمبر ۷ | وَمَا هُوَ إِلَّا ذِكْرٌ لِلْعَالَمِينَ.

”یعنی یہ سترآن تمام جہان والوں کے لئے تذکر ہے“

آیات مذکورہ سے واضح ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تمام انسانوں کی طرف رسول ہو کر تشریف لائے ہیں جس میں عرب و عجم اور شرق و غرب کے انسان داخل ہیں خواہ آپ کے زمانہ میں موجود ہوں یا آپ کے بعد قیامت تک پیدا ہوں، جیسا کہ خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تصریحاً ارشاد فرمایا ہے۔

اَنَا رَسُولٌ مِّنْ اُذْرِكَ حَيَّاكَ
مَنْ يُّؤَلِّدُ بَعْدِي (رواہ ابن سعد
عن ابی الحسن مرفوعاً، صفحہ ۱۰۱ جلد ۶)

"میں اُن لوگوں کے لئے بھی رسول ہوں جن
کو اپنی زندگی میں پاؤں اور ان کے لئے
بھی جو میرے بعد پیدا ہوں گے"

الغرض آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت تمام اقوام عالم کی طرف عام ہے، خواہ اب
موجود ہوں یا آئندہ قیامت تک پیدا ہونے والے ہوں، بخلاف انبیاء سابقین کے
کہ اُن کی بعثت خاص خاص قوموں کی طرف مخصوص شہروں کے اندر ہوتی تھی، اور ان
کی وفات کے بعد دنیاوی نظام کے اعتبار سے ختم ہو جاتی تھی، اس لئے آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے خداوند عالم کے اُن انعامات کو جو صرف آپ کے ساتھ مخصوص ہیں بیان
کرتے ہوئے منجملہ چھ مقول اس کو بھی شمار فرمایا ہے کہ آپ کی رسالت تمام دنیا اور
اس کی آئندہ آنے والی نسلوں پر سب پر حاوی ہے، جیسا کہ صحیح بخاری اور صحیح مسلم
کی روایتوں سے ظاہر ہے۔

ادرجب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے کوئی قوم، کوئی انسان، کسی
زمانہ اور کسی قرن میں پیدا ہونے والا شقی اور خارج نہیں، بلکہ قیامت تک دنیا
میں پیدا ہونے والے انسان سارے آپ ہی کی امت ہیں، تو ان حالات میں اگر آپ
کے بعد دوسرا نبی یا رسول آتا ہے تو آپ کی استیاری فضیلت باقی نہیں رہتی، آپ
کی امت پھر اس نبی کی امت کہلائے گی، جو بعد میں مبعوث ہوا، اور عیسیٰ علیہ السلام
چونکہ ان کو نبوت پہلے مل چکی ہے، اس لئے ان کا آخر زمانہ میں بحیثیت امام کے آنا
اس کے منافی نہیں۔

یہ آیات کریمہ بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے آخر الانبیاء ہونے کی روشن دلائل
ہیں۔ مزید اطمینان کے لئے ملاحظہ فرمائیں تفسیر ابن کثیر صفحہ ۲۵۲ جلد ۴، جس میں آیت
نمبر ۴ کی تفسیر کرتے ہوئے علامہ موصوف نے تحریر فرمایا :-

وَهَذَا مِنْ شَرِّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ أَنَّهُ خَاتِمُ النَّبِيِّينَ
أَنَّهُ مَبْعُوثٌ إِلَى الْخَلْقِ كَأَنَّهُ
(القول) وَالْآيَاتُ فِي هَذِهِ الْكَلِمَةِ

"اور یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی
فضیلت اور شرافت میں سے جو کہ آپ
خاتم النبیین ہیں، اور آپ تمام مخلوق کی
طرف مبعوث ہیں، اور اس بارہ میں بہت سی

كَمَا إِنَّ الْأَحَادِيثَ فِي هَذَا الْكُتُبِ
مِنْ أَنْ تُخَصَّصَ وَهُوَ مَعْلُومٌ فِي
دِينِ الْإِسْلَامِ مُرَدُّهُ أَنََّّهُ
عَلَيْهِ السَّلَامُ وَالسَّلَامُ رَسُولٌ
إِلَى النَّاسِ كُلِّهِمْ -

آیات نازل ہوئی ہیں جیسا کہ احادیث
اس باب میں احاطہ سے باہر ہیں، اللہ
بات دین اسلام میں براہتہ و ضرورت معلوم
ہے کہ آپ تمام انسانوں کی طرف مرسَل
ہیں، جس میں سے کوئی مستثنیٰ نہیں ہو۔

غرض اس آیت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا عموم بعثت صراحت بیان کیا، اور
اس کے لئے یہ لازم ہے کہ آپ کے بعد کوئی نبی پیدا نہ ہو، جو آپ کی امت کو اپنی طرف
دعوت دے۔

آیت نمبر ۱ | وَأُذِجْنِي إِلَى هَذَا الْقُرْآنِ
لَأُنْذِرَكُمْ بِهِ وَمَنْ بَلَغَ -
(سورۃ الانعام، پٹ)

میری طرف اس قرآن کی وحی کی گئی
تاکہ اس کے ذریعہ سے میں تم کو ڈراؤں
اور تمام ان لوگوں کو جن کو یہ قرآن پہنچے

اس آیت میں صاف طور سے بیان کیا گیا ہے کہ قرآن عزیز کی شریعت صرف اُن لوگوں
کے لئے مخصوص نہیں جو اس وقت موجود ہیں، بلکہ قیامت تک جن لوگوں کو یہ قرآن پہنچے
اُن سب کے لئے یہی حجت ہے، آئندہ کسی کتاب و شریعت اور نبوت کی ضرورت نہیں،
جیسا کہ ابن کثیر نے اپنی تفسیر میں لکھا ہے۔

آیت نمبر ۲ | وَمَنْ يَكْفُرْ بِهِ مِنَ الْأُمَمِ
فَالنَّارُ مَوْعِدُهُ (سورۃ الاحزاب، پٹ)

تمام انسانوں کی جماعتوں میں سے جو شخص
اس کا کفر کرے پس جہنم اس کا ٹھکانہ ہو

ابن کثیر وغیرہ نے اس آیت کی تفسیر میں فرمایا ہے کہ احزاب سے تمام اقوام عالم مراد
ہیں، اس لئے یہ آیت بھی عموم بعثت اور آپ کے آخر الانبیاء ہونے کی شاہد ہے۔
علاوہ بریں اس آیت سے یہ بھی ثابت ہوا کہ آپ کے بعد نجات صرف آپ کے ہی
اتباع میں منحصر ہے اور کسی نبی کی نہ ضرورت ہے نہ گنجائش۔

آیت نمبر ۳ | يَا أَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَاءَكُمْ
الرَّسُولُ بِالْحَقِّ مِنْ رَبِّكُمْ
فَأَمِنُوا خَيْرًا لَكُمْ (سورۃ نساء، پٹ)

اے لوگو! بیشک لایا ہے تمہارے پاس
پیغمبر (آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم) دین حق
پس ایمان لاؤ اس پر بہتر ہے تمہارے لئے

اس آیت میں بھی الناس سے تمام انسان مراد ہیں، اور عموم بعثت کے ذریعہ

ختم نبوت کا ثبوت ہے جس کی تفصیل اوپر گزر چکی ہے۔

آیت نمبر ۱۱ | وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ (سورۃ الانبیاء، پ ۱۱) | اور نہیں بھیجا ہم نے آپ کو مگر تمام جہاں والوں کے لئے رحمت بنا کر ۹

یہ آیت دودو درجے ختم نبوت کا قوی ثبوت ہے۔ اول یہ کہ آیات سابقہ کی طرح یہ بھی عموم بعثت کو ثابت کر رہی ہے، اور عموم بعثت کے لئے ختم نبوت لازم ہے، جیسا کہ اوپر مفصل گذرا۔

دوم یہ کہ آیت حکم کرتی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تمام اہل عالم کے لئے رحمت ہیں، اور آپ پر ایمان لانا نجات کے لئے کافی ہے، پس اگر آپ کے بعد کوئی اور نبی دنیا میں پیدا ہو تو آپ کی امت کے لئے آپ پر ایمان لانا اور آپ کی پیروی کرنا نجات کے لئے کافی نہ ہوگا جب تک اس نبی پر ایمان نہ لائے، اور اس کے فرمان پر چلنے کا عہد نہ کرے، کیونکہ خود قرآن کریم کا ارشاد ہے:-

”آپ فرمائیے کہ ہم ایمان لائے اللہ پر اور اس وحی پر جو ہم پر نازل کی گئی اور اس وحی پر جو حضرت ابراہیمؑ اور اسمعیلؑ اور اسحاقؑ اور یعقوبؑ اور اسباطؑ پر نازل کی گئی اور ان کتابوں پر جو موسیٰؑ اور عیسیٰؑ اور تمام انبیاء کو ان کے رب کی طرف سے دی گئیں ہم ان سے کسی میں فرق نہیں کرتے، بلکہ سب پر ایمان لاتے ہیں اور ہم اس کی فرمانبرداری کریں گے“

قُلْ أَمَّا بِاللّٰهِ وَمَا أُنزِلَ عَلَيْنَا وَمَا أُنزِلَ عَلَىٰ إِبْرَاهِيمَ وَإِسْمٰعِيلَ وَإِسْحٰقَ وَيَعْقُوبَ وَالْأَسْبَاطِ وَمَا أُوتِيَ مُوسٰی وَعِيسٰی وَالنَّبِيُّونَ مِنْ رَبِّهِمْ لَا نَفِيَّ لِيْ بَيْنَ أَحَدٍ مِنْهُمْ وَنَحْنُ لَهُ مُسْلِمُونَ ۝ (سورۃ آل عمران، پ ۱۱)

اور دوسری جگہ ارشاد ہے:-

”جو لوگ کفر کرتے ہیں اللہ کے ساتھ اور اس کے رسولوں کے ساتھ اور کہتے ہیں کہ ایمان لاتے ہیں بعض رسولوں پر اور کفر کرتے ہیں بعض اور ارادہ کرتے ہیں کہ جو الٰہی ذالیں اللہ اور اس کے رسولوں میں، اور چاہتے ہیں کہ بکڑیں

إِنَّ الَّذِیْنَ یَكْفُرُونَ بِاللّٰهِ وَرُسُلِهِ دَیْقُوْنَ لَوْ تَوَدُّ مِنْ بَعْضٍ وَتَكْفُرُ مِنْ بَعْضٍ دَیْرِدُونَ اِنَّ یَتَّخِذُوْا بَیْنَ ذٰلِکَ مَسٰیلاً ۝ اُوْشٰکَ هُمُ الْكَافِرُوْنَ

حَقًّا الْأَيُّ (سورۃ نساء، پ) | اس کے پیچ میں کوئی راستہ، وہاں نہیں بلاشبہ
 جس کا کھلا ہوا منشاء یہ ہے کہ کوئی شخص اُس وقت تک مسلمان نہیں ہو سکتا جب
 تک خدائے تعالیٰ کے تمام انبیاء پر بلا فرق کے ایمان نہ لائے، اور اسی وجہ سے امت
 محمدیہ کا اجماع ہے کہ اگر کوئی شخص تمام انبیاء پر ایمان لائے اور اپنے نبی کی کامل پیروی
 کرے مگر کسی ایک نبی پر (خواہ کسی درجہ کا ہو) ایمان نہ لائے تو اس کی ساری نیکیاں جبط
 اور ایمان مردود ہے، وہ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے جہنم کا مستحق ہے، اور اسی وجہ سے انبیاء
 سابقین اپنی امتوں کو اپنے بعد آنے والے نبی کی اطاعت کا سبق دیتے رہے ہیں، پس اگر
 آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بھی کوئی کسی قسم کا نبی پیدا ہو، خواہ تشریفی ہو یا غیر تشریفی
 یا بقول مرزا صاحب ظلی یا بروزی، بہر حال جب کہ وہ نبی ہے تو تمام امت محمدیہ کی نجات
 اس وقت اس پر ایمان لانے اور اس کی اتباع کرنے میں منحصر ہوگی، اور وہ آنحضرت صلی اللہ
 علیہ وسلم پر کتنے صدق دل سے ایمان لائیں، اور آپ کی کتنی ہی پیروی کریں اس وقت
 تک ہرگز جنت کی صورت نہیں دیکھ سکتے جب تک کہ اس جدید نبی کی چوکت پر سر نہ
 رکھ دیں، اور اُس وقت اگر آپ کا کوئی امتی یہ چاہے کہ قرآن مجید کے تیس پاروں پر
 حرفاً حرفاً عمل اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تمام احادیث کا کامل اتباع اور
 آپ کی سنت کی انتہائی پیروی کر کے اپنے آپ کو دوزخ سے بچائے تو یہ اُس کے لئے
 غیر ممکن ہوگا، جب تک کہ اس نبی کے سایہ میں پناہ نہ لے، جس کو دوسرے لفظوں میں
 یوں کہا جاسکتا ہے کہ اس نبی کے پیدا ہونے کے بعد اہل عالم کی رشد و ہدایت اور ان کی
 فلاح و بہبود (خاک بدین) آپ کے دامن شفقت میں نہیں اور آج اُن کی نجات
 اُخروی آپ کے سایہ عاطفت میں نہیں ملتی، اور آج گنہگاروں اور گمراہوں کی داری سے
 شفا سے رحمتہ للعالمین کا دربار خالی ہے، (نعوذ باللہ)

کیا ایسی حالت میں بھی رحمتہ للعالمین کو رحمتہ للعالمین کہا جاسکتا ہے جب کہ وہ
 اور ان کی شریعت کا اتباع کسی ایک انسان کی نجات کا کفیل نہ بن سکے۔

ولہذا ثابت ہوا کہ جو شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی قسم کا کوئی نبی دنیا
 میں تجویز کرتا ہے وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین اور قرآن مجید کی صریح آیتوں کی
 تکذیب کر رہا ہے اور وہ آپ کو رحمتہ للعالمین نہیں مانتا۔

فائدہ :- مرزائیوں کا مشہور سوال ہے کہ دجال اکبر کے قتل کے لئے جبکہ ایک نبی کی ضرورت تھی تو بہت ممکن تھا کہ خداوندِ عالم اسی امت میں کوئی نبی پیدا فرمادیتا کیا ضرورت تھی کہ ایک اسرائیلی نبی کو اس کام کے لئے آسمان پر اُتھا کر کھا جائے اور ضرورت کے وقت اس کو دوبارہ دنیا میں نازل فرمایا جائے ۔

لیکن اگر کوئی شخص ہماری گزشتہ تقریر کو ذرا انصاف سے ملاحظہ کرے، تو یقین ہے کہ فوراً کہہ اٹھے گا کہ حکومت کا اقتضاء اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیاست کا کامل اظہار اس میں تھا کہ بجائے اس امت میں نبی کچید کرنے کے کسی ایسے نبی کو دوبارہ اس کام کے لئے بھیجا جائے، جس پر امت محمدیہ پہلے سے ایمان لاجکی ہو، کیونکہ آپ معلوم کر چکے ہیں کہ اگر کوئی نبی جدید آپ کے بعد دنیا میں مبعوث ہو تو لازم ہوگا کہ اب صرف آپ کا اتباع اور آپ پر ایمان لانا امت محمدیہ کے لئے کافی نہ رہے گا، بلکہ اس نبی کی اطاعت پر منحصر ہو جائے گا جو قطعاً سید الانبیاء کی شان کے خلاف ہے، بخلاف عیسیٰ علیہ السلام کے کہ آپ کی امت اُن پر پہلے ہی ایمان لاجکی ہے، اور قرآن کریم اُن کی نبوت و رسالت کا اعلان کر چکا ہے تو اب ان کے نزول کے بعد امت محمدیہ کی نجات کے لئے کسی جدید بشرط کا اضافہ نہ ہوگا۔

”جو کوئی برخلاف کرے رسول کے ساتھ
بعد اس کے کہ ظاہر ہوئی اس کے لئے ہدایت
اور پیروی کرے سوائے راہِ مسلمانوں کے
متوجہ کریں گے ہم اس کو جہنم متوجہ ہوا
داخل کریں گے ہم اس کو دوزخ میں، اور
بڑا ٹھکانا ہے (دوزخ)“

آیت نمبر ۱۱ | وَمَنْ يَتَّبِعِ الرَّسُولَ
مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدَىٰ
وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيلِ الْمُؤْمِنِينَ
نُوَلِّهِ مَا تَوَلَّىٰ وَنُصْلِهِ جَهَنَّمَ
وَسَاءَتْ مَصِيرًا ۝
(آخر سورۃ النساء، ۵)

منصف ناظرین غور فرمائیں کہ اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی پیدا ہوتا دو حال سے خالی نہیں، یا تو وہ بمقتضائے آیت مذکورہ طریق مؤمنین کا اتباع کرے گا، اور یا بمقتضائے نبوت لوگوں کو اپنے اتباع کی دعوت دے گا۔

پہلی صورت میں تو قلبِ موضوع لازم آتا ہے، اور معاملہ برعکس ہو جاتا ہے، کیونکہ خدا کے نبی دنیا میں اس لئے آتے ہیں کہ لوگوں کو اپنے اتباع کی طرف بلائیں، نہ یہ کہ

لوگوں کا اتباع کرنے لگیں، دیکھو قرآن مجید کا ارشاد ہے:-

وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُولٍ إِلَّا
لِيُطَاعَ بِإِذْنِ اللَّهِ، (الآیۃ نسأ)

”اودہم نے کوئی رسول نہیں بھیجا، مگر صرف
اسی لئے کہ اس کا اتباع کیا جائے“

نیز ارشاد ہوتا ہے:-

لَوْ يُطِيعُكُمْ فِي كَثِيرٍ مِمَّنْ
الْأَمْرِ لَعَنِتُّمْ

”اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بہت
سے کاموں میں تمہارا اتباع کرتے تو تم
تخلیف میں پڑ جاتے“

(سورہ حجرات، ۲۴)

علاوہ بریں اگر خدا کا پیغمبر بھی دنیا میں اگر طریق مؤمنین کا اتباع کرنے لگے تو پھر دُور
صورتیں ہیں، یا تو یہ سبیل مؤمنین معاذ اللہ گمراہی اور طریق معصیت ہے، اور یا خدا کا
سیدھا راستہ اور اس کا مقبول طریق ہے۔ پہلی صورت تو ایک ایسی بدیہی البطلان
صورت ہے کہ کوئی ادنیٰ مسلمان بلکہ ادنیٰ عقلمند بھی اس کا قائل نہیں ہو سکتا، کیونکہ
اس صورت میں اول تو یہ لازم آتا ہے کہ (معاذ اللہ) قرآن کریم لوگوں کو اس طریق مؤمنین
کی طرف بلاتا ہے جو گمراہی کا راستہ ہے۔ دوسرے یہ کس قدر مضحکہ خیز بات ہے کہ خدا
کے نبی ہدایت کرنے کے لئے بھیجے جائیں اور دنیا میں اگر خود بھی ایک گمراہی کے راستہ
پر چلنے لگیں۔

اور دوسری صورت میں نبی کا وجود محض بے فائدہ اور اس کی بعثت محض بیکار رہ جاتی
ہے، کیونکہ بعثت نبی کی ضرورت جب ہوتی ہے کہ خدا کے بندے اس کی صراط مستقیم کو
چھوڑ دیں تاکہ یہ نبی اُن کو سیدھے راستہ کی ہدایت کرے۔

اور جب سبیل مؤمنین ایک ایسی مستقیم سبیل ہے کہ خداوندِ عالم تمام اہل عالم کو
قیامت تک اس پر چلنے کی ہدایت فرماتے ہیں، اور اس سے ہٹنے پر سخت ترین وعید
کرتے ہیں، تو پھر فرمائیے کہ اب کسی نبی جدید کے پیدا ہونے کی اور مرزا صاحب کے
طرز پر اس کی نئی نئی قسمیں بنانے کی کیا ضرورت رہ جاتی ہے۔

رہا عیسیٰ علیہ السلام کا آخر زمانہ میں نازل ہونا سو اس پر یہ اعتراض نہیں ہو سکتا
کیونکہ اگرچہ وہ بعد نزول بھی دیے ہی خدا کے ادلو العزم نبی ہوں گے جیسے قبل رفقہ
قبل نزول تھے، لیکن چونکہ اُن کی بعثت اپنے زمانہ میں بھی صرف بنی اسرائیل کی طرف

تھی نہ کہ تمام عالم کی طرف جیسا کہ آیہ کریمہ رَسُوْلًا اِلٰی بَنِي اِسْرَآئِيْل سے معلوم ہوتا ہو اس لئے وہ بعد نزول بھی اس امت کی طرف بحیثیت نبوت مبعوث ہو کر نہ آئیں گے، بلکہ بحیثیت امامت تشریف لائیں گے، جیسا کہ خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی متعدد احادیث سے ثابت ہوتا ہے، اور جب آپ کی تشریف آوری اس امت میں صرف بحیثیت امامت ہوگی، تو اب اس آیت سے آپ کے نزول پر کوئی اعتراض نہیں ہو سکتا۔

آیت نمبر ۱۲ | مُلْكُهُ مِنَ الْاَوَّلَيْنِ وَكَلِيلٌ | خدا کے مقرب بڑی جماعت پر پہلوں میں تین الاخرین، (سورہ واقعہ، ۲۷) سے اور تھوڑی پھیلوں میں سے ہے :

اس میں اس امت مرحومہ کو آخرین کے الفاظ سے بیان کیا گیا ہے جس سے صاف ظاہر ہے کہ یہ امت آخری امت ہے، آئندہ نہ کوئی نبی ہوگا اور نہ کوئی جدید امت۔ امام المفسرین ابن جریر طبری نے اس آیت کی تفسیر میں فرمایا ہے :-

”اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ایک جماعت ہوگی پہلی امتوں میں سے اور تھوڑے سے ہوگی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں سے اور امت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کو آخرین اس لئے کہا گیا کہ وہ آخر الامم ہیں۔“

يَقُوْلُ تَعَالٰی ذٰلِكَ هٗ جَمَاعَةٌ مِّنَ الْاَمَمِ الْمَاضِيَةِ وَكَلِيْلٌ مِّنْ اُمَّةٍ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُمْ الْاٰخِرُونَ وَقَلِيلٌ لَّهُمْ الْاٰخِرُونَ لَا تَكُنُّمُ اٰخِرُ الْاُمَمِ (ابن جریر، ۲۷ ج، ۱)

اس سے معلوم ہوا کہ آخرین سے امت محمدیہ مراد ہے۔

”اصحاب الہدین (یعنی جنتی) جماعت کثیر ہیں پہلوں میں سے اور جماعت کثیر ہیں پھیلوں میں سے ہے۔“

آیت نمبر ۱۳ | مُلْكُهُ مِنَ الْاَوَّلَيْنِ وَكَلِيلٌ | تین الاخرین (سورہ الواقعہ، ۲۷)

اس آیت میں آخرین سے امت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام مراد ہے، جو

لے لیکن یہ بات اچھی طرح یاد رہے کہ اس کے یہ معنی نہیں کہ الیاذ باللہ آپ اس وقت نبوت معزول ہو جائیں گے، بلکہ آپ کا اُس وقت اس امت میں تشریف لانا بالکل ایسا ہوگا جیسے صوبہ پنجاب کا گورنر صوبہ بہار میں کسی ذاتی ضرورت سے چلا جائے تو اگرچہ وہ اُس وقت بحیثیت گورنر نہیں ہوتا، لیکن یہ بھی نہیں کہا جاسکتا کہ وہ گورنری سے معزول ہو گیا ۱۲ منہ

مرتب ختم نبوت کا اعلان ہے۔ ہم اس کی شہادت میں وہ حدیث پیش کر دینا کافی سمجھتے ہیں، جو اس کے شان نزول میں روایت کی گئی ہے، جس کا مضمون یہ ہے :-

کہ جس وقت پہلی آیت میں یہ بیان کیا گیا کہ جنت میں اہم سابقہ کی بڑی جماعت ہوگی، اور اس امت کی تھوڑی، تو صحابہ کرام پر یہ بات شاق ہوئی، چنانچہ ان کی تسلی کے لئے دوسری آیت نازل ہوئی، اور ارشاد ہوا کہ ایک جماعت پہلی امتوں کی اور ایک جماعت اس امت کی جس میں اہم سابقہ اور اس امت کو مسادات کے ساتھ بیان کیا گیا ہے، (ابن کثیر کو دیکھا جائے) اور حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے اسی آیت کی تفسیر کرتے ہوئے ایک طویل حدیث کے ذیل میں روایت کیا ہے :-

” حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ مجھے امید ہے کہ تمام اہل جنت میں سے آدھے تم (یعنی آپ کی امت) ہوں گے۔ ابن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ ہم نے اس کو بہت زیادہ سمجھا، پھر آپ نے یہی آیت پڑھی: ثَلَاثَةٌ مِنَ الْأَوَّلِينَ وَثَلَاثَةٌ مِنَ الْآخِرِينَ“

قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنِّي لَا رَجُؤَ أَنْ تَكُونُوا السَّطْرَ (يَعْنِي مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ) فَكَبُرْنَا ثُمَّ تَلَا هَذِهِ الْآيَةَ: ثَلَاثَةٌ مِنَ الْأَوَّلِينَ وَثَلَاثَةٌ مِنَ الْآخِرِينَ، وَالْحَدِيثُ مِنْهُ (ابن جریر ص ۹۸ ج ۲۷)

اور اسی قسم کی ایک روایت حضرت قتادہؓ سے بھی منقول ہے۔

اور حضرت حسنؓ نے اس آیت کی تفسیر میں فرمایا ہے :-

” ایک جماعت اولین میں سے یعنی تمام پہلی امتوں میں سے اور ایک جماعت آخرین یعنی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں سے“

ثَلَاثَةٌ مِنَ الْأَوَّلِينَ (مِنْ الْأُمَمِ) وَثَلَاثَةٌ مِنَ الْآخِرِينَ (أُمَّةُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) (ابن جریر ص ۹۹ ج ۲۷)

اور امام المفسرین ابن جریر طبری اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں :-

” ایک جماعت اولین سے یعنی ان لوگوں کی جو امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے گندچے ہیں، اور ایک جماعت آخرین

ثَلَاثَةٌ مِنَ الْأَوَّلِينَ جَمَاعَةٌ مِنَ الَّذِينَ مَقَبَلُ أُمَّةٍ مُّحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَثَلَاثَةٌ

مِنَ الْآخِرِينَ يَقُولُ جَمَاعَةٌ مِّنْ أُمَّةٍ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَهْ أَهْلُ الثَّوِيلِ
 یعنی حق تعالیٰ فرماتا ہے کہ ایک جماعت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے، ایسا ہی اہل تفسیر صحابہ و تابعین نے فرمایا ہے۔
 (تفسیر ابن جریر ج ۱ ص ۲۷)

خلاصہ یہ کہ ان دونوں آیتوں میں امت محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کو آخرین کے لقب کے ساتھ ذکر فرما کر اس کا اعلان کیا گیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی اور آپ کی امت آخری امت ہے۔

آیت نمبر ۱۷ | أَلَمْ نُنْعِلِكُمُ الْآدِلِينَ |
 کیا ہم نے پہلوں کو ہلاک نہیں کیا، پھر ان کے پیچھے چلاتے ہیں پہلوں کو؟
 اس آیت میں اولین سے پہلی امتوں کے کفار مراد ہیں، اور آخرین سے اس امت کے، پس ثابت ہوا کہ یہ امت آخری امت ہے۔ (دیکھو تفسیر ابن کثیر صفحہ ۱۲۹ ج ۸)

إِنَّ الْمُرَادِ مِنَ الْآدِلِينَ جَمِيعُ الْكُفَّارِ الَّذِينَ كَانُوا قَبْلَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَوْلُهُ ثُمَّ تَتَّبِعُهُمُ الْآخِرِينَ عَلَى الْإِسْتِثْنَاءِ عَلَى مَعْنَى سَنَفَعُلْ ذَلِكَ وَتَتَّبِعُهُمُ الْآخِرِينَ۔
 "اولین سے تمام وہ کفار مراد ہیں جو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے ہوئے ہیں، اور ثمة تَتَّبِعُهُمُ الْآخِرِينَ بطور استثناء اس معنی میں ہے کہ ہم ایسا کریں گے اور پہلے کے پیچھے چلاؤں گے۔"

تفسیر جامع البیان میں بھی یہی مفہوم بصراحت موجود ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ آیت میں آخرین سے امت محمدیہ کے کفار مراد ہیں جس سے اس امت کا آخری امت ہونا ظاہر ہے۔

آیت نمبر ۱۸ | وَإِنْ تَسْأَلُوا عَنْهَا حِينَ يُنَزَّلُ الْقُرْآنُ تُبْدَ لَكُمْ (سورہ مائدہ، پک)
 "اور اگر تم ان اشیاء کا سوال کرو گے (جن کے سوال سے منع کیا گیا ہو) نزول قرآن کے زمانہ میں ان اشیاء کا ذکر کر دیا جائے گا۔"

اس آیت میں بیان اشیاء کے لئے حِينَ يُنَزَّلُ الْقُرْآنُ کی قید بڑھا کر بتلادیا گیا کہ نزول قرآن کے بعد کوئی ذریعہ وحی کی صورت سے بیان احکام کا باقی نہ رہے گا۔

چنانچہ علامہ محمود آلوسی مفتی بغداد اپنی تفسیر روح المعانی میں لکھتے ہیں :-

تَبَيَّنَ لَكُمْ أَيْ يَالْوَحْيِي كَمَا
يُقَيِّدُهُ تَقْيِيدُ بَقَوْلِهِ تَعَالَى
حِينَ يُنْزِلُ الْقُرْآنَ .

(روح ص ۷۷ ج ۱)

(طبع جدید)

ہو جائے گی بذریعہ وحی بیان کا)

معلوم ہوا کہ آیت مذکورہ نزولِ قرآن کے زمانہ کے بعد انقطاعِ وحی کا اعلان کرتی ہے،

اور وہ انقطاعِ نبوت کو مستلزم ہے۔

آیت نمبر ۱۱ | هُوَ الَّذِي أَرْسَلَ رَسُولَهُ
بِالْهُدَىٰ وَدِينِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهُ
عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ (سورہ توبہ، پ ۱)

آیت نمبر ۱۲ | هُوَ الَّذِي أَرْسَلَ رَسُولَهُ
بِالْهُدَىٰ وَدِينِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهُ
عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ وَتَمَّ بِإِذْنِ اللَّهِ
شَهِيدًا ط

(سورہ فتح، پ ۲)

آیت نمبر ۱۳ | هُوَ الَّذِي أَرْسَلَ رَسُولَهُ
بِالْهُدَىٰ وَدِينِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهُ
عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ وَلَوْ كَرِهَ
الْمُشْرِكُونَ (سورہ صف، پ ۲)

”وہ ہے جس نے بھیجا اپنے پیغمبر کو ہدایت اور
دینِ حق کے ساتھ تاکہ غالب کرے اس کو
تمام دینوں پر“

”اللہ تعالیٰ وہ ہے جس نے اپنے رسول
(محمد صلی اللہ علیہ وسلم) کو ہدایت اور دین
حق کے ساتھ بھیجا تاکہ اس کو تمام ادیان
وہیل پر غالب کر دے، اور اللہ تعالیٰ
شہادت کے لئے کافی ہے“

”وہ ہے جس نے بھیجا اپنے رسول (محمد صلی اللہ
علیہ وسلم) کو ہدایت اور دین حق کے ساتھ
تاکہ اس کو تمام ادیان وہیل پر غالب کر دے
اگرچہ مشرکین بُرا مانیں“

یہ تین آیات قرآن مجید کی تین سورتوں میں تقریباً متحد الفاظ کے ساتھ وارد
ہوئی ہیں، جن میں حق تعالیٰ بیان فرماتا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ہدایت عامہ
و دین حق کے ساتھ اس لئے بھیجا ہے کہ تمام ادیان وہیل اور تمام مذاہب پر اس کو
غالب کر دیا جائے۔

ظاہر ہے کہ تمام مذاہب پر کسی کا غلبہ جب ہی ثابت ہوتا ہے جب کہ یہ شخص

تمام ادیان کے عالم میں آجانے کے بعد پیدا ہوا ہو، تو ثابت ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تمام ادیان اور تمام طیلِ انبیاء کے بعد دنیا میں تشریف لائے ہیں آپ کے بعد کوئی نیا آسمانی دین اس دنیا میں نہ آئے گا۔

آیت نمبر ۲ | يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا
اطِيعُوا اللَّهَ وَاطِيعُوا الرَّسُولَ
وَأُولِي الْأَمْرِ مِنْكُمْ (نساء، پ)

اے ایمان والو! اللہ کی اطاعت کرو، اور
رسول (محمد) کی اور اُن لوگوں کی اطاعت
کرد جو تم میں سے اول الامر ہیں :-

عامہ مفسرین نے فرمایا ہے کہ اول الامر سے مراد سلاطین اسلام اور ارباب حکومت اسلامیہ ہیں، اور بہت سے مفسرین نے ائمہ مجتہدین اور علمائے امت کو بھی اول الامر میں داخل کیا ہے۔

بہر حال یہ آیت کریمہ حکم کرتی ہے کہ مسلمان اللہ تعالیٰ کی اطاعت کریں اور اس کے رسول یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کریں اور پھر خلفائے اسلام اور ارباب حکومت اسلامیہ اور علماء کی اطاعت کریں، جس میں دو درجے ختم نبوت کا کھلا ہوا ثبوت ملتا ہے۔

اقل اس درجے کے خداوندِ عالم نے آپ کی امت کی نجات کے لئے انبیاء میں سے صرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کو کافی قرار دیا ہے، اور اسی پر جنتِ مغفرت کا وعدہ ہے، حالانکہ اگر کوئی نبی اس امت میں پیدا ہونے والا ہوتا تو ضروری تھا کہ اس پر ایمان لانے، اور اس کی اطاعت کو بھی نجات کی شرط بنائی جاتی، کیونکہ ہم اوپر تفصیلاً بیان کر چکے ہیں کہ کسی شخص کی نجات اس وقت تک ہرگز نہیں ہو سکتی جب تک کہ وہ خدا کے انبیاء میں سے کسی کم سے کم درجہ کے نبی کا بھی انکار کرے یا اس کی اطاعت سے علیحدہ رہے۔

الغرض انبیاء میں سے صرف آپ کی اطاعت کو مدارِ نجات قرار دینا اور مغفرت

لے یا دے کہ تمام انبیاء سابقین پر ایمان لانا بھی آپ کی اطاعت میں داخل ہے، کیونکہ آپ نے ان پر ایمان لانے کی تاکید فرمائی ہے، اور آئمہ کسی نبی کے پیدا ہونے کی خبر تک نہیں دی، لہذا اس کی اطاعت آپ کی اطاعت میں درج نہیں ہو سکتی ۱۲ منہ

کے لئے کافی بتلانا اس کا کھلا ہوا اعلان ہے کہ آپ کے بعد اور کوئی قسم کا نبی پیدا نہ ہوگا، ورنہ کوئی وجہ نہیں کہ خدا کا کوئی نبی دنیا میں بھیجا جائے اور لوگ اس کی اطاعت کے لئے مکلف نہ کئے جائیں، حالانکہ خود قرآن کریم اعلان کر چکا ہے :-

وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُولٍ إِلَّا
لِيُطَاعَ بِإِذْنِ اللَّهِ، | اور ہم نے کوئی رسول نہیں بھیجا مگر اسی
لئے کہ اس کی اطاعت کی جائے :-

پس جب امت کی اطاعت کو انبیاء میں سے صرف آپ پر منحصر اور ختم کر دیا گیا تو ضروری ہوا کہ نبوت بھی آپ پر ختم ہو۔

دوم اس وجہ سے کہ اس آیت کا صاف حکم یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی امت آپ کے بعد اولوالامر یعنی خلفائے اسلام اور ائمہ امت کی اطاعت کے لئے جن لوگوں کو خدا نے عقل و فہم کا کوئی حقہ دیا ہے وہ ذرا غور کریں، اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی تشریفی یا بقول مرزاجی غیر تشریفی، ظلی یا بردی نبی پیدا ہونے والا تھا تو کیا یہ ضروری نہ تھا کہ آپ کے بعد سب سے اولوالامر کی اطاعت کے اس نبی کی اطاعت کا سبق دیا جاتا، کیونکہ غالباً اس بات میں مسلمان تو مسلمان کسی مرزائی صاحب کو بھی خلافت نہ ہوگا، کہ اولی الامر کی اطاعت سے نکلنا کفر نہیں، مگر نبی کی اطاعت سے خارج ہونا قطعی کفر اور ابلا بادل کے لئے جہنم کا سستی بنادینے والا ہے، اگرچہ وہ ادنیٰ سے ادنیٰ اور بقول مرزا صاحب ظلی یا بردی ہی نبی ہو، اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی کسی قسم کا نبی پیدا ہونے والا تھا تو عجب تماشا ہوگا کہ مسترآن عزیز لوگوں کو اولی الامر کی اطاعت کی طرف بلاتا ہے، اور بعد میں آنے والے نبی کا ذکر تک بھی نہیں کرتا۔

اس کی مثال تو ایسی ہوئی کہ ایک اندھا کنویں کی طرف بڑھا چلا جا رہا ہے اور قریب ہے کہ اس کا اگلا قدم اس کی حیات کا آخری قدم ہو، اور ساتھ ہی اس کے

لے یاد رکھو خدا کا کوئی نبی انہیں بلکہ سب کے سب اعلیٰ وارفع ہیں، مگر انبیاء کے درجات آپس میں کم بیش اور ادنیٰ داعلی ہونا خود نصوص قرآن میں مذکور ہے۔ "يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللَّهَ أَطِيعُوا الرَّسُولَ فَطَعْنَا بِكُمْ عَلَى بُرْهَانٍ" پس اس جگہ اس اعتبار سے ادنیٰ کا لفظ بولا گیا ہے ۱۲۸

بدن پر ایک چوٹی بھی لگی ہوئی ہو، جس کے کاٹنے کا خیال ہے، ایک مہربان اٹھے، اور اس چند گھڑی کے مہمان کو چوٹی سے بچنے کی تاکید پر تاکید کرے، مگر سامنے گھڑی ہوئی موت کا ذکر تک نہیں کرتا، کیا اس دوست نادرشمن کو دنیا کا کوئی انسان عقلمند یا اندھے کا مہربان دوست تسلیم کر سکتا ہے؟

جو لوگ ان جیسے کھلے ہوئے ارشادات کے بعد بھی کسی نبی کا اس امت میں پیدا ہونا جائز سمجھتے ہیں، اگرچہ وہ اس کو ظلی یا بردزی نبی کہا کرتے ہیں وہ قرآن کریم کی بزرگ ترین تعریف کر رہے ہیں، اور مسلمانوں کے کھلے ہوئے دشمن ہیں۔

مسلمانو! کیا تم پسند کرتے ہو کہ آج دنیا کی غیر قومیں تمہارے قرآن کا یہ مفہم اڑائیں کہ وہ کتاب جو تمام عالم کی ہدایت کی دعوے دار اور نجات کی کفیل ہونے کی مدعی ہو، وہ (عیاذ باللہ) ایسی مہل کتاب ہے کہ اہم ترین مسائل کو چھوڑ کر لوگوں کے خیالات کو معمولی باتوں میں لگا دینا چاہتی ہے، اُن کو چھوٹے چھوٹے عذاب سے بچاتی ہے مگر کفر و منکالت اور ابدی جہنم سے بچنے کی تدبیر بتلانا تو درکنار ان کو اس سامنے رکھی ہوئی جہنم کی اطلاع بھی نہیں دیتی، بلکہ معمولی چیزوں میں اُلجھا کر اس سے غافل کرنا چاہتی ہو۔ یہ آیت جس طرح تشریحی نبوت کے انقطاع کی تین دلیل ہے اسی طرح اس امر کا بھی قطعی اعلان ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی ظلی یا بردزی یا کسی اور قسم کا نبی ہرگز ہرگز اس امت میں پیدا نہیں ہوگا، جن کے آنکھیں ہیں دیکھیں، اور جن کے کان ہیں سُنیں۔

آیت نمبر ۲۱ | وَمَنْ يُطِيعِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ

يُدْخِلْهُ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ

تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ وَمَنْ يَسْؤَلْ

يُعَذِّبْهُ عَذَابًا أَلِيمًا ط

(سورہ فتح، پتہ ۲)

”جو شخص اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول محمد

صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کرے گا اللہ

تعالیٰ اس کو ایسی جنتوں میں داخل فرمائیں گے

جن کے نیچے نہریں جاری ہوں گی، اور جو

شخص اطاعت کرے گا اس کو سخت عذاب

عذاب دیں گے۔“

یہ آیت کریمہ ایک ایسی آیت ہے کہ اگر پورے قرآن مجید کا نتیجہ کیا جائے تو اس مضمون کی مدد آیتیں نکلیں گی جن کا حاصل یہ ہے کہ اس امت میں قیامت تک پیدا ہونیوالی

نسلوں کی نجاتِ آخرت اور دخولِ جنت کے لئے صرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانا اور آپ کے فرمان کی اطاعت کرنا کافی ہے، سوائے انبیاء سابقین کے کہ جن پر ایمان لانے کی خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تاکید فرمائی ہے، اور کسی نبی پر ایمان لانے کی ضرورت نہیں، اور یہ ختمِ نبوت کا نہایت واضح اعلان اور اعلیٰ درجہ کا قوی ثبوت ہے۔ تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ اس آیت اور اس قسم کی دوسری آیات میں خداوندِ عالم کا وعدہ ہے، کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت اور آپ کی پیروی کرنے والے کو بلا کسی دوسری شرط کے درجاتِ جنت عطا کئے جائیں گے۔

قرآن عزیز اگر کبھی منسوخ ہونے والا نہیں، اور شریعتِ قرآنیہ اگر قیامت تک رہنے والی ہے (جیسا کہ تمام امتِ محمدیہ بلکہ امتِ مرزائیہ کے نزدیک بھی مسلم ہے) تو لازمی بات ہے کہ یہ وعدہ بھی تمام عالم میں قیامت تک پیدا ہونے والی نسلوں کے لئے عام اور شامل ہوگا۔

تو اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی پیدا ہوا اور فرض کر لو کہ بقول مرزا صاحب بروزی ہی رنگ میں پیدا ہوا، تو اب دو حال سے خالی نہیں، یا قرآن کریم اپنا وعدہ پورا کرے، اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے والوں اور آپ کی اطاعت کرنے والوں کو بلا کسی مشروطہ جدید کے جنت میں داخل کرے، اور ان کی نجات کا ذمہ اٹھائے، اور یا ان لوگوں سے جنہوں نے اس کو مسندِ حقوں کے بجائے اپنے سینوں اور جنہوں نے اُس کے ایک ایک حرف پر اپنی جانیں قربان کیں، آج یہ کہہ کر الگ ہو جائے کہ میں اب اپنا وعدہ پورا نہیں کر سکتا، آج تمہاری نجات میرے بس میں نہیں، جاؤ اس جدید نبی کے پاؤں پکڑو، اس میں اور صرف اسی میں تمہاری نجات ہے۔

لیکن ہر مسلمان جانتا ہے کہ پہلی صورت بجا بہت باطل ہے، کیونکہ اگر نبی جدید کے پیدا ہونے کے بعد مسلمان کریم اپنا وعدہ پورا کرنے کے لئے اس جدید نبی کی اطاعت

لے مرزا صاحب اور ان کی امت کا طرزِ عمل اور بہت سے اقوال بھی اگرچہ منافی کے ساتھ قرآن کے بہت سے احکام کو منسوخ قرار دیتے ہیں، لیکن کم از کم زبان سے وہ بھی اس کے قائل ہیں قرآن مجید کا کوئی نکتہ یا کوئی حرف بھی منسوخ نہیں ہو سکتا۔ ۱۳

امت محمدیہ کے ذمہ نہ لگائے اور ان کو اس پر ایمان لانے اور اس کی پیروی کیلئے مجبور نہ کرے، تو اول تو یہ بتلاؤ کہ اس نبی کے دنیا میں بھیجنے کی کیا ضرورت تھی جب کہ قوم اُس پر ایمان لانے اور اس کی اطاعت کرنے پر مجبور نہیں، بلکہ معاذ اللہ یہ تو اس نبی کے لئے اچھی خاصی سزا اور اعلیٰ درجہ کی توہین ہوگی کہ اس کو دنیا میں اس لئے بھیجا جائے کہ لوگوں کو اپنی اطاعت کی طرف بلائے اور ان لوگوں سے کہہ دیا جائے کہ تمہیں اس کی اطاعت کی ضرورت نہیں، اس کے بغیر بھی جنت تمہاری میراث ہے۔

اس کے بعد یہ معاملہ خود نفوسِ مشرانیہ اور اجماعِ امت کے سراسر خلاف ہو، جیسا کہ ہم اُدھر مفصل لکھ چکے ہیں کہ مُشرآنِ کریم ان لوگوں کے بارہ میں جو کسی ایک نبی پر بھی ایمان نہ رکھیں، اگرچہ باقی سب انبیاء پر کامل ایمان رکھتے ہیں،

أُولَٰئِكَ هُمُ الْكَافِرُونَ حَقًّا | وہ لوگ یقیناً کافر ہی ہیں؛

فرما چکا ہے۔ بہر حال شریعتِ قرآنیہ میں یہ نہیں ہو سکتا کہ دنیا میں کوئی کسی قسم کا نبی بھیجا جائے اور لوگوں کے ذمہ اس پر ایمان لانا، اس کی اطاعت کرنا اہم ترین فرض اور مدارِ نجات نہ قرار دیا جائے۔

اور جب پہلی صورت یوں باطل ہوئی تو لامحالہ دوسری صورت متعین ہوگئی یعنی اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی پیدا ہو، اگرچہ بقول مرزا صاحب بوزی رنگ میں ہو تو قرآن مجید اس کے پیدا ہونے کے بعد اپنا یہ دعویٰ ہرگز پورا نہ کر سکے گا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کرنے والوں کو مطلقاً (بغیر کسی شرط کے) جنت میں داخل کیا جائے گا، بلکہ ضروری ہے کہ اس نبی پر ایمان لانے اور اس کی اطاعت کو شرطِ نجات بنایا جائے گا، جس کا مطلب دوسرے لفظوں میں یہ ہے کہ اس وقت قرآن کی ان سب آیتوں کو منسوخ کہنا پڑے گا جو تمام امتِ محمدیہ کے اجماعی عقیدہ بلکہ امتِ مرزائیہ کے مسلمات کے بھی خلاف ہونے کے علاوہ اہل علم کے نزدیک ایک نرالا عجوبہ ہوگا، کیونکہ باتفاقِ علماء وعدہ میں نسخ جاری نہیں ہوتا، ورنہ پھر وعدہِ خلائی اور نسخِ وعدہ میں کیا فرق ہوگا، اور یہی وجہ ہے کہ جو آسمانی کتابیں آج منسوخ ہو چکی ہیں ان میں بھی کوئی وعدہ کبھی منسوخ نہیں ہوا۔

ایکٹ لطیفہ یاد آیا کہ جب مرزا صاحب نے ایک مرتبہ بعض معاملات کے

متعلق پیشگوئی کی اور دعویٰ کیا کہ خداوند عالم نے بذریعہ وحی مجھ سے پختہ وعدہ کر لیا ہے کہ یہ کام ضرور پورا ہوگا، پھر جب خداوند عالم نے مرزا صاحب کا جھوٹ اور افتراء علی اللہ عالم پر آشکارا کرنے کے لئے یہ کام نہ ہونے دیا، باوجودیکہ مرزا صاحب نے اس کو سچ کہنے میں اڑی چوٹی کا زور صرف کیا، تو اُس وقت لوگوں نے ان سے کہا کہ میاں وہ تمہاری وحی اور وعدہ الہی کیا ہوا تو فرمایا کہ نادانو! تمہیں معلوم نہیں کہ وعدہ میں کبھی کچھ منفی شرطیں بھی ہوتی ہیں جن کے نہ ہونے کی وجہ سے وعدہ پورا نہیں کیا جاتا عام لوگ سمجھتے ہیں کہ خلاف وعدہ ہوا۔

یہ بات جس قدر مضحکہ خیز اور بدیہی البطلان ہے اس کے بیان کی ضرورت نہیں، مگر جب مرزا صاحب کی اساس نبوت اس جیسی لہجراتوں پر قائم ہو سکتی ہے تو عجب نہیں کہ اس قسم کی آیات میں بھی وہ یہ کہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت سے جنت میں ضرور داخل کیا جائے گا، بشرطیکہ مرزا غلام احمد کی بھی اطاعت کرے، اس وعدہ میں یہ شرط مخفی ہے، لیکن باوجود ہر قسم کے انحطاط اور تنزل کے دنیا ایسی اندھی نہیں ہوئی، اور لوگ اتنے عقل سے خالی نہیں ہوئے جو اس قسم کی رکیک اور باطل تحریفات پر کان لگا سکیں۔

کون نہیں جانتا کہ اگر اس طرح وعدوں کے اندر منفی شرائط کو جائز قرار دیا جائے گا تو یہ صریح وعدہ خلافی اور خالص جھوٹ بولنے کی تعلیم ہوگی کیونکہ ہر وعدہ خلاف اور ہرجوٹے سے جو ٹا آدمی بھی مذکر پیش کر دے گا کہ میرے وعدہ میں یا میرے کلام میں منفی شرطیں تھیں جن کا ذکر نہیں ہوا، اس لئے میں ایفاء وعدہ کے لئے مجبور نہیں۔

ایک شخص آج کسی سے وعدہ کرتا ہے کہ کل تمہیں دو ہزار روپے دیں گے، لیکن کل جب وہ ایفاء وعدہ کا سوال کرتا ہے تو وہ جواب دیتا ہے کہ ایفاء وعدہ میں شرط تھی کہ اگر تم اپنا گھر مجھے دو گے تو ہم دو ہزار روپیہ دیں گے۔ کیا کوئی انسان اس شخص کی یہ لہجرات سن کر اس کو سچا کہہ سکتا ہے؟

یا ایک شخص دن کے بارہ بجے یہ کہتا ہے کہ آفتاب طلوع نہیں ہوا، اور جب لوگ اس کے سفید جھوٹ پر نفرت کرتے ہیں تو وہ کہتا ہے کہ میرے کلام میں ایک شرط مخفی ہے یعنی آفتاب طلوع ہوا دس بجے شب کے وقت۔ تو کیا یہ شخص اُن خرافات

کی وجہ سے سچا کہلایا جاسکتا ہے ؟

اور میں کہتا ہوں کہ اگر اس قسم کی مخفی شرطوں کی بنیاد پر وعدے اور کلام سچے ہوا کریں تو دنیا میں کسی وعدے اور کسی کلام کو جھوٹ نہیں کہا جاسکتا بلکہ لفظ کذب ایک بے مصداق اور بے معنی آواز رہ جائے گی ، ہر وعدہ خلاف اور اعلیٰ درجہ کا کذاب مرزا جی کی بددلت سچائی کی سرخروئی حاصل کر سکتا ہے ۔

مگر یہ کوئی عجب نہیں ، کیونکہ جس طرح سچے لوگوں کا فیض سچے لوگوں کو پہنچتا ہے اسی طرح اگر مرزا صاحب کے فیض سے جھوٹے لوگ آباد ہو جائیں تو کیا بعید ہے ، آخر ان غریبوں کا بھی تو کوئی ٹھکانا ہونا چاہئے ۔

سلسلہ کلام طویل ہو گیا ، اس کے بعد ہم پھر اصل کلام کی طرف متوجہ ہوتے ہیں اور جس آیت کے متعلق اس قدر تفصیلی گزارش کی گئی ہے اسی کی اور چند نظائر ہدیہ ناظرین کرتے ہیں ، ناظرین کرام اس آیت کو پڑھتے وقت بھی مذکورۃ العذر گزارش کو یاد رکھیں تاکہ ہمیں ہر آیت کے ساتھ کلام کو دہرانا نہ پڑے ۔

<p>آیت نمبر ۲۲ مَنْ يُطِيعِ الرَّسُولَ فَقَدْ أَطَاعَ اللَّهَ ۖ وَمَنْ تَوَلَّى فُسَاۤءً أَسْأَلُكَ عَلَيْهِمْ حَفِیْظًا ۖ</p> <p>(سورۃ نسا ، ۵)</p>	<p>۴ اور جس نے رسول یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کی اس نے اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی اور جس نے پشت پھیری (بدعت) ہم نے آپ کو ان پر محافظ بنا کر نہیں بھیجا ۵</p>
--	---

اس آیت میں بھی اُمت محمدیہ کے لئے صرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کو مطلقاً اللہ تعالیٰ کی اطاعت قرار دیا گیا ہے ، اور اگر کوئی نبی آپ کے بعد آنے والا ہوتا تو اس کے آنے کے بعد کوئی شخص اس وقت تک خلا کا مطیع کہلانے کا مستحق نہیں ہو سکتا تھا جب تک کہ وہ اس نبی کی بھی اطاعت نہ کرے جیسا کہ اوپر مفسر لکھ رہا ہے ۔

<p>آیت نمبر ۲۳ وَمَنْ يُطِيعِ اللَّهَ وَالرَّسُولَ فَأُولَٰئِكَ مَعَ الَّذِينَ أَنْعَمَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ مِنَ النَّبِيِّينَ وَالْقِدِّيسِينَ وَالشُّهَدَاءِ وَالصَّالِحِينَ وَحَسُنَ أُولَٰئِكَ رَفِیْقًا ۖ (سورۃ نسا ، ۶)</p>	<p>۴ اور جو شخص اللہ تعالیٰ اور رسول (یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم) کی اطاعت کرے وہ قیامت کے دن ان لوگوں کے ساتھ ہوگا جن پر اللہ تعالیٰ نے انعام فرمایا ہے یعنی نبیین اور صدیقین اور شہداء اور صالحین</p>
--	---

کے ساتھ، اور یہ لوگ اچھے رفیق ہیں۔

اس آیت میں بھی درجاتِ جنت اور معتز بن خداوندی کے ساتھ ہونے کا وعدہ صرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت پر کیا گیا ہے، جو اس کا صاف اعلان ہے کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا، ورنہ معتز بن خداوندی کے ساتھ ہونے کے لئے اس کی اطاعت بھی لازمی ہوتی۔

ایک نرالی منطلق | آیت مذکورہ جو صفائی کے ساتھ ختم نبوت کا اعلان ہے عجائب میں سے ہے کہ مرزا صاحب نے اس کو اپنے دعوے کے اثبات میں پیش کیا ہے۔

صورت استدلال بھی ایک عجب مفہم کہ خیر صورت ہے کہ مسلمان بچکانہ نمازوں میں اللہ تعالیٰ سے دعا مانگتے ہیں اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ صِرَاطَ الَّذِينَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ جس کا حاصل یہ ہے کہ اے اللہ ہمیں سیدھے راستہ پر چلا، جو ان لوگوں کا راستہ ہے جن پر تو نے انعام فرمایا ہے۔ اُن کا بیان آیت مذکورہ سے معلوم ہوا کہ وہ نبیین اور صدیقین اور شہداء ہیں، پس دونوں آیتوں کے ملانے سے اس دعا کا حاصل یہ ہوا کہ ہمیں نبیین اور صدیقین اور شہداء کے راستہ پر چلا، اور ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کی یہ دعا غالباً قبول فرماتا ہے، جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ مسلمانوں کو نبیین اور صدیقین اور شہداء کے راستہ پر چلاتا ہے، اور اس سے یہ لازم آیا کہ مسلمان نبیین اور صدیقین اور شہداء بن جاتے ہیں، لہذا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی شخص کا نبی ہونا ممنوع نہیں۔

کیا خوب استدلال ہے۔ اس کا حاصل تو ہوا کہ جو شخص جس کے راستہ پر چلتا ہو وہ وہی بن جاتا ہے۔ نبیین کے راستہ پر چلنے والا نبی، اور صدیقین کے راستہ پر چلنے والا صدیق اور شہداء کے راستہ پر چلنے والا شہید بن جاتا ہے۔

میں کہتا ہوں کہ پھر تو یہ ترقی کا بہت اچھا ذریعہ ہے۔ کلکٹر کے راستہ پر چلنے والا کلکٹر اور وائسرائے کے راستہ پر چلنے والا وائسرائے اور بادشاہ کے راستہ پر چلنے والا بادشاہ ہو جایا کرے گا، بلکہ اس زینہ ترقی سے تو شاید خدائی کا مرتبہ بھی حاصل ہو سکے، کیونکہ خداوند عالم فرماتا ہے: صِرَاطَ اللَّهِ الْعَظِيمِ الّٰہیہ تو مرزا صاحب کے تجویز کردہ قانون کے مطابق جو شخص اللہ تعالیٰ کے راستہ پر

چلے گا وہ معاذ اللہ خلائین جاوے گا ، نعوذ باللہ من الشیطان الرجیم ۔

آیت نمبر ۲۴ | يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا

اتَّقُوا اللَّهَ وَآمِنُوا بِرَسُولِهِ

يُؤْتِكُمْ كِفْلَيْنِ مِنْ رَحْمَتِهِ

وَيَجْعَلْ لَكُمْ نُورًا تَمْشُونَ

بِهِ وَيَغْفِرْ لَكُمْ وَاللَّهُ غَفُورٌ

رَحِيمٌ ۝

(آخر سورہ حدید، پٹ)

” اے پہلے (انبیاء پر) ایمان لانے والو!

اللہ سے ڈرو اور اس کے رسول (محمد صلی اللہ

علیہ وسلم) پر ایمان لاؤ تو اللہ تعالیٰ تمہیں

اپنی رحمت سے دو حصے مرحمت فرمائے گا

اور تمہارے لئے ایک روشنی کر دے گا جس کے

ذریعہ سے تم چلو گے اور تمہاری مغفرت

فرمائے گا اور اللہ تعالیٰ غفور رحیم ہے ۔“

اس آیت شریفہ میں بھی انبیاء سابقین کے بعد صرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے کو مدار نجات قرار دیا گیا ہے اور قیامت تک اسی پر مغفرت کا وعدہ ہے ، اگر آپ کے بعد کوئی نبی تشریفی یا غیر تشریفی اور بالقول مرزا صاحب فلسفی یا بردی پیدا ہونے والا ہوتا تو لازمی تھا کہ اس پر ایمان لانے کو بھی شرط نجات کی بنائی جاتی ۔ اس طرف بلا شرط کے وعدہ مغفرت اس کا کھلا ہوا اعلان ہے کہ آپ کے بعد کوئی نبی پیدا نہ ہوگا ۔

آیت نمبر ۲۵ | يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا

بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ وَالْكِتَابِ الَّذِي

نُذِّلَ عَلَيَّ وَرَسُولِهِ وَالْكِتَابِ

الَّذِي أُنْزِلَ مِنْ قَبْلُ ۝

(آخر سورہ نساء، پٹ)

” اے ایمان لانے والو! ایمان لاؤ اللہ پر اور

اس کے رسول (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) پر

اور اس کتاب پر جس کو نازل کیا اپنے

رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) پر اور اس کتاب

پر جو نازل کی تھی پہلے ۔“

یہ آیت بھی اسی مدعا کو زیادہ وضاحت سے ثابت کر رہی ہے جو اوپر کر عرض کیا گیا ، کیونکہ اس میں بھی اول تو صرف آنے والے انبیاء میں سے صرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے کا حکم ہے ، اور کسی نبی پر ایمان لانے کی تلقین نہیں اور اگر کوئی اور نبی آتا تو ضرور تھا کہ وہ قرآن کریم جو خدا کی غیر منسوخ کتاب اور نجات عالم کا دائمی متکفل ہے اس پر ایمان لانے کی تاکید کرتا ، پھر آسمانی کتابوں اور وحی الہی میں جس پر ایمان لانے کا حکم دیا ہے وہ صرف سابق کتب سماویہ اور وہ وحی ہے جو

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئی، اور کسی نبی ظلی وغیرہ کی وحی کو واجب العمل نہیں بتلایا گیا۔

آیت نمبر ۲۶ | اَمِنْ الرَّسُولِ يٰۤاَنۡزِلِ

اَلَيْهِ مِنْ رَبِّهِ وَالتَّوۡمِئٰتِ

كُلٌّ اٰمِنٌ بِاللّٰهِ وَرَمٰۤاَ كِتٰبَہٗ

مُتَشٰۤیۡہٗ وَرُسُلِہٖ لَا تَنۡفِقُۢ بَیۡنَ

اَحَدٍ مِّنۡ رُّسُلِہٖ اَلَاۤیۡۃٌ

اٰخِرۡ سُوۡرۃٔ بَقَرۃٓ ۙ پ ۱

ایمان لائے رسول اس پر جو کچھ اتراس کی

طرف اُس کے رب کی طرف سے اور سب

سب ایمان لائے اللہ تعالیٰ پر اور اس کے

لائگہ پر اور اس کی کتابوں پر اور اس کے

رسولوں پر کہ ہم جدا نہیں کرتے کسی کو

اس کے رسولوں میں سے ۛ

اس آیت میں دو وجہ سے ختم نبوت کا ثبوت کا ملتا ہے۔

اول اس وجہ سے کہ یہ آیت مسلمانوں کو صرف اُس وحی پر ایمان لانے کو کافی بتلاتی ہے، جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر اور آپ سے پہلے انبیاء پر نازل ہوئی اور آپ کے بعد بھی سلسلہ وحی جاری ہوتا تو لازمی تھا کہ اس پر بھی ایمان لانا واجب ہوتا۔

دوم اس آیت نے یہ بھی ثابت کیا کہ خدا کے رسولوں میں سے کسی ایک کو بھی ایمان سے جدا نہیں کیا جاسکتا، بلکہ سب پر ایمان واجب ہے، پس اگر کوئی نبی آپ کے بعد (اگرچہ بقول مرزا بردی رنگ میں پیدا ہونے والا تھا تو یقیناً قرآن کریم اس کی اطلاع دے کر اپنے پیروؤں کو اس پر ایمان لانے کی تاکید کرتا

آیت نمبر ۲۷ | وَ اٰمِنُوۡا بِمَاۤ اُنۡزِلَتْ

مُفَصِّلٰتِہٖۤ اِلَیۡکُمۡ

(سورہ بقرہ، پ ۱)

ایمان لاؤ اس وحی پر جو ہم نے تفصیل کی

ہے تصدیق کرنے وال اس وحی کی جو

تمہارے پاس ہے ۛ

اس آیت میں اہل کتاب کو خطاب کر کے فرمایا گیا ہے کہ یہ وحی یعنی مکران کریم جو تمہاری پہلی کتابوں تورات و انجیل کی تصدیق کرتی ہے اس پر ایمان لاؤ۔ اس میں بھی مکران کریم کے بعد کسی اور وحی پر ایمان لانے کا حکم نہیں۔

آیت نمبر ۲۸ | کُلٌّ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَمَا

اُنۡزِلَ عَلَیۡنَا وَمَاۤ اُنۡزِلَ عَلَیٰ

اِبۡرٰہِیۡمَ وَاِسۡحٰقَ عَلَیۡہِۢمَا سَبۡحًا

ہم سب ایمان لائے اللہ

پر اور اس وحی پر جو اتری ہم پر اور جو وحی تری

ابراہیم پر اور اسحاق پر اور اس کی سب سے پہلی

يُتَّقُونَ وَالْأَسْبَاطَ وَمَا أُوتِيَ
مُوسَىٰ وَعِيسَىٰ وَالنَّبِيُّونَ مِنْ
رَبِّهِمْ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ أَحَدٍ مِنْهُمْ
وَنَحْنُ لَهُ مُسْلِمُونَ (سورۃ آل عمران پ)

اور اس کی اولاد پر اور جو ملا ہوئی کو اور
عیسیٰ کو، اور سب نبیوں کو اپنے رب کی
طرف سے، ہم جدا نہیں کرتے ان میں
سے کسی کو؛

اس آیت کریمہ نے ایک طرف تو یہ اعلان کیا کہ تمام انبیاء کی وحی پر ایمان لانا فرض اور ضروری ہے جس پر لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ أَحَدٍ مِنْهُمْ فرما کر آخر میں مکرر توجہ دلائی گئی ہے، اور دوسری جانب یہ بھی صاف طور سے بیان کر دیا کہ ایمان لانا صرف اس وحی پر ضروری اور فرض ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور انبیاء سے سابقین علیہم السلام پر نازل ہو چکی ہے، کسی جدید وحی کو ایمان میں درج کرنے کی ضرورت نہیں سمجھی گئی، جو قطعاً اس کا اعلان ہے کہ آپ کے بعد کوئی وحی نازل نہ کی جائے گی ورنہ ضرورت تھا کہ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ أَحَدٍ مِنْهُمْ کے قاعدہ سے اس پر بھی ایمان لانا منسوخ ہوتا۔

اس آیت میں دو لفظ خصوصیت کے ساتھ قابل غور ہیں، اَوَّلَ وَمَا أُوتِيَ، جو بصیغہ ماضی ادا کیا گیا ہے اور دوم النَّبِيُّونَ، جو لام استغراق کے ساتھ مزیں کیا گیا ہے۔ جن دونوں کے ملانے سے ثابت ہوتا ہے کہ تمام انبیاء علیہم السلام کو جو کچھ آسمانی کتابیں اور وحی دینی تھیں وہ دی جا چکی ہیں، اور آپ کے بعد نہ کوئی نبی پیدا ہو گا اور نہ کسی کو وحی نبوت دی جائے گی۔

آیت نمبر ۲۹ | اَلَمْ نَزِّلِ الْكِتَابَ
بِزُكُوفٍ اَنْتُمْ اَمْتُوا يَمْا اَنْزِلَ
اَلَيْكَ وَمَا اَنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ اَلَا
(سورۃ نسا، پ، ۶۵)

”کیا آپ نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جو
دعویٰ کرتے ہیں کہ وہ اس کتاب پر عمل پیرا
رکھتے ہیں جو آپ کی طرف نازل کی گئی اور
اس کتاب پر بھی جو آپ سے پہلے نازل کی گئی؟“

اس آیت میں بھی دعویٰ ایمان میں صرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور انبیاء سابقین کی وحی کو درج کیا گیا ہے، اس کے بعد کسی وحی کا ذکر نہیں کیا گیا، بلکہ مِنْ قَبْلِكَ کی تخصیص سے اشارہ ہے کہ بعد میں وحی نازل ہونے والی نہیں۔

آیت نمبر ۳ | وَالَّذِينَ اٰمَنُوا وَعَمِلُوا
الصَّالِحَاتِ وَاٰمَنُوا بِمَا نَزَّلَ

”اور جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے
اچھے کام کئے اور وہ اس سب وحی پر

عَلَى مُحَمَّدٍ وَهُوَ الْحَقُّ مِنْ رَبِّهِمْ تَفَرَّدْتُمْ بِسَيِّئَاتِهِمْ وَأَنْفَعُمْ بِالْعَمَلِ

(ابتداء سورہ محمد، پ ۱)

ایمان لائے جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل کی گئی، اور وہ اُن کے رب کے پاس سے اور واقعی ہے اللہ تعالیٰ اُن کے گناہ اُن پر سے اتار دے گا، اور ان کی حالت اچھی رکھے گا۔

اس آیت کریمہ میں بھی صاف طور پر وعدہ ہے کہ جو شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی وحی پر ایمان لائے گا اس کی مغفرت کی جائے گی، اور اس وعدہ میں کسی دوسرے نبی پر ایمان لانا شرط نہیں، جس سے واضح ہو گیا کہ آپ کے بعد کوئی نبی پیدا نہ ہوگا، ورنہ لازم ہوگا کہ یہ آیت منسوخ ہو، اور محض آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانا اور آپ کا اتباع کرنا انسان کو نجات نہ دلا سکے، اور جو وعدہ آیت میں مسلمانوں کے لئے کیا گیا ہے اس کا ستم نہ بنائے، جس کی تحقیق مکرر گند چکی ہے۔

آیت نمبر ۲۱ | يَا أَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَاءَكُمْ الرَّسُولُ بِالْحَقِّ مِنْ رَبِّكُمْ فَآمِنُوا خَيْرًا لَكُمْ (سورہ نسا، پ ۱۲۸)

اے لوگو! تمہارے پاس رسول آچکا حق بات لیکر تم پر ایمان لاؤ، تمہارے لئے بہتر ہوگا۔

اس آیت کریمہ میں بھی اول تو يَا أَيُّهَا النَّاسُ کے عام خطاب سے عموم بشت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے ختم نبوت کا ثبوت پیش کیا گیا، اور پھر صرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے کو مداخلجات قرار دے کر بتلادیا گیا کہ آپ کے بعد اور کوئی نبی نہیں جس پر ایمان لانا واجب ہو۔

آیت نمبر ۲۲ | يَا أَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَاءَكُمْ بُرْهَانٌ مِنْ رَبِّكُمْ وَأَنْزَلْنَا إِلَيْكُمْ نُورًا مُبِينًا فَأَمَّا الَّذِينَ آمَنُوا بِاللَّهِ وَاعْتَصَمُوا بِهِ فَسَيَرْحَمُهُمْ فِي رَحْمَةٍ مِنْهُ وَفَعَّلِ، (آخر سورہ نسا، پ ۱)

اے لوگو! تم کو پہنچ چکی تمہارے رب کی طرف سے سند (یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم) اور اتاری ہے تم پر روشنی واضح (یعنی قرآن مجید) جو ایمان لائے اللہ پر اور اس کو مضبوط پکڑا تو ان کو داخل کرے گا اپنی بہرا و فضل میں۔

یہ آیت بھی دو وجہ سے ختم نبوت کی واضح دلیل ہے۔ اول اس لئے کہ یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عموم بشت کو ثابت کرتی ہے اور

قیامت تک تمام دنیا میں پیدا ہونے والی نسلوں کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان کو فرض کرتی ہے، جس سے ثابت ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا آفتاب قیامت تک اسی طرح چمکتا ہے گا، جس کے سامنے کسی کو کب نبوت کے چمکنے کی ضرورت ہے، نہ یہ عادۃً ممکن ہے۔

دوم یہ آیت بھی آیت مذکورہ بالا کی طرح صرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن پر ایمان لانے والے کے لئے جنت اور اس کے نعیم مقیم کا وعدہ کرتی ہے، جس سے لازم آتا ہے کہ آپ کے بعد کوئی اور نبی (جس پر پہلے سے ایمان نہ رکھتے ہوں) پیدا نہ ہوگا بلکہ مرفقاً

آیت نمبر ۳۲ | قَدْ جَاءَكُمْ مِنَ اللَّهِ نُورٌ

وَكِتَابٌ مُبِينٌ ۚ يَهْدِي بِهِ اللَّهُ مَنِ اتَّبَعَ مِصْرَافًا سُبُلَ السَّلَامِ

(المائدہ، پ، ۴۷)

”تمہارے پاس آئی اللہ کی طرف سے روشنی

(یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم) اور کتاب مبین

(یعنی قرآن مجید) جن سے اللہ تعالیٰ ہدایت

کرتا ہے سلامتی کے راستہ کی ان کو جو تاج

ہوئے اس کی رضا مندی کے ؟

یہ آیت بھی آیات مذکورہ سابقہ کی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن مجید کے سوا کسی اور نے نبی یا نبی دجی پر ایمان لانے کے بغیر ہدایت اور دخول جنت کا وعدہ کرتی ہے جو ہر قسم کی نبوت کے انقطاع کا کھلا ہوا اعلان ہے۔

آیت نمبر ۳۲ | فَاصْبِرْ لِحُكْمِ رَبِّكَ ۚ إِنَّكَ أَنتَ الْبَصِيرُ

وَأَنْتَ الْبَصِيرُ ۚ وَأَنْتَ الْبَصِيرُ ۚ وَأَنْتَ الْبَصِيرُ ۚ وَأَنْتَ الْبَصِيرُ ۚ

وَأَنْتَ الْبَصِيرُ ۚ وَأَنْتَ الْبَصِيرُ ۚ وَأَنْتَ الْبَصِيرُ ۚ وَأَنْتَ الْبَصِيرُ ۚ

وَأَنْتَ الْبَصِيرُ ۚ وَأَنْتَ الْبَصِيرُ ۚ وَأَنْتَ الْبَصِيرُ ۚ وَأَنْتَ الْبَصِيرُ ۚ

وَأَنْتَ الْبَصِيرُ ۚ وَأَنْتَ الْبَصِيرُ ۚ وَأَنْتَ الْبَصِيرُ ۚ وَأَنْتَ الْبَصِيرُ ۚ

وَأَنْتَ الْبَصِيرُ ۚ وَأَنْتَ الْبَصِيرُ ۚ وَأَنْتَ الْبَصِيرُ ۚ وَأَنْتَ الْبَصِيرُ ۚ

وَأَنْتَ الْبَصِيرُ ۚ وَأَنْتَ الْبَصِيرُ ۚ وَأَنْتَ الْبَصِيرُ ۚ وَأَنْتَ الْبَصِيرُ ۚ

وَأَنْتَ الْبَصِيرُ ۚ وَأَنْتَ الْبَصِيرُ ۚ وَأَنْتَ الْبَصِيرُ ۚ وَأَنْتَ الْبَصِيرُ ۚ

وَأَنْتَ الْبَصِيرُ ۚ وَأَنْتَ الْبَصِيرُ ۚ وَأَنْتَ الْبَصِيرُ ۚ وَأَنْتَ الْبَصِيرُ ۚ

وَأَنْتَ الْبَصِيرُ ۚ وَأَنْتَ الْبَصِيرُ ۚ وَأَنْتَ الْبَصِيرُ ۚ وَأَنْتَ الْبَصِيرُ ۚ

وَأَنْتَ الْبَصِيرُ ۚ وَأَنْتَ الْبَصِيرُ ۚ وَأَنْتَ الْبَصِيرُ ۚ وَأَنْتَ الْبَصِيرُ ۚ

”سو میں لکھ دوں گا (اپنی رحمت) اُن لوگوں

کے لئے جو ڈرتے ہیں، اور دیتے ہیں ذللاً

جو ہماری باتوں پر یقین کرتے ہیں، اور

جو تاج میں اس رسول کے جو نبی بنائے

جس کو پاتے ہیں (اہل کتاب) لکھا ہوا

اپنے پاس تو رات اور انجیل میں ؟

یہ آیت بھی پہلی آیتوں کی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی اور نبی پر ایمان لانے بغیر جنت و مغفرت کا وعدہ کرتی ہے، اور اگر کوئی اور نبی (اگرچہ بقول مرزا صاحب) بروزی رنگ میں ہی دنیا میں پیدا ہوتا تو یہ مسترآن کا وعدہ ہرگز پورا نہیں

ہو سکتا، جیسا کہ مکرر تفصیل کے ساتھ گزر چکا ہے۔

آیت نمبر ۲۵ قَالِ الَّذِينَ آمَنُوا اِيْمًا
عَزَّوَجَلَّ وَتَسْمُرُوْهُ وَاَتَّبِعُوا النَّوْ
الَّذِيْ اُنْزِلَ مَعَهُ اَوْ كَيْفَ هُمْ
الْمُفْلِحُوْنَ ۝ (اعراف، ۲۵، ۲۶)

یہ آیت بھی مطلق نبوت کے انقطاع پر آیات مذکورہ کی طرح روشن دلیل ہے، اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی اور نبی پر ایمان لانے کے بغیر ہر فلاح و بہبود کا وعدہ کرتی ہے۔

آیت نمبر ۲۶ قَامِسُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ
النَّبِيِّ الْاَوْحٰى الَّذِيْ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ
وَكَلِمَتِهِ وَاَتَّبِعُوْهُ لَعَلَّكُمْ
تَهْتَدُوْنَ ۝ (اعراف، ۲۶)

یہ آیت کریمہ بھی آیات مذکورہ کے ہم معنی اور مطلقاً ختم نبوت کی دلیل ہے، مگر۔
آیت نمبر ۲۷ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا
اللّٰهَ وَرَسُوْلَهُ (آلِیۃ) (انفال، ۲۷)

اس آیت کریمہ سے بھی ختم نبوت کا ثبوت اسی طرح سمجھئے جس طرح آیات سابقہ میں بیان کیا گیا ہے۔

آیت نمبر ۲۸ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا
اسْتَجِیْبُوْا لِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ اِذَا
دَعَاكُمْ لِمَا یُحْیِیْكُمْ (انفال، ۲۸)

یہ کلام الہی بھی پہلی آیات کی طرح مطلقاً ختم نبوت کو ثابت کرتا ہے۔

آیت نمبر ۲۹ وَأَطِیْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهُ
وَلَا تَتَّخِذُوا مَنَافِعَہُمْ اَفْتَنَّہُمْ
رَبُّہُمْ (انفال، ۲۹، ۳۰)

اس آیت کا مطلق نبوت کے انقطاع کی واضح دلیل ہونا ہمارے گزشتہ کلام

اور بوضاحت ثابت ہو چکا ہے۔

آیت نمبر ۴۲ | يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ حَبِّبْكَ اللَّهُ
وَمِنَ الْمُتَّبِعِينَ الْمُؤْمِنِينَ
(انفال، پٹ)

”اے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) کافی ہے اللہ
آپ کو اور ان مسلمانوں کو جو آپ کا
اتباع کریں“

اس آیت کریمہ میں بھی صرت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اتباع کو نجات کے لئے
کافی قرار دے کر ختم نبوت کا روشن ثبوت دیا گیا ہے۔

آیت نمبر ۴۳ | وَيُطِيعُونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ
أُولَئِكَ سَيَرْحَمُهُمُ اللَّهُ
إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ حَكِيمٌ
(توبہ، پٹ)

”مسلمان حکم پر چلتے ہیں اللہ کے اور اس
کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کے، ان پر
اللہ رحم کرے گا، بیشک اللہ زبردست
ہے حکمت والا“

یہ بھی گزشتہ آیات کی نظیر ہے اور مضمون مذکور کو ادا کرتی ہے۔

آیت نمبر ۴۴ | كَا مَنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ وَاللَّهُ
الَّذِي أَنْزَلْنَا وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ
خَبِيرٌ
(تغابن، پٹ)

”ایمان لاؤ اللہ پر اور اس کے رسول (محمد)
پر اور اس نور (قرآن) پر جو ہم نے نازل کیا
اور اللہ تعالیٰ تمہارے عملوں سے خبردار ہے“

اس آیت شریفہ میں بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی نبی پر ایمان لانے کو
شرط نجات نہیں بنایا گیا، بلکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن پر ایمان لانے کو
کافی بتلایا گیا ہے۔

آیت نمبر ۴۵ | يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا هَلْ
أَدَّيْتُمْ عَلَىٰ تِجَارَةٍ تُنْجِيكُمْ
مِّنْ عَذَابٍ أَلِيمٍ تَوَمَّنُونَ
بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ وَتُجَاهِدُونَ
فِي سَبِيلِ اللَّهِ بِأَمْوَالِكُمْ وَ
أَنفُسِكُمْ ذَٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ
إِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ
(صف، پٹ)

”اے ایمان والو! میں بتاؤں تم کو ایک
سوداگری کہ بچائے تم کو دکھ کی ماسے ایمان
لاؤ اللہ پر اور اس کے رسول (محمد صلی اللہ
علیہ وسلم) پر اور جہاد کرو اللہ کی راہ
میں اپنے مال اور جان سے، یہ تمہارے
لئے بہت ہی بہتر ہے اگر تم کچھ سمجھ سکتے
ہو“

اس آیت کریمہ نے جو نافع تجارت مسلمانوں کو سکھائی ہے وہ بھی یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لے آئیں اور اسی ایمان کو عذاب آخرت سے بچانے کا کفیل بتلایا ہے، اس میں کہیں مشرط نہیں کہ ایک شہر روزی ظلی یا النوی نبی آئے گا اور اس پر ایمان لانا بھی مشرط نجات ہے، اور ظاہر ہے کہ اگر سلسلہ نبوت جاری مانا جائے تو اس آیت کا وعدہ بغیر نبی پر ایمان لائے پورا نہیں ہو سکتا۔

”تم اشرار اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ اور اس مال میں سے خرچ کرو جس میں تم سے پہلے کا قائم مقام بنایا ہو، پس جو لوگ تم میں سے ایمان لائے اور اللہ کے راستہ میں خرچ کیا ان کے لئے بڑا ثواب ہے“

آیت نمبر ۳۳ | اٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ
وَاَنْفِقُوْا مِمَّا جَعَلَكُمْ مُّسْتَخْفِيْنَ
فِيْهِ ۙ فَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ
وَاَنْفَقُوْا لَهُمْ اَجْرٌ كَبِيْرٌ
(حدید، ۳۳)

یہ آیت اپنے مضمون اور ختم نبوت کے ثبوت میں پہلی آیات کی نظیر ہے، کیونکہ اس میں اجر کبیر کے وعدہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے کے ساتھ کسی بعد میں آنے والے نبی پر ایمان لانے کو شرط نہیں کیا گیا، خواہ وہ تشریفی ہو، یا بقول مرزا غیر تشریفی اور ظلی یا بروزی یا النوی۔

”وہی ہے جس نے صحابہؓ پر صلوٰۃ میں ایک رسول انہی میں کا، پڑھتا ہے ان کے پاس اس کی آیتیں اور ان کو سنوا تا کہ رکھنا عتقندی، اور اس سے پہلے پڑھے تھے یہ صریح گمراہی میں، اور ایک اردو کے واسطے انہی میں سے جو ابھی ان میں نہیں آئے، اور وہی ہے زبردست حکمت والا“

آیت نمبر ۳۴ | هُوَ الَّذِيْ بَعَثَ فِيْ
الْاُمِّيِّنَ رَسُوْلًا مِنْهُمْ يَتْلُوْ عَلَيْهِمْ
آيَاتِهِ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ
الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ ۚ وَارْسَلْنَا
كَانُزًا مِنْ قَبْلِ لِيْ ۙ مَّا لَمْ يَمُنُّوْا
وَاٰخَرِيْنَ مِنْهُمْ لَنَبَايَعُوْا بِهٖمْ
وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ
(جحد، ۳۴)

اس آیت کریمہ کے ترجمہ میں خط کشیدہ الفاظ پر غور کرو، جن میں صفائی کے ساتھ بتلایا گیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم صرف اپنے زمانہ کے لوگوں کے لئے نبی اور رسول نہیں تھے، بلکہ آپ کی نبوت تمام ان نسلوں کے لئے بھی محیط اور شامل ہے جو

آپ کے عہد مبارک میں پیدا نہ ہوئے تھے ، اور قیامت تک پیدا ہوتے نہیں گے ۔
امام التفسیر ابن کثیر آیت مذکورہ کی تفسیر میں صحیح بخاری کی حدیث بروایت ابو ہریرہ نقل کرنے کے بعد تحریر فرماتے ہیں :-

فَقَدْ هَذَا الْحَدِيثُ دَلِيلٌ عَلَى
أَنَّ هَذِهِ السُّورَةَ مَدَنِيَّةٌ وَعَلَى
عُمُومِ بَعْثِهِ عَلَى اللَّهِ عَلَيْهِ وَ
سَلَّمَ إِلَى جَمِيعِ النَّاسِ لِأَنَّهُ
فَتَرَى قَوْلَهُ تَعَالَى وَآخِرِينَ مِنْهُمْ
يُنَادِيَنَّ وَلِهَذَا كَتَبَ كُتُبُهُ
إِلَى قَارِئِينَ وَالتَّوَدُّعِ وَغَيْرِهِمْ
مِنَ الْأُمَمِ يَدْعُوهُمْ إِلَى اللَّهِ
عَزَّ وَجَلَّ وَإِلَى اتِّبَاعِ مَا جَاءَ بِهِ
وَلِهَذَا قَالَ مُجَاهِدٌ وَغَيْرُ
وَاحِدٍ فِي قَوْلِهِ تَعَالَى (وَآخِرِينَ
مِنْهُمْ لَنَنَادِيَ بِحَقِّهِمْ) قَالَ
هُوَ الْأَعَاجِمُ كُلُّ مَنْ مَدَنَى
النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
مِنْ غَيْرِ الْعَرَبِ -

” اس حدیث میں دلیل ہے کہ یہ سورت
(عجمہ) مدنیہ ہے ، اور اس پر بھی کماؤغفر
صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت و بعثت
(تمام عالم ، اور تمام لوگوں کے لئے)
حکم ہے ، کیونکہ آیت مذکورہ میں و آخرین
منہم کی تفسیر حدیث بخاری میں فارسی
سے کی گئی ہے ، اور اسی وجہ سے آپ نے
فارسی و روم وغیرہ کی طرف دعوت نامے
ارسال فرمائے ، اور اسی لئے امام تفسیر
حضرت مجاہد اور دوسرے بہت سے
علماء تفسیر نے آخرین منہم کے متعلق
فرمایا ہے کہ اس سے مراد بھی لوگ ہیں غیر
عرب میں سے جن لوگوں نے آپ کی
تصدیق کی ہے :

(ابن کثیر)

نیز امام ابن کثیر بحوالہ ابن ابی حاتم اسی آیت کی تفسیر میں سہیل بن سعد الساعدی
رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :-

أَنَّ فِي أَصْلَابِ أَصْلَابِ أَصْلَابِ
رِجَالٍ وَنِسَاءٍ مِنْ أُمَّتِي يُدْعَوْنَ
الْجَنَّةَ بِغَيْرِ حِسَابٍ ثُمَّ تَرَأَى
وَآخِرِينَ مِنْهُمْ لَنَنَادِيَ بِحَقِّهِمْ
يَنبِيئِي بَقِيَّةَ مَنْ بَقِيَ مِنْ أُمَّةٍ

” بیشک میری امت کے مردوں اور عورتوں
کی پشت در پشت ایسے لوگ ہوں گے
جو جنت میں بغیر حساب کے داخل ہوں گے ،
اور آپ نے اس کی شہادت میں یہ آیت
پڑھی و آخرین منہم لَنَنَادِيَ بِحَقِّهِمْ - مراد

مُحَمَّدٌ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ | یہ تھی کہ آخرین سے مراد وہ لوگ ہیں جو امت محمدیہ میں (قیامت تک) آئیں گے؟
(ابن کثیر، ص ۲۴۹ ج ۱)

آیت مذکورہ سے واضح طور پر حسب تقریر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یہ امر ثابت ہو گیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دائرہ نبوت و بعثت قیامت تک آنے والی تمام نسلوں پر محیط اور شامل ہے۔

اور ظاہر ہے کہ جب تمام آنے والی نسلیں آپ کی نبوت کے احاطہ میں داخل ہیں تو آپ کے بعد نہ کسی اور نبی کی ضرورت ہے اور نہ گنجائش۔

آیت نمبر ۴۶ | قُلْ هَذِهِ سَيِّئَاتِي أَدْعُوا إِلَى اللَّهِ تَعَالَى عَلَى بَصِيرَةٍ أَنَا وَمَنِ اتَّبَعَنِي (آخر سورہ یوسف، ۱۳)
”آپ کہہ دیجئے کہ یہ میرا طریق ہے۔ میں خدا کی طرف اس طور پر بلاتا ہوں کہ میں دلیل پر قائم ہوں، میں بھی اور میرے ساتھ والے بھی؟“

اس آیت کریمہ میں اَنَا وَمَنِ اتَّبَعَنِي کے الفاظ قابل غور ہیں، جن میں ارشاد کیا گیا ہے کہ عَلٰی بَصِيرَةٍ دعوتِ حق دینے والے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہیں، اور وہ صحابہ کرام اور علمائے امت جو آپ کے اسوۂ حسنہ کے متبع اور پیرو ہیں۔

حضرت ابن عباسؓ نے مَنِ اتَّبَعَنِي کی تفسیر کرتے ہوئے فرمایا ہے:-

يَعْنِي أَصْحَابُ مُحَمَّدٍ كَأَنَّا عَلٰى أَحْسَنِ طَرِيقَةٍ وَأَقْصَدَ هَذِهِ آيَةٌ (معالم التنزيل)
”یعنی صحابہ کرام جو بہترین طریقہ اور ہدایت پر تھے؟“

اگر آپ کے بعد کوئی اور نبی دنیا میں پیدا ہونے والا تھا تو لازمی نتیجہ تھا کہ وہ بھی بصیرت کے ساتھ دعوتِ حق دینے والے افراد میں شمار کیا جاتا، بلکہ مناسب تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد پہلے ان انبیاء کا ذکر ہوتا جو آپ کے بعد دعوتِ حق کے لئے آنے والے تھے، پھر ان کے بعد صحابہ کرام اور علماء کا تذکرہ درجہ بدرجہ ہوتا، لیکن جب کہ تنزیلِ عزیز نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بجائے انبیاء کے نام لینے کے صحابہ کرام اور علمائے امت کا ذکر فرمایا تو ثابت ہوا کہ آپ کے بعد کوئی اور نبی مبعوث ہونے والا نہیں۔

آیت نمبر ۴۷ | لَكِنَّ الرَّاٰسِخُوْنَ فِي الْعِلْمِ | ”لیکن ان میں جو لوگ علم پر ثابت ہیں

مِنْهُمْ وَالْمُؤْمِنُونَ يُؤْمِنُونَ
بِمَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ وَمَا أُنْزِلَ مِنْ
تَبْلِكَ (نساء، پ)

آیت نمبر ۴۸ | إِنَّمَا كَانَ قَوْلَ الْمُؤْمِنِينَ
إِذَا دُعُوا إِلَى اللَّهِ وَرَسُولِهِ
لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ أَنْ يَقُولُوا سَمِعْنَا
وَأَطَعْنَا ۚ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ
(نور، پ ۱۸)

آیت نمبر ۴۹ | وَمَنْ يُطِيعِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ
وَيَخْشِ اللَّهَ وَيَتَّقْهُ نَأْوِلَيْكَ
هُمُ الْفَائِزُونَ ۚ
(نور، پ)

آیت نمبر ۵۰ | قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا
الرَّسُولَ ۚ الْآيَةُ (نور، پ)
آیت نمبر ۵۱ | وَإِنْ تُطِيعُوا تَمُوتُوا
(نور، پ)

آیت نمبر ۵۲ | وَأَقِيمُوا الصَّلَاةَ وَآتُوا
الزَّكَاةَ وَاطِيعُوا الرِّسُولَ لَعَلَّكُمْ
تُرحَمُونَ ۚ (نور، پ)

آیت نمبر ۵۳ | إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ الَّذِينَ
آمَنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ (نور، پ)
آیت نمبر ۵۴ | إِنَّمَا تُنذِرُ مَنِ اتَّبَعَ
الذِّكْرَ وَخَشِيَ الرَّحْمَنَ الْغَيْبَ
فَنَشِيرُهُ بِمَغْفِرَةٍ وَأَجْرٍ كَرِيمٍ (نور، پ)

اور ایمان والے ہیں، وہ ایمان لاتے ہیں
اس وحی پر جو آپ پر نازل ہوئی اور جو
آپ سے پہلے انبیاء پر نازل ہوئی؟
”ایمان والوں کی بات یہ تھی کہ جب
بلائے ان کو اللہ اور رسول کی طرف
ان میں فیصلہ کرنے کے لئے تو کہیں ہم نے
سنا اور مانا اور وہی لوگ صلاح
پانے والے ہیں؟“

”اور جو لوگ اللہ اور اس کے رسول
(محمد) کی اطاعت کریں اور اللہ سے
ڈریں اور یہیں اس کے عوامت سے وہی
لوگ مراد کو پہنچنے والے ہیں؟“

”کہہ دیجئے کہ اللہ کی اطاعت کرو اور
رسول کی؟“
”اگر تم آپ کی (یعنی آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کی) اطاعت کر دے تو ہدایت
پاؤ گے؟“

”اور قائم کر دینا زاد اکرو زکوٰۃ اور
اطاعت کرو رسول (محمد صلی اللہ علیہ وسلم)
کی، شاید تم پر رحم ہو؟“

”ایمان والے وہ ہیں جو ایمان لائے ہیں
اللہ پر اور اس کے رسول (محمد) پر؟“
”بس آپ تو صرف ایسے ہی شخص کو ڈرا
سکتے ہیں جو نصیحت پر چلے، اور خدا سے
بے دیکھے ڈرے، سو آپ اس کو مغفرت

اور عہدِ مومن کی خوشخبری سنا دیجیے :

”ایمان والے وہ ہیں جو یقین لائیں اللہ

پر اور اس کے رسول (محمد) پر :

”اور جو کوئی پیر دی کرے اللہ کا دوس

کے رسول (محمد) کی اُس نے پائی بڑی مراد :

آیت نمبر ۵۵ | إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ الَّذِينَ

آمَنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ (نور، ۵۵)

آیت نمبر ۵۶ | وَمَنْ يُطِيعِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ

فَقَدْ قَرَّبَهُ قَدْراً عَظِيماً (احزاب، ۵۶)

ان تمام آیاتِ کریمہ میں بھی صرت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وحی اور آپ سے پہلے انبیاء کی وحی پر ایمان لانے کو کافی بتلا کر قیامت تک آنے والی نسلوں کے لئے صرت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت اور آپ کے اتباع کو مدارِ نجات قرار فرمایا ہے، اور اسی پر جنت و مغفرت وغیرہ کے وعدے ہیں۔

اور یہ بھی ظاہر ہے کہ قرآن کریم کا یہ وعدہ کبھی منسوخ نہیں ہو سکتا، بلکہ تا قیامت جاری ہے، اگر دنیا میں وحی نبوت کا سلسلہ جاری ہو تو کیا اس وحی پر ایمان لائے بغیر کوئی انسان جنت اور اس کے درجات کا مستحق بن سکتا ہے؟ اور اگر نہیں بن سکتا تو پھر قرآن کے یہ وعدے کیسے پورے ہو سکتے ہیں؟

آیت نمبر ۵۷ | وَ اخَذْنَا مِنَ النَّبِيِّينَ

مِيثَاقَهُمْ وَمِنْكَ وَ مِنْ نُوحٍ

وَ اِبْرَاهِيمَ وَ مُوسٰى وَ عِيسٰى

ابْنِ مَرْيَمَ (احزاب، ۵۷)

”اور یاد کر جب ہم نے انبیاء سے عہد

لیا، اور آپ سے (لئے محمد) اور نوح سے

اور ابراہیم اور موسیٰ اور عیسیٰ ابن

مریم سے :

اس آیتِ کریمہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نام نامی تمام انبیاء سے پہلے ذکر فرمایا گیا ہے، اسی کی وجہ خود زبانِ رسالت نے بیان فرمائی ہے :-

”حضرت ابو ہریرہؓ آیتِ کریمہ وَ اِذَا اخَذْنَا

مِنَ النَّبِيِّينَ عَہْدَکَ بارہ میں آنحضرت صلی اللہ

علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے

فرمایا کہ میں پیداؤں میں تمام انبیاء

سے پہلے تھا، اور اس عالمِ بعثت

میں سب کے آخسر میں اسی لئے

عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ فِي تَفْصِيلِ تَعَالٰی

وَ اِذَا اخَذْنَا مِنَ النَّبِيِّينَ

مِيثَاقَهُمْ وَمِنْكَ وَ مِنْ نُوحٍ الْاٰیةِ

قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

كُنْتُ اَوَّلَ النَّبِيِّينَ فِي خَلْقِي وَ

اٰخِرُهُمْ فِي الْبَعْثِ فَبُدِئْتُ

قُلْتُمْ (ابن کثیر، ص ۸۲) سب سے پہلے میرا نام لیا گیا :

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد سے بھی معلوم ہوا کہ اس آیت میں بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سب سے پہلے اور سب سے آخر نبی ہونے کی دلیل ہے ۔

آیت نمبر ۵۸ | اِنَّا نَحْنُ مَا اَنْزِلَ اِلَيْكُمْ | اس وحی کا اتباع کرو جو تمہاری طرف
مِنْ رَّبِّكُمْ وَلَا تَتَّبِعُوا مِنْ دُونِہِ | تمہارے رب کی طرف سے نازل ہو چکی ہو
اَوَّلِیَّاءُ (اعراف، پ ۳) | اور نہ چلو اس کے سوا اور رفیقوں کے پیچھے

یہ آیت کریمہ اگر ایک طرف اس وحی کا اتباع اہل عالم کے لئے فرض کرتی ہو جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئی تو دوسری جانب صاف طور سے اس کا یہ بھی ارشاد ہے کہ اس وحی کے علاوہ اور کسی وحی کا اتباع جائز نہیں ۔

اب انصاف کیجئے کہ اگر آپ کے بعد بھی کوئی آسمانی وحی خدا کی طرف سے آنے والی تھی ، تو اس کے اتباع سے کیوں روکا جاتا ہے ، اور پھر اس پر بھی غور کیجئے کہ جب دنیا اس کے اتباع سے ممنوع ہے تو پھر اس وحی کے نازل کرنے اور نبی کے دنیا میں بھیجنے سے کیا فائدہ ہے ۔

آیت نمبر ۵۹ | وَلَقَدْ اَهْلَكْنَا الْقُرُونِ | اور ہم ہلاک کر چکے سب امتوں کو تم سے
مِنْ قَبْلِكُمْ لَمَّا ظَلَمُوا وَجَاءَهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنَاتِ وَمَا كَانُوا | پہلے ، جبکہ انہوں نے ظلم کیا اور لائے تھے
یَوْمِئِذٍ اَنْ يَّاتِیَ الْغَوْثِ الَّذِیْ تَنْجُو مِنَ الْقَوْمِ | ان کے رسول ان کے پاس کھلی نشانیاں
الْمُخْرِجِ مِنْہُمْ ثُمَّ جَعَلْنَاكُمْ خَلِیْفَہِ | اور ہرگز نہ تھے وہ ایمان لانے والے ، پونہی
فِی الْاَرْضِ مِنْ بَعْدِہِمْ لَیْسَ لَکُمْ | سزا دیتے ہیں ہم گنہگار قوم کو ، پھر ہم تم
کَيْفَ تَقْسِمُوْنَ (یونس، پ ۳) | کو نائب کیا زمین میں ان (سب) امتوں
کے بعد تاکہ دیکھیں تم کیا کرتے ہو ؟

اس آیت کریمہ میں اول تو یہ بتلایا گیا کہ پہلی امتیں سب شرک کی وجہ سے ہلاک ہو چکیں ، اور پھر بیان کیا گیا کہ امت محمدیہ علی ما جبہ الصلوٰۃ والسلام تمام امتوں کی خلیفہ اور زمین میں سب کی قائم مقام ہے ، جس کا حاصل صاف یہ ہے کہ یہ امت آخرالام ہے ، اس کے بعد نہ کوئی جدید نبی آئے گا اور نہ اس کی نئی امت پیدا ہوگی ۔ غالباً یہی وجہ ہے کہ خداوند عالم نے بنی اسرائیل پر اپنے انعامات کا تذکرہ کرتے

ہوئے ارشاد فرمایا :-

وَاذْكُرْ ذَا اِذْ جَعَلْنَا نَبِيَّكُمْ
اَنْبِيَاءَ | " اور یاد کرو جب کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے
اندر انبیاء پیدا کئے "۔

لیکن خیر الام کے متعلق کہیں ایسے الفاظ مذکورہ نہیں، بلکہ اس موقع پر جَعَلْنَا کے
خَلَقْنَا کی آیتوں میں ارشاد فرمایا گیا ہے، جس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ خدا کے تدوین
کی حکمت غامضہ اور خیر الام کی شان امتیاز کا اقتضار یہی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کے آفتاب نبوت کے طلوع ہونے کے بعد کسی جدید ستارے کی روشنی کی ضرورت نہ سمجھی جائے۔
لیکن یاد رہے کہ اس سے ہرگز یہ لازم نہیں آتا کہ یہ امت امت سابقہ کے کسی درجہ
میں کم ہے، کیونکہ منصب نبوت کے نہ ہونے سے یہ لازم نہیں آتا کہ کمالات نبوت بھی
مفقود ہوں۔ چنانچہ ارشادات قرآنیہ اور احادیث نبویہ اس کا اعلان کرتی ہیں کہ یہ
امت کمالات نبوت کے ساتھ متصف ہے، مگر منصب نبوت آپ کے بعد کسی کو اس لئے
نہیں دیا جاتا کہ اس میں آپ کی شان عظمت کی تنقیص ہے۔

مسند ابوداؤد طیالسی میں حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے ایک طویل حدیث نقل کی جو
جو انشاء اللہ تعالیٰ حصہ دوم ختمہ المتبوعۃ فی الحدیث میں مفصل نقل کی
جائے گی، اس کے چند جملے یہ ہیں :-

وَقَوْلُ الْأَمِّ كَاذِبٌ هَذِي
الْأُمَّةُ أَنْ تَكُونَ أَنْبِيَاءُ مُكَلَّمًا۔
" قیامت کے روز تمام امتیں کہیں گی
کہ قریب ہے کہ یہ امت سب کی سب
انبیاء ہوں "۔ (مسند ابوداؤد طیالسی ص ۳۵۳)

نیز خداوندِ عالم نے پہلی امتوں کے متعلق جب یہ ذکر فرمایا کہ وہ اپنے سے پہلی امتوں
کے قائم مقام اور خلیفہ ہیں تو ساتھ ہی اس قوم کا بھی ذکر فرمایا جس کا خلیفہ اس
امت کو کیا گیا تھا، چنانچہ ایک جگہ ارشاد ہوتا ہے :-

وَاذْكُرْ ذَا اِذْ جَعَلْنَاكُمْ خُلَفَاءَ
مِنْ بَعْدِ قَوْمِ نُوحٍ | " یاد کرو جب ہم نے قوم نوح کے بعد
تمہیں خلیفہ بنایا "۔

اور دوسری جگہ ارشاد ہے :-

وَإِذْ كُنَّا إِذْ جَعَلْنَا خُلَفَاءَ
مِنْ بَعْدِ عَادٍ -

”یاد کرو جب ہم نے تمہیں عاد کے
بعد قائم مقام بنادیا“

جس میں کسی امت کو قوم نوح کا اور کسی کو قوم عاد کا خلیفہ اور قائم مقام بتلایا گیا ہے ، بخلاف خیر الامم کے کہ اس کی خلافت و نیابت کو کسی خاص قوم کے ساتھ مقید نہیں فرمایا بلکہ خلافت کے ساتھ فی الارض کی قید کا اضافہ کر کے اس کا صاف اعلان کر دیا کہ یہ امت محمدیہ علی الاطلاق تمام امم دنیا کی خلیفہ ہے ، اس کے بعد کوئی اور امت عالم دنیا میں آنے والی نہیں ۔

آیت نمبر ۶۱ | هُوَ الَّذِي جَعَلَكُمْ
خُلَفَاءَ الْأَرْضِ وَرَفَعَ بَعْضَكُمْ
فَوْقَ بَعْضٍ دَرَجَاتٍ .

”وہ اللہ وہ ہے جس نے تمہیں زمین کا
خلیفہ بنایا اور تم میں سے بعض کے درجات
دوسروں پر بلند کئے“

(آخرا لانعام ، ۳۱)

آیت نمبر ۶۲ | هُوَ الَّذِي جَعَلَكُمْ خُلَفَاءَ
فِي الْأَرْضِ الْآيَةِ (فاطر ، ۳۲)

”وہ اللہ وہی ہے جس نے تمہیں زمین
پر خلیفہ بنایا“

یہ آیات بھی آیت مذکورہ کی طرح اس امت کو تمام امم کا خلیفہ اور آخر الامم ثابت کرتی ہے جس کی تفصیل ابھی گزر چکی ہے ، مزید اطمینان کے لئے دیکھو تفسیر خازن صفحہ ۷۱ جلد ۲ :-

يَعْنِي وَاللَّهُ الَّذِي جَعَلَكُمْ بِنَا
أُمَّةً مُعْتَدٍ خُلَفَاءَ فِي الْأَرْضِ
فَإِنَّ اللَّهَ تَعَالَى أَهْلَكَ مَنْ
كَانَ تَبَلُّكُمْ مِنَ الْأُمَمِ الْخَالِيَةِ
وَأَسْتَخْلَفَكُمْ فَجَعَلَكُمْ خُلَفَاءَ
مِنْهُمْ يُخَلِّفُونَهُمْ فِيهَا وَيُعِيرُونَهَا
بَعْدَهُمْ وَذَلِكَ لِأَنَّ مُحَمَّدًا
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

”اللہ تعالیٰ وہ ہے جس نے تمہیں اپنے
امت محمدیہ تمام زمین کا خلیفہ بنایا اس
لئے کہ اللہ تعالیٰ نے تم سے پہلی تمام
اہم سابقہ کو ہلاک کر دیا اور تمہیں اُن
کا خلیفہ بنادیا کہ تم زمین پر اُن کی نیابت
کرو اور ان کے بعد زمین کو آباد کرو“ اذ
یہ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد
صلی اللہ علیہ وسلم کو آخر الانبیاء اور

حَاتِمُ الْأَنْبِيَاءِ وَآخِرُهُمْ
أَمَّتُهُ آخِرُ الْأُمَمِ

آپ کی امت کو آخر لام بنایا ہے :

تفسیر خازن کی مذکور بالا عبارت میں خط کشیدہ عبارت کو غور سے دیکھیں جس میں ہماری گزارش کی پوری تصدیق ہے۔

نیز علامہ نسفی تفسیر مدارک میں اسی آیت کی تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں :-

لَإِنَّ مُحَمَّدًا صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَ
سَلَّمَ حَاتِمُ النَّبِيِّينَ فَأَمَّتُهُ
قَدْ خَلَقْتَ سَائِرَ الْأُمَمِ (مدارک)

اس لئے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم خاتم
النبيين ہیں اور اس لئے آپ کی امت
ساری امتوں کی خلیفہ بنی :

آیت نمبر ۶۲ | اقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَ
الْشَّقُّ الْقَمَرُ
(پارہ اقربت ۴)

” قریب آہنچی قیامت اور شق ہو گیا
چاند رجبو کہ قریب قیامت کی علامت
اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ ہے :

آیت میں قیامت کے قریب ہونے سے اس کی طرف اشارہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم اور قیامت کے درمیان کوئی نبی نہ پیدا ہوگا، چنانچہ خود آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم نے اس پر تصریح فرمائی ہے، دیکھو ابو حازم سلمہ بن دینار رضی اللہ عنہ کی حدیث ذیل :-

قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ بَيِّتُ أَنا
وَالسَّاعَةُ هَكَذَا وَأَشَارَ
بِمِصْبَعِهِ السَّيَّابَةِ وَالْوُسْطَى
(بخاری و مسلم)

” ابو حازم فرماتے ہیں کہ میں نے آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ آپ فرما رہے
تھے کہ میں اور قیامت دونوں اس طرح
سمیے گئے ہیں اور آپ نے اپنی شہادت کی
اٹلی اور بیچ کی اٹلی کو ملاکشاہ فرمایا :

اور اسی مضمون کی عین حدیثیں امام احمد نے اپنے مسند میں حضرت سہیل بن سعد اور
حضرت انسؓ اور حضرت وہب سلواتیؓ سے بھی روایت فرمائی ہیں جن کو ابن کثیر نے
آیت مذکورۃ الصد کے تفسیر میں پیش کیا ہے، دیکھو ابن کثیر صفحہ ۳۴۰، جلد ۹۔

اور حضرت ابن زعلیؓ کی ایک طویل حدیث میں بھی مضمون اور بھی زیادہ وضاحت
کے ساتھ بیان کیا گیا ہے جس میں یہ بھی تصریح ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور قیامت
دونوں کے قریب ہونے سے یہی مراد ہے کہ آپ کے اور قیامت کے درمیان کوئی

اور نبی پیدا نہ ہوگا۔

اسی حدیث میں ابو زمرؓ نے اپنا ایک طویل خواب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کرنا اور آپؐ کا اس کی تعبیر بیان فرمانا ذکر کیا ہے۔ تمام خواب اور اس کی تعبیر اس جگہ بیان کرنے کی ضرورت نہیں، صرف وہ جیلے نقل کر دینا کافی ہوں گے اس وقت ہمارا مقصد متعلق ہے، یعنی ابو زمرؓ نے اس خواب میں منجملہ بہت سے واقعات کے یہ بھی دیکھا تھا کہ ایک ناقہ ہے اور اس کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم چلا رہے ہیں، آپؐ نے اس کی تعبیر میں ارشاد فرمایا :-

”وہ ناقہ جس کو تم نے دیکھا اور یہ دیکھا کہ میں اس کو چلا رہا ہوں وہ قیامت ہے جو ہم پر قائم ہوگی، نہ میرے بعد کوئی نبی ہرگز نہ میری امت کے بعد کوئی امت“

وَأَمَّا النَّاقَةُ الَّتِي رَأَيْتُمْ فَادْرَأْنِي أَبْعَثَهَا فِي السَّاعَةِ
فَلَيْسَ الْقَوْمُ لَا نَبِيَّ بَعْدِي وَلَا أُمَّةٌ بَعْدَ أُمَّتِي الْحَدِيثُ

(اخرجہ البیہقی فی دلائل النبوة ذکرہ ابن کثیر ص ۳۶۹ ج ۱)

”لوگوں کے لئے اُن کا حساب (قیامت کا دن) قریب آگیا اور وہ غفلت میں اس سے روگردانی کر رہے ہیں“
”آپؐ ہی خدا تعالیٰ کا حکم (یعنی قیامت) سو تم اس میں جلد امت مچاؤ“

آیت نمبر ۶۲ | اقْتَرَبَ لِلنَّاسِ
حِسَابُهُمْ وَهُمْ فِي غَفْلَةٍ
مُعْرِضُونَ (انبیاء، ۶۲)
آیت نمبر ۶۳ | اَنۡۤیۤ اَمُرُ اللّٰهَ فَاَکۡلَا
تَسۡتَعۡجِلُوۡا (سورۃ نمل، ۶۳)

ائمہ مفسرین نے عامۃً بیان فرمایا ہے کہ آیت میں امر اللہ سے قیامت مراد ہر اور ناظرین معلوم کر چکے ہیں کہ قرآن میں قرب قیامت سے اشارہ ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور قیامت کے درمیان کوئی جدید نبی نہیں۔

”اسی طرح اللہ تعالیٰ وحی بھیجتا ہوا آپؐ کی طرف اور ان انبیاء کی طرف جو آپؐ سے پہلے ہیں، وہ اللہ جو بہت حکمت والا ہے“

آیت نمبر ۶۵ | كَذٰلِكَ يُوحِیۡ اِلَیۡكَ وَ
اِلَی الَّذِیۡنَ مِنْ قَبْلِكَ اللّٰهُ
الْعَزِیۡزُ الْحَكِیۡمُ (ابتداء شریعت، ۶۵)

قرآن کریم نے اس مضمون کو بہت سی آیات میں بیان فرما کر مسئلہ زیر بحث کا واضح فیصلہ فرما دیا ہے، جس کا بیان آیات نمبر ۲ لغایت نمبر ۷ میں گزر چکا ہے، اسی لئے

ہم ناظرین کرام کی توجہ اس طرف منعطف کرتے ہوئے درخواست کرتے ہیں کہ پہلے اس پر غور فرمائیں کہ اس میں تو کسی کو شک نہیں ہو سکتا کہ خدا سے قدوس کے تمام انبیاء و رسل واجب الاحترام ہیں، اُن کا ذکر باعث برکات اور اُن کے ہر قدم پر آنے والی نسلوں کے لئے عبرتیں اور حکمت کے سبق ہیں، اور اسی لئے اُن کے حالات و واقعات اور گراں قدر کارناموں کو جس قدر روشن کر کے بیان کیا جائے اسی قدر مفید اور نہایت مفید ہے جیسا کہ خود قرآن کریم کا طرز عمل بتلا رہا ہے۔

لیکن دیکھنا یہ ہے کہ اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بھی نبوت و رسالت باقی اور وحی نبوت کا سلسلہ جاری ہے تو پہلی امتوں کی طرح اس امت کے لئے بھی انبیاء علیہم السلام کی دو جماعتیں ہو جائیں گی، ایک وہ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے گذر چکی ہے، اور دوسری وہ جو آپ کے بعد آنے والی ہیں، اس صورت میں مناسب یہ تھا کہ مشران عزیز دونوں قسم کی جماعتوں کا تذکرہ کرتا، دونوں کے حالات کو بیان کرتا، جیسا کہ کتب سابقہ تورات و انجیل وغیرہ اسی طرز عمل سے معمول ہیں، اُن میں اگر ایک طرف انبیاء سابقین کے کارنامے دکھلا کر اس امت کے لئے درسِ عبرت پیش کیا گیا ہے، تو دوسری جانب بعد میں آنے والے انبیاء علیہم السلام اور بالخصوص خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے پورے حالات و علامات، اخلاق، عادات، تمدن، معاشرت، وطن، ہجرت گاہ وغیرہ اور ان کی شریعت کا طغریٰ امتیاز اس طرح بتلایا گیا ہے کہ جس کے معلوم کرنے کے بعد کسی شخص کو ان کے پہچاننے میں غلط فہمی نہیں ہو سکتی، بلکہ بنصرِ مشران ہ آنے والے نبی کو اس طرح پہچانتے تھے جیسے کوئی شخص اپنی اولاد کو پہچانتا ہے۔ پھر آنے والے انبیاء کی صرف خبر ہی نہیں دی بلکہ ان پر ایمان لانے اور ان کے اتباع کرنے کی ہدایت فرمائی ہے۔

اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بھی بعثتِ انبیاء اور سلسلہ وحی جاری تھا تو مناسب بلکہ ضروری تھا کہ قرآن عزیز انبیاء سابقین کی طرح آنے والے انبیاء کا بھی مسلسل و مکمل تذکرہ کرتا اُن کے نام، اُن کا مولد، محلہ، اخلاق و عادات اور ایسے

حالات بیان کر دیتا کہ جن کے معلوم کرنے کے بعد امت مرحومہ کو آنے والے انبیاء کے پہچانے میں کوئی مشبہ باقی نہ رہتا۔

بلکہ اگر ذرا غور سے کام لیا جائے تو بعد میں آنے والے انبیاء کا تذکرہ نسبت انبیائے سابقین کے زیادہ اہم اور ضروری تھا، کیونکہ انبیائے سابقین پر اجمالی ایمان کافی ہے، یہ ضروری نہیں کہ اس میں سے ہر شخص کا نام اور تشخص معلوم ہو، اس کی ہدایتیں یاد ہوں، اس کے تمام احکام کی اطاعت کی جائے، اور خود قرآن کریم کا ارشاد ہے

مِنْهُمْ مَنْ قَصَصْنَا عَلَيْكَ وَمِنْهُمْ مَنْ لَمْ نَقْصُصْ عَلَيْكَ،

جس نے بتلادیا کہ بہت سے انبیاء سابقین کے نام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی نہیں بتلائے گئے، امت کا تذکرہ ہی کیا۔

الغرض انبیائے سابقین کے متعلق صرف اس قدر اجمالی ایمان کافی ہے کہ خداوند عالم نے جتنے انبیاء بھیجے ہیں وہ سب حق و صداقت پر ہیں اُن کے شخصی حالات ایمان کا جزو نہیں۔ بخلاف بعد میں آنے والے انبیاء کے کہ اُن کے دعوے کی تصدیق ان پر ایمان لانا، اُن کے تمام احکام کا اتباع امت مرحومہ کا اولین فرض ہے اور ان کی نجات کا مدار ہوگا۔ وہ جب تک آنے والے انبیاء کو نہ پہچانیں اور ان پر ایمان نہ لائیں، اگرچہ پہلے سب انبیاء پر کامل ایمان رکھیں ہرگز نجات نہیں پاسکتے۔

ایسی حالت میں انصاف سمجھئے کہ انبیائے سابقین کے حالات کا ذکر نہ کرنا، اُن کے شخصی حالات کا تذکرہ زیادہ اہم اور ضروری ہے، یا بعد میں آنے والے انبیاء کا؟ اس کے بعد قرآن کریم کی آیات بنیات پر نظر ڈالئے اور دیکھئے کہ اس مجسم ہدایت نے بعد میں آنے والے انبیاء کے ذکر اور اُن کے حالات کا کہاں تک اہتمام کیا ہے اور انبیائے سابقین کا کہاں تک؟

ہم یقین سے کہہ سکتے ہیں کہ قرآن مجید کے تیس پاروں میں کوئی ایک آیت بھی ایسی نہیں دکھائی جاسکتی جس میں کسی بعد میں پیدا ہونے والے نبی کا نام یا اس کا حلیہ یا اس کا وطن یا اور کوئی تشخص بتلایا گیا ہو، بلکہ بلا تعین اجمالی طور پر کہیں یہ بھی ذکر نہیں کیا گیا کہ آپ کے بعد بھی کوئی نبی پیدا ہوگا۔

بخلاف اس کے کہ انبیائے سابقین کے نام نامی، ان کے وطن اور جائے قیام

کا اکثر بلکہ مکرر ذکر فرمایا گیا ہے، ان کے تبلیغی کارناموں اور قصصِ عبرت کو ایک مرتبہ اور ایک جگہ نہیں، بلکہ قرآن کے مختلف مواضع میں مکرر سرکر لوثایا گیا، ایک حضرت موسیٰ علیہ السلام کے قصہ کو دیکھئے کہ شاید کوئی پارہ ایسا نکلے جس میں اس قصہ کا تفصیلاً یا اجمالاً ذکر نہ ہو۔

تتزیل عزیز کے اس طرزِ عمل اور طریقِ ہدایت میں کیا چشمِ بصیرت کے لئے یہ سبق نہیں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی آنے والا نہیں، ورنہ کس قدر حیرت اور تعجب کا مقام ہے کہ جس آنے والے نبی کا شخصی طور پر پہچانا، اس کے حالات معلوم کرنا، اس کے احکام کی پیروی کرنا امت کے لئے جزوِ ایمان اور مدارِ نجات ہے، اس کا تو کہیں نام بھی نہ لیا جائے، کوئی ذکر بھی نہ کیا جائے، اس کے بعد میں آنے کی طرف اشارہ بھی نہ فرمایا جائے، اور جن انبیاء سے سابقین پر اجمالی ایمان لانا کافی تھا ان کے ناموں کا معلوم ہونا، ان کے حالات و تشفیات کا جاننا، ان کے قصص کا پڑھنا جزوِ ایمان نہیں تھا، اس کو بار بار مختلف عنوان سے سارے قرآن میں دہرایا جا رہا ہے۔ پھر اسی پر بس نہیں، بلکہ قرآن مجید میں اکثر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت و رسالت اور وحی کے تذکرے کے ساتھ میں قبل، میں قبلیک وغیرہ کی قید لگا کر اس کا اعلان کیا جا رہا ہے کہ نبوت و رسالت اور وحی کے سلسلے صرف زمانہ قبل ہی تک محدود ہیں، بعد میں نہ کوئی نبی ہوگا اور نہ سلسلہ وحی جاری رہے گا۔

اسی کی ایک نظیر وہ آیت کریمہ ہے جو اوپر تلاوت کی گئی ہے یعنی كَذَٰلِكَ يُوحِي الْكِتَابَ وَالَّذِي يُؤْتِي مِنَ الْقُبُلِ جِسْمِ بَلَايَا كَيْفَ هِيَ وَحْيِ الْهِىَ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ہوگی، اور آپ سے پہلے انبیاء کی طرف۔

غور کا مقام ہے کہ اگر بعد میں بھی یہ سلسلہ وحی جاری تھا تو اول تو لازمی تھا کہ اس کو نہایت روشن کر کے ذکر کیا جاتا اور امت کو اس کے اتباع کی تاکید اور ہدایت کی جاتی، اور اگر نہیں تھا تو کم از کم من قبلک کی تفصیلات کا تو کوئی موقع ہی نہیں تھا۔ اس لئے یہ یقین کہا جاسکتا ہے کہ قرآن عزیز میں وحی الہی کے ساتھ من قبلک اور من قبل وغیرہ کی تفصیلات اس بات کا کھلا ہوا اعلان ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی قسم کا جدید نبی پیدا نہ ہوگا۔

نزیر بات بھی قابل لحاظ ہے کہ مترآن مجید ایک غیر منسوخ وابدی قانون ہے، قیامت تک پیدا ہونے والی تمام نسلیں اسی کے زیر حکومت ہیں، یہاں تک کہ مندرجہ مرزائیکہ کی دونوں پارٹیوں کی بھی ظاہراً اس میں خلافت نہیں، اس کے باوجود اس میں آئندہ پیدا ہونے والے انبیاء کا تذکرہ نہ ہونا، اُن کے حالات کی تفصیل بلکہ اجمال کا بھی مذکور نہ ہونا قطعاً یہ حکم کر رہا ہے کہ آئندہ کسی طرح سے سلسلہ نبوت باقی نہیں۔

اگر کتب قدیمہ تورات و انجیل وغیرہ اس طرزِ عمل کو اختیار کرتی ہوئی مروت اپنے سے پہلے انبیاء کے تذکرہ پر اکتفا کرتیں، اور انبیاء کے ذکر کے ساتھ من قبل وغیرہ کی قیدیں لگاتیں، تو ایک درجہ میں غیر مناسب نہ تھا، کیونکہ وہ کتابیں ایک محدود زمانہ اور محدود اقوام کے لئے نازل کی گئی تھیں وہ اس کی کفیل نہ تھیں کہ قیامت تک آنے والے انسانوں کے لئے ہدایت کا مکمل سامان پیش کریں، اور ان انبیاء کا مفصل ذکر کریں جو اُن کے بعد میں آنے والے ہیں۔

لیکن قرآن عزیز جو تا قیامت تمام انسانوں کے لئے نجات و ہدایت کا کفیل ہو کر دنیا میں آیا ہے، اگر سلسلہ نبوت و وحی جاری رکھنے کے باوجود وہ بعد میں آنے والے انبیاء کے مفصل حالات بیان نہیں کرتا تو یقیناً کہنا پڑے گا کہ (معاذ اللہ) اس کی تعلیم اور ہدایت میں سخت نقصان ہے۔

جب ہم کتب سابقہ کو انبیاء مابعد کے مفصل اور مکمل حالات اور ان کے تذکرہ سے بھر ا ہوا دیکھتے ہیں، اور اس کے خلاف قرآن کریم میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی جدید نبی کا نام تک نہیں پاتے۔ مفصل حالات کو چھوڑ کر اجمال اور اشارت اور بھی اس کی طرف نہیں دیکھتے، بلکہ صراحتہ اور قطعاً انقطاع نبوت کے کمر اعلان اس کی آیات میں تلاوت کرتے ہیں تو ایمان لانا پڑتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی تشریفی یا غیر تشریفی اور بقول مرزا جی غلی یا بروزی نبی کو تجویز کرنا یقیناً

۱۔ اگرچہ حقیقت میں وہ صرف مرزا صاحب کی پوجا کرتے ہیں اور انہی کے اتباع میں بہت سے احکام مترآنیکہ کو مفاتی سے روک رہے ہیں ۱۲ منہ

اسلام اور شریعتِ اسلامیہ سے روگردانی اس کی نفوس کو ٹھکانا اور کھلا ہوا اللہ زاد ہے۔ نعوذ باللہ منہ۔

اس کے بعد ناظرینِ کرام وہ آیات ملاحظہ فرمائیں جن میں خداوندِ عالم نے انبیاء کے تذکرہ کے ساتھ من قبل وغیرہ کی قیدیں لگائی ہیں۔

تَنْبِيْهُ ۱۔ ان آیات سے یہ بات بھی بخوبی واضح ہو جاتی ہے کہ اگر بقول مرزا صاحب نبی کی کوئی قسم غیر تشریحی یا ظلی یا بردی وغیرہ بھی شریعت میں معتبر ہے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد وہ بھی منقطع ہے، کیونکہ نبی خواہ کسی نوع کا ہو اس کا ایمان لانا فرض اور اداس سے اعراض کفر ہے۔

ایسی حالت میں قرآن کریم کا آنے والے غیر تشریحی یا ظلی یا بردی نبی کا کوئی تذکرہ نہ کرنا بلکہ اس کے خلاف انقطاعِ نبوت کا اعلان کرنا اس کی کھلی ہوئی دلیل ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ان اقسام میں سے بھی کسی قسم کا کوئی نبی بھیجتا حق تعالیٰ کو منظور نہیں۔

اس جگہ ایک اور بات بھی قابلِ غور ہے کہ رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی امت پر جو انتہائی شفقت تھی اس کے پیش نظر آپ نے قیامت تک امت کے سامنے پیش آنے والے تمام اہم معاملات کو ایک ایک کر کے نہایت صراحت و وضاحت کے ساتھ سمجھایا ہے جس کا بیان احادیثِ نبویہ میں اہتمام کے ساتھ آتا ہے ایک طرف آئندہ آنے والے فتنوں اور اُن کے بڑے قائدوں کے پورے نشانات اور پتے بتلا کر ان سے محفوظ رہنے کی تدبیریں تلقین فرمائیں، تو دوسری طرف ایسے بزرگوں کے پورے نام و نشان بتلائے جو ملت کی رہنمائی کریں گے۔ مثلاً دجالوں کے آنے کی خبر اور ان کے شر سے محفوظ رہنے کی تدبیریں، آنے والے فتنوں کی نشانیاں، اُن کے وجوہ و اسباب، اُن کے شر سے بچنے کی صورتیں، احادیثِ صحیحہ میں نہایت تفصیل کے ساتھ موجود ہیں، اسی طرح امت کی رہنمائی کرنے والے بزرگوں کے نام لے لے کر کہیں فرمایا اِقْتَدُوا بِالَّذِيْنَ مِنْ بَعْدِيْ اِنَّ بَيْنَكُمْ وَعُمَرَ (تفوی، ابن ماجہ) کہیں ارشاد فرمایا يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ اِنَّكَ اَنْتَ الْاَمَةُ عِطَاشًا اِلَّا مَنْ اَحَبَّ اَبَا بَكْرٍ وَعُمَرَ وَعُمَانَ وَعَلِيًّا (داعی از کبیر)

کہیں خلفائے راشدین کی سنت و طریق کو مضبوط پکڑنے کی ہدایت فرمائی تو کہیں
تَمَسَّكُوا بِعَقْدِ ابْنِ مَسْعُودٍ (ترمذی) ارشاد ہوا۔

اور حَوَارِی الرَّبِّیِّ (بخاری) اور اَمِیْنُ هَذِهِ الْأَمَّةِ أَبُو عُبَیْدَةَ بْنُ الْجَرَّاحِ
(بخاری و مسلم) اور مِسْنَمُ هَذِهِ الْأَمَّةِ عُمَرُ بْنُ الْعَبَّاسِ وَیَسْبُطُ هَذِهِ الْأَمَّةِ
الْحَسَنُ وَالْحُسَیْنُ (کنز، ۳۳، ۶۸) اور حَیْزُ هَذِهِ الْأَمَّةِ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبَّاسٍ
(خطاب، کنز) اور أَعْلَمُهَا بِالْحَلَالِ وَالْحَرَامِ مُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ (کنز) فرما کر امت
کے رہنماؤں اور مقتداؤں کے نام دے چکے ہیں۔

یمن سے اویس سترنی کے آنے کا پتہ دیا (مسلم) ملک شام میں ابدال پیدا
ہونے کا ذکر کیا (مسند احمد) ہرمدی کے شروع میں محمد پیدا ہونے کا اظہار فرمایا (ابوداؤد)
آخر زمانہ میں امام مہدی کے پیدا ہونے کا تفصیلی تذکرہ اور ان کی علامات اور پوری
نشانیوں بتلائیں (العرف الودی فی اخبار المہدی)

حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کا آخر زمانہ میں آسمان سے اترنا بیان فرمایا اور
ان کی اتنی علامات و نشانات واضح طور پر بتلائے کہ اس سے زیادہ کسی شخص کے
نشانات متعین کرنا عا دۃً ممکن نہیں (التصریح بما تواتر فی نزول المسیح)

رحمۃ للعالمین نے امت کی حفاظت و ہدایت کے لئے یہ سب کچھ کیا لیکن کسی ایک
حدیث میں اس کا اشارہ تک نہ فرمایا کہ ہمارے بعد فلاں نبی تشریف یا غیر تشریف لے لیا یا
بروزی فلاں ملک، فلاں زمانہ میں پیدا ہوگا، یہ اس کی علامات ہوں گی، اس کی
اطاعت امت پر فرض ہوگی، اطاعت نہ کی گئی تو امت کا فر، گمراہ اور ابدی عذاب
میں مبتلا ہو جائے گی۔

ہاں ذکر فرمایا تو حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کے دوبارہ آسمان سے نازل ہونے
کا ذکر فرمایا، جن کو نبوت اس دنیا میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے مل چکی ہے،
اور مسرآن اُن کے ذکر سے بھرا ہوا ہے۔

پھر یہ بھی واضح فرمادیا کہ آخر زمانہ میں اس امت میں ان تشریف لانا یا وجود منصب
نبوت پر قائم ہونے کے بحیثیت نبی نہیں، بلکہ ایک امام اور خلیفۃ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کی حیثیت میں ہوگا، جیسے ایک صوبہ کا گورنر یا وزیر اعظم کسی دوسرے صوبہ میں چلا

جائے تو وہ اپنے عہد گونزی یا وزارت معزول نہیں ہوتا، مگر اس دوسرے موہیل میں کہ جو اس حیثیت سے نہیں ہوتا پھر آخر زمانہ میں آنے مسیح عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کا ذکر ایک سو سے زیادہ احادیث نبویہ میں اتنی تفصیل و توضیح کے ساتھ کیا گیا اور ان کے نشانات اور پتے دیئے گئے کہ کسی شخص کے اس سے زیادہ پتے دینا عادتاً ناممکن ہے تاکہ آنے والے مسیح کے بارہ میں امت کو کوئی التباس و اشتباہ نہ رہے (آنے والے مسیح کی علامات اور نشانیاں جو نصوصِ متبرکات اور احادیث نبویہ میں مذکور ہیں ان کو ہم نے ایک مستقل حصہ "مسیح موعود کی پہچان" میں درج کیا ہے یہ رسالہ شائع شدہ ہے ملاحظہ فرمایا جائے)۔

خلاصہ یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کے سوا اس امت میں کسی نبی یا رسول کے پیدا ہونے کا قطعاً کوئی تذکرہ بلکہ اشارہ تک کسی حدیث میں نہیں، بلکہ اس کے خلاف اس کی بے شمار تصریحات موجود ہیں کہ آپ کے بعد کسی کا منصب نبوت کسی کو عطا نہیں ہوگا۔

قرآن کریم نے بھی جہاں ایمان کے بنیادی اصول بتلائے (جیسے آیت مذکورۃ) میں، تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وحی کے ساتھ صرف انبیائے سابقین کی وحی کو شامل فرمایا، کسی بعد میں پیدا ہونے والے تشریفی یا غیر تشریفی یا ظلی یا برزوی نبی اور اس کی وحی کا مطلقاً کوئی ذکر نہ کیا۔

اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر اختتامِ نبوت اور انقطاعِ وحی نبوت پورے قرآن اور ذخیرۂ احادیث میں اور کوئی بھی ثبوت نہ ہوتا تو ایک سمجھ دار آدمی کے لئے اتنا ہی کافی تھا جس سے وہ یقین کر لیتا کہ آپ کے بعد کوئی کسی قسم کا نبی یا رسول پیدا ہونے والا نہیں، اور نہ آپ کے بعد وحی و نبوت کا سلسلہ جاری رہے گا۔

بقول قادیانیہ اگر نبوت کی کچھ اقسام تشریفی یا غیر تشریفی یا ظلی برزوی ہوتیں، اور ان میں سے کوئی قسم خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد باقی رہنے والی ہوتی، تو کیا اس موقع پر لازم نہ تھا کہ اس کا ذکر کیا جاتا، کہ فلاں قسم کا نبی فلاں فلاں علامات کے ساتھ آئے گا اس پر بھی ایمان لانا فرض ہوگا، اور جو کچھ اس پر نازل ہوگا اس کو

سبھی تسلیم کرنا، اور اس کی اطاعت کرنا مسلمان کے لئے ضروری ہوگا۔

”اور ہم نے تم سے پہلے رسول بھیجے تھے،

بہت اُمتوں کی طرف؟

”اے محمد! آپ کہہ دیجئے کہ مجھ سے پہلے

کس قدر پیغمبر آئے معجزے لیکر؟

”آپ سے پہلے بہت سے رسول

جھٹلائے گئے؟

”اور مذاق اڑایا گیا ہے ان رسولوں کا

جو آپ سے پہلے گزرے؟

”اور جھٹلائے گئے ہیں بہت سے

رسول تم سے پہلے؟

”اور ہم نے آپ سے پہلے مختلف بستی

والوں میں سے جتنے (رسول) بھیجے سب

آدمی ہی تھے (کوئی بھی فرشتہ نہ تھا)؟

”اور ٹھٹھا کیا گیا ہے بہت سے رسولوں

کے ساتھ آپ سے پہلے؟

”اور ہم نے بھیجے ہیں بہت سے رسول

آپ سے پہلے؟

”اے محمد! آپ سے پہلے بھی ہم نے بھی مرد

بھیجے تھے کہ ہم حکم بھیجتے تھے ان کی طرف؟

”اللہ کی قسم ہم نے بہت سے رسول بھیجے

بہت سے فرقوں میں آپ سے پہلے؟

”اور جو کتاب ہم نے آپ کے طرف بلوادی

بھیجی وہی حق ہے، تصدیق کرنے والی اپنے

سے پہلی وحی کی؟

آیت نمبر ۶۶ | وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا إِلَىٰ أُمَمٍ

مِن قَبْلِكَ (انعام، ۶۶)

آیت نمبر ۶۷ | قُلْ جَاءَكُمُ رُسُلٌ مِّن

قَبْلِي بِالْبَيِّنَاتِ الْآيَةِ (آل عمران، ۶۷)

آیت نمبر ۶۸ | فَقَدْ كَذَّبَتْ رُسُلٌ

مِن قَبْلِكَ (آل عمران، ۶۸)

آیت نمبر ۶۹ | وَلَقَدْ اسْتَهْزِئُوا بِرُسُلِ

مِن قَبْلِكَ (انعام، ۶۹)

آیت نمبر ۷۰ | وَلَقَدْ كَذَّبَ بَنُو رُسُلٍ

مِن قَبْلِكَ (انعام، ۷۰)

آیت نمبر ۷۱ | وَمَا أَرْسَلْنَا مِن قَبْلِكَ

إِلَّا رِجَالًا نُّوْحِي إِلَيْهِمْ مِّن

أَهْلِ الْقُرَىٰ (يوسف، ۷۱)

آیت نمبر ۷۲ | وَلَقَدْ اسْتَهْزِئُوا بِرُسُلِ

مِن قَبْلِكَ (رعد، ۷۲)

آیت نمبر ۷۳ | وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا رُسُلًا

مِن قَبْلِكَ (رعد، ۷۳)

آیت نمبر ۷۴ | وَمَا أَرْسَلْنَا مِن قَبْلِكَ

إِلَّا رِجَالًا نُّوْحِي إِلَيْهِمْ (نمل، ۷۴)

آیت نمبر ۷۵ | تَاللّٰهِ لَقَدْ أَرْسَلْنَا إِلَىٰ

أُمَمٍ مِّن قَبْلِكَ (نمل، ۷۵)

آیت نمبر ۷۶ | وَالَّذِي مَنَعَنَا إِلَيْكَ

مِن الْكِتَابِ هُوَ الْحَقُّ مَصَدَّقًا

لِمَا بَيْنَ يَدَيْهِ (فاطر، ۷۶)

”دستور پڑا ہوا ان رسولوں کا جو آپ سے پہلے بھیجے ہم نے؟“
 ”ہم نے آپ سے پہلے جو کوئی رسول بھیجا اس کو بھی وحی کی کہ کوئی بندگی کے لائق نہیں میرے سوا سو میری ہی بندگی کر دے“

آیت نمبر ۷، ﴿سُئِلَ مَنْ قَدْ أَرْسَلْنَا قَبْلَكَ مِنْ رُسُلِنَا﴾ (بنی اسرائیل، ۷۵، ۷۶)
 آیت نمبر ۸، ﴿رَمَّا أَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رُسُلٍ إِلَّا تَوَحَّى إِلَيْهِ أَنَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنَا فَاعْبُدْ ذُنُوبَهُ﴾ (انبیاء، ۲۲)

ظاہر ہے کہ یہ توحید کی تعلیم لازماً نبوت ہے، اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بھی کوئی رسول بھیجا جاتا تو اس کے لئے بھی یقیناً وحی ہوتی، اس کے لئے انبیاء، قابل کی تخصیص کی کوئی وجہ نہیں، اس وحی میں مِنْ قَبْلِكَ کی تہذیباً اس امر کا ثبوت ہے کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہ بھیجا جائے گا۔

”ہم نے آپ سے پہلے جو کوئی رسول اور نبی بھیجا ہے؟“
 ”اور جتنے بھیجے ہم نے آپ سے پہلے رسول سب کھانا کھاتے تھے؟“

آیت نمبر ۹، ﴿رَمَّا أَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رُسُلٍ وَلَا يَتَّبِعُونَ الْأَيَاتِ﴾ (انبیاء، ۲۳)
 آیت نمبر ۱۰، ﴿رَمَّا أَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنَ الْمُرْسَلِينَ إِلَّا أَنَّهُمْ لَيَأْكُلُونَ الطَّعَامَ﴾ (زمر، ۲۴)

یہ الفاظ بھی قابل لحاظ ہیں، کیونکہ اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بھی کوئی نبی مبعوث ہوتا تو یقیناً وہ بھی کھانے پینے سے بری نہ ہوتا، پھر اس میں انبیاء، قابل کی تخصیص کا اس کے سوا کیا فائدہ ہے کہ آپ کے بعد نبوت کے انقطاع کا اعلان کرنا منظور ہے۔

”آپ سے پہلے بہت سے رسول جھٹلائے گئے؟“

”آپ کی طرف اور آپ سے پہلے انبیاء کی طرف یہ وحی بھی گئی کہ اگر (بالغرض) تم بھی شرک کر دو تو تمہارے بھی سائے عمل جھٹا (بیکار) ہو جائیں، اور تم خسارہ والوں میں داخل ہو جاؤ؟“

آیت نمبر ۱۱، ﴿فَقَدْ كُذِّبَتْ رُسُلُكَ مِنْ قَبْلِكَ﴾ (فاطر، ۲۵)
 آیت نمبر ۱۲، ﴿وَلَعَدْ أَذْهَبَ إِلَى الْآلِ الْكَافِرِينَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِكَ لَئِنْ أَشْرَكْتَ لَيَحْبَطَنَّ عَمَلُكَ وَلَتَكُونَنَّ مِنَ الْخَاسِرِينَ﴾ (زمر، ۲۶)

اس میں بھی یہ بات غور طلب ہے کہ شرک اگر جسطا عمل اور خصالہ کا باعث ہے تو وہ صرف انبیاء سابقین ہی کے لئے نہیں بلکہ اگر بعد میں بھی کوئی نبی ہوتا تو وہ بھی اس حکم سے مستثنیٰ نہیں ہو سکتا۔

اس کے باوجود مِنْ قَبْلِكَ کی تخصیص سے کیا اس کی طرف صاف اشارہ نہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نہ کوئی نبی پیدا ہوگا اور نہ یہ احکام اس پر جاری ہوں گے، ورنہ یہ تو ظاہر ہے کہ شریعت خداوندی کسی بعد میں آنے والے نبی کے لئے شرک کو جائز نہیں رکھے گی۔

”آپ سے وہی کہا جاتا ہے جو سب رسولوں سے آپ سے پہلے کہا گیا کہ آپ کا رب مغفرت والا ہے اور دردناک عذاب والا“

آیت نمبر ۸۲ | مَا يُقَالُ لَكَ إِلَّا مَا قَدْ قِيلَ لِلرَّسُولِ مِنْ قَبْلِكَ إِنَّ رَبَّكَ لَذُوْ مَغْفِرَةٍ وَذُوْ عِقَابٍ أَلِيمٍ (حم السجدہ، ۸۲)

اس میں بھی ظاہر ہے کہ انبیاء ماقبل کی تخصیص نہیں، اگر آپ کے بعد بھی انبیاء ہوتے تو یقیناً اُن سے بھی یہی کہا جاتا، پھر مِنْ قَبْلِكَ کی تخصیص کا اس کے سوا کیا فائدہ ہے کہ انقطاع نبوت بتلانا منظور ہو کہ نہ آپ کے بعد کوئی نبی ہوگا اور نہ یہ وحی اُس کی طرف بھیجی جائے گی۔

”ایسے ہی وحی بھیجتا ہے اللہ تعالیٰ آپ کی طرف اور آپ سے پہلوں کی طرف جو زبردست اور حکمت والا ہے“

آیت نمبر ۸۳ | كَذَلِكَ يُوحِيْ اِلَيْكَ وَ اِلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكَ اللهُ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ (شوری، ۸۳)

آپ کی طرف اور آپ سے پہلے انبیاء کی طرف وحی بھیجنے میں صرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ سے پہلے انبیاء کی تخصیص کیا یہ نہیں بتلاتی کہ انبیاء ماقبل کے علاوہ اور کسی پر وحی نہ بھیجی جائے گی، اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر اگر بعد نزول وحی ہوگی تو وہ اس کے مخالف نہیں، کیونکہ وہ انبیاء سابقین میں داخل ہیں۔

”اور اسی طرح جو رسول بھیجائے آپ سے پہلے کسی بستی میں الخ“

آیت نمبر ۸۴ | ذَكَرْنَا لَكَ مَا أَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ فِيْ قَرْيَةٍ مِّنْ ذِيْ نُّرٍ إِلَّا ... الْآيَةُ (زخرف، ۸۴)

آیت نمبر ۸۶ | وَاسْأَلْ مَنْ أَرْسَلْنَا
مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رُسُلِنَا
زخرف، ۲۵

”اور ان رسولوں سے دریافت کر لیجئے
جو ہم نے آپ سے پہلے بھیجے تھے“

ان کثیر التعداد آیات کریمہ میں آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ نبوت و رسالت اور وحی وغیرہ کے سلسلہ کا جہاں کہیں ذکر آیا ہے اس کو اکثر ماقبل کے ساتھ مخصوص بتلایا گیا ہے، اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بھی انبیاء علیہم السلام پیدا ہونے والے تھے تو قرآن کریم کا یہ اسلوب قطعاً حکمت کے خلاف ہو جائے گا (والعیاذ باللہ) کیونکہ اس صورت میں اقل تو یہ مناسب تھا کہ بعد میں آنے والے انبیاء کا فضل تذکرہ ان کے اسماء گرامی، ان کے مواطن و جہاں حبر وغیرہ بیان کئے جاتے، اور بہ نسبت انبیاء سابقین کے ان کا زیادہ تذکرہ کیا جاتا۔

اور اگر یہ بھی نہیں تھا تو کم از کم نبوت و رسالت اور وحی کے سلسلہ کے ساتھ مِنْ قَبْلُ وغیرہ کی تخصیصات اور قیود بڑھا کر اُمت کو اس شبہ میں تو نہ ڈالا جاتا کہ بعد میں کوئی نبی اور وحی آنے والی نہیں۔

قرآن عزیز کے اس اسلوب حکیم پر ایک نظر ڈالنے والا اس پر یقین کئے بغیر نہیں رہ سکتا کہ اس کتاب مجید کو اس طرز تحریر کے ذریعہ سے یہی بتلانا منظور ہے کہ کسی قسم کی نبوت اور کسی قسم سے وحی نبوت کا سلسلہ آپ کے بعد جاری نہ رہے گا۔ ان صاف و صریح شواہد کو بھی اگر کوئی نظر انداز کرے تو اس کی قیمت۔

غیر تشریحی یا ظلی بروزی | اس سلسلہ آیات سے قادیانی دجل و تحریف کا بھی بالکل ازالہ
نبوت کا انقطاع بلکہ ابطال ہو جاتا ہے جو قسم نبی غیر تشریحی یا ظلی یا بروزی وغیرہ کے عوائت سے بیان کی جاتی ہے، اور کہا جاتا ہے کہ آیات ختم نبوت صرف نبی تشریحی کے آنے سے مانع ہیں، غیر تشریحی یا ظلی یا بروزی آ سکتے ہیں۔

کیونکہ یہ ظاہر ہے کہ اگر غیر تشریحی یا ظلی یا بروزی کوئی قسم نبی کی عند اللہ مقبوض ہوئی اور وہ بعد میں جاری ہونے والی ہوتی تو ضروری تھا کہ وقرآن حکیم جو باتفاق ثبات تک آنے والی نسلوں کی ہدایت کا کفیل ہو کر آیا ہے وہ بہ نسبت انبیاء سابقین کے ان آنے والے انبیاء کے حالات و مقامات کو نہایت اہتمام سے روشن کر کے بیان کرتا۔

مگر جب ہم یہ دیکھتے ہیں کہ بجائے آنے والے انبیاء کی خبر دینے اور ان کے حالات بیان کرنے کے قرآن حکیم اپنی غیر معمولی آیات میں انقطاع سلسلہ نبوت کی خبر دیتا ہو اور جہاں کہیں انبیاء اور نبوت و رسالت کا تذکرہ آتا ہے اس کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ ماقبل کے ساتھ مقید کرتا ہے تو ہمارے نزدیک کسی شب پرہ چشم کو بھی اس حقیقت سے آنکھ چرانے کی مجال نہیں رہتی، کہ اگر بالفرض غیر تشریف یا غلطی و بروزی کوئی قسم نبوت کی عند اللہ معتبر بھی ہوتی تو وہ بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم ہو چکی۔ کیا مرزا غلام احمد کا دم بھرنے والوں میں کوئی اللہ کا بندہ ہے جو خدا تعالیٰ نے دیے، اور اس بداہت کا اعتراف کرے کہ اپنے آپ کو ہمیشہ کے عذاب سے بچائے۔

اللَّهُمَّ اهْدِ قَوْمِي إِنَّهُمْ لَا يَعْلَمُونَ ۝

آیت نمبر ۸۷ | وَكَمْ أَرْسَلْنَا مِنْ نَبِيٍّ
فی الْآذَانِ (سورہ زمر، ۵۶) | اور بہت رسول بھیجے ہم نے پہلے
امتوں میں ۝

یہ آیت کریمہ اور اسی طرح تمام مذکورۃ العدد آیات جن میں بعثت انبیاء اور نزول وحی کا ذکر ہے سب کی سب اُممِ اولین اور زمان ماقبل میں نبوت اور وحی نبوت کو ثابت کرتی ہیں، مگر مابعد کے زمانہ کے لئے کوئی اشارہ بھی نہیں پایا جاتا حالانکہ اس کا بیان اس سے زیادہ اہم تھا جیسا کہ مفصل گذر چکا ہے۔

لہذا آیات قرآنیہ اس عظیم الشان ذخیرہ کو دیکھنے والا اس پر ایمان لانے کیلئے یقیناً مجبور ہو گا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی قسم کا سلسلہ نبوت و وحی باقی نہیں۔

آیت نمبر ۸۸ | ثُمَّ أَوْرَثْنَا الْكِتَابَ

الَّذِينَ اصْطَفَيْنَا مِنْ عِبَادِنَا
فَمِنْهُمْ ظَالِمٌ لِنَفْسِهِ وَمِنْهُمْ
مُقْسِدٌ وَمِنْهُمْ سَابِقٌ بِالْخَيْرَاتِ
يَأْذِنُ اللَّهُ ۚ ذَلِكَ هُوَ الْفَضْلُ
الْكَبِيرُ ۝

پھر ہم نے قرآن مجید کا وارث ان لوگوں
کو بنادیا جن کو ہم نے اپنے بندوں میں
انتخاب کیا، پھر ان میں (تین قسم کے
لوگ ہیں، بعض اپنے نفس پر ظلم کرنے والے
رہنما گار اور بعض بیچ کی چال پر چلنے والے
اور بعض نیکیوں میں بڑھنے والے) اللہ کے
حکم سے، یہی ہے بڑی بزرگی ۝

(فاطر، پ ۲۲، ع ۳۷)

اس آیت کریمہ نے دارینِ مسلمان یعنی امتِ مرحومہ کو تین جماعتوں میں تقسیم کیا ہے، جن کی تعیین میں صحابہ کرامؓ سے چند قول مروی ہیں۔

حضرت عقبہ ابن صہبانؓ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ صدیقہؓ سے اسی آیت کی تفسیر دریافت کی تو فرمایا :-

<p>”پیارے! تینوں جماعتیں ختم ہیں ان میں سے سابق بالخیرات تو وہ لوگ ہیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں گزر گئے، آپؐ نے اُن کے لئے جنت کی بشارت دی۔ اور مقتصدہ لوگ ہیں جو آپؐ کے اصحاب میں سے اُن کے نشان قدم پر چلے اور ظالمِ نفس ہم جیسے لوگ ہیں۔“</p>	<p>يَا بُنَيَّ هَؤُلَاءِ فِي الْجَنَّةِ أَمَّا السَّابِقُ بِالْخَيْرَاتِ فَمَنْ مَعِيَ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْجَنَّةِ وَأَمَّا الْمُقْتَصِدُ فَمَنْ أَتَيْتُ أَثَرًا مِنْ أَصْحَابِهِ حَتَّى أَلْحَقَ بِهِمْ وَأَمَّا الظَّالِمُ لِنَفْسِهِ فَمِثْلِي وَمِثْلَكُمْ</p> <p>(تفسیر ابن کثیر بحوالہ ابن ابی حاتم، ج ۸، ص ۱۹۶)</p>
--	---

راوی کہتے ہیں کہ یہ صدیقہ عائشہؓ کی تواضع اور کسرِ نفسی ہے کہ انہوں نے اپنے آپ کو ظالمِ نفس میں شمار کیا ورنہ وہ تو سابقین بالخیرات میں اعلیٰ درجہ پر ہیں۔

اور حضرت عثمانؓ سے ان تینوں جماعتوں کی تعیین میں یہ روایت کیا جاتا ہے کہ :-

”ظالمِ نفس کا دل والے ہیں (جو اہل علم سے دور رہتے ہیں) اور مقتصدہ شہر والے ہیں،

اور سابق بالخیرات اہل جہاد ہیں و (ابن کثیر بحوالہ ابن ابی حاتم، صفحہ ۱۹۶، جلد ۸)

ان تینوں جماعتوں کی تعیین خواہ صدیقہ عائشہؓ کے قول کے مطابق کی جائے یا حضرت عثمان غنیؓ کے، لیکن اتنی بات بالاجمال دونوں میں متفق علیہ ہے کہ ان میں سے کوئی جماعت انبیاء کی جماعت نہیں، بلکہ وہ سب صحابہ کرامؓ ہیں، یا بعد میں آنے والے عام امتی۔

بالخصوص صدیقہ عائشہؓ کا قول تو اس میں بالکل صاف ہے، کیونکہ ان کی تفسیر پر سابق بالخیرات سے وہ صحابہ مراد ہیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عہدِ مبارک میں وفات پا چکے، اور آپؐ نے اُن کے لئے جنت کی بشارت دی، اور ظاہر ہے کہ ان میں سے کوئی نبی نہیں تھا، خود مرزا جی اور اُن کی امت بھی صحابہ کرامؓ میں سے

کسی کو نبی نہیں مانتے ۔

اور جب امت کے افضل ترین طبقہ یعنی سابقین بالخیرات میں انبیاء نہیں تھے مقتصد اور ظالم بنفسہ میں اظہر ہے کہ انبیاء نہیں ہو سکتے ، اور نہ مقتصد اور ظالم بنفسہ کے القاب شانِ نبوت کے کسی طرح مناسب ہیں ۔

الحاصل جو لوگ کتابِ مسبین یعنی قرآن مجید کی وراثت کے لئے منتخب کئے گئے ہیں ، اُن کی تین جماعتیں ہیں اور ان تینوں جماعتوں میں کسی نبی کا ذکر نہیں بلکہ ایک طرح سے نفی موجود ہے ، تو کیا یہ اس امر کا واضح ثبوت نہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی فرد نبوت کا باقی نہیں ہے ، حتیٰ کہ قرآن عزیز کا وارث اور اس کی شریعت کا پابند ہو کر بھی کوئی نبی اس امت میں پیدا نہیں ہو سکتا ، اس سے اس غیر شرعی اور ظلی نبوت کی بھی نفی ہو گئی جو مرزا حجتی نے مسلمانوں کو پہلانے کے لئے ایجاد کی ہے ۔

آیت نمبر ۸۹ | یَوْمَ تَقْلُبُ دُجُوهُهُمْ فِي

النَّارِ يَقُولُونَ يَلَيْسَ تَنَا أَطْعَمَنَا

اللَّهُ وَأَطْعَمَنَا الرَّسُولَ

(احزاب ، پ ۲۲)

” جس دن اوندھے ڈالے جائیں گے لٹے

منہ آگ میں کہیں گے کاش ہم نے اطاعت

کی ہوتی اللہ کی اطاعت کی ہوتی دھما

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ”

آیت کے سیاق و سباق پر نظر ڈالنے سے صاف ظاہر ہے کہ الرسل سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مراد ہیں ، اس لئے پہلے یسٹلٹ اور مایدیٹ وغیرہ کے الفاظ دیکھو ۔
دہذا آیت کا حاصل یہ ہے کہ اس امت کے کفار کو جہنم میں اسی پر عذاب ہوگا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کیوں نہ کی ، اور اسی پر ان کو حسرت ہوگی ۔
اور اگر آپ کے بعد اور انبیاء بھی پیدا ہونے والے تھے ، اور ان کی اطاعت بھی امت کے لئے ضروری تھی تو اس اطاعت کے ترک پر بھی عذاب ہونا چاہیے تھا اور اظہارِ حسرت کے وقت کفار کا یہ قول ہونا چاہیے تھا أَطْعَمَنَا الرَّسُولُ یعنی کاش ہم اُن سب رسولوں کی اطاعت کرتے جو ہماری طرف بھیجے گئے ۔

اور اسی طرح آیت ذیل بھی اسی معنی کی شاہد ہے :-

آیت نمبر ۹۰ | وَ يَوْمَ يَعْصِي الظَّالِمُ عَلَى

يَدَيْهِ يَقُولُ يَلَيْسَ لِي شَيْءٌ أَخَذْتُ

” اور جس دن ظالم اپنے اٹھ کھائے گا ، اور

کہے گا کاش کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

مَعَ الرَّسُولِ سَبِيلًا (پانچ)
 آیت نمبر ۹ | وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا كَافَّةً
 لِلنَّاسِ بَشِيرًا وَنَذِيرًا (سورہ سبأ، ۲۱)

اس مضمون کی چند آیات پہلے گزر چکی ہیں اور ان کے ذیل میں صورت استدلال بھی بیان کر دی گئی ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ یہ آیت کریمہ بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے عموم بعثت ثابت کرتی ہے، جس کا لازمی نتیجہ یہ ہے کہ قیامت تک تمام پیدا ہونے والی نسلوں کی ہدایت کے صرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کفیل بنا دیئے گئے ہیں آپ کی نبوت کے بعد کسی اور نبوت کی (خواہ وہ کسی صورت سے ہو) ہرگز ضرورت نہیں۔

آیت نمبر ۱۲ | إِنَّهُ هُوَ الَّذِي يُرْسِلُكَ
 نَبِيًّا يَكْفِيكَ عَذَابَ شَدِيدٍ
 (سورہ سبأ، ۲۲)

اس آیت کریمہ میں عذاب شدید سے قیامت مراد ہے، جیسا کہ ابن کثیر وغیرہ مفسرین نے تصریح فرمائی ہے (دیکھو تفسیر ابن کثیر، ص ۱۷۶، ۱۷۷)۔ اور اس لئے اس آیت کا حاصل بھی وہی ہے جو اوپر چند آیتوں سے ثابت ہو چکا ہے۔ یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور قیامت کے درمیان میں کوئی اور نبی پیدا ہونا والا نہیں، ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ نے اسی آیت کی تفسیر حدیث ذیل سے کی ہے:-

عَنْ بُرَيْدٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ
 صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعُثْتُ
 أَنَا وَالسَّاعَةَ جَمِيعًا إِنَّ كَادَتْ
 لَتَسْقِطَنِي . رواه أحمد في
 مسنده ۴ (ابن کثیر)

”حضرت بريدؓ راوی ہیں کہ آنحضرت
 صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں اور
 قیامت دونوں ساتھ ساتھ بھیجے گئے ہیں
 (گویا) وہ تو مجھ سے بھی آگے ہوئی جاتی
 تھی“

اس حدیث شریفہ کا مضمون آیت مذکورہ کی تفسیر اور اس کا واضح ثبوت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور قیامت کے درمیان کوئی اور نبی نہیں، اور قیامت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ساتھ ہونے سے یہی اور صرف یہی مراد ہو سکتا ہے؛ ورنہ معاذ اللہ یہ کلام نبوی واقع کے خلاف ہوگا، بالخصوص آج جب کہ آنحضرت

صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کو بھی تقریباً ساڑھے تیرہ سو برس گزر چکے ہیں اور قیامت آج تک بھی نہیں آئی۔ پس اتنی طویل اور عریض مدت کے ہوتے ہوئے اگر قیامت کو قریب کہا جاسکتا ہے تو صرف اس اعتبار سے کہ آپ کے اور قیامت کے درمیان کوئی نبی نہیں۔

آیت نمبر ۱۳ | يٰثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ
اٰمَنُوْا بِاَلْقَوْلِ الثَّابِتِ فِي
الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ
سورہ ابراہیم، ۳۱

”مضبوط کرتا ہے اللہ ایمان والوں کو
مضبوط بات سے، دنیا کی زندگی میں
اور آخرت میں“

یہ آیت کریمہ عذابِ قبر کے بارے میں نازل ہوئی ہے، جس کی تفسیرِ حدیث میں اس طرح فرمائی گئی ہے، صحیح بخاری میں بروایت برابر ابن عاذب مذکور ہے کہ:-

اِذَا اُتِيَ الدُّنْيَا فِي قَبْرِهٖ
اَتٰى ثُمَّ شَهِدَ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ
وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ
فَذٰلِكَ قَوْلُهُ يَثْبِيْتُ اللّٰهَ الَّذِيْنَ
اٰمَنُوْا بِاَلْقَوْلِ الثَّابِتِ الْاٰتِيَةِ
(بخاری، ۳، ص ۱۸۳)

”جب مومن اپنی قبر میں بٹھایا جائے گا
تو اس کے پاس سنسرتے آئیں گے پھر
وہ شہادت دے گا کہ اللہ کے سوا کوئی
معبود نہیں، اور محمد، رسول اللہ
ہیں، پس یہی قول ثابت ہے جو آیت
یثبیت اللہ میں مذکور ہے“

اور صحیح مسلم اور نسائی اور ابوداؤد، ابن ماجہ، اسمعیلی، ابوعوانہ وغیرہ میں بھی یہ روایت کسی قدر تفصیل کے ساتھ موجود ہے، جس کے بعض الفاظ میں ہے کہ مومن قبر میں شہادت دے گا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو پہچانے گا، پس یہی قول ثابت ہے۔

اور صحیح مسلم وغیرہ کی روایت میں ہے کہ اس سے پوچھا جائے گا کہ تیرا رب کون ہے؟ پس وہ کہے گا، رَبِّيَ اللّٰهُ وَنَبِيِّنِيْ مُحَمَّدٌ (میرا پروردگار اللہ ہے اور میرے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم) ہیں۔ (دیکھو مستحبابی، ص ۷۰۳ ج ۱)

الغرض ان تمام احادیث سے ثابت ہوا کہ آیت میں قول ثابت سے وہ کلام مراد ہے جو مسلمان سوالِ قبر کے جواب میں کہے گا۔

اور یہ بھی معلوم ہوا کہ اس میں جب نبوت پر کلام آئے گا تو وہ صرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنا نبی بتلا کر امتحان میں کامیاب ہوگا۔

بلکہ بعض روایات میں یہ بھی ہے کہ وہ جواب میں یوں کہے گا۔

”میرے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں جو کہ خاتم النبیین ہیں“ دیکھو روشنور ص ۱۶۵

ج ۶ کی روایت مذکور

اب اہل انصاف غور فرمائیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بھی کوئی نبی خواہ کسی قسم کے ہوں دنیا میں مبعوث ہوتے اور مسلمان ان پر ایمان لاتے تو ضرور تھا کہ جب قبر میں نبوت کا سوال ہوتا تو وہ اس نبی کا نام لیتے۔

لیکن ہم معاملہ برعکس دیکھتے ہیں تمام مسلمان ہرگز بھی یہی کہتے ہیں کہ ہمارے نبی محمد ہیں اور اس کے ساتھ ہی مرزائی ادلام کا خاتمہ کرنے کے لئے یہ بھی اعلان کرتے ہیں کہ آپ آخر النبیین ہیں، اور جب آیت مذکورہ میں قول ثابت سے یہی مراد ہے یہ آیت کریمہ مطلقاً ختم نبوت کے لئے ایک قوی دلیل ہے۔

<p>آیت نمبر ۱۲</p> <p>قُلْ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللَّهُ</p> <p>(سورہ آل عمران، پ ۲۴۷)</p>	<p>اے محمد فرما دیجئے کہ اگر تم اللہ سے محبت رکھتے ہو تو میرا اتباع کرو، اگر تم میرا اتباع کرو گے تو اللہ تعالیٰ تم سے محبت کرے گا۔</p>
---	---

اس آیت کریمہ میں اس امت کے لئے صرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اتباع پر محبت خداوندی کا وعدہ ہے اور کسی نبی کے اتباع یا اس پر ایمان لانے پر موقوف نہیں، جس سے ثابت ہوا کہ آپ ہی آخری نبی ہیں، آپ کے بعد نہ کوئی تشریفی نبی پیدا ہوگا اور نہ بقول مرزاجی غیر تشریفی یا غلی بردزی، کیونکہ اگر کوئی نبی پیدا ہو تو لازمی ہو کہ اس پر ایمان لانے اور اس کا اتباع کرنے کے بغیر کوئی شخص محبوب خدا نہ بن سکے، جیسا کہ اس سے پہلے بہت تفصیل کر رہا تھا چکا ہے۔

<p>آیت نمبر ۱۵</p> <p>مَا يَنْظُرُونَ إِلَّا السَّاعَةَ أَنْ تَأْتِيَهُمْ بَغْتَةً فَقَدْ جَاءَ أَشْرَاطُهَا</p> <p>(سورہ محمد، پ ۲۶)</p>	<p>وہ لوگ اب کس چیز کا انتظار کر رہے ہیں بجز اس کے کہ ان پر قیامت اچانک پہنچ جائے اس لئے اب قیامت کی علامات آ رہی ہیں؟</p>
---	--

تفسیر جامع السببان صفحہ ۲۳۵ اور تفسیر کبیر صفحہ ۵۲۱ ج ۷، وغیرہ میں اس آیت

کی تفسیر کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ :-

وَمِنْ أَشْرَاطِهَا مَبْعَثُ رَسُولٍ لِّلّٰهِ
مَلٰٓئِكَةٍ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ .

”اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت
خود علامات قیامت میں سے ہے :-

بعثت نبویؐ کو اس آیت نے علامات قیامت قرار دیا جس کی وجہ یہی ہے کہ آپؐ
کے بعد اور کوئی نبی پیدا ہونے والا نہیں، جیسا کہ خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ابودرداء
کی حدیث میں مفصل بیان فرمایا ہے، جس کی شرح آیت نمبر ۶۲ کے تحت میں گذر چکی ہے، نیز اربع
آیت نمبر ۱۶ | اِنَّ هُوَ الْاَوَّلُ الْاٰخِرُ لِّلْعَالَمِيْنَ

”یہ تو ایک نعمت ہے جہاں والوں کو
اور تم معلوم کر لو گے اس کا حال

وَلَتَعْلَمَنَّ نَبَآهُۥۤ بِعَدَدِ حِسْبٍ ؕ

(سودہ ص ۲۳ پ ۲۳)

اس آیت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عموم بعثت بتلا کر ختم نبوت کا اعلان
کیا گیا ہے، جس کا مفصل بیان پہلے گذر چکا ہے ۔

”سو جبریلؑ نے یہ قرآن آپ کے قلب
تک پہنچا دیا ہے خداوندی حکم سے اس کی یہ
حالت ہے کہ تصدیق کر رہا ہے اس وحی کی
جو آپ سے پہلے نازل ہو چکی ہے :-

آیت نمبر ۱۹ | فَاِنَّهٗ نَزَّلَهٗ عَلٰی قَلْبِكَ
بِاِذْنِ اللّٰهِ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ . (بقرہ، پ ۱)

”اور جب آیا اُن کے پاس رسول (محمدؐ)
اللہ کی طرف سے جو اس وحی کی تصدیق
کرتا ہے جو اہل کتاب کے ساتھ تھی ۔
(یعنی تورات و انجیل وغیرہ) :-

آیت نمبر ۱۸ | وَلَتَجَاۤءَهُم مِّن رَّسُوْلٍ
مِّنْ عِندِ اللّٰهِ مُصَدِّقًا لِّمَا
مَعَهُمْ . (بقرہ، پ ۱)

”قرآن مجید حق ہے اُس وحی کی تصدیق
کرنے والا جو اہل کتاب کے ساتھ تھی (یعنی
تورات و انجیل وغیرہ) :-

آیت نمبر ۱۹ | وَهُوَ الْحَقُّ مُصَدِّقًا
لِّمَا مَعَهُمْ . (بقرہ، پ ۱)

ان تینوں آیات قرآنیہ کا حاصل یہ ہے کہ جو وحی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر
نازل ہوئی وہ اس وحی کی تصدیق کرنے والی ہے جو آپ سے پہلے انبیاء پر نازل ہو چکی
ہے ۔ اس مضمون کی آیات قرآن مجید میں کثرت سے موجود ہیں، اور اوپر بھی جا چکی ہیں

اگر ذرا تدبر سے کام لیا جائے تو ان سب آیات میں انقطاع وحی و نبوت کا واضح اعلان ہے، کیونکہ جب ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے انبیاء اور آپ سے پہلی کتب سماویہ کے حالات کا مطالعہ کرتے ہیں تو ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ وہ اگر ایک طرف اپنے سے پہلے انبیاء اور ان کی طرف نازل ہونے والی وحی کی تصدیق کرتے ہیں تو دوسری طرف آئندہ آنے والے نبی اور نازل ہونے والی وحی کی خوشخبری بھی امت کو سناتے اور ان کی تصدیق کرتے ہیں۔ دیکھو حضرت عیسیٰ علیہ السلام جب اپنی امت کو دعوتِ اسلام دیتے ہیں تو فرماتے ہیں:-

” میں تمہاری طرف اللہ کا رسول ہوں،
تصدیق کرنے والا اس وحی کی جو مجھ سے
پہلے نازل ہوئی یعنی تورات اور خوشخبری
دینے والا ایک اور رسول کی جو آئیں گے
میرے بعد جن کا نام نامی احمد ہے“

إِنِّي رَسُولُ اللَّهِ إِلَيْكُمْ مُصَدِّقًا
لِمَا بَيْنَ يَدَيَّ مِنَ التَّوْرَةِ وَ
مُبَشِّرًا بِرَسُولٍ يَأْتِي مِنْ بَعْدِي
اسْمُهُ أَحْمَدُ .

(سورہ صف، ۲۷)

جس میں ایک طرف وحی ماضی کی تصدیق ہے، تو دوسری طرف بعد میں آنے والے رسول کی بشارت بھی موجود ہے۔ لیکن مترآن مجید اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب بعینہ اس مضمون کو بیان فرماتے ہیں تو اس اسلوب کو چھوڑ کر صرف اپنے سے پہلی وحی کی تصدیق پر اکتفا کرتے ہیں، زبانہ ما بعد کے متعلق کسی نبی یا کسی وحی کا کوئی تذکرہ نہیں فرماتے، حالانکہ اگر بعد میں بھی سلسلہ وحی جاری مانا جائے تو اس کی بشارت اور تصدیق بہ نسبت ماقبل کے زیادہ اہم ہے، جیسا کہ اوپر مفصل بیان کر دیا گیا ہے۔

کیونکہ کتب سابقہ کی تصدیق اگر اہل کتاب کی توجہ دین محمدی کی طرف کھینچنے والی ہے تو بعد میں آنے والے نبی اور نازل ہونے والی وحی کی بشارت اور اس کی تصدیق تمام امت محمدیہ کی آئندہ لسلوں کے لئے مدارِ نجات ہے۔

با ایں ہمہ جب ہم یہ دیکھتے ہیں کہ مترآن عزیز اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم صرف اپنے سے پہلے انبیاء اور ان کی وحی کی تصدیق پر اکتفا فرماتے ہیں، اور ما بعد کے متعلق باوجود اشد ضرورت کوئی اشارہ بھی نہیں فرماتے، بلکہ صاف طور سے انقطاع نبوت کا اعلان فرماتے ہیں تو بلاشبہ اس پر ایمان لانا پڑتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

کے بعد کوئی نبی پیدا ہونا قضاے خداوندی میں مقدر نہیں۔

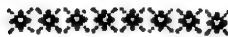
یہ ننانوے آیات قرآنیہ میں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد قہرِ قسم کی نبوت کا اختتام ہو مباحث ثابت کرتی ہیں اور اعلان کرتی ہیں کہ آپ کے بعد نہ کوئی تشریفی نبی پیدا ہو سکتا ہے اور نہ بقول مرزا جی غیر تشریفی یا ظلی بروزی۔

مسئلہ ختمِ نبوت کا ہر پہلو قرآن مجید کی روشنی میں واضح ہو چکا اس کی ننانوے آیتوں نے ہر سوتے ہوئے کو بیدار اور بیدار کو ہوشیار کر کے خدا کی حجت اہل عالم پر تمام کر دی، اس کے بعد بھی اگر کوئی ختمِ نبوت پر ایمان نہ لائے تو اس کی قسمت، **فَإِذَا نَفَخَ الْفُؤَادُ يَوْمَ تَبُوتُ** اس کے بعد وہ کوئی بات پر ایمان لائیں گے۔

ایک ضروری تنبیہ

یہ یاد رکھنا چاہئے کہ مذکورہ صدر ننانوے آیتیں جو ختمِ نبوت کے ثبوت میں پیش کی گئی ہیں، ان میں سے بعض اس مقصد میں بالکل صریح اور عبارتِ انص ہیں، اور بعض اشارۃً انص یا دلالتِ انص اور اقتضاء انص کے طور پر ہیں، اور یہ چاروں طریق باتفاق علماء اصول استدلال کے قطعی اور یقینی طریق ہیں۔ (دیکھو حسامی، نور الانوار وغیرہ) اور بعض وہ آیات بھی ہیں جن سے بطریق استنباط یا نکات کے طور پر ختمِ نبوت کا ثبوت نکلتا ہے، جو اصل مسئلہ کی تائید کے لئے پیش کی گئی ہیں۔

وَآخِرُ دَعْوَانَا أَنِ الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ



لہ قرآن کریم سے کسی مسئلہ کو ثابت کرنے کے لئے چار طریق ہیں، عبارتِ انص، اشارۃً انص، دلالتِ انص، اقتضاء انص۔ جن کی تعریفیں اصول کی کتابوں میں مفصل ہیں، اور یہ چاروں طریق باجماع اہل اصول قطعی اور یقینی ہیں ۱۲ منہ

ضمیمہ ختم نبوت حصہ اول

ایک اور شبہ | خاتم النبیین کے معنی میں مرزائیوں نے جو جدت طرازیوں اختیار کی ہیں اور اس کا ازالہ | ان میں یہ بھی کہا گیا ہے کہ یہ لفظ محض مجاز پر محمول ہے جیسا کہ اس کے دو دوسری نظائر خاتم المحدثین، خاتم المفسرین وغیرہ میں باتفاق یہی معنی مجازی مراد ہیں، کیونکہ عرف میں جس شخص کو خاتم المحدثین لکھا جاتا ہے کسی کے نزدیک اس امر سے یہ مراد نہیں ہوتی کہ اس کے بعد کوئی محدث پیدا نہ ہوگا۔

مرزائی اپنی اس الجہ فریب تقریر پر خوش ہیں، لیکن درحقیقت یہ بھی اسی مرزائی خوش فہمی کا کرشمہ ہے جو خاص مرزائیت کا حصہ ہے، کیونکہ خاتم المحدثین، خاتم المحققین وغیرہ انسان کا کلام ہے، جس کو کچھ خبر نہیں کہ کل کیا ہونے والا ہے، کتنے آدمی پیدا ہوں گے اور کتنے مریں گے، اور کتنے عالم ہوں گے، اور کتنے جاہل رہیں گے، کتنے محدث و مفسر بنیں گے اور کتنے آوارہ بھریں گے، اس لئے اس کو کوئی حق نہیں ہے کہ وہ کسی شخص کے لئے خاتم المحدثین یا خاتم المفسرین وغیرہ الفاظ استعمال کرے، اور اگر کہیں اس کے کلام میں ایسے الفاظ پائے گئے تو اس کے سوا چارہ نہیں کہ ان کو مجازیہ مبالغہ پر محمول کیا جائے ورنہ یہ کلام بالکل لغو اور بے معنی بلکہ جھوٹ ہو جائے گا۔

لیکن کیا غلاقی عالم کے کلام کو بھی اس پر قیاس کیا جاسکتا ہے جس کے علم محیط سے کوئی چیز باہر نہیں، اور جو اپنے علم و اختیار کے ساتھ انبیاء کو مبعوث فرماتا ہے؟ پس جب عظیم و خیر اور قدوس و حکیم کے کلام پاک میں کسی ذات کے متعلق خاتم النبیین کا لفظ ارشاد فرمایا گیا ہے تو کیا وجہ ہے کہ اس کے ظاہری اور حقیقی معنی کو جو بلا تکلف بنتے ہیں چھوڑ کر مبالغہ یا مجاز پر حمل کیا جائے۔

الغرض انسان کے کلام میں ہم مجبور ہیں کہ ان کلام کو ظاہری معنی سے پھیر کر مبالغہ یا مجاز پر محمول کریں، مگر خدائے قدوس کے کلام میں سہیل س کی کوئی ضرورت نہیں، اور بلا ضرورت حقیقی معنی کو چھوڑ کر مجاز کی طرف جانا اصول مسلمہ کے خلاف ہے۔

اس کے علاوہ جب خاتم النبیین کے معنی خود قرآن مجید کی ننانوے آیات نے واضح طور پر بتلائیے جس میں کسی قسم کے مجاز یا مبالغہ کو دخل نہیں دیا، اور پھر کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دو سو دس احادیث میں اس کی ایسی شرح فرمائی ہے کہ جس میں کوئی خفا باقی نہ رہا، اور پھر اجماع صحابہؓ اور اقوال سلف نے اس کے ظاہری اور حقیقی معنی مراد لینے پر مہر کر دی، تو پھر کسی کو کیا حق پہنچتا ہے کہ اس کے خلاف کوئی مجازی معنی مراد لے، اگرچہ الفاظ میں اس کا احتمال بھی ہو۔

عجب ہے کہ خود متکلم جل مجدہ اپنے کلام کے ایک حقیقی معنی بیان فرماتا ہے، اور پھر اس کے رسول جن پر یہ کلام نازل ہوا اسی معنی کی انتہائی وضاحت فرماتے ہیں، اور پھر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے شاگرد صحابہ کرامؓ اور پھر تمام علمائے سلف اسی کے معنی کو بیان کرتے ہوئے تصریح کرتے ہیں کہ یہ کلام اپنے ظاہری اور حقیقی معنی پر محمول ہے، نہ اس میں کوئی مجاز یا مبالغہ ہے اور نہ تاویل و تخصیص، جیسا کہ ہم اس رسالہ میں بحوالہ اقتصاد امام غزالیؒ اور بحوالہ شفاء قاضی عیاض نقل کر آئے ہیں۔

لیکن مرزا صاحب اور ان کی اندھا دھند اتباع کرنے والے یہ نیا انکشاف کر رہے ہیں کہ یہ لفظ مجازی معنی پر محمول ہے۔

بے برخدا کہ باری عز و اہکے نہ گفت ۛ در حیرتم کہ بادہ فروش از کجاشنید
الغرض چونکہ قرآن عزیز اور احادیث نبویہؐ اور اجماع صحابہؓ اور اقوال سلف نے اس کا قطعی فیصلہ کر دیا ہے کہ خاتم النبیین اپنے حقیقی اور ظاہری معنی پر محمول ہے، نہ اس میں کوئی مجاز ہے نہ مبالغہ اور نہ تاویل و تخصیص، تو اب کسی کو حق نہیں کہ اس لفظ کو خاتم المتعین وغیرہ الفاظ پر قیاس کر کے اس کی منصوص و منقول تفسیر کو بدلے ۛ

ختم نبوت حصہ اول تمام شد

ختم النبوة

في الحديث

حَقَّة دَوْم

ختم نبوت فی الحدیث

حصہ دوم

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

گفتہ ادا گفتہ اللہ بود : گرچہ از حلقوم عبد اللہ بود
احادیث نبویہ کا غیر محصور دفتر جو مسئلہ ختم نبوت میں منقول ہے، اس کا استیعاب
تو نہایت دشوار بلکہ اس وقت تو عاۃً غیر ممکن ہے۔ لیکن اس میں سے جس قدر حصہ
اس ٹھوٹے سے وقت میں اور محدود ذخیرہ حدیث میں ناقص متبج کے ساتھ سامنے
آیا ہے، اس کو حوالہ تلم کیا جاتا ہے۔ ہاں احادیث کے موجودہ ذخیرہ کو دیکھ کر
بھی بلاتامل یہ یقین کرنا پڑتا ہے کہ :-

ختم نبوت کی احادیث متواتر ہیں

جس کی تفصیل سے پہلے ہم مختصر طور پر متواتر کے معنی اور اس کا حکم بتلاتے ہیں :-
خبر متواتر وہ خبر ہے جس کے نقل کرنے والوں کی تعداد اس کثرت سے
پائی جائے کہ اُن کی کثرت وحیثیت کو دیکھ کر عقل کو یہ گنجائش نہ ہو کہ اُن سب کا جھوٹ
پر متفق ہو جانا تسلیم کر لے۔

مثلاً بغداد کو ہم نے دیکھا نہیں مگر اس کے شاندار شہر ہونے کا آفتاب
کی طرح یقین رکھتے ہیں، کیونکہ اس کے وجود کی خبر دینے والے اس کثرت سے ہیں کہ
عقل ان سب کو کسی جھوٹ بات پر متفق ہو جانے والے قرار نہیں دے سکتی۔

خبر متواتر کا حکم یہ ہے کہ اس سے جو علم حاصل ہوتا ہے وہ قطعی اور یقینی اور ایسا ہی
بدیہی ہوتا ہے جیسا مشاہدات کا علم جس طرح دہلی کو دیکھ کر ہمیں اس کے عظیم الشان شہر

ہونے کا یقین ہے ٹھیک اسی طرح بغداد کے شاندار شہر ہونے کا یقین اس کی خبر متواتر کی بناء پر ہے ، یا جس طرح اپنے والدین کو دیکھ کر وہیں اُن کے وجود کا یقین ہے اسی طرح سکندر اور آنا کے وجود کا یقین ہے ، حالانکہ نہ ہم نے ان کا زمانہ پایا نہ ان کو دیکھا ، بلکہ یہ فیض صرف خبر متواتر کا ہے ۔

اسی طرح حدیث متواتر کو سمجھنا چاہئے کہ جس حدیث کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرنے والے آپ کے عہد مبارک سے لیکر آج تک اس کثرت سے ہوں کہ ان کا کسی خلاف واقعہ بات پر اتفاق کر کے جھوٹ بولنا محال ہو وہ حدیث متواتر ہے ، اس کے کلام نبوی ہونے کا یقین بالکل ایسا بدیہی ہوتا ہے جیسا دوپہر کے وقت آفتاب کے وجود کا ۔

اور اسی لئے تمام امت کا اجماعی فیصلہ ہے کہ اس پر ایمان لانا مسترآن کی طرح فرض اور اس کا انکار کفر صریح ہے ، کیونکہ وہ درحقیقت ایک حدیث کا انکار نہیں ، بلکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا انکار اور عیاذ باللہ آپ کے صدق و دیانت پر حملہ ہے ۔

اس کے بعد معلوم کر لینا دشوار نہ رہا کہ احادیث ختم نبوت متواتر المعنی ہیں کیونکہ متواتر کی سب سے بڑی اور سب سے زیادہ روشن مثال محدثین نے حدیث ذیل کو قرار دیا ہے :

مَنْ كَذَّبَ عَلَى مُتَعَدٍّ فَلْيَسْبُوْهُ | جو شخص جان بوجھ کر کھڑے ہو کر کہے کہ اے
مُتَعَدٍّ فِي النَّارِ ۔ | کھانا کھانا دوزخ میں کھالینا چاہئے ؟

اور حافظ الدین علامہ ابن حجر عسقلانی نے اس حدیث کے تواتر کو ثابت کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ تواتر اسنادوں کے ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی گئی ہے جن میں سے تیس اسنادیں حسب قواعد محدثین صحیح ہیں ۔

اور جب تواتر کی اعلیٰ حد یہ ہے تو ہم کہتے ہیں کہ احادیث ختم نبوت کے متواتر ہونے

لہٰذا کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے کا یہ مطلب کسی کے نزدیک نہیں ہو سکتا کہ آپ کے علیہ شریف ادا آپ کی جسمانی کیفیات پر ایمان لائے ، بلکہ ایک نبی پر ایمان لانے کا اس کے سوا کوئی مطلب نہیں ہو سکتا کہ ان کے ہر قول پر بغیر کسی شک کے یقین کرے ۱۲ منہ

میں کوئی شبہ نہیں، کیونکہ ختم نبوت کی احادیث صریحہ تنوع سے بھی زائد ہیں، جن میں سے تقریباً چالیس حدیثیں تبصرجات محدثین صحیح ہیں، صرف اتنا فرق ہے کہ حدیث مَن كَذَبَ عَلَىَّ مُتَعِدًّا کے الفاظ بھی متواتر ہیں، اور احادیث ختم نبوت متواتر المعنی ہیں، یعنی بالفاظ مختلفہ تنوع سے زائد احادیث میں مضمون ختم نبوت بیان فرمایا گیا ہے۔ بلکہ اگر کتب حدیث کے نتیجے میں پوری کوشش کی جائے تو عجب نہیں کہ لَانَبِيَّ بَعْدِي کے الفاظ بھی درجہ تواتر کو پہنچ جائیں، کیونکہ انہی الفاظ کے ساتھ چھتیس احادیث آپ انشاء اللہ اسی رسالہ میں ملاحظہ فرمائیں گے۔

حالانکہ ہم عرض کیے ہیں کہ کتب حدیث کا جو ذخیرہ اس وقت ہمارے سامنے ہے وہ بہت مختصر ہے، اور اس پر مزید یہ کہ هجوم مشاغل کے وقت نہایت بے اطمینانی کی حالت میں اس رسالہ کی ترتیب ہو رہی ہے۔ اور امام الحدیث حافظ ابن حزمؒ کا بیان ہمارے اس گمان کی تصدیق کے لئے بھی کافی ہے۔

ملاحظہ ہو بطل وخیل ابن حزم صفحہ ۷۷، جلد اول :-

”جن حضرات نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت و معجزات اور قرآن مجید کو نقل کیا ہے، اُن میں کثیر التعداد حضرات کی نقل سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان بھی ثابت ہو چکا کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں۔“	وقد صرح عن رسول الله صلى الله عليه وسلم بنقل الكوفات التي نقلت نبوته وأعلامه وكتابه انه أخبر انه لا نبي بعد.
--	--

بطل کی اس عبارت سے نہ صرف یہ ثابت ہوتا ہے کہ حدیث لَانَبِيَّ بَعْدِي متواتر ہے، بلکہ یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ اس کا تواتر بھی اُسی درجہ کا تواتر ہے جس درجہ کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت اور آپ کے معجزات اور قرآن مجید کا تواتر ہے اور امام التفسیر الحدیث حافظ عماد الدین ابن کثیرؒ نے آیت خاتم النبیین کی تفسیر کرتے ہوئے فرمایا ہے :-

وبذلک وردت الاحادیث المتواترة عن رسول الله صلى الله عليه

وسلم من حدیث جماعة من الصحابة رضی اللہ تعالیٰ عنہم

(تفسیر ابن کثیر، ص ۸۷، ج ۱)

”احادیث متواترہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ختم نبوت پر وارد ہوئی ہیں جو کہ

صحابہ کی ایک بڑی جماعت نے بیان فرمایا ہے :-
اور سید محمود آلوسیؒ روح المعانی میں فرماتے ہیں :-

وكونه صلى الله عليه وسلم خاتم النبيين مما نطق به الكتاب
ومدعت به السنة واجمعت عليه الامة فيكفر مدعى خلافه
ويقتل ان اصر - (روح المعانی، ۶۵، ج ۷)

”آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا خاتم النبیین ہونا اُن مسائل میں سے ہے جن پر قرآن
مہمید نے تصریح فرمائی اور احادیث نبویہؐ نے صاف طور سے اُن کو بیان فرمایا اور اس
پر تمام امت محمدیہ کا اجماع ہے، اس لئے اس کا منکر کافر سمجھا جائے اور اگر
اس پر اصرار کرے تو قتل کر دیا جائے“

اس کے بعد احادیث ختم نبوت مع ترجمہ اردو ہدیہ ناظرین کی جاتی ہیں، ترتیب
میں اس کی رعایت کی گئی ہے کہ بخاری و مسلم کی روایات کو پہلے اور دوسری حدیث کی
روایات کو بعد میں لکھا گیا ہے۔

صحیحین بخاری و مسلم کی احادیث

”حضرت ابو ہریرہؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ و
سلم سے روایت فرماتے ہیں کہ آپؐ نے
فرمایا کہ میری مثال مجھ سے پہلے انبیاء
کے ساتھ ایسی ہے جیسے کسی شخص نے گھر
بنایا اور اس کو بہت عمدہ اور آراستہ و
پیراستہ بنایا، مگر اس کے ایک گوشہ
میں ایک اینٹ کی جگہ تعمیر سے
چھوڑ دی، پس لوگ اُس کے دیکھنے
کو جوق در جوق آتے ہیں اور خوش
ہوتے ہیں اور کہتے جاتے ہیں کہ یہ ایک
اینٹ بھی کیوں نہ رکھ دی گئی تاکہ مکان

حدیث نمبر ۱ | عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
قَالَ إِنَّ مَثَلِي وَمَثَلُ الْأَنْبِيَاءِ
مِنْ قَبْلِي كَمَثَلِ رَجُلٍ بَنَى بَيْتًا
فَأَحْسَنَهُ وَأَجْمَلَهُ إِلَّا مَوْضِعَ
لَبَنَةٍ مِنْ زَاوِيَةٍ فَجَعَلَ النَّاسُ
يَطْرُقُونَ بِهِ وَيُعْجِبُونَ لَهُ وَ
يَقُولُونَ هَذَا وَمِثْعَثُ هَذِهِ
الْأَبْنَةِ وَأَنَا خَاتَمُ النَّبِيِّينَ
رواه البخاری فی کتاب
الأنبياء و مسلم ۲۳۸ ج ۲ فی

کی تعمیر مکمل ہو جاتی، چنانچہ میں نے اس
جگہ کو پڑ کیا اور مجھ سے ہی تصریح ہوئی کہ ہا
اور میں ہی خاتم النبیین ہوں، (یا، مجھ
پر تمام رسل ختم کر دیئے گئے)۔

الفضائل واحمد فی مسنده
۳۹۵ ج ۲، والنسائی والترمذی
وَبِیْ بَقْعِی الْفَاظَهْ فَكُنْتُ اَنَا
سَدُّ ذَاتِ مَوْضِعِ النَّبِیَّةِ وَخِیْمِ
بِیْ النَّبِیَّانِ وَخِیْمِ بِیْ الرَّسُلِ
هَكَذَا اِلَى الْكَذَّعِ ابْنِ عَسَاكِرْ

جو لوگ کیماوی تحلیلات کے ذریعہ ختم نبوت کے عموم میں سے مقررہ نبوت
بروزیت و ظلیت کی آٹ لے کر تاویلات باطلہ سے مسئلہ ختم نبوت کو صرف نبوت تشریعیہ
کے ساتھ مخصوص کر دینا چاہتے ہیں وہ ذرا اس صحیح حدیث کے مفہوم پر غور و سرائش کہ
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کس مبلغ تمثیل کے ساتھ اُن کے ادا م کا استیصال فرما دیا
ہے۔ کیونکہ اس تمثیل کا حاصل یہ ہے کہ نبوت ایک عالی شان محل کی طرح پہلے جس
کے ارکان انبیاء علیہم السلام ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس عالم میں تشریف
لانے سے پہلے محل بالکل تیار ہو چکا تھا، اور اس میں ایک اینٹ کے سوا اور کسی قسم
کی گنجائش تعمیر میں باقی نہیں تھی، جس کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پورا فرما کر
تقریب نبوت کی تکمیل فرمادی، اب اُس میں نہ نبوت تشریعیہ کی گنجائش ہے، اور
نہ غیر تشریعی وغیرہ کی۔

علاوہ بریں حدیث میں مثل الانبیاء من قبلی کے الفاظ خصوصیت پہلے
قابل غور ہیں جن سے انبیاء کا عموم بتلایا گیا ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے
جتنے انبیاء گذر چکے ہیں جن میں اصحاب شریعت جدیدہ بھی تھے، اور پہلی شرائع کے قیام
بھی۔ الغرض ان سب کے مجمع سے تقریب نبوت کی تکمیل میں صرف ایک ہی اینٹ
کی کمی واقع تھی جس کو آپ نے پورا فرمایا، آپ کے بعد کسی قسم کے نبی کی گنجائش
نہیں رہی۔

ایک شبہ اور اس کا ازالہ | مرزائی امت نے اس حدیث کی تحریف کے لئے کہا ہے کہ
جب نبوت کے محل میں کسی نبی کی گنجائش نہیں رہی تو پھر آخر زمانہ میں عیسیٰ کا تشریف
لانا کس طرح ہو سکتا ہے، نیز ان کا اپنی جگہ سے نکل کر دوسری جگہ میں جانا تقریب نبوت

کے زلزل کا باعث ہوگا۔

لیکن جس شخص کو عقل و انصاف کا کوئی حصہ ملا ہے وہ بلا تکلف سمجھ سکتا ہے کہ مکان کی کسی اینٹ کے تعمیر میں آخری ہونے سے یہ کسی طرح لازم نہیں آتا کہ پہلی تمام اینٹیں فنا ہو چکی ہوں۔

ٹھیک اسی طرح سمجھو کہ کسی نبی کا آخری ہونا بھی اس کو مستلزم نہیں کہ اس سے پہلے سامنے انبیاء و فات پا چکے ہوں، اس لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اس تمثیل بلیغ سے جو آپ کا قصر نبوت کے لئے آخری رکن ہونا سمجھ میں آتا ہے وہ کسی طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات کا منافی نہیں۔

اسی طرح یہ کہنا بھی انتہائی جہالت ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام کے آخر زمانہ میں آنے سے قصر نبوت میں حرکت اور زلزل لازم آتا ہے، کیونکہ اس کا مطلب تو یہ ہے کہ مشبہ بہ کے تمام احکام مشبہ پر جاری کئے جائیں، یعنی اگر کوئی شخص یہ کہے کہ فلاں شخص شیر ہے یا شیر کے مانند ہے تو اس کا یہ مطلب سمجھا جائے کہ وہ درندہ جانور ہے، جنگلوں میں رہتا ہے، اُس کے دُم بھی ہے اور بڑے بڑے ناخنوں اور بالوں والا بھی ہے، وغیرہ وغیرہ۔

یا اگر کوئی شخص کہے کہ فلاں آدمی چاند کے مانند ہے تو اس کا مطلب یہ لیا جائے کہ وہ ایک گول کرہ ہے نہ اس کے ہاتھ پاؤں ہیں اور نہ آنکھ ناک، وہ آسمان میں جڑا ہوا ہے یا جدید تحقیقات کے اصول پر وہ زمین کے گرداگرد چکر کھا رہا ہے

بریں عقل و دانش بیاید گریست

حدیث نبوی میں اگر انبیاء علیہم السلام کو ایک مکان کی اینٹوں کے ساتھ تشبیہ دی گئی تو ان عقلمندوں نے انبیاء علیہم السلام کو ٹھیک ٹھیک عمارت کی اینٹیں سمجھ لیا اور انعیاذ باللہ اُن کو تہ بہ تہ خیال کر کے ایک خیالی مکان بنالیا، اور عیسیٰ کے آخر زمانہ میں دوبارہ اس عالم میں آنے سے اس مکان میں زلزلہ ڈالنے لگے، کیا خوب یہ مبلغ علم و فہم اور اس پر مجددیت کے نہیں نبوت کے دعوے۔

ہم کہتے ہیں کہ اگر اسی طرح مشبہ بہ کے تمام احکام کو مشبہ پر جاری کرنا ہے اور انبیاء علیہم السلام کو ٹھیک اینٹوں کی طرح سمجھنا ہے تو پھر قصر نبوت کا زلزل عیسیٰ علیہ السلام

کے آخری نزول پر ہی موقوف نہیں ہوگا، بلکہ اپنے زمانہ میں بھی وہ جب کوئی حرکت ایک جگہ سے دوسری جگہ کریں گے تب بھی مرزا ان منطق کے مطابق نبوت کے محل میں زلزلہ آئے گا، بلکہ اس صورت میں ایک حضرت عیسیٰ ہی کی کیا تخصیص ہے جب کہ ہر نبی قہر نبوت کے لئے ایک اینٹ کے مرتبہ پہ ہے، تو ہر نبی کی ہر حرکت سے ہی زلزلہ آتا ہے گا، اِنَّا لِلّٰہِ

حدیث نمبر ۱ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَثَلِي وَمَثَلُ النَّبِيِّينَ كَمَثَلِ رَجُلٍ بَنَى دَارًا فَأَتَمَّهَا إِلَّا لَبْنَةً وَاحِدَةً فَذَجَّثْتُ أَنَا فَأَتَمَمْتُ يَلُوكَ اللَّبْنَةُ (رواہ مسلم واحد)

اس حدیث کا ترجمہ اور حاصل مضمون بھی وہی ہے جو پہلی حدیث میں گزر چکا اس لئے مکرر لکھنے کی ضرورت نہیں (روایت کیا اس کو امام مسلم اور امام احمد نے)۔

حدیث نمبر ۲ عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَثَلِي وَمَثَلُ الْأَنْبِيَاءِ مِنْ قَبْلِي كَمَثَلِ رَجُلٍ بَنَى دَارًا فَأَتَمَّهَا وَأَحْسَنَهَا إِلَّا مَوْضِعَ لَبْنَةٍ فَكَانَ مَنْ دَخَلَهَا فَتَنَظَّرَ إِلَيْهَا قَالَ مَا أَحْسَنَهَا إِلَّا الْمَوْضِعَ اللَّبْنَةَ فَخَتَمَ بِي الْأَنْبِيَاءُ (رواہ الشيخان والترمذی وابن ابی حاتم)

اس کا ترجمہ اور حاصل مطلب بھی تقریباً وہی ہے جو پہلی اور دوسری کا ہے (روایت کیا اس کو بخاری اور مسلم اور ترمذی اور ابن ابی حاتم نے)۔

حدیث نمبر ۳ عَنْ أَبِي حَازِمٍ قَالَ قَاعَدْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ خَمْسَ سِنِينَ تَسْمِعُنِي يُحَدِّثُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ كَانَتْ بُنُو إِسْرَءِيلَ تَسُومُهُمُ الْأَنْبِيَاءُ كُلَّمَا هَلَكَ نَبِيٌّ خَلَفَهُ نَبِيٌّ وَإِنَّهُ لَأَنبِيٌّ يُعَذِّبُ وَيَسْكُونُ خُلَفَاءُ فَيَكْتُمُونَ قَالُوا إِنَّمَا تَأْمُرُنَا، قَالَ فَوَاسِعَةُ الْأَوَّلِ فَأَلَا دَلِيلٌ، أَعْطَوْهُمْ حَقَّهُمْ فَإِنَّ اللَّهَ سَائِلُهُمْ عَمَّا اسْتَرْعَاهُمْ (رواہ

الہخاری فی کتاب احادیث الانبیاء ج ۱ ص ۳۹۱) و مسلم فی کتاب الامارۃ واحمد فی مسند لا ص ۲۹۴ ج ۲ وابن ماجہ وابن جریر وابن ابی شیبہ)

ترجمہ :- حضرت ابو حازم فرماتے ہیں کہ میں پانچ سال حضرت ابو ہریرہؓ کے ساتھ رہا میں نے خود سنا کہ وہ یہ حدیث بیان کیا کرتے تھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو

کہ بنی اسرائیل کی سیاست خود ان کے انبیاء علیہم السلام کیا کرتے تھے، جب کسی نبی کی وفات ہوتی تھی تو اللہ تعالیٰ کسی دوسرے نبی کو ان کا خلیفہ بنا دیتا تھا، لیکن مسیح بعد کوئی نبی نہیں، البتہ خلفاء ہوں گے، اور بہت ہوں گے۔ (ایسٹنر صحابہؓ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! اُن خلفاء کے متعلق آپؐ کیا حکم دیتے ہیں؟ آپؐ نے فرمایا ہر ایک کے بعد دوسرے کی بیعت پوری کرو اور ان کے حق اطاعت کو پورا کرو اس لئے کہ اللہ تعالیٰ اُن کی رعیت کے متعلق ان سے سوال کرے گا۔

(روایت کیا اس کو بخاریؒ نے صفحہ ۳۹۱ جلد اول میں، اور مسلمؒ نے کتاب الامارت میں، اور امام احمدؒ نے اپنے مسند صفحہ ۲۹۷ جلد میں، اور ابن ماجہؒ اور ابن جریرؒ ابی شیبہؒ

یہ حدیث جس طرح نبوتِ تشریعیہ کے انقطاع کے لئے روشن دلیل ہے اسی طرح ہر قسم کی نبوت کے اختتام کا اعلان ہے، اس سے نہ مرزا صاحب کی ایجاد کردہ نبوتِ غیر تشریعیہ بچ سکتی ہے اور نہ بروزیہ اور ظلیہ۔

حدیث مذکور سے غیر تشریعی یا ظلی اور
بروزی یا لغوی نبوت کا انقطاع | بعد کوئی نبی نہیں، جس سے مطلقاً ہر مصداق نبوت کی نفی ثابت ہوتی ہے، پس اگر بقول مرزا صاحب غیر تشریعی اور ظلی یا بروزی بھی کوئی نبی ہو سکتا ہے تو وہ یقیناً لائنبی کی نفی کے تحت میں داخل ہے بلکہ اگر لاہوری مرزائیوں کے خیال کے مطابق کوئی لغوی نبی بھی ہو سکتا ہے تو وہ بھی لائنبی کی نفی سے نہیں بچ سکتا، کیونکہ لائنبی بعدی کا مطلب یہ ہے کہ ہر وہ شخص جس پر لفظ نبی بولا جائے، آپ کے بعد پیدا نہیں ہو سکتا۔

دوم؛ اصول اور معانی کا مشہور علمی قاعدہ ہے کہ جب منکرہ نفی کے تحت میں آتا ہے، تو وہ استغراق اور عموم کا فائدہ دیتا ہے۔ اس حدیث میں بھی لفظ نبی منکرہ ہے اور حرف نفی لا کے تحت میں واقع ہے، اس لئے حسب قاعدہ نبی سے باستغراق ہر نبی ملو ہونا چاہئے، یعنی صاحبِ شریعتِ جدیدہ ہو یا پہلی شریعت کا متبع اور بقول قادیانی مرزائیوں کے ظلی اور بروزی ہو یا بقول لاہوری مرزائیوں کے لغوی نبی ہو۔

لے مطلب یہ کہ اگر وہ ظلم کریں گے تو اللہ تعالیٰ خود ان کو جڑائے گا، مگر تم اپنی اطاعت میں کمی نہ کرو ۴ منہ

الغرض حدیث مذکور اس امر کا صاف اعلان ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی ایسا شخص پیدا نہیں ہو سکتا جس پر کسی طرح لفظ نبی بولا جائے۔

سوم؛ حدیث میں انبیاء بنی اسرائیل کے مقابلہ میں منسرایا گیا ہے کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا، جس سے معلوم ہوا کہ اس امت میں ایسے انبیاء بھی نہیں ہوں گے جیسے بنی اسرائیل کی سیاست کے لئے آئے تھے۔ اب دیکھ لیا جائے کہ وہ کس قسم کے انبیاء تھے اور سیاست بنی اسرائیل سے کیا مراد ہے۔

حافظ الدنیا علامہ ابن حجر عسقلانی فتح الباری شرح بخاری میں فرماتے ہیں:

تو لہ تسوسہم الانبیاء ای انہم	یعنی بنی اسرائیل میں جب منافظ
کانوا اذا ظہر فیہم فساد بعث اللہ	ہوتا تو اللہ تعالیٰ ان کے لئے کوئی نبی بھیجتا
لہم نبیاً لقیم لہم امرہم ویزیل	جو ان کے امور کو درست کرے اور ان
ما غیروا من احکام التوراة۔	تحریمات کو دور کرے جو انہوں نے

(فتح ملہ، جلد ۶) | تورات میں کی ہیں

اس سے صاف معلوم ہوا کہ یہ انبیاء بنی اسرائیل مشرعیّت مستقلہ لیکر نہ آتے تھے، بلکہ شریعت موسویہ کے اتباع میں تبلیغ احکام کرتے، اور لوگوں کو صحیح احکام تورات کا پابند بناتے تھے، اسی قسم کے انبیاء کو مرزا صاحب نے غیر شرعی نبی کہا ہے، اس لئے حدیث مذکور کا حاصل صاف یہ ہو گیا کہ اس امت میں غیر شرعی (یعنی شریعت سابقہ کے متبع) انبیاء بھی پیدا نہیں ہوں گے۔

چہارم؛ سب سے زیادہ قابل لحاظ اور سب سے زیادہ واضح یہ بات ہے کہ اس حدیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف انقطاع نبوت کے بیان کرنے پر اکتفا نہیں فرمایا بلکہ اس کے ساتھ ہی اس چیز کو بھی بیان فرما دیا ہے جو نبوت کے قائم مقام ہو کر اصلاح عالم کے لئے باقی رہے گی، یعنی خلافت نبوت، چنانچہ ارشاد فرمایا وہو سیكون خلفاء، یعنی میرے بعد کوئی نبی تو نہ ہوگا، مگر خلفاء بہت ہوں گے۔

کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس بیان میں ہر انسان کے لئے یہ سبق نہیں کہ نبوت کی کوئی قسم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ہونے والی نہیں ہے درہ کیا ضروری نہیں تھا کہ بجائے خلفاء کے اس قسم کے انبیاء کا ذکر فرمایا جاتا جو آپ کے بعد آئیے

تھے۔ اور جب حدیث کے اسلوب حکیم نے آپ کے بعد صرف خلفاء کو رکھا ہے تو یہ اس کا یقینی ثبوت ہے کہ آپ کے بعد نہ کوئی تشریفی نبی ہو سکتا ہے، اور نہ بقول مرزا جی غیر تشریفی یا ظلی اور بروزی۔ اسی طرح اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ آپ کے بعد کسی شخص کو لقمہ بھی نبی نہیں کہا جاسکتا۔

ایک اور شبہ | کہا جاتا ہے کہ حدیث مذکور صحیح نہیں ہے، کیونکہ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں قَوْلُ خَاتَمِ النَّبِيِّينَ وَلَا تَقُولُوا لَآ نَبِيَّ بَعْدَہُ یعنی خاتم النبیین کہو، مگر لانی بعد مت کہو۔ (درمنثور)

اور حضرت مغیرہ بن شعبہؓ کے سامنے ایک شخص نے کہا کہ رحمت کرے اللہ تعالیٰ محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر جو کہ خاتم النبیین ہیں، یعنی آپ کے بعد کوئی نبی نہیں، حضرت مغیرہؓ نے یہ شکر ارشاد فرمایا۔

حسبت اذا قلت خاتم الانبياء	”تمہارے لئے من مخرج خاتم الانبياء کہہ دینا
فانا لكانا حدث ان عيسى عليه	کافی ہے (لَا نَبِيَّ بَعْدَہُ کہنے کی ضرورت نہیں)
السلام خارج فان هو خرج فقد	کیونکہ ہم سے حدیث بیان کی گئی ہو کہ عیسیٰؑ نکلے
كان قبله وبعدہ	دالے ہیں پس جب وہ نکلیں گے تو وہ آپ

(درمنثور، ص ۲۰۴ ج ۵) سے پہلے بھی ہوئے اور بعد میں بھی ۱۱

ہم اس نرے مرزائی اصول کے سمجھنے سے عاجز ہیں کہ اگر مطلب کے موافق نہ ہو تب تو احادیث متواترہ و مشہورہ اور روایات صحیح بخاری و مسلم کو بھی رد کی ٹوکری میں ڈالنے کے لئے تیار ہو جاتے ہیں، اور اگر اپنی ہوائے نفس کے مطابق ہو تو ایک ضعیف سے ضعیف حدیث بلکہ ایک ایسے قول پر جس کی نسبت کسی صحابی کی طرف ہوا اگرچہ اس کی سند کا بھی کچھ پتہ نہ ملتا ہو اس درجہ یقین کر لیا جاتا ہے کہ اس کے مقابلہ میں صحیح بخاری کی مرفوع حدیثوں کا رد کر دینا ان کے نزدیک سہل ہو جاتا ہے۔

کس قدر حیرت کی بات ہے کہ ایک طرف صحیح بخاری اور صحیح مسلم کی حدیث مرفوعہ ہے اور دوسری طرف اس کے مقابلہ میں ایسے دو قول ہیں جن کی نسبت حضرت عائشہؓ اور حضرت مغیرہؓ کی طرف ہے جن کی اسناد کا حال بھی معلوم نہیں۔ اصول حدیث اور عقل و دانش کے فیصلہ سے اس وقت واجب تھا کہ صحیح اور مرفوع حدیث کو

مجہول الاسناد آثار پر ترجیح دے کر بمقابلہ احادیث صحیحہ کے ان آثار کو نظر انداز ناقابل تادیل سترار دیا جاتا، مگر مرزائی دنیا کے نرالے اصول نے فیصلہ کیا کہ ایک مجہول الاسناد قول صحابی کی بنا پر صحیحین کی قوی الاسناد مرفوع حدیث کو مردود کر دیا، کیا خوب سے بار خاطر ہو تو مستان کا بھی ارشاد برا پڑے دل کو بھاجائے تو مرزا کی خرافات اچھی یہ شبہ اور اس کا مفصل جواب اس رسالہ کے پہلے حصہ میں آیت خاتم النبیین کے تحت گزر چکا ہے، جس میں ان آثار صحابہ کی اسنادی اور معنوی تحقیق مکمل بیان کی گئی ہے۔ ناظرین کرام اس کے لئے صفحہ سے صفحہ تک مکرر ملاحظہ فرمائیں۔

حضرت عائشہؓ خود ختم نبوت کے علاوہ بریں جب ہم ختم نبوت کی احادیث پر نظر ڈالتے ہیں اور ان کی قائل ہیں اور اس کی کے روادا کی فہرست لگاتے ہیں تو ان میں صدیقہ عائشہؓ کا نام بھی احادیث روایت کرتی ہیں	ملی حرفوں میں سامنے آتا ہے، اور دفر حدیث میں سے احادیث ذیل خود حضرت عائشہؓ کی روایت سے ہم تک پہنچتی ہیں۔
---	--

عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ لَا يَبْقَى بَعْدَهُ مِنَ النَّبِيِّ شَيْءٌ إِلَّا الْمُبَشِّرَاتُ قَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ وَمَا الْمُبَشِّرَاتُ قَالَ الرُّؤْيَا الْمَالِحَةُ يَرَاهَا الْمُسْلِمُ أَوْ تَرَى لَهُ وَكَذَلِكَ كُنَّا الْعَمَالُ بَرْدِيَّةِ	حضرت عائشہؓ روایت فرماتی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے بعد نبوت میں سے کوئی جزو باقی نہیں رہے گا، بولے مبشرات کے۔ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ مبشرات کیا چیز ہیں؟ آپ نے فرمایا اچھے خواب جو کوئی مسلمان خود دیکھے یا اس کے لئے کوئی اور دیکھے۔ (اس روایت کو کنز العمال میں بحوالہ سند احمد و خطیب نقل کیا ہے)
---	--

نیز عائشہ صدیقہؓ ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مرفوعاً روایت فرماتی ہیں:-

أَنَا خَاتِمُ الْأَنْبِيَاءِ وَمَسْجِدِي خَاتِمُ مَسَاجِدِ الْأَنْبِيَاءِ كَذَا فِي الْكُنُزِ عَمَّا لَدَى ابْنِ النَّجَّارِ وَالْبَزَّازِ	میں خاتم الانبیاء ہوں اور میری مسجد خاتم مساجد الانبیاء ہے (نقل کیا اس کو کنز العمال نے بحوالہ طبری و ابن نجار و بزار)
--	--

کیا اس کے بعد بھی کسی مسلمان بلکہ منصف انسان کے لئے جائز ہو سکتا ہے کہ وہ

صدیقہ عائشہؓ پر یہ افتراء باندھے کہ وہ ختم نبوت کا انکار کرتی ہیں۔

کیا ظلم نہیں کہ ہوائے نفس کے موافق ہو تو ایک مجہول الاسناد قول پر بلا تحقیق ایمان لے آئیں، اور ہوائے نفس کے خلاف ہو تو ہر صحیح سے صحیح اور قوی سے قوی حدیث کو رد کر دیا جائے، اَفَلَا تَعْلَمُوْنَ اَنَّا لَا تَهْتَدُوْنَ اَفَلَا تَسْتَكْبِرُوْنَ

ایک اور مشبہ | کہا جاتا ہے کہ حدیث لانبی بعدی حیات عیسیٰؑ کے مخالف ہے جیسا اور اس کا جواب کہ ابھی حضرت عائشہؓ اور غیر کی طرف منسوب اقوال سے معلوم ہوا کیونکہ اگر لانبی کی نفی عام ہے تو عیسیٰؑ بھی اس نفی میں داخل ہیں، اور اگر عام نہیں ہو تو آپ کے بعد بھی انبیاء ہونے کی گنجائش نکلتی ہے اور مسئلہ ختم نبوت ہاتھ سے جاتا ہے۔

یہ وہ مشبہ ہے کہ مرزائی امت اس کو لانیخل سمجھ کر بڑے دعوے کے ساتھ پیش کرتی ہے۔ لیکن حقیقت میں یہی اُن کی انتہائی سادہ لوحی کی دلیل اور مبلغِ ظلم کا امتحان ہے، کیونکہ یہ شبہ وہ شخص کر سکتا ہے جس کو عربی عبارت سمجھنے کی بھی تمیز نہ ہو، اور جو محاورات عرب سے بالکل ناواقف ہو۔ عربی محاورہ میں جب اس قسم کی عبارت بولی جاتی ہے تو اس کی مراد صرف یہ ہوتی ہے کہ آئندہ یہ وصف کسی شخص میں پیدا نہ ہوگا، جس شخص میں پہلے سے موجود ہے اس کا معدوم ہو جانا ہرگز مراد نہیں ہوتا۔ مثال کے طور پر چند محاورات ملاحظہ ہوں :-

حدیث میں ہے لَا هَجْرَةَ بَعْدَ الْفَتْحِ یعنی فتح مکہ کے بعد مکہ سے ہجرت نہیں ہوگی جس کا مطلب ہر فہیم انسان یہی سمجھتا ہے کہ فتح مکہ کے بعد کوئی شخص مہاجر نہ بنے گا، نہ یہ کہ فتح مکہ سے پہلے جو شخص مہاجر ہو چکا ہے فتح مکہ کے بعد اس کا زندہ رہنا محال ہو جائیگا یا اس کی ہجرت باطل ہو جائے گی۔

اور جب لَا هَجْرَةَ بَعْدَ الْفَتْحِ کی ترکیب بعینہ لانبی بعدی کی ترکیب ہو تو کوئی وجہ نہیں کہ لانبی بعدی کا مطلب تمام نعوصِ شرعیہ کے خلاف یہ لیا جائے کہ انبیاء سابقین میں سے بھی کوئی نبی آپ کے بعد دنیا میں نہیں آسکتا، یا زندہ نہیں رہ سکتا۔

یا اگر کوئی شخص کہتا ہے لَا عَمَلَ بَعْدَ الْمَوْتِ تو بلاشبہ اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ مرنے کے بعد کوئی عمل نہیں ہوگا، نہ یہ کہ مرنے کے بعد عمل کا سلسلہ منقطع ہو جاتا ہے

اور آئندہ کوئی جدید عمل نہیں ہو سکتا، کوئی انسان اس جملہ کے معنی نہیں لے سکتا کہ مرنے کے بعد اس کے پہلے کئے ہوئے بھی عمل بیکار ہو جاتے ہیں۔ اس باب میں جس قدر محاوراتِ عرب کا تتبع کیا جاتا ہے وہ سب اس کے ہمنوا نظر آتے ہیں۔ محاوراتِ عرب سے آگے بڑھ کر اگر احادیث کے طرق اور ان کے الفاظ کو دیکھتے تو خود نصوصِ حدیث اور الفاظِ روایت ہمارے بتائے ہوئے معنی کے لئے شاہد نظر آتے ہیں، مثال کے طور پر ملاحظہ ہو،

صحیح مسلم غزوہ تبوک میں حضرت سعد بن ابی وقاصؓ کی وہ حدیث جس میں لانی بعدی کے بجائے لانیۃ بعدی کے الفاظ موجود ہیں، جس کے معنی یہ ہیں کہ میرے بعد نبوت نہیں، جس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ لانی بعدی کے معنی بھی یہی ہیں کہ آپ کے بعد کسی کو نبوت نہ دی جائے گی۔

اس کے بعد ہم یہ کہتے ہیں کہ لانی بعدی میں نفی بالکل عام ہے، اس سے کوئی نبوت مستثنیٰ نہیں، مگر محاورہ عرب اور فنِ حدیث کے موافق اس کے معنی یہ ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی شخص کو عہدہ نبوت نہ دیا جائے گا، نہ موسیٰ اور عیسیٰ علیہما السلام کو اور نہ آئندہ پیدا ہونے والے مرزا کو۔

ہاں جن حضرات کو آپ سے پہلے یہ عہدہ مل چکا ہے اس کا سلب ہونا اور ان کا عہدہ نبوت سے معزول ہو جانا اس سے کسی طرح لازم نہیں آتا، پس اگر حضرت عیسیٰ کو اس عالم میں آپ سے پہلے عہدہ نبوت مل چکا ہے تو ان کا آپ کے بعد میں تشریف لانا ہرگز لانی بعدی کے خلاف نہیں، ہاں جو مسیحیت کا مدعی آج اپنے لئے عہدہ نبوت ثابت کرنا چاہتا ہے، اس کے لئے بیشک یہ حدیث ایک مایوس کن پیغام ہے وہ اس پر جتنا ماتم کرے بجا ہے۔

الغرض محاوراتِ عرب کا تتبع حکم کرتا ہے کہ لانی بعدی کے معنی یہ ہیں کہ آپ کے بعد کسی کو عہدہ نبوت نہ دیا جائے گا، اور جن لوگوں کو آپ سے پہلے اس عالم میں نبوت مل چکی ہے ان سب کا فنا ہو جانا یا ان کا نبوت سے معزول ہو جانا یا آپ کے بعد دوبارہ دنیا میں نہ آ سنا کسی طرح اس حدیث کے مفہوم میں داخل نہیں، بلکہ یہ محض مرزائی خوش فہمی کی برکات ہیں اور شاید حضرت عائشہؓ اور حضرت

مفسر کو کشف کے آئینہ میں بھی خوش فہم مسرقہ نظر آگیا ہو جس کی اصلاح اور ان کے خیالات باطلہ کے قلع قمع کے لئے انہوں نے کلمہ لانبی بعدی کے اطلاق کو عوام کے لئے پہلے ہی سے روک دیا ورنہ عربیت سے واقف حضرات سے یہ اندیشہ نہیں ہو سکتا تھا۔

ایک اور شبہ | قادیانی نبوت کے دلدادہ لوگوں نے حدیث لَا نَبِيَّ بَعْدِي کی تحریف اور اس کا ازالہ کے لئے جو کچھ تدبیریں اختیار کی ہیں ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ لانبی کی نفی کو نفی کمال سترار دیا جائے، یعنی میرے بعد کوئی کامل نبی نہیں ہو سکتا غیر مستقل اور غیر تشریعی نبی ہونے کی نفی نہیں، جیسا کہ حدیث میں ہے لَا اِيْمَانَ لِمَنْ لَا اَمَانَةَ لَهُ (جس شخص میں امانت نہیں اس میں ایمان نہیں، یعنی کامل ایمان)۔

اور حدیث میں ہے لَا صَلَوةَ لِجَارِ الْمَسْجِدِ اِلَّا فِي الْمَسْجِدِ (مسجد کے پڑوسی کی نماز نہیں ہوتی مگر مسجد ہی میں یعنی کامل نماز، پس جس طرح ان احادیث میں باتفاق نفی کمال مراد ہے۔ اسی طرح اگر لانبی بعدی میں بھی نفی کمال سترار دی جائے تو کیا حرج ہے؟

جواب؛ کیا خوب، اگر یہی اجتہاد اور یہی قیاس ہے تو اگر کوئی بت پرست ہندو یہ کہتا ہے کہ لا الہ الا اللہ میں بھی نفی کمال ہے یعنی کامل معبود سوا اللہ کے کوئی نہیں، اگرچہ غیر مستقل اور غیر شارع معبود ہو سکتے ہیں، اور حقیقت یہی تمام بت پرست قوموں کا عقیدہ بھی ہے، تو آپ اُس کو کیا جواب دیں گے؟ یا کوئی کہتا ہے کہ آیت قرآنیہ لَا رَيْبَ فِيْهِ میں بھی نفی کمال مراد ہے، یعنی کامل رب قرآن میں نہیں اگرچہ بعض اقسام رب کے موجود ہیں تو کیا مرزائی امت اس کو بھی تسلیم کر لے گی؟

کوئی ان نبوت کے دعویداروں سے پوچھے کہ اگر حدیث لَا اِيْمَانَ لِمَنْ لَا اَمَانَةَ لَهُ وغیرہ میں نفی کمال بھی تسلیم کر لی جائے تو اس سے یہ کیسے لازم آتا ہے کہ لانبی بعدی میں بھی نفی کمال ہی مراد ہو، کیا کسی ایک حدیث میں مجازاً نفی کمال مراد ہو جانا آپ کے نزدیک اس کو مستلزم ہے کہ سب جگہ بھی معنی چلائے جائیں؟ اور اگر ایسا ہے تو کوئی وجہ نہیں کہ لا الہ الا اللہ اور لا رب فیہ وغیرہ میں نفی کمال مراد نہ لی جائے۔ اور اگر آپ کے پاس کوئی ایسی دلیل موجود ہے کہ جس کے ذریعہ سے لا الہ الا اللہ

میں نفی کمال مراد لینے سے منع کیا جاسکتا ہے تو وہی دلیل ہماری جانب سے لائے بعدی میں نفی کمال مراد نہ ہونے پر تصور نشر مائیں۔

ایک شاہد اس کا جواب | مرزائی ائمہ نے جدید نبوت کے اشتیاق میں حدیث لائے بعدی کی تحریف کے لئے کوئی دقیقہ اٹھا نہیں رکھا، ہر ضعیف سے ضعیف اور لہجہ سے لہجہ وہم کا سہارا ڈھونڈھا گیا، اسی ذیل میں کہا گیا کہ حدیث لائے بعدی کو ایسا سمجھنا چاہئے جیسے حدیث إِذَا هَلَكَ كَيْسَرٌ فَلَا كَيْسَرٌ بَعْدَهُ وَإِذَا هَلَكَ قَيْسَرٌ فَلَا قَيْسَرٌ بَعْدَهُ (یعنی جب کسری بادشاہ ملک فارس ہلاک ہو جائے گا تو پھر اس کے بعد کوئی کسری نہیں ہوگا، اور جب قیصر بادشاہ روم ہلاک ہو جائے گا تو پھر کوئی اس کے بعد قیصر نہیں ہوگا)۔

چونکہ کسری اور قیصر خاص شخصوں کے نام نہیں بلکہ کسری ملک فارس کے ہر بادشاہ کا لقب ہے، اور اسی طرح قیصر ملک روم کے ہر بادشاہ کو کہا جاتا ہے، اور یہی ظاہر ہے کہ ملک فارس اور روم میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ سے آج تک برابر بادشاہ ہوتے چلے آئے ہیں جس کو دوسرے لفظوں میں یوں کہا جاسکتا ہے کہ کسری اور قیصر برابر موجود رہے ہیں، اس لئے کہنا پڑتا ہے کہ اس حدیث سے اس کے ظاہری معنی مراد نہیں، بلکہ حدیث کی مراد یہ ہے کہ اگرچہ قیصر و کسری باقی ہوں گے مگر اسلام کے زیر نگین ہو کر رہیں گے، اُن کی خود مختار سلطنتیں باقی نہ رہیں گی۔ اسی طرح لائے بعدی کو سمجھنا چاہئے، یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد مستقل اور شرعی نبی نہ ہوں گے بلکہ جو نبی ہوگا وہ آپ کا متبع اور آپ کی شریعت کا پیرو ہوگا۔

لیکن اگر ذلالت انصاف کیا جائے تو مرزائی منطق کی شکل اور اس کا نتیجہ بنا، فاسد علی الفاسد کی مجسمہ تصویر نکلتی ہے، خود ہی اپنے دماغ میں منسوخ کر لیا کہ کسری و قیصر آج تک موجود ہیں، اور خود ہی حدیث لا کسری کی ایک تحریف تیار کر لی، اور پھر اہل اسلام کو دعوت دی جاتی ہے کہ وہ ان کی تحریف کو تمام دوسری احادیث کا ہی قبلہ تسلیم کر لیں، اور سب کو کھینچ تان کر اس کے مطابق بنائیں، تِلْكَ أَمَانَةُهُمْ۔

یہ محض دھوکہ اور بالکل غلط ہے کہ کسری اور قیصر آج تک موجود ہیں۔ نووی شرح مسلم میں اس حدیث کی شرح کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ امام شافعیؒ اور تمام علماء نے فرمایا ہے کہ حدیث کی مراد یہ ہے کہ کسری عراق میں اور قیصر ملک شام میں باقی نہ رہے گا۔

جس کا حاصل یہ تھا کہ ان دونوں اقلیم میں ان کی سلطنت نہ رہے گی، چنانچہ ٹھیک اسی طرح ہوا، کسریٰ اور کسرویت کا تو بالکل خاتمہ ہو گیا، اور قیصر نے ملک شام سے بھاگ کر کسی اور جگہ پناہ لی، غرض ان دونوں اقلیموں میں کسریٰ و قیصر نہ رہے۔ اس لئے خود ہی کہنا غلط ہے کہ حدیث لا کسریٰ اپنے ظاہری معنی میں مستعمل نہیں ہو، پھر اُس پر لا نَبیَّ بَعْدِی کو قیاس کر کے اس کی تحریف اگر بنا، فاسد علی الفاسد نہیں تو اور کیا ہے۔

ہاں اس جگہ مرزائی اجتہاد کا ایک اور کرشمہ بھی قابلِ دید ہے، وہ یہ کہ اگر تھوڑی دیر کے لئے کوئی یہ فرض بھی کر لے کہ حدیث لا کسریٰ کسی وجہ سے اپنے ظاہری حقیقی معنی میں ہے تو اس سے یہ کیسے لازم آگیا کہ حدیث لا نبی بعدی کو بھی کھینچ تان کر اس کے مطابق بنا دیا جائے، کیا کسی ایک حدیث میں کسی وجہ سے مجازی معنی لے لینا آپ کی شریعت میں اس کو مستلزم ہو کہ کسی حدیث میں اس لفظ کے حقیقی معنی نہ لئے جائیں۔

ایک لطیفہ | آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشینگوئی کے مطابق اس امت میں جھوٹے مدعی نبوت ہمیشہ آتے رہے ہیں، اور حدیث لا نبی بعدی چونکہ ان کے مقاصد یا جوہیت کے مقابلہ میں مستحکم درجہ کی طرح حائل تھی اس لئے سب کی نظر عنایت اس کی تحریف پر ٹکی رہی ہے، اور ان میں سے ہر شخص نے اپنی اپنی فہم کے مطابق اس کی تحریف میں کوشش کی۔

ایک شخص نے اپنا نام لفظ لا رکھ لیا، اور نبوت کا دعویٰ کر بکھر خود اسی حدیث کو اپنی نبوت کا گواہ بنا لیا، اور کہنے لگا کہ اصل عبارت حدیث یوں ہو لا نَبیَّ بَعْدِی

۱۔ حافظ الدنیا علامہ ابن حجر فتح الباری شرح بخاری میں ان دونوں اقلیم کی تفصیل کی حکمت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ قریش کی عادت تھی کہ سردی کے زمانہ میں یمن اور گرمی کے زمانہ میں شام کا سفر کرتے تھے، اور یہی جگہ ان کی تجارت کا ہی تھیں، جیسا کہ قرآن عزیز میں ”وَصَلَّاتُ الْاَشْجَارِ اَلْمِیْنِ“ کے الفاظ سے بیان کیا گیا ہے، جب قریش مسلمان ہو گئے تو ان کو اپنی تجارتوں کا خوف ہوا کہ اب ہمارا یمن اور شام میں داخلہ بند کر دیا جائے گا، اس پر ان کی تسکین کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تمہاری تجارت گاؤں ان کے وجود ہی سے پاک کر دی جائیں گی ۱۳

جس میں لامبتداء اور نئی بُدئی اُس کی خبر ہے، جس کے مطابق حدیث کے معنی یہ ہوئے کہ ”میرے بعد یہ شخص مسمیٰ بہ لابی ہوگا“ (کذا فی فتح الباری)

ایک عورت کو مغرب میں یہی جنون سوار ہوا اور نبوت کا دعویٰ کر بیٹھی، لوگوں نے ”لابی بعدی“ کا فرمان اس کے مقابلہ پر پیش کیا تو کہنے لگی کہ حدیث لابی بعدی ہے لا نسیۃ بعدی نہیں یعنی مرد کے نبی ہونے کا انکار ہے، عورت کی نبوت کا انکار نہیں (فتح الباری شرح بخاری)

مگر زمانہ میں خیر اور صلاح کے آثار باقی تھے، دلوں میں امانت کا کوئی حصہ موجود تھا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث کا احترام جزو ایمان سمجھا جاتا تھا، وہاں اس قسم کی لابی تحریفات کب کھب سکتی تھیں، اُمت نے اُن کے ساتھ وہی سلوک کیا جو ایک مرتد کے ساتھ کیا جاتا ہے، عالم اسلام کو ان کے وجود اور ان کی تحریفات سے پاک کر دیا، حالانکہ ان کی تحریفات مرزا قادیانی کی تحریفات سے زیادہ دلچسپ تھیں۔ قسمت سے ہمارے حصہ میں اگر منتہی ایسا خوش فہم آیا ہے کہ اس کو تحریف کرنے کا بھی کوئی سلیقہ نہیں تو لوگ بھی ایسے خوش عقیدہ آئے کہ انہیں ہر مجنون کے ہندیاں کو دین نبی سمجھ لینا بالکل سہل ہے، خدا جانے اگر یہ لوگ پہلے متنبیوں کے زمانہ میں ہوتے اور ان کی شعبہ کاریاں دیکھتے تو کیا کرتے؟!

حدیث نمبر ۵ | عَنْ جَبْرِ بْنِ مُطْعِمٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

أَنَا مُحَمَّدٌ أَنَا أَحْمَدُ وَأَنَا الْمَسْحِيُّ الَّذِي مَسَحَى اللَّهُ فِي الْكُفْرِ
أَنَا حَاشِرُ الَّذِي يُحْشَرُ النَّاسُ عَلَى عَقْبِي وَأَنَا الْعَاقِبُ وَالْعَاقِبُ
الَّذِي لَيْسَ بَعْدَهُ نَبِيٌّ (رواه البخاری ومسلم صفحہ ۲۶۱ ج ۲)
وابونعیم فی الدلائل، ملا)

ترجمہ: ”حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں محمد ہوں اور میں احمد ہوں اور ماسحی ہوں یعنی میرے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ کفر کو مٹائے گا، اور میں حاشر ہوں، یعنی میرے بعد ہی قیامت آجائے گی اور حشر برپا ہوگا (اور کوئی نبی میرے اور قیامت کے درمیان نہ آئے گا)، اور میں عاقب ہوں اور عاقب اس شخص کو کہا جاتا ہے جس کے بعد اور کوئی نبی نہ ہو (روایت کیا

اس حدیث کو بخاری اور مسلم نے صفحہ ۲۶۱ ج ۱۲ اور ابونعیم نے دلائل صفحہ ۱۲ میں ۱۱ اور اسی حدیث کے بعض الفاظ میں ہے يُحْشَرُ النَّاسُ عَلَى قَدَمَيْ جَسَدٍ کی شرح کرتے ہوئے حافظ ابن حجر نے فتح الباری صفحہ ۳۰۶ جلد ۶ میں فرمایا ہے :-

يُمْكِنُ أَنْ يَكُونَ الْمُرَادُ بِالْقَدَمِ	• ممکن ہے کہ قدم سے مراد زمانہ ہو، یعنی جس
الزَّمَانِ أَمِ وَقْتِ قِيَامِي عَلَى	وقت علامات قیامت کے ظہور کے ساتھ
قَدَمِي لظَهْوِ عِلَامَاتِ الْحَشَرِ	میں اپنے قدم پر کھڑا ہوں گا، اور یہ اس
إِشَارَةٍ إِلَى أَنَّهُ لَا نَبِيَّ بَعْدَهُ	بات کی طرف اشارہ ہے کہ آپ کے بعد
لَا شَرِيعَةٌ	نہ کوئی نئی ہے اور نہ کوئی شریعت ہے

حافظ کے کلام سے یہ بھی معلوم ہوا کہ یہ حدیث ہر قسم کی نبوت کے انقطاع کی خبر دے رہی ہے خواہ پہلی شریعت کے تابع ہو یا شریعت جدیدہ کے ساتھ ۔

حدیث نمبر ۶ | عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَقَدْ كَانَ فِيمَا قَبْلَكُمْ مِنَ الْأُمَمِ مُحَدَّثُونَ فَإِنْ تَكُنْ فِي أُمَّتِي أَحَدًا فَإِنَّهُ عَمْرٌ، زَادَ زَكَرِيَّا بْنُ أَبِي زَائِدَةَ عَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَقَدْ كَانَ فِيمَا كَانَ قَبْلَكُمْ مِنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ رِجَالٌ يَكْلُمُونَ مِنْ غَيْرِ أَنْ يَكُونُوا أَنْبِيَاءَ فَإِنْ تَكُنْ فِي أُمَّتِي مِنْهُمْ أَحَدٌ فَعَمْرٌ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ فِي صَحِيحِهِ ۵۲۱ ج ۱ فِي مَنَاقِبِ عُمَرَ وَكَذَلِكَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ

ترجمہ :- ”حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ تم سے پہلی امتوں میں محدث ہو کرتے تھے، پس اگر میری امت میں کوئی محدث ہے تو وہ عمر ہے“ اور اسی حدیث کے دوسرے الفاظ میں یہ ہے کہ ”تم سے پہلے بنی اسرائیل میں کچھ لوگ مکلم ہو کرتے تھے، بغیر اس بات کے کہ وہ نبی ہوں، پس اگر ان میں سے کوئی میری امت میں بھی ہو سکتا ہے تو وہ عمر ہے“ (روایت کیا اس کو بخاری نے اپنی صحیح صفحہ ۵۲۱ جلد اول میں، اور روایت کیا اس کو مسلم نے) ؛

محدث یا مکلم کون ہوتے ہیں؟ | حافظ نے فتح الباری صفحہ ۴۴ جلد ۴ میں لفظ محدث کی شرح کرتے ہوئے فرمایا کہ مکلم اور محدث کی تفسیر میں چند اقوال ہیں، بعض لوگوں نے اس کے

مسنیٰ ٹلہم بتلائے ہیں، یعنی جس کو اللہ کی طرف سے الہام ہوتا ہے، اور صحیح مسلم کی ایک روایت اس کی تائید کرتی ہے، جس میں خود حدیث میں بجائے محدثوں کے ملہمون کا لفظ منقول ہے۔

اسی طرح مسند حمیدی میں حضرت عائشہؓ سے اسی مضمون کی ایک حدیث آئی ہے، جس کے آخر میں الملہم بالصواب مذکور ہے، اور ترمذی نے ابن عیینہ کے بعض شاگردوں سے محدثوں کی تفسیر میں مضمون کے الفاظ نقل کئے ہیں، یعنی جن کو اللہ کی طرف سے حق بات سمجھادی جاتی ہے۔

بہر حال یہ بات خود نص حدیث سے بھی ثابت ہے کہ محدث یا مکلم وہ لوگ ہیں جو انبیاءؑ تو نہیں مگر الطافِ خداوندی اُن کی طرف خاص طور پر مبذول ہیں اور اُن کو حق بات کا اللہ کی طرف سے الہام ہو جاتا ہے یا حق بات سمجھادی جاتی ہے۔

یہ بات خود نص حدیث سے بھی ثابت ہے اور تمام اقوال محدثین بھی اس کے مطابق ہیں کہ محدث نبی نہیں ہوتا۔

اس کے بعد اصل حدیث کے مضمون پر غور فرمائیے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس امت کے سب سے بہتر افراد یعنی صحابہ کرامؓ اور ان میں سے بھی منتخب حضرت عمرؓ کے لئے اگر کوئی بڑے سے بڑا درجہ تجویز فرمایا ہے تو وہ صرف محدثیت کا درجہ ہی نبوت کا درجہ ان کے لئے بھی تجویز نہیں کیا، بلکہ صراحتہً اس کی نفی فرمائی، صحابہ کرامؓ جو باجماع امت خیار الخلائق بعد الانبیاءؑ ہیں، اور ان میں بھی خلفائے راشدین جن کی سنت کا اتباع بھی مثل سنت نبویہ امت کے لئے ضروری سمجھا گیا ہے، جب رتبہ نبوت کو نہیں پاسکتے تو اُن کے بعد کوئی غوث یا قطب یا دلی یقیناً اُس درجہ کو نہیں پاسکتا، کیونکہ باتفاق امت کوئی ولی کتنا ہی ترقی کرے مگر صحابہؓ کے درجہ کو بھی نہیں پہنچ سکتا، افضل ہونا تو کجا، اور یہ بھی ظاہر ہے کہ غیر نبی سے افضل نہیں ہو سکتا۔ اب اگر صحابہ کرامؓ کے بعد کوئی نبی بنے تو لازم آتا ہے کہ غیر نبی یعنی صحابہ کرامؓ اس نبی سے افضل ہوں۔

حدیث نمبر ۱ | عَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِعَلِيٍّ أَنْتَ بِسُنَّتِي هَازِدُونَ مِنْ مُوسَى إِلَّا أَنَّهُ لَا نَبِيَّ بَعْدِي

رواہ البخاری و مسلم فی غزوة تبوک ، وَفِي لَفْظِ الْمُسْلِمِ خَلَقَهُ عَلَيْهِ
السَّلَامُ فِي بَعْضِ مَغَازِيهِ فَقَالَ لَهُ عَلِيٌّ يَا رَسُولَ اللَّهِ خَلَقْتَنِي مَعَ النَّسَاءِ
وَالصَّبِيَّانِ فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَا تَرْضَى
أَنْ تَكُونَ بِمَنْزِلَةِ هَارُونَ مِنْ مُوسَى إِلَّا أَنَّهُ لَا نَبُوَّةَ بَعْدِي وَ
فِي لَفْظِ آخِرِ عِنْدَهُ إِلَّا أَنْتَ لَسْتَ نَبِيًّا .

ترجمہ :- حضرت سعد بن ابی وقاص فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؑ
سے فرمایا کہ تم میرے ساتھ ایسے ہو جیسے حضرت ہارونؑ موسیٰ کے ساتھ تھے، مگر میرے
بعد کوئی نبی نہیں ہو سکتا (اس لئے کہ تم ہارونؑ کی طرح نبی نہیں)، روایت کیا اس کو
بخاری و مسلم نے غزوة تبوک کے باب میں، اور مسلم شریف کی روایت میں اتنی بات اور
زیادہ ہے کہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک جہاد میں حضرت علیؑ کو ساتھ نہیں لیا
بلکہ گھر پر چھوڑ دیا، تو حضرت علیؑ نے (بطور نیا زمندانہ شکایت کے) عرض کیا کہ آپ
نے مجھے عورتوں اور بچوں کے ساتھ چھوڑ دیا، آپ نے (ان کو تسلی کے لئے) ارشاد
فرمایا کہ کیا تم اس پر راضی نہیں کہ تم میرے ساتھ ایسے ہو جاؤ جیسے ہارونؑ موسیٰ کے
ساتھ (یعنی جس طرح حضرت موسیٰ جب کوہ طور پر تشریف لے گئے تو ہارونؑ کو
بنی اسرائیل کے پاس اپنا نائب بنا کر چھوڑ گئے تھے اسی طرح سے تم اس وقت
میرے نائب تھے) لیکن میرے بعد نبوت نہیں (اس لئے تمہارا مرتبہ اگرچہ ہارونؑ
کا سا ہے، مگر تم کو نبوت حاصل نہیں)، اور مسلم شریف کی ایک روایت کے الفاظ یہ
ہیں إِلَّا أَنْتَ لَسْتَ نَبِيًّا (مگر تم نبی نہیں ہو)۔

جن لوگوں نے لانی نبی بعدی کے الفاظ کو تحریفات کا میدان بنا رکھا ہے وہ اگر
ان الفاظ پر بھی نظر ڈالیں تو ان کے سارے منصوبے ختم ہو جاتے ہیں۔

حدیث نمبر ۱۸ | عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَقُومُ
السَّاعَةُ حَتَّى يَقْتَتِلَ ذِشْتَانِ فَيَكُونَنَّ بَيْنَهُمَا مَقْتَلَةٌ عَظِيمَةٌ وَغَوْمُهُمَا
وَاحِدَةٌ وَلَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى يَبْعَثَ دَجَالُونٌ كَدَّ الْبُؤْسِ قَرِيبًا
مِنْ ثَلَاثِينَ كُلَّهُمْ يُزْعَمُ أَنَّهُ رَسُولُ اللَّهِ (رواہ البخاری و
مسلم و احمد)

ترجمہ :- حضرت ابو ہریرہؓ راوی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ قیامت اُس وقت تک قائم نہ ہوگی جب تک کہ اس سے پہلے یہ علامات نہ ہو چکے کہ درجہ عقول میں جنگ عظیم رونما ہو، حالانکہ دونوں کا دعویٰ ایک ہی ہو اور قیامت اس وقت قائم نہیں ہو سکتی جب تک کہ تقریباً ۳۰ دجال کاذب دنیا میں نہ آچکیں جن میں سے ہر ایک یہ کہتا ہو کہ میں اللہ کا رسول ہوں (روایت کیا اس کو امام بخاری اور مسلم اور امام احمد نے) :-

اس حدیث میں آپ کے بعد مدعی نبوت کو دجال و کذاب فرمایا گیا ہے، جیسا کہ آئندہ حدیث میں اس کی اور بھی زیادہ تصریح ہے۔

ایک سوال | اس جگہ پر یہ سوال ہوتا ہے کہ اگر ہر مدعی نبوت دجال و کذاب ہے تو پھر تیس کا عدد صادق نہیں آتا، کیونکہ مدعی نبوت تو تیس سے بہت زیادہ ہو چکے ہیں اور یہ معلوم اور کہتے ہوں گے۔

جواب | حافظ ابن حجرؒ نے فتح الباری شرح بخاری میں اس سوال کو حل کرتے ہوئے فرمایا ہے :-

<p>”اور ہر مدعی نبوت مطلقاً اس حدیث میں مراد نہیں، اس لئے کہ آپ کے بعد مدعی نبوت تو بے شمار ہوئے ہیں، کیونکہ یہ بے بنیاد دعوئے عموماً جنوں یا سوداویس پیدا ہوتے ہیں، بلکہ اس حدیث میں جن تیس دجالوں کا ذکر پروردہ ہی جن کی شوکت قائم ہو جائے اور جن کا مذہب مانا جائے اور جن کے متبع زیادہ ہو جائیں یا</p>	<p>ولیس المراد بالحدیث من ادعی النبوة مطلقاً فانهم لا یحصون کثرة لکن غالبهم ینشأ لهم ذلک عن جنون و سوداء و انما المراد من قامت له الشوكة . (فتح مفحۃ ۵۵ جلد ۶)</p>
--	--

حافظ کی اس عبارت سے جس طرح مذکورہ الصدر سوال کا شافی جواب معلوم ہو گیا کہ اگرچہ مدعی نبوت سبھی کذاب ہیں مگر حدیث میں ۳۰ کے عدد سے وہ مدعی نبوت مراد ہیں جن کی شوکت و حشمت قائم ہو جائے، اور ان کے ماننے والوں کی کوئی جماعت پیدا ہو جائے، اسی طرح دوا و دافئہ معلوم ہوئے :-

اَوّل یہ کہ اس قسم کے دعوائے نبوت آجکل عموماً جنوں یا سودا دیت کا کرشمہ ہوتے ہیں۔
دوم یہ کہ کسی مدعی نبوت کی شوکت و شہمت کا قائم ہو جانا یا اُس کے مذہب کا
رواج پانا اور اُس کے متبعین کا زیادہ ہو جانا یہ اس کی سچائی یا حقانیت کی دلیل
نہیں ہو سکتی، ہاں اس کی دلیل ہوتی ہے کہ کوئی معمولی متنبی نہیں ہے، بلکہ اُن ہی تیس
دجالوں کی فہرست میں کا ایک نمبری جھوٹا ہے جن کا ذکر حدیث میں آیا ہے۔

اب مرزا صاحب کا اپنے مریدین کی کثرت یا مذہب کے رواج یا لوگوں کے اموال
بٹورنے پر فخر کرنا اور اس کو اپنی حقانیت کی دلیل بلکہ معجزہ و سرار دینا جس درجہ کی دلیل
ہے وہ بھی ظاہر ہو گیا، اور معلوم ہو گیا کہ مرزا صاحب اُن تیس دجالوں میں سے بڑا ترہ
رکتے ہیں، سچ ہے ۵

دکانِ امراء من جند ابلیس ناقلی ۛ بہ الحال حتی صار ابلیس من جند
”وہ ابلیس کے لشکر کا ایک آدمی تھا پھر اس کی ترقی ہو گئی یہاں تک کہ ابلیس بھی

اس کا ایک لشکری بن گیا ۛ

حدیث نمبر ۹ | عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ مِثْلُهُ عِنْدَ مُسْلِمٍ (فتح الباری مطبوعہ ہند ۱۳۳۲ھ)

ترجمہ ۱۔ ”حضرت جابر بن سمروہ سے بھی اسی مضمون کی حدیث امام مسلم نے روایت کی ہو؟

حدیث نمبر ۱۰ | عَنْ ثَوْبَانَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّهُ

سَيَكُونُ فِي أُمَّتِي كَذَّابُونَ ثَلَاثُونَ كُلُّهُمْ يَزْعُمُ أَنَّهُ نَبِيٌّ وَأَنَا

خَاتَمُ النَّبِيِّينَ لَا نَبِيَّ بَعْدِي (رواہ مسلم)

ترجمہ ۱۔ ”حضرت ثوبانؓ روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کہ قریب

ہے کہ میری امت میں تیس جھوٹے پیدا ہوں گے جن میں سے ہر ایک بھی کہے گا کہ میں نبی

ہوں، حالانکہ میں خاتم النبیین ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں ہو سکتا۔ روایت کیا

اس کو مسلمؒ نے ۛ

کیا اس قسم کی صاف صاف احادیث اور ارشادات نبویہ کے بعد بھی مسئلہ

”ختم نبوت“ کا کوئی پہلو خفاء میں رہتا ہے؟ اور کیا اس کے بعد بھی مرزائی

امت کے لئے وقت نہیں آیا کہ وہ اپنے خیالاتِ باطلہ سے تائب ہو جائیں؟

حدیث نمبر ۱۱ | عَنْ ابْنِ هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

فُضِّلْتُ عَلَى الْأَنْبِيَاءِ بِسِتٍّ أُعْطِيتُ جَوَامِعَ الْكَلِمِ وَتُصِيفُ
بِالرُّعْبِ وَأُحِلَّتْ لِي الْغَنَائِمُ وَجُعِلَتْ لِي الْأَرْضُ مَسْجِدًا
وَأُورِثُهَا وَأُورِثُ إِلَى الْخَلْقِ كَافَّةً وَخُيِّمَ لِي النَّبِيُّونَ (رواہ
مسلم فی الفضائل)۔

ترجمہ ۱۔ حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے تمام
انبیاء پر چھ باتوں میں فضیلت دی گئی ہے :۔ اول یہ کہ مجھے جوامع الکلم دیئے گئے
اور دوسرے یہ کہ رعب سے میری مدد لگے، (یعنی مخالفین پر میرا رعب پڑ کر ان کو
مفلوب کر دیتا ہے) تیسرے میرے لئے غنیمت کا مال حلال کر دیا گیا (بخلاف انبیاء
سابقین کے کہ مال غنیمت اُن کے لئے حلال نہ تھا، بلکہ آسمان سے ایک آگ نازل
ہوتی تھی جو تمام مال غنیمت کو جلا کر خاک سیاہ کر دیتی تھی، اور یہی جہاد کی مقبولیت
کی علامت سمجھی جاتی تھی) اور چوتھے میرے لئے تمام زمین ناز پڑنے کی جگہ بنادی گئی
(بخلاف اُمم سابقہ کے کہ ان کی ناز صرف مسجدوں ہی میں ہو سکتی تھی) اور زمین کی ٹہنی
میرے لئے پاک کرنے والی بنادی گئی (یعنی بوقت ضرورت تیمم جائز کیا گیا جو کہ
پہلی امتوں کے لئے جائز نہ تھا) پانچویں میں تمام مخلوق کی طرف نبی بنا کر بھیجا
گیا ہوں (بخلاف انبیاء سابقین کے کہ وہ خاص خاص قوموں کی طرف کسی خاص
اقلیم میں ایک محدود زمانہ تک کے لئے مبعوث ہوتے تھے) چھٹے یہ کہ مجھ پر انبیاء ختم
کر دیئے گئے (روایت کیا اس کو مسلم نے فضائل میں)۔

حدیث نمبر ۱۲ | عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّهُ لَمْ يَنْبِقْ مِنَ النَّبُوءَةِ إِلَّا الْمُبَشِّرَاتِ (رواہ
البخاری فی کتاب التَّعْبِيرِ ص ۳۳۱ ج ۱۲ علی هامش الفتح و مسلم)۔

ترجمہ ۱۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
ہے کہ اے لوگو! نبوت کا کوئی جز و سوائے اچھے خوابوں کے باقی نہیں (اس حدیث
کو بخاری و مسلم نے روایت کیا ہے)۔

اس حدیث کا حاصل یہ ہے کہ نبوت بالکلیہ ختم ہو چکی اور سلسلہ وحی منقطع ہو گیا
البتہ اجزائے نبوت میں سے ایک جز و مبشرات باقی ہے یعنی جو سچے خواب مسلمان

دیکھتے ہیں، یہ بھی نبوت کے اجزاء میں سے ایک جزو ہے جس کی تشریح بخاری ہی کی دوسری حدیث میں اس طرح آئی ہے کہ سچا خواب نبوت کا چھیا لیسواں جزو ہے۔
ایک شے اور اس کا ازالہ | عبرت کی جگہ ہے کہ ارشادات نبویہ کے ان بیانات کے بعد بھی سچا اس کے کہ مرزائی قلوب میں زلزلہ پڑ جاتا، اور وہ ایک متنبی کا ذب کو چھوڑ کر سید الانبیاء کی نبوت کو اپنے لئے کافی سمجھ لیتے، ان کی جسارت اور تحریف میں دلیری اور بڑھتی جاتی ہے، وَكَذَلِكَ يَطْبَعُ اللَّهُ عَلَى قَلْبِ كُلِّ مَكْبُورٍ جَبَّار۔

ادھر حدیث میں سلسلہ نبوت کے انقطاع پر یہ صاف ارشاد ہوتا ہے، اور ادھر قادیانی دنیا میں خوشیاں منائی جاتی ہیں کہ اس سے بقاء نبوت ثابت ہو گیا، اِنَّ هَذَا الشَّيْءُ مُجَابٌ۔

کہا جاتا ہے کہ اس حدیث میں بتلایا گیا ہے کہ نبوت کا ایک جزو باقی ہے جس سے نفس نبوت کا بقاء ثابت ہوتا ہے، جیسے پانی کا ایک قطرہ بھی باقی ہو تو پانی کو باقی کہا جاسکتا ہے، اسی طرح نبوت کے ایک جزو کا باقی ہونا خود نبوت کا باقی ہونا ہے۔ اہل دانش فیصلہ کریں کہ اس فلسفہ اور سائنس کے دور میں ایک مدعی نبوت کی طرف سے کہا جا رہا ہے، اُس کو جس روز اور گھل کا بدیہی امتیاز معلوم نہیں، وہ کسی شے کے ایک جزو موجود ہونے کو گھل کا موجود ہونا سمجھتے ہیں، جس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ نماز کے ایک جزو مثلاً اللہ اکبر کو پوری نماز اور وضو کے ایک جزو مثلاً ماتمہ دھونے کو پورا وضو کہا جائے، اسی طرح ایک لفظ اللہ کو پوری اذان اور ایک منٹ کے روزہ کو ادائے روزہ کہا جائے۔

ہم کہتے ہیں کہ اگر قادیانی نبوت کی یہی برکات ہیں کہ کسی شے کے ایک جزو کے وجود کو گھل کا وجود قرار دیا جائے، اور جزو پر کل کا اطلاق درست ہو جائے تو پھر ایک اینٹ کو پورا مکان کہنا بھی درست ہوگا، اور کھانے کے بیس اجزاء میں سے ایک جزو نمک ہے تو نمک کو کھانا کہنا بھی روا ہوگا۔ نمک کو پلاؤ اور پلاؤ کو نمک کہا جائے تو کوئی غلطی نہ ہوگی۔ اور پھر تو شاید ایک تاکہ کو کپڑا کہنا بھی جائز ہوگا۔ اور ایک انگلی کے ناخن کو انسان اور ایک رسی کو پار پانی بھی کہا جائے اور ایک میخ کو کوائر بھی۔ کیا خوب! نبوت ہو تو ایسی ہو کہ تمام ہی کو بدل ڈالے۔

بس اگر ایک اینٹ کو مکان اور نمک کو پلاؤ اور ایک ٹاگہ کو کپڑا اور ایک رسی کو چارپائی اور ایک میخ کو کوڑا نہیں کہہ سکتے تو نبوت کے چمکیسویں جزو کو بھی نبوت نہیں کہہ سکتے۔

رہی پانی کی مثال کہ اس کا ایک قطرہ بھی پانی ہی کہلاتا ہے اور پورا سمندر بھی پانی کہلاتا ہے۔ سو یہ ایک جدید مرزائی فلسفہ ہے کہ ان عقلمندوں نے پانی کے ایک قطرہ کو پانی کا ایک جزو سمجھ رکھا ہے، حالانکہ پانی کا ایک قطرہ بھی ایسا ہی مکمل پانی ہے جیسے ایک دریا۔ جو شخص علم کی اسجد سے بھی واقف ہے وہ جانتا ہے کہ پانی کے ہر قطرہ میں اجزائے مائیکرو پورے پورے موجود ہیں، فرق اتنا ہے کہ سمندر میں پانی کے اجزاء زیادہ ہیں، اور قطرہ میں کم مقدار میں موجود ہیں، مگر اس کا انکار نہیں کیا جاسکتا کہ ایک قطرہ میں پانی کے دونوں اجزاء جن کو جدید فلسفہ ہیڈروجن اور آکسیجن کہتا ہے موجود ہیں اس لئے پانی کے قطرات کو پانی کے اجزاء نہیں کہا جاسکتا بلکہ پانی کے اجزاء وہی ہیڈروجن اور آکسیجن ہیں، تو جس طرح تنہا ہیڈروجن کو بھی پانی کہنا غلط ہے اور تنہا آکسیجن کو بھی پانی کہنا غلط ہے، اسی طرح نبوت کے کسی جزو کو نبوت کہنا بھی غلط ہے، یہ محض لچر اور ناقابلِ ذکر بات ہے کہ نبوت کا ایک جزو باقی ہونے سے نبوت کا بقا ثابت کر ڈالا۔

نبوت بروز یہ یا غلبہ وغیرہ | اس حدیث میں یہ بات زیادہ قابلِ لحاظ ہے کہ آنحضرت
بالفرض اگر نبوت ہے تو وہی | صلی اللہ علیہ وسلم نے انقطاع نبوت کے ذکر کے ساتھ صرف
آپ کے بعد منقطع ہے | روایات صالحہ کے بقا کا ذکر فرمایا ہے اور کسی قسم کی نبوت
کا نام نہیں لیا، جو اس بات کا بدیہی ثبوت ہے کہ آپ کے نزدیک نبوت کی کوئی
قسم آپ کے بعد باقی نہیں رہی ورنہ ضروری تھا کہ نبوت کی جو قسم باقی رہنے والی ہو
جگہ سے خواب کے اس قسم کا ذکر فرمایا جاتا۔

اور اسی پر بس نہیں، بلکہ نبوت کے تمام اجزاء اور اقسام کے بالکل انقطاع کی
خبر دے کر صرف ایک جزو یعنی روایات صالحہ کا استثناء فرمایا گیا ہے، اب انصاف
سمجھئے کہ اگر سوائے روایات صالحہ کے اور بھی کوئی جزو یا کوئی نوع یا کوئی قسم
نبوت کی باقی رہنے والی تھی، تو اس کا استثناء کیوں نہیں فرمایا گیا؟

مرزا صاحب نے اپنی اسلام دشمنی پر پردہ ڈالنے کے لئے کبھی فرمایا کہ ختم نبوت کا مسئلہ تو میرا ایمان ہے مگر صرف تشرعی نبوت ختم ہوئی ہے، اور میری نبوت غیر تشرعی ہے۔ اور کبھی کہا کہ کئی نبوت ختم ہوئی ہے اور میری نبوت بنی ہوئی ہے۔ اور کبھی ارشاد ہوا کہ حقیقی نبوت ختم ہوئی ہے اور میری نبوت ظلی اور بروزی ہے۔ اور کبھی لکھا ہے کہ مستقل نبوت ختم ہوئی ہے اور میری نبوت غیر مستقل ہے۔

غرض ان متعارض اور متہانت اقوال کو اختیار کر کے مرزا صاحب نے سمجھا ہے کہ ہماری نبوت بھی سیدھی ہو گئی، اور مسلمانوں کے سامنے یہ کہنے کی بھی جگہ باقی رہی کہ قرآن و حدیث کے صریح حکم یا امت کے اجماعی عقیدہ ختم نبوت کے منکر نہیں۔ ہم کہتے ہیں کہ اس حدیث نے مرزا صاحب کے سامنے منسوبے خاک میں ملا دیئے ہیں۔ کیونکہ اگر ہم تھوڑی دیر کے لئے فرض کر لیں کہ ظلی و بروزی وغیرہ جو ختم نبوت کی مرزا صاحب نے ایجاد کی ہے وہ واقعی نبوت کی ایک قسم ہے، اس حدیث پر اس کے بھی انقطاع کی خبر بصراحت موجود ہے۔ کیونکہ اس میں اجزاء و انواع نبوت میں سے دو یا سب مالمحہ کے سوا کچھ مستثنیٰ نہیں فرمایا گیا۔ پس اگر ظلی و بروزی وغیرہ بھی نبوت کی قسمیں ہیں تو وہ بھی اس حدیث کی زد سے منقطع و ختم ہو چکیں، اور مرزا صاحب کو ان متعارض اقوال اور نئی نئی قسم کی نبوتیں تراشنے کے بعد بھی کچھ ہاتھ نہ آیا۔

حدیث نمبر ۱۳ | عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَشَفَ

الْبَتَّارَةَ وَرَأَسَهُ مَغْضُوبٌ فِي مَرَضِهِ الَّذِي مَاتَ فِيهِ وَالنَّاسُ
مَغْضُوبٌ خَلْفَ ابْنِ بَكْرِ فَقَالَ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّهُ لَمْ يَبْقَ مِنْ
مُبَشِّرَاتِ النَّبِيِّ إِلَّا التَّوْبَةُ وَالصَّالِحَةُ يَرَاهَا الْمُسْلِمُ أَوْ تَرَى
لَهُ (رواه مسلم والنسائي وغيره)

ترجمہ: حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے مرضِ وفات میں دروانہ کا پردہ کھولا، آپ کا سر مبارک بوجہ مرض کے بندھا ہوا تھا، اور لوگ حضرت صدیق اکبرؓ کے پیچھے صفیں باندھے کھڑے تھے، آپ نے ارشاد فرمایا کہ نبوت میں کوئی جزو باقی نہیں رہا، مگر اچھے خواب جو مسلمان دیکھتے ہیں، یا اس کے لئے کوئی اور دیکھے (روایت کیا اس کی مسلم اور نسائی نے)؛

حدیث نمبر ۱۴ | عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ بْنِ قَارِظٍ أَشْهَدُ أَنِّي سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَاتِيْ أَخِيْرَ الْأَنْبِيَاءِ وَمَسْجِدِيْ أَخِيْرَ الْمَسَاجِدِ (رواه مسلم صفحہ ۴۴۶ جلد ۱) د النساۃ ولفظه خَاتِمُ الْأَنْبِيَاءِ وَخَاتِمُ الْمَسَاجِدِ۔

ترجمہ ۱۔ "حضرت عبداللہ بن ابراہیم بن قارظ فرماتے ہیں کہ میں شہادت دیتا ہوں کہ میں نے ابو ہریرہؓ کو یہ بیان کرتے ہوئے سنا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میں آخر الانبیاء ہوں اور میری مسجد آخر المساجد ہے، (اس حدیث کو مسلم نے صفحہ ۴۴۶ جلد اول میں اور نسائی نے روایت کیا ہے۔ نساۃ کے الفاظ میں بجائے آخر الانبیاء اور آخر المساجد کے خاتم الانبیاء اور خاتم المساجد واقع ہوا ہے) اور ہر دو صورت معنی واحد ہیں، جیسا کہ اسی رسالہ میں مفصل گزر چکا ہے۔"

تنبیہ ۱۔ حدیث میں خاتم المساجد سے مراد خاتم مساجد الانبیاء ہے، جیسا کہ ایک دوسری حدیث میں خود یہی لفظ موجود ہے، جس کو ائمہ حدیث دہلی، ابن نجار، بزار وغیرہ نے حضرت عائشہؓ سے بایں الفاظ روایت کیا ہے۔

أَنَا خَاتِمُ الْأَنْبِيَاءِ وَمَسْجِدِيْ | "میں خاتم الانبیاء ہوں اور میری مسجد خَاتِمُ مَسَاجِدِ الْأَنْبِيَاءِ وَكَذَلِكَ الْكَلَامُ" مساجد انبیاء کی خاتم اور آخر ہے۔"

حاصل یہ ہے کہ آپؐ کے بعد نہ کوئی نبی پیدا ہو گا اور نہ کسی نبی کی اور مسجد بنے گی۔

ایک لطیفہ ۲۔ مرزائی دنیا میں صحیح مسلم کی حدیث کے الفاظ دیکھ کر خوشحال منائی گئیں کہ اس نے ختم نبوت کے مسئلہ میں شریف کار راستہ نکال دیا، کیونکہ خاتم المساجد کے معنی باتفاق یہ نہیں ہو سکتے کہ آپؐ کے بعد کوئی مسجد نہیں بنے گی، کیونکہ یہ واقعات کے خلاف ہے، اسی طرح خاتم الانبیاء کے معنی بھی یہ نہیں ہوں گے کہ آپؐ کے بعد کوئی نبی پیدا نہیں ہو گا۔

لیکن دہلی، ابن نجار اور بزار کے حوالہ سے حضرت عائشہؓ کی جو حدیث ابھی پیش کی گئی ہے کہ خاتم المساجد کے معنی خاتم مساجد الانبیاء ہیں، اس نے اُن کے تمام منصوبے خاک میں ملا دیئے۔

حدیث نمبر ۱۵ | عَنْ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُسَمِّي لَنَا أَنْفُسَهُ أَسْمَاءً فَقَالَ أَنَا مُحَمَّدٌ وَأَحْمَدُ وَالْمُقْتَضَى

(الحديث، رواه مسلم صفحه ۲۶۱ جلد ۲۔)

ترجمہ۔ حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ روایت فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اسم کے شریفہ ہم سے بیان فرمایا کرتے تھے، چنانچہ آپؐ نے فرمایا میں محمد ہوں اور احمد اور مقتضی بھی ہوں (اس حدیث کا امام مسلمؒ نے روایت فرمایا ہے)۔
امام نوویؒ نے اس حدیث کی شرح کرتے ہوئے لفظ مقتضی کے معنی شمر سے نقل کئے ہیں کہ مقتضی بمعنی عاقب ہے، اور عاقب کے معنی خود نص حدیث میں آخر الانبیاء بیان فرمائے ہیں، جیسا کہ حدیث نمبر ۱۵ میں گذرا ہے۔ اور ابن الاعرابی نے مقتضی کا ترجمہ ہوا المستبعم للانبیاء کیا ہے، جس کے معنی بھی یہی آخر الانبیاء ہوتے ہیں۔ اس لئے نوویؒ نے دونوں قول نقل کرنے کے بعد فرمایا ہے کہ فظہران المقفی ہوا الآخر، یعنی ثابت ہوا کہ مقتضی کے معنی آخر کے ہیں، اور اس لئے حدیث کا حاصل مطلب یہ ہوا کہ میں آخر الانبیاء ہوں۔

حدیث نمبر ۱۶ | عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ فِي حَدِيثِ الشَّاعَةِ فَقِيلَ لَهُمْ عَيْسَى

إِذْ هَبُوا إِلَى غَيْرِي إِذْ هَبُوا إِلَى مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قِيَامُونَ
مُحَمَّدًا صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقِيلُوا يَا مُحَمَّدُ، أَنْتَ رَسُولُ

اللَّهِ وَخَاتِمُ النَّبِيِّينَ (رواه البخاری ۶۸۵ ج ۲ وسلم ۱۱۷۱)

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ سے ایک طویل حدیث کہ ذیل میں روایت کیا گیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جب لوگ حضرت عیسیٰؑ سے قیامت کے روز شفاعت کے لئے عرض کریں گے تو وہ کہیں گے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جاؤ لوگ میرے پاس آئیں گے اور کہیں گے کہ اے محمدؐ! آپ اللہ کے رسول ہیں اور خاتم النبیین ہیں (الآخر الحدیث)، روایت کیا اس کو بخاری نے صفحہ ۶۸۵ ج ۲ میں اور مسلم نے صفحہ ۱۱۱ جلد اول میں۔

حدیث نمبر ۱۷ | عَنْ أَبِي رَزِينٍ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بُعِثْتُ أَنَا وَالسَّاعَةُ كَهَاتَيْنِ (رواه البخاری

فصیحہ - مشکوٰۃ المصابیح باب قرب القیامة

ترجمہ ۱۔ حضرت انسؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے (انگشت شہادۃ اور بیچ کی انگلی کو ملا کر) فرمایا کہ میں اور قیامت دونوں اس طرح ملے ہوئے بھیجے گئے ہیں جس طرح یہ دونوں انگلیاں ملے ہوئی ہیں۔

بالفقا علماء حدیث اس سے مراد یہ ہے کہ آپ کے اور قیامت کے درمیان کوئی جدید نبی پیدا نہ ہوگا اور قیامت آپ کے ساتھ ملے ہوئی آنے سے ہی مراد ہو سکتی ہے۔ ورنہ حدیث کا خلاف واقعہ ہونا لازم آتا ہے کہ آپ کی پیدائش تقریباً چودہ سو برس ہو چکے اور اب تک قیامت کا پتہ نہیں۔

اور دوسری احادیث میں آپ کے ساتھ قیامت کے متصل ہونے کا ہی مطلب خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمایا ہے جیسا کہ ختم النبوة فی القرآن (آیت نمبر ۶۶ کے تحت) صفحہ ۱۷۸ میں حضرت ابو زمرؓ کی طویل حدیث کا ایک حصہ نقل ہو چکا ہے جس کے چند جملے یہ ہیں:-

<p>وہ ناکہ جس کو تم نے خواب میں دیکھا اور یہ کہ میں اس کو چلا رہا ہوں وہ قیامت جو میرے قائم ہوگی، کیونکہ میرے بعد کوئی نبی نہ ہوگا، اور نہ میری امت کے بعد کوئی امت۔</p>	<p>وَأَمَّا الثَّانِيَةُ الَّتِي لَا يَمَسُّهَا الْفَنَاءُ فَبِئْسَ النَّاسُ عَلَىٰ تَفَهُؤِهِمْ لَا يَبْقَىٰ بَعْدِي وَلَا أُمَّةٌ بَعْدَ أُمَّتِي.</p>
--	--

(ابن کثیر ص ۳۶۹ ج ۹)

اس میں بوضاحت معلوم ہو گیا کہ قیامت کے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ملے ہوئے آنے کے یہی معنی ہیں کہ آپ کے اور قیامت کے درمیان نہ کوئی نبی ہوگا نہ کوئی دوسری امت۔

حدیث نمبر ۱۸ | عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
قَدْ كَانَ فِي الْأَمَمِ قَبْلَكُمْ مُخَدِّتُونَ قِيَانٌ تَكُنُّ فِي أُمَّتِي مِنْهُمْ
أَحَدٌ فَعَسَىٰ مِنْ الْخَطَإِ (رواہ مسلم والنسائی و ابویعلیٰ واحمد)

ترجمہ ۲۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ تم سے پہلی امتوں میں محدث ہو کر تھے، اگر میری امت میں بھی ان میں سے کوئی ہو سکتا ہے تو وہ
عرفہ ہیں (اس حدیث کو مسلم اور نسائی اور ابویعلیٰ اور امام احمد نے روایت فرمایا ہے)

حدیث نمبر ۱۹ کے تحت محدث کے معنی اور مضمون حدیث کا مطلب مفصل گزر چکا ہے۔

حدیث نمبر ۱۹ | عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْنُ الْأَخِيرُونَ السَّابِقُونَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ بَيْنَ أَتَمِّمْ أَوْتُوا الْكِتَابَ مِنْ قَبْلِنَا وَأَوْتَيْنَا مِنْ بَعْدِهِمْ الْحَدِيثَ (رواه البخاری ومسلم والنسائی مِنَ الْكُتُبِ ۲۳ ج ۶) ومثله عند ابی نعیم فی الدلائل صفحہ ۹۔

ترجمہ ۱۹۔ حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ہم سب سے آخر میں اور قیامت میں سب سے سابق ہوں گے، صرف اتنی بات ہے کہ اہم سابقہ کو کتاب ہم سے پہلے دی گئی اور ہمیں اُن کے بعد ملی (روایت کیا اس حدیث کو بخاری اور مسلم اور نسائی نے (کذا فی الکتر ۲۳ ج ۶) اور ابو نعیم نے دلائل نبوت میں بعینہ یہی حدیث نقل کی ہے ۲۰۔

صحیح مسلم میں ابواب الجمعہ میں اس حدیث کو چار طریق سے روایت کیا ہے۔
حدیث نمبر ۲۰ | عَنْ حُذَيْفَةَ بْنِ يَسْلَمٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْنُ الْأَخِيرُونَ مِنَ أَهْلِ الدُّنْيَا وَالْأَوَّلُونَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ (رواه مسلم ۲۸۷ ج ۲)
ترجمہ ۲۰۔ حضرت حذیفہؓ سے بھی یہی مضمون مسلم نے روایت کیا ہے، اس کے الفاظ یہ ہیں کہ ہم دنیا میں سب سے آخری امت ہیں اور قیامت میں سب سے پہلے ہوں گے۔

صحیحین کے علاوہ، وہ احادیث جن کو ائمہ حدیث نے صحیح کہا ہے،

حدیث نمبر ۲۱ | عَنْ حُذَيْفَةَ بْنِ يَسْلَمٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي أُمَّتِي كَذَّابُونَ دَجَالُونَ سَبْعَةٌ وَعِشْرُونَ مِنْهُمْ أَرْبَعُ نِسْوَةٍ وَأَبِي خَاتِيمٍ النَّبَوِيِّ لَا يُبَيِّنُ بَعْدِي (رواه احمد والطبرانی د اسنادہ جید والطحاوی فی مشکل الآثار ۳ ج ۳)

ترجمہ ۲۱۔ حضرت حذیفہؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میری امت میں ستر کذاب دجال ہوں گے جن میں سے چار عورتیں ہوں گی،

حالانکہ میں خاتم النبیین ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں آ سکتا اس کو امام احمد اور طبرانی نے باسنادِ جید روایت کیا ہوا اور اسی طرح روایت کیا اس کو طحاوی نے شکل الآثار ج ۴ میں ۹۰ اس سے پہلے ایک حدیث گزر چکی ہے جس میں تیش و جالوں کا ذکر ہے، اس میں سترائیں مذکور ہیں، مگر ان میں کوئی تعارض نہیں ہو سکتا ہے اول آپ کو ستائیں کا علم ہوا ہو پھر تیس کا ہونا معلوم ہوا۔

حدیث نمبر ۲۲ عَنْ عَلِيٍّ قَالَ دُجِعْتُ وَجَعًا فَأَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَقَامَنِي فِي مَقَامِهِ وَقَامَ يُصَلِّي وَاللَّيْلُ عَلَى طَرَفِ ثَوْبِهِ ثُمَّ قَالَ بَرَكْتُ يَا بَنِي طَالِبٍ فَلَا بَأْسَ عَلَيْكَ مَا سَأَلْتَ بِاللَّهِ لِي شَيْئًا إِلَّا سَأَلْتُ لَكَ مِثْلَهُ وَلَا سَأَلْتُ اللَّهَ شَيْئًا إِلَّا أَعْطَانِيهِ غَيْرَ أَنَّهُ قِيلَ لِي أَنَّهُ لَا يَنْبَى بَعْدِي فَمَنْتُ كَأَنِّي مَا اشْتَكَيْتُ رَوَاهُ ابْنُ جَرِيرٍ وَابْنُ شَاهِينَ فِي السَّنَةِ وَالطَّبْرَانِيُّ فِي الْأَوْسَطِ وَابْنُ نَعِيمٍ فِي فَصَائِلِ الْمَحَابَةِ كَذَا فِي الْكُتُبِ

ترجمہ اور ”حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ مجھے سخت درد ہوا، میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا، آپ نے مجھے اپنی جگہ کھڑا کر دیا، اور خود نماز پڑھنے لے کھڑے ہو گئے، اور آپ نے کپڑے کا ایک کنارہ میرے اوپر ڈال دیا، پھر فرمایا کہ اے علی! تم شفا یاب ہو گئے، اب تم میں کوئی مرض نہیں رہا۔ جو کچھ تم اللہ سے میرے لئے دعا کرو گے، میں تمہارے لئے وہی دعا کروں گا، اور میں جو کچھ دعا کروں گا اللہ تعالیٰ قبول فرمائے گا، اس کے سوا کہ مجھ سے کہہ دیا گیا ہے کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہو سکتا، (اس لئے تمہارے لئے بھی نبوت کی دعا نہیں کر سکتا) حضرت علیؑ فرماتے ہیں کہ اس کے بعد میں دہاں سے ایسا تندہرست ہو کر اٹھا کہ گویا بیمار تھا ہی نہیں (روایت کیا اس کو ابن جریر نے اور فرمایا کہ یہ حدیث صحیح ہے، نیز روایت کیا ابن شاہین نے سنت میں اور طبرانی نے معجم اوسط میں اور ابن نعیم نے فصائلِ محابہ میں (از کثر العمال)۔

حدیث نمبر ۲۳ عَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا أَبَا ذَرٍّ أَوَّلُ الْأَنْبِيَاءِ آدَمُ وَالْآخِرُ مُحَمَّدٌ رَوَاهُ ابْنُ حَبَّانَ

فی صحیحہ و ابوالنعیم فی الحلیۃ و ابن عساکر و الحکیم الترمذی
(من الکتر ص ۱۳ ج ۶) و اخرجہ ابن حبان فی تاریخہ فی السنۃ
العاشرة ص ۶۹ قلی

ترجمہ ۱۔ "حضرت ابوذرؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ سب
انبیاء میں پہلے آدم علیہ السلام ہیں اور سب سے آخر محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ہیں۔
(روایت کیا اس حدیث کو ابن حبان نے اپنی کتاب صحیح میں، نیز اپنی تاریخ میں سلمہ
کے احوال کے تحت قلی ص ۶۹ پر اور ابونعیم نے حلیہ میں اور ابن عساکر و حکیم ترمذی
وغیرہ نے بھی اسی طرح روایت کیا ہے (دیکھو کتر العمال صفحہ ۱۲۰ ج ۶) اور حافظ
ابن حجرؒ نے بھی مستح الباری میں اس کی تصحیح کی ہے) ۴

حدیث نمبر ۲۲ | وَعَنْ مَالِكٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ حَبِيبٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَرَى أَنَّ تَكُونُ يَمْنَزَلَةً هَانُوتٍ مِنْ
مُؤْمِنِي إِلَّا أَنَّهُ لَا يَبْقَى بَعْدِي (رواه الحاكم في المستدرک و
الطبرانی في الكبير کذا فی الکتر، ص ۱۵۲ ج ۶)

ترجمہ ۲۔ "حضرت مالک ابن حویرثؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ
سے فرمایا کہ کیا تم اس کو پسند نہیں کرتے کہ تم ایسے ہو جیسے اردوٹ موٹی کے ساتھ
تھے، مگر میرے بعد کوئی نبی نہیں ہو سکتا۔ (اس حدیث کو حاکم نے مستدرک میں نقل
کر کے تصحیح کی ہے اور طبرانی نے معجم کبیر میں بھی روایت کیا ہے۔ حدیث کا مطلب اللہ
تعالیٰ مفضل پہلے گذر چکی ہے) ۴

حدیث نمبر ۲۵ | عَنْ نَافِعٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَا
مُحَمَّدٌ وَأَنَا أَحْمَدُ وَأَنَا الْمُتَّقَى وَالْحَاشِي وَالْمَاجِي وَالْخَاتِمُ
وَالْعَاقِبُ (رواه احمد و ابن سعد و الطبرانی و الحاكم (من الکتر)
ترجمہ ۳۔ "حضرت نافعؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ
میں محمد ہوں، اور احمد، متقی، حاشی، ماحی، خاتم اور عاقب (روایت کیا
اس کو امام احمدؒ نے مسند میں اور ابن سعد و طبرانی نے اور حاکم نے اس کو مستدرک
میں درج کر کے تصحیح فرمایا، (من الکتر)

مراد حدیث کی یہ ہے کہ یہ سب میرے نام ہیں۔ مقفی اور عاقب کے معنی پہلے گزر چکے ہیں کہ خاتم الانبیاء کو کہا جاتا ہے۔ اسی طرح حاشرہ کے معنی بھی یہی ہیں کہ آپ کے بعد ہی حشر و قیامت قائم ہو جائے گی، کوئی نبی اور نہ پیدا ہوگا۔ اور ماحی کے معنی یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ آپ کے ذریعے کفر کو مٹائے گا۔

حدیث نمبر ۲۶ | عَنْ عَوْتِ بْنِ مَالِكٍ مَرْفُوعًا قَوْلَ اللَّهِ لَا آتَا الْحَاشِرُ وَآتَا الْعَاقِبَ وَآتَا الْمُقْفَى (رواہ رطب وک من الکند)

ترجمہ:- ”حضرت عوت بن مالک فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خدا کا قسم میں حاشر اور عاقب اور مقفی ہوں (روایت کیا اس کو طبرانی نے اور حاکم نے مستدرک میں درج کر کے تصحیح کی ہے)“

ابھی گزر چکا ہے کہ حاشر، عاقب، مقفی تینوں کی مراد ایک ہے، یعنی آخر الانبیاء۔

حدیث نمبر ۲۷ | عَنْ وَهْبِ بْنِ مُنَبِّهٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ مَرْفُوعًا فِي حَدِيثِ طَوِيلٍ فِي الْمُخْشِرِ يَقُولُ قَوْمٌ نُوحٍ وَآتَى عَلَيْهِ هَذَا يَا أَحْمَدُ وَأَنْتَ وَامْتَنَكَ أَخِي الْأُمَمِ (رواہ الحاکم فی المستدرک کذا فی الکند)

ترجمہ:- ”حضرت وہب بن منبہ حضرت ابن عباس سے ایک طویل حدیث کے ذیل میں روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے دن حضرت نوح کی امت کہے گی کہ اے احمد (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ کو یہ کیسے معلوم ہوا؟ حالانکہ آپ اور آپ کی امت آخر الامم ہے (اس کو حاکم نے مستدرک میں درج کر کے صحت کا حکم کیا ہے)“

حدیث نمبر ۲۸ | عَنْ الْحَسَنِ عَنْ سَبْعَةٍ رَهْطٍ شَهَدُوا بَدْرًا كُلُّهُمْ رَفَعُوا الْحَدِيثَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَ رِوَايَةِ ابْنِ عَبَّاسٍ (رواہ الحاکم فی المستدرک)

ترجمہ:- ”حضرت حسن سات صحابہ جو غزوہ بدر کے شرکاء ہیں سے تھے مرفوعاً اسی مضمون کو نقل کرتے ہیں جو اس سے پہلی حدیث میں حضرت ابن عباس کی روایت سے نقل کیا گیا ہے (حاکم نے مستدرک میں روایت کر کے صحت کا حکم کیا ہے)“

لہ ایک معاملہ کی طرف اشارہ ہے جو ابتدائے حدیث میں مذکور ہے ۱۲۱ منہ

حدیث نمبر ۲۹ | عَنْ أَبِي سَعِيدٍ مَرْثُوعًا إِلَى خَاتِمِ الْإِلْفِ نَبِيِّ أَوْ أَكْثَرَ رَوَاهُ

الحاکم فی المستدرک من الکفر ص ۱۳ ج ۶

ترجمہ :- ”حضرت ابوسعیدؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا کہ میں ایک ہزار انبیاء کا ختم کرنے والا ہوں یا کچھ زیادہ کا (حاکم نے مستدرک میں نقل کر کے تصحیح فرمائی ہے)۔“

حدیث نمبر ۳۰ | عَنْ عِزِّ بْنِ سَارِيَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى عَبْدِ اللَّهِ وَخَاتِمِ النَّبِيِّينَ رَوَاهُ السَّيْهَقِيُّ وَالْحَاكِمُ

وصدحه (کنز الدار المنثور ص ۲۵ ج ۵)

ترجمہ :- ”حضرت عریاض بن ساریہؓ فرماتے ہیں کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ میں اللہ کا بندہ ہوں اور تمام انبیاء کا خاتم اور آخر (اس کو بیہقی نے روایت کیا) اور حاکم نے مستدرک میں روایت کر کے تصحیح فرمائی۔ (ازد و مشور)۔“

حدیث نمبر ۳۱ | عَنْ زَيْدِ بْنِ حَارِثَةَ فِي قِصَّةِ طَوِيلَةٍ لَهُ حِينَ جَاءَتْ

عَشِيرَتُهُ يَطْلُبُونَهُ مِنْ عِنْدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدَ مَا

أَسْلَمَ فَقَالُوا لَهُ إِمضْ مَعَنَا يَا زَيْدُ فَقَالَ مَا أُرِيدُ بِرَسُولِ اللَّهِ

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَدَلًا وَلَا غَيْرِهِ أَحَدًا فَقَالُوا يَا مُحَمَّدُ إِنَّا

مُعْطُونَكَ بِهَذَا الْعِلَامِ دِيَارَ قَسَمٍ مَا شِئْتَ فَإِنَّا حَامِلُونَ إِلَيْكَ

فَقَالَ أَسْأَلُكُمْ أَنْ تَشْهَدُوا أَنَّ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَنَّيَ حَسْبِيَ

أَنْبِيَائُهُ وَرُسُلُهُ وَأَنْ سِئْلُهُ مَعَكُمْ الْحَدِيثُ (اخرجه الحاکم

مفصلًا وسمي قصته في مستدرک ص ۳۱ ج ۳)

ترجمہ :- ”حضرت زید بن حارثہؓ اپنے اسلام لانے کا ایک طویل اور دلچسپ قصہ بیان فرما کر آخر میں فرماتے ہیں کہ جب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آکر مسلمان ہو گیا تو میرا قبیلہ مجھے تلاش کرتا ہوا آپ کی خدمت میں پہنچا اور مجھے آپ کے پاس دیکھ کر کہا اے زید! اٹھو اور ہمارے ساتھ چلو، میں نے جواب دیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بدلہ میں ساری دنیا کو کچھ نہیں سمجھتا اور نہ آپ کے سوا کسی کا ارادہ رکھتا ہوں۔ پھر انھوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے خطاب کر کے

کہا کہ اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ! ہم آپ کو اس لڑکے کے بدلہ میں بہت سی دیتیں (اموال) دینے کے لئے تیار ہیں، جو آپ چاہیں سسرادیں، ہم ادا کر دیں گے، (مگر اس لڑکے کو ہمارے ساتھ بھیج دیجئے)۔

آپ نے فرمایا کہ میں تم سے مرث ایک چیز مانگتا ہوں، وہ یہ ہے کہ شہادت دو اس کی کہ اللہ کے سوا کوئی قابلِ عبادت نہیں، اور یہ کہ میں رسولوں کا ختم کرنے والا ہوں (جیہ تم یہ گواہی دو گے) میں اس لڑکے کو تمہارے ساتھ کر دوں گا (الحديث) روایت کیا اس کو حاکم نے مستدرک ۴۱۲ ج ۳ میں، ۱۱۰

فائدہ :- اس حدیث میں یہ بات قابلِ لحاظ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عقیدہ ختم نبوت کو کلمہ شہادت کی طرح ایمان کا جزو و مسترار دیا ہے۔

حدیث نمبر ۲۲ | عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ ثَابِتٍ قَالَ جَاءَ عُمَرُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنِّي قَبَرْتُ بِأَخِي مِنْ قَرْيَةِ نَكْتَبَ لِي جَوَامِعَ مِنَ التَّوْرَةِ لِأَعْرِضَهَا عَلَيْكَ فَتَغَيَّرَ وَجْهُهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ لَوْ أَصْبَحَ فِيكُمْ مُوسَى ثُمَّ اتَّبَعْتُمُوهُ لَضَلَلْتُمْ إِنَّكُمْ حَقِيْقٌ مِنَ الْأُمَمِ أَنَا حَظُّكُمْ مِنَ النَّبِيِّينَ رواه احمد في مسنده كذا في الدر المنثور للسيوطي، ص ۲۸ ج ۲)۔

ترجمہ :- ”حضرت عبد اللہ بن ثابتؓ فرماتے ہیں کہ حضرت عمرؓ ایک روز نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے، اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ! میں بنی قریظہ میں اپنے ایک بھائی کے پاس گذرا، اس نے تورات سے کچھ جامع کلمات لکھ کر مجھے دیئے ہیں تاکہ وہ آپ کے سامنے پیش کروں۔ یہ سن کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ مبارک بدل گیا، اور فرمایا کہ اس ذاتِ قدوس کی قسم ہے جس کے قبضہ میں محمد کی جان ہے، اگر خود موسیٰؑ بھی تمہارے اندر آجائیں اور تم اُس وقت اُن کی اتباع کرنے لگو تو تم گمراہ ہو جاؤ کیونکہ تم تمام امتوں سے صرف میرا حصہ ہو، اور تمام انبیاء میں سے صرف میں تمہارا حصہ ہوں۔ (اس کو امام احمد نے مسند میں روایت کیا ہے) (ازد منشور ۴۱۲ ج ۲)۔ نیز اس کو حاکم نے روایت کیا ہے (کذا فی الکنتز ۵۱ ج ۱)۔

فائدہ ۱۔ اس حدیث میں حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے حصر کر کے بتلادیا ہے کہ نہ اس امت کے لئے اور کوئی نبی ہو سکتا ہے اور نہ یہ امت کسی اور نبی کی امت بن سکتی ہے۔

حدیث نمبر ۳۲ | عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ الرِّسَالَةَ وَالنَّبُوَّةَ قَدْ انْقَطَعَتْ فَلَا رَسُولَ بَعْدِي وَلَا نَبِيَّ (رواہ الترمذی وقال هذا حدیث صحیح وقال ابن کثیر فی تفسیرہ ص ۸ ج ۸ أخرجه أحمد ایضاً)

ترجمہ ۲۔ "حضرت انس بن مالکؓ روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ رسالت اور نبوت منقطع ہو چکی، پس میرے بعد نہ کوئی رسول ہوگا اور نہ نبی، (اس حدیث کو ترمذی نے روایت کر کے فرمایا ہے کہ حدیث صحیح ہے اور ابن کثیر نے اپنی تفسیر ص ۸ ج ۸ میں فرمایا ہے کہ اس کو امام احمدؒ نے اپنی مسند میں بھی روایت کیا ہے۔"

فائدہ ۱۔ اس حدیث میں لفظ نبی اور رسول کو علیحدہ علیحدہ بیان کر کے یہ بھی بتلادیا گیا ہے کہ نہ کوئی تشریفی نبی آپؐ کے بعد ہوگا نہ غیر تشریفی، کیونکہ ہم اس رسالہ کے پہلے حصہ کے شروع میں لکھ چکے ہیں کہ جہور کے نزدیک رسول صاحب شریعت نبی کو کہا جاتا ہے اور نبی عام ہے، صاحب شریعت جدید ہو یا پہلی شریعت کا شیع۔

حدیث نمبر ۳۳ | عَنْ أُمِّ كُرَيْبٍ الْكُفَيْيَّةِ قَالَتْ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ ذَهَبَتِ النَّبُوَّةُ وَبَقِيَتِ الْمُبَشِّرَاتُ (رواہ ابن ماجہ فی سننہ ص ۲۸۹ وأحمد والطبرانی وضحہ ابن خزيمة کذا فی الکنز)۔

ترجمہ ۱۔ "حضرت ام کرز کعبیہؓ فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ آپؐ فرما رہے تھے کہ نبوت ختم ہو گئی صرف مبشرات باقی روگئے (اس کو ابن ماجہ نے اپنی سنن ص ۲۸۹ میں اور امام احمدؒ نے مسند میں اور طبرانی نے روایت کیا ہے اور ابن خزيمة نے اس کو روایت کر کے فرمایا ہے کہ یہ حدیث صحیح ہے (کذا فی الکنز)۔

اس حدیث میں بھی مبشرات سے اچھے خواب مراد ہیں جس کی تفصیل ابھی گزری ہے۔

حدیث نمبر ۳۵ | عَنْ أَبِي أُمَامَةَ الْبَاهِلِيِّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي حَدِيثٍ طَوِيلٍ وَأَنَا أَخِيرُ الْأَنْبِيَاءِ وَأَنْتُمْ أَخِيرُ الْأُمَمِ

(رواہ ابن ماجہ فی سننہ ص ۲۰۰ باب فتنۃ الدجال و ابن خنیئہ
والحاکم والضیاء من منتخب الکنز ص ۶۷)

ترجمہ :- حضرت ابو امامہ باہلیؓ نے ایک طویل حدیث کے ذیل میں روایت کیا کہ نبی کریم
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں آخر الانبیاء ہوں اور تم سب آخری امت ہو
(دیکھو ابن ماجہ صفحہ ۲۰۰ باب فتنۃ الدجال اور منتخب الکنز صفحہ ۴۱ جلد ۶ میں اس

حدیث کو بحوالہ صحیح ابن خزمیہ اور حاکم اور ضیاء نے بھی روایت کیا ہے) :-
حدیث نمبر ۳۶ | عَنْ أَبِي ابْنِ كَعْبٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَدَّثَ
التَّمْثِيلَ بِاللِّسْنَةِ الْخَاتِمَةِ فِي آخِرِهِ فَأَنَا خَاتِمُ النَّبِيِّينَ مُؤَيَّدٌ
قِيلَ لَكَ اللَّيْسَةُ (رواہ احمد والترمذی وقال الترمذی هذا
حدیث حسن صحیح غریب)

ترجمہ :- حضرت ابی بن کعبؓ نے مذکورہ بالا حدیث جس میں نبوت کو آپؐ نے ایک
عظیم الشان محل کے ساتھ اور انبیاء عظیم السلام کو اس کی انیٹوں کے ساتھ تشبیہ
دی ہے مفصل الفاظ نقل کرنے کے بعد یہ الفاظ نقل کئے ہیں کہ میں خاتم النبیین
ہوں اور درجہ میرا انبیاء میں ایسا ہے جیسا اس محل میں آخری اینٹ کا (روایت کیا
اس کو ترمذیؒ اور امام احمدؒ نے اور ترمذیؒ نے فرمایا جو کہ یہ حدیث صحیح غریب ہے) :-
یہ چھتیس احادیث ختم نبوت کے ثبوت میں محدثین کی اصطلاح کے مطابق
صحیح احادیث ہیں جو حدیث کے اقسام میں سب سے قوی حجت سمجھی جاتی ہیں ۔

سنن اربعہ یعنی صحاح ستہ کی باقی احادیث

نسائی ، ابوداؤد ، ترمذی ، ابن ماجہ

حدیث نمبر ۳۷ | عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَ
سَلَّمَ لَوْ كَانَ بَعْدِي نَبِيٌّ لَكَانَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ (رواہ الترمذی)

ترجمہ :- حضرت عقبہ بن عامرؓ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کہ اگر میرے
بعد کوئی نبی ہوتا تو وہ عمر بن خطابؓ ہوتے ۔ (روایت کیا اس کو ترمذیؒ نے) :-

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حضرت عمرؓ میں کمالات نبوت موجود تھے، مگر بایں ہمہ ان کو عہدہ نبوت نہیں دیا گیا، کیونکہ سلسلہ نبوت ختم کر دیا گیا ہے۔ حدیث میں لفظ لَوْ كَانَ سے اسی طرف اشارہ ہے، کیونکہ لفظ لَوْ عربی زبان میں اسی غرض کے لئے آتا ہے کہ شرط موجود نہ ہونے کی وجہ سے مشروط بھی موجود نہیں، لہذا حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ میرے بعد چونکہ کوئی نبی نہیں ہو سکتا اس لئے عمرؓ بھی نبی نہیں ہوئے۔

خیر الامم اور کمالات نبوت | اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ نبوت کے انقطاع سے یہ لازم نہیں آتا کہ کمالات نبوت بھی منقطع ہو جائیں، بلکہ اس امت میں بھی کمالات نبوت موجود ہیں، البتہ عہدہ نبوت نہیں دیا جاتا، اور یہ ایسا ہے کہ ایک نالیغ نتجیل عالم میں مدرس ہونے کی قوت اور درس و تدریس کا کمال موجود ہے مگر اس وقت تک مدرس نہیں کہا جاسکتا، جب تک کہ کسی مدرسہ میں یہ عہدہ اس کو نہ دیا جائے یا ایک گریجویٹ جو انگریزی فنون کا پورا ماہر ہے، اس میں ڈپٹی کلکٹر ہونے کی قوت اور کمال موجود ہے، مگر کلکٹری کا عہدہ اس کو جب تک نہ دیا جائے وہ کلکٹر نہیں کہلا سکتا۔ الحاصل اس امت کے فضلاء کمالات نبوت سے محروم نہیں، بلکہ کمالات نبوت میں سے ان کو دارفرضہ ملا ہے، البتہ آپ کی نبوت چونکہ قیامت تک باقی اور قائم ہو، اس کے ہوتے ہوئے کسی دوسرے کو عہدہ نبوت دینے کی ضرورت ہے اور نہ مناسب کیونکہ آپ کی نبوت قائم ہوتے ہوئے کسی کو عہدہ نبوت دینا آپ کی کسر شان ہو، اس لئے عہدہ نبوت کسی کو نہیں دیا گیا۔

حضرت ابن عباسؓ ایک طویل حدیث کے ذیل میں روایت فرماتے ہیں کہ قیامت کے دن تمام ائمہ سابقہ ہمارا احترام کریں گی اور کہیں گی۔

كَانَ هَذِهِ الْأُمَّةُ أَنْ تَكُونُوا أَنْبِيَاءُ	”یہ امت بلحاظ کمالات سب کے سب
كَلَّمَا رَدُّوا الْوُدَّ وَالطَّيَّاسِي فِي مَنْدُ	انبیاء ہونے کے قریب ہیں۔“
۳۵۴ دَكْذَلِكِ رَدُّوا أَحَدِي الْوَعْلَى	

اور شیخ جلال الدین سیوطیؒ نے خصائص کبریٰ صفحہ ۱۶ میں بھی مضمون حضرت کعب احبارؓ سے بحوالہ تورات و انجیل نقل کیا ہے۔ اور کنز العمال میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مرفوعاً مروی ہے کہ آپؐ نے چند صحابہ کے متعلق فرمایا کہ كَادُوا أَنْ يَكُونُوا أَنْبِيَاءَ

یعنی یہ لوگ باعتبار کمالات انبیاء ہونے کے قریب ہیں۔

اس بیان سے اُس قادیانی مکر کی بھی حقیقت کھل گئی جس کو وہ مسلمانوں کے سامنے خوبصورت بنا کر پیش کیا کرتے ہیں، کہ اگر بالکل نبوت کا انقطاع تسلیم کر لیا جائے تو اس امت مرحومہ کی سخت توہین ہوگی، کہ ساری امتیں ہمیشہ نبوت کا شرف پاتی رہیں اور یہ اس سے محروم رہ گئی۔

کیونکہ احادیث مذکورہ سے ثابت ہو گیا کہ یہ امت کمالات نبوت میں تمام پہلی امتوں سے بھی بہت آگے ہے۔ اور عہد نبوت کا نہ ملنا چونکہ آپ کی نبوت کے بقا و قیام کی وجہ سے ہے، اس لئے یہ بھی درحقیقت اس امت کے لئے افضلیت کا باعث ہے نہ کہ محرومی یا نقصان کا۔

حدیث نمبر ۲۸ | عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ لَمَّا آزَادَ رَسُولُ اللَّهِ

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يُخْلِفَ قَالَ لَهُ عَلِيٌّ مَا يَقُولُ النَّاسُ فِي

إِذَا خَلَفْتَنِي قَالَ نَعَالَ أَمَا أَنْ تَرْضَى أَنْ تَكُونَ مِثِّي بِمَنْزِلَةِ هَارُونَ

مِنْ مُوسَى إِلَّا أَنَّهُ لَا يَكُونُ بَعْدِي نَبِيٌّ (رواہ احمد وابن ماجہ والترمذی)

ترجمہ: حضرت جابر بن عبد اللہؓ روایت فرماتے ہیں کہ جب (غزوہ تبوک کے موقع پر)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارادہ کیا کہ حضرت علیؓ کو کرم اللہ وجہہ کو مکان پر چھوڑ دیں

اور جہاد میں نہ لے جائیں، تو حضرت علیؓ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! اگر آپ نے

مجھے چھوڑ دیا تو لوگ کیا کہیں گے (کہ جہاد چھوڑ کر بیٹھ گئے) آپ نے فرمایا کیا تم اس

پر راضی نہیں کہ تمھارا مرتبہ میرے ساتھ ایسا ہو جیسا کہ حضرت ہارونؓ کا موسیٰؓ کے ساتھ

ہے (یعنی جیسے موسیٰؓ کو وہ طور پر جانے کے وقت حضرت ہارونؓ کو اپنے پیچھے چھوڑ گئے تھے

اسی طرح تم میرے پیچھے رہو) مگر (اتفاق ہے کہ حضرت ہارونؓ نبی تھے) اور میری نبوت

کے بعد کوئی نبی نہیں ہو سکتا (اس لئے تم بھی نبی نہیں ہو)۔

فائدہ: اس حدیث سے صاف طور پر معلوم ہوا کہ جیسی نبوت ہارونؓ کو ملی تھی

وہ بھی منقطع ہو چکی ہے، اور یہی ظاہر ہے کہ ہارونؓ کی نبوت شریعت مستقلہ کے ساتھ

نہیں تھی، بلکہ شریعت موسویہ کے اتباع اور احکام تورات کی تبلیغ کے لئے تھی، اس

سے ثابت ہوا کہ جس کو مرزا صاحب غیر شرعی نبوت کہہ کر باقی رکھنا چاہتے ہیں وہ بھی

اس حدیث کے حکم سے ختم اور منقطع ہو چکی ہے۔

حدیث نمبر ۳۱ | عَنْ سَفِينَةَ مَوْلَى أُمِّ سَلَمَةَ فِي حَدِيثٍ طَوِيلٍ فِي التَّوْحِيدِ

وَنَزُولِ الْمِيزَانِ مِنَ السَّاءِ قَالَ فَتَغَيَّرَ وَجْهُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ

وَسَلَّمَ ثُمَّ قَالَ خِلَافَةُ النَّبِيِّ تُلْثُونَ عَامًا ثُمَّ يَكُونُ مُلْكٌ

فَأَسْتَأْذِنُ لَهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعْزِي قَسَاءَهُ ذَلِكَ قَالَ

خِلَافَةُ نَبِيِّ ثُمَّ يُؤْتِي اللَّهُ الْمُلْكَ مَنْ يَشَاءُ (رواه الترمذی ابو داؤد)

ترجمہ :- حضرت ام سلمہ کے آزاد کردہ غلام حضرت سفینہ ایک طویل حدیث میں ایک خواب

اور اس میں آسمان سے ایک ترازو کا اترا نا ذکر کر کے بیان کرتے ہیں کہ یہ خواب شکر

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ مبارک بدل گیا اور پھر فرمایا کہ نبوت کی خلافت تیس

برس تک ہے گی ، اور پھر ملک و سلطنت ہو جائے گی ، اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

اس پر رنجیدہ ہوئے اور فرمایا کہ کچھ دنوں خلافت نبوت ہے اور پھر اللہ تعالیٰ جس کو

چاہے ملک دے (روایت کیا اس کے ترمذی اور ابو داؤد نے) :-

نبوت بردوزیہ اگر بالفرض نبوت ہو | اس حدیث میں بھی بوضاحت بیان کیا گیا ہے کہ آپ کے

تو وہ بھی آپ کے بعد منقطع ہے | بعد صرف خلافت نبوت باقی رہے گی ، نبوت بالکل نہیں رہے گی

اور اگر نبوت کی بھی کوئی قسم باقی رہتی تو لازم تھا کہ خلافت کے ذکر سے اس کے ذکر کو مقدم سمجھا جاتا۔

اس سے بھی بلا تکلف ثابت ہوا کہ مرزا صاحب کی تو اس بجا و نبوت بردوزی وظلی یا غیر

مستقل نبوت اگر واقع میں بھی نبوت کی قسمیں فرض کر لی جائیں تو وہ بھی آنحضرت

صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد باقی نہیں رہ سکتیں ۔

حدیث نمبر ۳۲ | عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ أَنَّهُ لَيْسَ يَتَّبَعِي بَعْدِي مِنَ النَّبِيِّ

إِلَّا الرَّذِيَّةُ الصَّالِحَةُ (رواه النسائي و ابو داؤد من الفتح ص ۲۳۱)

ترجمہ :- ” حضرت ابو ہریرہ روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے

کہ میرے بعد سوائے روئے صالحہ کے نبوت میں سے کوئی جزو باقی نہیں رہے گا ۔

(روایت کیا اس کو نسائی اور ابو داؤد نے ، کذا فی فتح الباری صفحہ ۲۳۱ ج ۱۲) :-

اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ نبوت کی کوئی قسم شرعی یا غیر شرعی یا بقول مرزا

صاحب ظلی یا بردوزی وغیرہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد باقی نہیں رہ سکتی ۔

حدیث نمبر ۴۱ | عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
نَحْنُ آخِرُ الْأُمَمِ وَأَوَّلُ مَنْ يُحَاسَبُ أَيْنَ الْأُمَّةُ أُمِّيَّةٌ وَمِثْلُهَا
نَحْنُ الْآخِرُونَ الْأَوَّلُونَ (رواه ابن ماجہ کذا فی الکتر ۳۳ ج ۶)

ترجمہ ۱۔ "حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ہم
سب سے آخری امت ہیں اور قیامت میں سب سے پہلے ہمارا حساب ہوگا، پکارا جائے گا
کہ کہاں ہے امتِ امیہ اور اس کے نبی؟ اس لئے ہم ایک حیثیت سے سب سے اول
بھی ہیں اور سب سے آخر بھی (روایت کیا اس کو ابن ماجہ نے، کذا فی الکتر، ۳۳ ج ۶)

حدیث نمبر ۴۲ | عَنْ بَهْزِ بْنِ حَكِيمٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ مَرْثُوعًا تَكْمِلُ يَوْمَ
الْقِيَامَةِ سَبْعُونَ أُمَّةً نَحْنُ آخِرُهَا وَخَيْرُهَا (رواه الترمذی ابن ماجہ
والدارمی کذا فی الکتر ۳۳ ج ۶) وقال هذا حديث حسن كذا
فی مشکوٰۃ ۵۸۳

ترجمہ ۱۔ "حضرت بہز بن حکیمؓ اپنے باپ حکیمؓ سے اور وہ اُن کے دادا سے روایت کرتے
ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ قیامت کے روز ستر امتیں کا میل
ہوں گی۔ ہم اُن سب سے آخر اور سب سے بہتر ہوں گے (روایت کیا اس کو ترمذی ابن ماجہ
اور دارمی نے اور ترمذی نے کہا کہ یہ حدیث حسن ہے) ۵۸۳

حدیث نمبر ۴۳ | عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ جَنْدَةَ قَالَ السَّيِّئُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
أَنْتُمْ تَمُوتُونَ سَبْعِينَ أُمَّةً وَأَنْتُمْ خَيْرُهَا وَأَكْرَمُهَا عَلَى اللَّهِ،
(رواه احمد فی مسندہ والترمذی وابن ماجہ والحاکم فی
المستدرک، کتر، ۲۳ ج ۶)

ترجمہ ۱۔ "حضرت معاویہ بن جندہؓ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ
تم ستر امتیں پوری کرتے ہو جن میں سے تم سب سے بہتر اور اللہ کے نزدیک زیادہ محترم
ہو (روایت کیا اس کو ترمذی نے اور ابن ماجہ نے اور احمد نے مسند میں اور حاکم
نے مستدرک میں کذا فی الکتر، ص ۲۳ ج ۶) ۵۸۴

حدیث نمبر ۴۴ | عَنْ حَذِيفَةَ بْنِ كَلْبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ مَيْمُونِ بْنِ مَيْمُونٍ أَنَّ الشُّبُوحَ إِلَّا الرُّؤْيَا
الْمُتَالِحَةَ (رواه النسائی، کتر، ۳۳ ج ۶)

ترجمہ ۱۔ حضرت حذیفہؓ فر فرغار وایت کرتے ہیں کہ نبوت میں سے اچھے خواب کے سوائے کوئی چیز دو باقی نہیں رہا ہے

حدیث نمبر ۴۵ | عَنْ عَلِيٍّ قَالَ بَيْنَ كَتَبَيْهِ خَاتَمُ النَّبُوتِ وَهُوَ خَاتَمُ النَّبِيِّينَ (رواه الترمذی فی شمسائلہ، ص ۳)

ترجمہ ۱۔ حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دونوں شانوں کے درمیان ٹھہر نبوت ہے، اور آپ خاتم النبیین ہیں، (رواہ الترمذی)۔

مسند امام احمد بن حنبلؒ کی احادیث

یہ حدیث کی وہ مستند اور معتبر کتاب ہے کہ جس کی شہرت تعریف سے بے نیاز ہے سات لاکھ پچاس احادیث کے ذخیرہ میں سے صرف تیس ہزار احادیث کا انتخاب کر کے امام احمد بن حنبلؒ نے یہ کتاب تیار کی ہے اور جہور محدثین کا اس پر اتفاق ہے کہ اس میں کوئی حدیث حسن لغیرہ سے کم نہیں، اس لئے اس کی احادیث معتبر و مستند ہیں۔

حدیث نمبر ۴۶ | عَنْ عَبْدِ بَاضِ بْنِ سَارِيَةَ عَنِ الشَّيْخِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنِّي عِنْدَ اللَّهِ مَكْتُوبٌ خَاتَمُ النَّبِيِّينَ وَإِنَّ آدَمَ لَمُتَّجِدِلٌ فِي طَيْبَتِهِ (رواه فی شرح السنۃ واحمد فی مسند کذا فی مشکوٰۃ والکنز ص ۳۳ ج ۶) وفي لفظ لهذا الحديث عند ابن سعد إني في أم الكتاب خاتم النبيين الحديث كذا في الكنز۔

ترجمہ ۱۔ حضرت عباس بن ساریہؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میں اللہ کے نزدیک خاتم النبیین اس وقت لکھا ہوا تھا جبکہ آدم پیدا بھی نہیں ہوئے تھے۔ اس حدیث کو امام احمدؒ نے مسند میں روایت کیا ہے، (کذا فی مشکوٰۃ) نیز یہ حدیث کنز العمال میں بھی بحوالہ ابن سعد روایت کی گئی ہے، اس کے الفاظ یہ ہیں کہ میں ام الکتاب میں خاتم النبیین لکھا ہوا تھا (کنزانی الکتر صفحہ ۱۱۲ جلد ۶)۔

حدیث نمبر ۴۷ | عَنْ ابْنِ عُمَرَ وَ يَقُولُ خَرَجَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا كَالْمُرْدِ فَقَالَ أَنَا النَّبِيُّ الْأَوَّلِيُّ ثَلَاثًا وَلَا نَبِيَّ بَعْدِي إِلَى قَوْلِهِ فَا سَمِعُوا وَأَطِيعُوا مَا دُمْتُ فِيكُمْ فَإِذَا ذَهَبَ بِي فَعَلَيْكُمْ بِكَتَابِ اللَّهِ تَعَالَى أَحَلُّوا حَلَالَهُ وَحَرَّمُوا حَرَامَهُ (رواه احمد في مسنده كذا في تفسير ابن كثير ص ۸۶ ج ۱ طبع قديم ۳ بغوی)

ترجمہ ۱۔ حضرت عثمان بن عمرو بن العاصؓ فرماتے ہیں کہ ایک روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے، (اور اس طرح تقریر فرماتے گئے) جیسے کوئی رخصت ہونے والا کرتا ہے، پس تین مرتبہ کمر سنرایا کہ میں نبی امی ہوں اور میرے بعد کوئی نبی نہیں، اور (اسی حدیث کے آخر میں سنرایا کہ) جب تک میں تمہارے اندر موجود ہوں اس وقت تک میرے احکام سنتے اور ان کا اتباع کرتے رہو، اور جب مجھے دنیا سے لے لیا جائے تو تم کتاب اللہ کو مضبوط پکڑو اور اس کے حلال کو حلال اور حرام کو حرام سمجھو (روایت کیا اس کو امام احمد نے اپنی مسند میں (اور ابن مردودہ نے، کذا فی الدر المنثور ج ۳) کذا فی ابن کثیر ص ۸۶ ج ۱)۔

مطلب یہ ہے کہ جب تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما ہیں مفہوم قرآنی کی تعبیر و تفسیر خود حضورؐ فرماتے ہیں اس کا اتباع ضروری ہے، اور آپ کے بعد جو کوئی نئی بات پیش آئے اس کو خود قرآن میں تلاش کر کے حکم معلوم کرو۔

اور حضرت معاذ بن جبلؓ کی روایت نے یہ بھی واضح کر دیا کہ اگر تیرا کہیں مسئلہ نہ ملے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت میں تلاش کریں اس میں بھی نہ ملے تو مسلمانوں کے اجماع کو، پھر قیاس شرعی کو استعمال کریں۔

حدیث نمبر ۴۸ | عَنْ ثَعْمَانَ بْنِ بَشِيرٍ وَ حَدَّثَنَا قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَكُونُونَ الشُّبُوهَ فِيكُمْ مَا شَاءَ اللَّهُ أَنْ تَكُونُوا تُكْذِرُفَعْمَا اللَّهُ تَعَالَى ثُمَّ تَكُونُونَ مُلْكًا جَبَرِيَّةً تَكُونُوا مَا شَاءَ اللَّهُ أَنْ تَكُونُوا ثُمَّ يَزِيدُفَعْمَا اللَّهُ تَعَالَى ثُمَّ تَكُونُونَ خِلَافَةً عَلَى مِنْهَا جِ الشُّبُوهَ ثُمَّ سَكَتَ (رواه احمد في مسنده والبيهقي كذا في المشكوة)

ترجمہ ۱۔ حضرت ثعمان بن بشیرؓ اور عذیرؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

نے فرمایا ہے کہ تمہاری اندر نبوت رہے گی جب تک اللہ تعالیٰ چاہے گا یعنی جب تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دنیا میں زندہ رہیں گے، پھر اللہ تعالیٰ نبوت کو اٹھائے گا، اس کے بعد قوت کے زور پر بادشاہت رہے گی جب تک اللہ تعالیٰ کا ارادہ ہوگا اس کے بعد اللہ تعالیٰ اس کو اٹھائے گا پھر خلافت طریقہ نبوت پر ہوگی، اس کے بعد آپ خاموش ہو گئے۔ (امام احمد نے مسند میں اور بیہقی نے روایت کیا ہے (المشکوۃ) اس حدیث میں سب سے آخر میں جس خلافت کا ذکر ہے اس سے وہ خلافت مراد ہے جو قریب قیامت حضرت عیسیٰ کے زمانہ میں ہوگی۔

فائدہ ۱۔ اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ آپ کے بعد نبوت کی کوئی قسم باقی نہیں رہے گی، بلکہ صرف ملک و جیوت یا خلافت باقی رہے گی جس سے مرزا صاحب کی تعریف کردہ نبوت کے اقسام ظلیہ، برزخیہ وغیرہ کا بھی قلع قمع ہو جاتا ہے۔

حدیث نمبر ۳۹ عَنْ حَدِيثَةٍ مِثْلُ حَدِيثِ الثَّعْنَانِ الَّذِي كُوِّرَ مَرْدُوعًا

(رواہ احمد فی مسندہ والبیہقی کذا فی المشکوۃ)

ترجمہ ۱۔ حضرت حذیفہؓ سے اسی مضمون کی ایک حدیث مروی ہے جو حضرت نعمان بن بشیرؓ

کی روایت سے اس سے پہلی روایت میں بیان ہوئے (روایت کیا اس کو احمد نے)۔

حدیث نمبر ۴۰ عَنْ حَدِيثَةٍ مِثْلِ حَدِيثِ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ

وَسَلَّمَ ذَهَبَتِ النَّبُوءَةُ فَلَا نُبُوَّةَ بَعْدِي إِلَّا الْمُبَشَّرَاتُ، قِيلَ مَا

الْمُبَشَّرَاتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ الرَّؤْيَا الصَّالِحَةُ يَرَاهَا الرَّجُلُ

أَوْ تُرَى لَهُ رَوَاهُ أَحْمَدُ وَالْخَطِيبُ كَذَا فِي الْكَنَزِ

ترجمہ ۱۔ حضرت حذیفہ بن اسیدؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ

نبوت مٹی گئی میرے بعد نبوت میں سے سوائے مبشرات کے کچھ باقی نہیں باقی

کیا گیا کہ مبشرات سے کیا مراد ہے؟ ارشاد ہوا کہ اچھے خواب جو انسان خود دیکھتا

ہے یا اس کے واسطے کوئی اور دیکھے (اس کو احمد نے مسند میں اور خطیبؒ نے کنز

نے روایت کیا ہے (کذا فی الکتر)؟ اس روایت کی مفصل تحقیق گزر چکی ہے۔

حدیث نمبر ۴۱ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِعَلِيٍّ أَنْتَ بِمَنْزِلَةِ هَارُونَ مِنْ مُوسَى إِلَّا أَنَّكَ

لَا نَبِيَّ بَعْدِي (رواہ احمد و ابویکرا المطیری فی جزئہ ۱۵۳ ج ۶ کنز الکنز)
ترجمہ :- حضرت ابوسعید خدریؓ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی
کرم اللہ وجہہ سے فرمایا کہ تم میرے ساتھ ایسے ہو جیسے حضرت موسیٰ کے ساتھ ہارونؑ
مگر (اتنا فرق ہے کہ ہارون نبی ہیں تم نہیں کیونکہ) میرے بعد کوئی نبی نہیں ہو سکتا۔
(اس کو امام احمد نے اپنی مسند میں اور خطیب مطیری نے جز میں روایت کیا ہے،
(از کثر) ۱۶۱۷ ج ۱ اس روایت کی توضیح بھی پہلے گزر چکی ہے۔

حدیث نمبر ۵۲ | عَنْ زَيْدِ بْنِ أَبِي أَوْفَى قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ يَا عَلِيُّ وَالَّذِي بَعَثَنِي بِالْحَقِّ مَا اخْتَرْتُكَ إِلَّا لِنَفْسِي وَ
أَنْتَ مَعِيَ بِمَنْزِلَةِ هَارُونَ مِنْ مُوسَى إِلَّا أَنَّهُ لَا نَبِيَّ بَعْدِي
(رواہ احمد و ابن عساکر من الکثر)

ترجمہ :- حضرت زید بن ابی اوفیٰ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
کہ اے علی! قسم ہے اس ذات قدوس کی جس نے مجھے دین حق کے ساتھ بھیجا ہے
میں نے تمہیں اپنے ہی لئے پسند کیا ہے، اور تم مجھ سے ایسے ہو جیسے موسیٰ سے ہارونؑ
مگر میرے بعد کوئی نبی نہیں ہو سکتا۔ (اس کو امام احمد نے مسند میں اور ابن عساکر
نے روایت کیا ہے، (از کثر) ؟

حدیث نمبر ۵۳ | عَنْ أَبِي نَضْرَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ فِي حَدِيثِ الشَّعَاةِ
فَيَا قَوْمَ عِيسَى قَبُولُكُمْ أَشْفَعُ لَنَا إِلَى رَبِّنَا يَقْضِي بَيْنَنَا يَقُولُ
إِنِّي لَسْتُ هُنَا كَمَا إِنِّي أَخَذْتُ وَأَتَى إِلَهَيْنِ مِنْ دُونِ اللَّهِ وَ
لَكِنْ أَرَأَيْتُمْ كَوَأَنَّمَا عَافَى وَعَافٍ قَدْ حُتِمَ عَلَيْهِ أَكَّانُ يُوْصَلُ
أَتَى مَا فِي الْوِعَاءِ حَتَّى يُفْضَ الْخَاتَمُ يَقُولُونَ لَا يَقُولُ فَإِنْ مُحْتَدًا
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ حَضَرَ الْيَوْمَ وَقَدْ غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ
ذَنْبِهِ وَمَا تَأَخَّرَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَا بَنِي
النَّاسِ يَقُولُونَ أَشْفَعُ لَنَا إِلَى رَبِّنَا حَتَّى يَقْضَى بَيْنَنَا فَأَقُولُ أَنَا
لَهَا أَنَا لَهَا إِلَى أَنْ قَالَ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ فَتَحْنُ الْآخِرُونَ
وَالْأَوَّلُونَ وَالْأَوَّلُ مَنْ يُحَاسِبُ وَتَقَرَّبَ لَنَا الْأُمَمُ عَلَى طَرِيقَتِنَا

وَتَقُولُ الْأَمَمُ كَادَتْ هَذِهِ الْأُمَّةُ أَنْ تَكُونَ أَسْيَاءَ كُلِّهَا الْحَدِيثُ
 رواه البوداؤد الطيالسی فی مسنده ۳۵۲ ، رواه احمد والبیہقی
 وفي الفاظه نَقُولُ (یعنی عیسیٰ) اَنْ مُحَمَّدًا صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 خَاتَمُ النَّبِيِّينَ قَدْ حَقَّقَ الْيَوْمَ۔

ترجمہ :- حضرت ابن عباسؓ سے قیامت اور شفاعت کے متعلق ایک طویل حدیث روایت
 کرتے ہیں جس کے آخر میں ہے کہ تمام لوگ حضرت عیسیٰؑ کے پاس جائیں گے اور
 کہیں گے کہ اے روح اللہ آپ ہی ہماری شفاعت فرمائیں کہ ہمارا حساب ہو جائے
 وہ فرمائیں گے کہ میں یہ کام نہیں کر سکتا، کیونکہ دنیا میں میری اور میری والدہ کی
 پرستش کی گئی ہے، لیکن کیا تم جانتے ہو کہ اگر کسی برتن کو بند کر کے اس پر مہر
 لگا دی جائے تو کیا اس برتن کی چیز کو اس وقت تک لے سکے ہیں جب تک کہ
 اس کی مہر نہ توڑی جائے ؟ لوگ کہیں گے کہ ایسا تو نہیں ہو سکتا۔ پھر عیسیٰؑ
 فرمائیں گے کہ پس محمد صلی اللہ علیہ وسلم (جو انبیاء کے خاتمہ پر بہتر لہ مہر کے ہیں) آج
 موجود ہیں اور ان کی اگلی اور پھلی لغزشیں سب معاف کر دی گئی ہیں (تم ان کے
 پاس جاؤ) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ لوگ یسین کر میرے پاس آئیں گے اور
 کہیں گے کہ یا محمد آپ ہی ہماری شفاعت فرمائیے تاکہ ہمارا حساب ہو جائے ۔
 میں کہوں گا کہ ہاں یہ کام میں ہی کروں گا، اس کے بعد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
 فرمایا کہ ہم سبے آخر ہیں اور سبے پہلے، اور وہ امت جس کا حساب سب سے پہلے
 ہو گا اور تمام امتیں ہمارے لئے تعظیماً راستہ چھوڑ دیں گی، اور سب امتیں
 کہیں گی کہ یہ امت تو قریب ہے کہ سب ہی انبیاء میں شمار ہوں (الی آخر الحدیث) :-

اس طویل حدیث کو البوداؤد الطیالسی نے اپنی مسند صفحہ ۳۵۲ میں روایت کیا
 ہے، اور امام احمد نے اپنی مسند میں اور البیہقی نے بھی روایت کیا ہے اور
 ان کے الفاظ یہ ہیں کہ حضرت عیسیٰؑ کہیں گے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں
 اور آج یہاں موجود ہیں الخ ۔

حدیث نمبر ۵۴ | عَنْ بُرَيْدٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 بُعِثْتُ أَنَا وَالسَّاعَةُ جَبِيْعًا إِنَّ كَادَتْ لِتَبْقِيَنِي (اخرجه ابن جریر)

بحوالہ مسند احمد، کنزانی تفسیر ابن کثیر ص ۵۶ ج ۶ طبع قدیم مکتبہ
ترجمہ ۱۔ ” حضرت بریدؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میں اور قیامت
دونوں ساتھ بھیجے گئے ہیں وہ تو قریب تھی کہ مجھ سے بھی آگے جائے۔“

اس حدیث میں مبالغہ کے ساتھ قرب قیامت کو بیان فرمایا گیا ہے، اور حدیث
نمبر ۱ کے تحت آپ نے معلوم کیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور قیامت کے
ساتھ ہونے سے یہ مراد ہے کہ آپ کے اور قیامت کے درمیان کوئی نبی نہیں ہو سکتا۔
حدیث نمبر ۵ | عَنْ أَبِي الطُّفَيْلِ مَرْفُوعًا لَا نُبُوءَ بَعْدِي إِلَّا الْمُبَشِّرَاتُ التَّوْفِيَا
الصَّالِحَةِ (اخرجه سعيد بن منصور واحمد في مسنده وابن مردويه

من الكنز، ص ۳۳ ج ۱۸)

ترجمہ ۱۔ ” حضرت ابو الطفیلؓ فرمادی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کہ مسیخ
بعد نبوت باقی نہیں رہے گی مگر مبشرات، یعنی اچھے خواب باقی رہیں گے (روایت کیا

اس کو سعید بن منصور اور امام احمد بن حنبل اور ابن مردويه نے (کنز العمال ص ۳۳ ج ۱۸)۔
حدیث نمبر ۵ | عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا لَا يَبْقَى بَعْدِي مِنَ النَّبُوءَةِ شَيْءٌ إِلَّا الْمُبَشِّرَاتُ
التَّوْفِيَا الصَّالِحَةِ (اخرجه احمد والخطيب، من الكنز ص ۳۳ ج ۱۸)

ترجمہ ۱۔ ” حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میرے بعد
نبوت میں سے کوئی جزو سوائے مبشرات یعنی اچھے خوابوں کے باقی نہیں رہے گا (روایت کیا
اس کو امام احمد بن حنبلؓ اور خطیبؒ نے (کنز العمال ص ۳۳ ج ۱۸)۔“

باقی مستند کتب کی احادیث

اس حصہ میں وہ احادیث ہدیہ ناظرین کی جائیں گی جو معتبر ائمہ حدیث نے
اپنی مستند کتابوں میں درج فرمائی ہیں، مگر محدثین نے ان کے متعلق خاص طور پر
کوئی حکم تجویز نہیں کیا۔

حدیث نمبر ۵ | عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
قَالَ أَنَا قَائِدُ الْمُؤْمِلِينَ وَلَا فَخْرَ وَأَنَا خَاتَمُ النَّبِيِّينَ وَلَا

نَحْرُ دَانَا أَوَّلُ شَافِعٍ وَمُشَفِّعٍ وَلَا نَحْرَ - (رواہ الدارمی وابن عساکر کذا فی المشکوٰۃ والکنز ص ۱۰۹ ج ۱)۔

ترجمہ :- حضرت جابر بن عبد اللہؓ روایت فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میں تمام رسولوں کا پیشوا ہوں اور کوئی فخر نہیں اور میں خاتم النبیینؐ کو اور کوئی فخر نہیں، اور میں قیامت کے روز پہلا شفاعت کرنے والا اور دعوت قبول الشفاعت ہوں اور کوئی فخر نہیں، روایت کیا اس کو دارمی نے اور ابن عساکر نے (کذا فی المشکوٰۃ والکنز، ص ۱۰۹ ج ۱)۔

اور خصائص کبریٰ صفحہ ۲۲۴ جلد ۲ میں اسی حدیث کو تاریخ بخاری اور معجم اوسطا لبرانی اور بیہقی اور ابونعیم کے حوالہ سے بھی نقل کیا ہے۔

حدیث نمبر ۵۸ عَنْ تَيْمِيزِ الدَّارِمِيِّ فِي حَدِيثٍ طَوِيلٍ فِي سَوَالِ الْقَبْرِ فَيَقُولُ (اِی المیت) اَلَا سَلَامٌ دِیْنِیْ وَ مُحَمَّدٌ نَبِیِّیْ وَ هُوَ خَاتَمُ النَّبِیِّیْنَ یَقُولُوْنَ لَهُ صَدَقْتَ (رواہ ابن ابی الدنیا والبوعلی کذا فی الدر المنثور للسيوطی ص ۱۶۵ ج ۱)۔

ترجمہ :- حضرت تمیم دارمیؒ ایک طویل حدیث کے ذیل میں سوال قبر کے بارے میں روایت فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ (شکوہ بخیر کے جواب میں) مسلمان کہے گا کہ میرا دین اسلام ہے، اور میرے نبی محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ہیں اور وہ خاتم النبیینؐ ہیں، شکوہ بخیر یہ شکوہ کہیں گے کہ تو نے سچ کہا۔ روایت کیا اس کو ابن ابی الدنیا اور ابوعلی نے (منقول از درمنثور، صفحہ ۱۶۵ جلد ۱)۔

اس حدیث سے یہ بھی ثابت ہوا کہ مسئلہ ختم نبوت ایمان کا اس قدر اہم جزو ہو کہ قبر کے متعلق سوال و جواب میں بھی اس کی شہادت دی جاتی ہے۔

حدیث نمبر ۵۹ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا خَلَقَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ آدَمَ أَخْبَرَهُ بِنَبِيِّهِ فَجَعَلَ يَرَى فَمَسَائِلَ بَعْضِهِمْ عَلَى بَعْضٍ نَرَأَى نُورًا سَاطِعًا فِي أَمْقَلِهِمْ قَالَ يَا رَبِّ مَنْ هَذَا قَالَ هَذَا ابْنُكَ أَحْمَدُ هُوَ الْأَوَّلُ وَهُوَ الْآخِرُ وَهُوَ شَافِعٌ وَأَوَّلُ مُشَفِّعٍ (رواہ ابن عساکر کذا فی الکنز)۔

ترجمہ ۱۰۔ حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو پیدا کیا تو ان کو اپنی اولاد پر مطلع فرمایا، آدم ان میں دیکھ رہے تھے کہ بعض بعض پر فضیلت رکھتے ہیں، پس ان سبکے نیچے کی جانب میں ایک نور دیکھا، تو عرض کیا کہ اے میرے پروردگار یہ کون ہے؟ ارشاد ہوا کہ یہ آپ کے بیٹے احمد ہیں، دی سبکے پہلے نبی ہیں اور دی سبکے آخری ہیں، اور قیامت کے دن سبکے پہلے شفاعت کرنے والے اور مقبول الشفاعت ہوں گے (روایت کیا اس کو ابن عساکر نے) (از کتر)

حدیث نمبر ۶۰ | عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا نَزَلَ آدَمُ بِالْمَنْدِي وَاسْتَوْحَشَ فَنَزَلَ جِبْرِيلُ فَنَادَى بِأَذْنِ اللَّهِ، اللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُ أَكْبَرُ مَرَّتَيْنِ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مَرَّتَيْنِ أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ مَرَّتَيْنِ قَالَ آدَمُ لِحَبْرِي لِمَنْ مُحَمَّدٌ قَالَ أَخِي وَوَلَدِي مِنَ الْأَنْبِيَاءِ (مسند ابن عساکر، کذا فی الکتر) ترجمہ ۱۱۔ حضرت ابوہریرہؓ راوی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آدم ہندوستان میں نازل ہوئے (مگر تنہائی کی وجہ سے) ان کو وحشت ہوئی تو جبریل علیہ السلام نازل ہوئے، اور اذان پڑھی، اللہ اکبر اللہ اکبر دو مرتبہ، اشہدان لا الہ الا اللہ دو مرتبہ، اشہدان محمد رسول اللہ دو مرتبہ۔ آدم نے جبریل امین سے دریافت کیا کہ محمد کون ہیں؟ انہوں نے جواب دیا کہ انبیاء میں سے آپ کے سبکے آخری بیٹے ہیں (روایت کیا اس کو ابن عساکر نے) (کتر العمال، ص ۱۱۱ جلد ۶) ۱۱

اور خصائص کبریٰ جلد ۱ میں اسی حدیث کو بحوالہ علیہ الوعیم بھی نقل کیا ہے۔ حدیث نمبر ۶۱ | عَنْ أَبِي أُمَامَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي خُطْبَتِهِ يَوْمَ حَجَّةِ الْوَدَاعِ أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّهُ لَا بَقِيَّ بَعْدِي وَلَا أُمَّةَ بَعْدَكُمْ فَاغْبُدُوا رَبَّكُمْ وَصَلُّوا أَخْسَكُمْ وَصُومُوا أَشْهَرَكُمْ وَأَذُوا زَكَاةَ أَمْوَالِكُمْ طَيِّبَةً بِهَا أَنْفُسُكُمْ وَأَطِيعُوا أَوْلَاةَ أُمُورِكُمْ تَدْخُلُوا جَنَّةَ رَبِّكُمْ (کذا فی منتخب الکتر علی هامش مسند احمد)

ترجمہ :- حضرت ابوامامہؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے جبرائیلؑ کے خطبہ میں فرمایا اے لوگو! نہ میرے بعد کوئی نبی ہوگا اور نہ تمہارے بعد کوئی امت خبیثہ اور! اپنے رب کی عبادت کرتے رہو، اور پانچ نمازیں پڑھتے رہو اور رمضان کے روزے رکھتے رہو، اور اپنے اسوا ل کی زکوٰۃ خوش دلی کے ساتھ دیتے رہو اور اپنے خلفاء اور حکام کی اطاعت کرتے رہو تو تم اپنے پروردگار کی جنت میں داخل ہو جاؤ گے (مجتب کتر علی حاشیہ مسند امام احمد، ص ۳۹۱ ج ۲) :-

فائدہ :- اس حدیث سے معلوم ہوا کہ آپ کے بعد کوئی نبی کسی قسم کا نہیں ہو سکتا، نہ تشریفی نہ غیر تشریفی، اور مرزا صاحب کا ایسا ذکرہ بروزی بطلی، لغوی جزئی وغیرہ۔ کیونکہ اگر کسی قسم کا کوئی نبی بعد میں آنے والا ہوتا تو ضروری تھا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس کی اطاعت امت کے لئے اولی الامر کی اطاعت سے زیادہ ضروری قرار دے کر اس کی تاکید کو مقدم فرماتے، حالانکہ حدیث میں صرف اولی الامر کی اطاعت کے حکم پر ہی کیا گیا ہے۔

حدیث نمبر ۶۲ | عَنْ نَعِيمِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى يَخْرُجَ ثَلَاثُونَ كَذَّابًا كُلُّهُمْ يُزْعَمُ أَنَّهُ نَبِيٌّ (رواه الطبرانی)

ترجمہ :- حضرت نعیم بن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی جب تک تین دجال نہ پیدا ہوں، جن میں سے ہر ایک کا یہ دعویٰ ہو کہ میں نبی ہوں (طبرانی) :-

حدیث نمبر ۶۳ | عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو اللَّيْثِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى يَخْرُجَ ثَلَاثُونَ كَذَّابًا كُلُّهُمْ يُزْعَمُ أَنَّهُ نَبِيٌّ قَبْلَ يَوْمِ الْقِيَامَةِ (رواه ابن ابی شیبہ)

”حضرت عبید اللہ بن عمروؓ و لیثیؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی جب تک کہ اس سے پہلے تین کذاب نہ پیدا ہو چکیں، جن میں سے ہر ایک یہ کہتا ہو کہ میں نبی ہوں (روایت فرمایا ابن ابی شیبہ نے) :-

حدیث نمبر ۶۴ | عَنْ أَبِي بَكْرَةَ قَالَ أَكْثَرُ النَّاسِ فِي أَمْرِ مَسِيئَةٍ الْكَذَّابِ

قَبْلَ أَنْ يَقُولَ رَسُولُ اللَّهِ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيهِ شَيْئًا ثُمَّ قَامَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي النَّاسِ فَأَثْنَى عَلَى اللَّهِ بِمَا هُوَ أَهْلُهُ ثُمَّ قَالَ أَمَّا بَعْدُ فِي شَأْنِ هَذَا الرَّجُلِ الَّذِي قَدْ أَكْثَرْتُمْ فِي شَأْنِهِ فَإِنَّهُ كَذَّابٌ بَيْنَ ثَلَاثَيْنِ يَخْرُجُونَ قَبْلَ الدَّجَالِ (رواه الطحاوی فی مسند الامم ص ۱۱۴)

ترجمہ ۱۔ "حضرت ابوبکرؓ فرماتے ہیں کہ مسیلہ کذاب کے بارے میں جب تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ نہیں فرمایا تھا اس وقت تک لوگوں میں چھ میگوئیاں ہو رہی تھیں پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک روز خطبہ دیا اور بعد حمد و صلوٰۃ کے ارشاد فرمایا کہ یہ شخص جس کے بارے میں تم رائے زنی کر رہے ہو وہ تین کذابوں میں سے ایک کذاب ہے جو دجال اکبر سے پہلے نکلیں گے (دیکھو شکل اکانامہ ص ۱۰۴ ج ۴)۔"

حدیث نمبر ۶۵ | عَنْ صَحَابِ بْنِ نُوفَلٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا نَبِيَّ بَعْدِي وَلَا أُمَّةَ بَعْدَ أُمَّتِي (رواه السيوطی فی کتاب التذییا)۔

ترجمہ ۱۔ "حضرت صحابہ بن نوفلؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا اور میری امت کے بعد کوئی امت نہیں ہوگی (طبرانی اور بیہقی نے روایت فرمایا ہے)۔"

حدیث نمبر ۶۶ | عَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا أُسْرِيَ بِي إِلَى السَّمَاءِ قَرَّبَنِي رَبِّي اللَّهُ تَعَالَى حَتَّى كَانَ بَيْنِي وَبَيْنَهُ كَقَاب قَوْسَيْنِ أَوْ أَدْنَى قَالَ يَا حَبِيبِي يَا مُحَمَّدٌ قُلْتُ لَبَيْكَ يَا رَبِّ قَالَ هَلْ غَمٌّ إِنْ جَعَلْتُكَ أَخِي النَّبِيِّينَ قُلْتُ لَا يَا رَبِّ قَالَ يَا حَبِيبِي هَلْ غَمٌّ أَمَّتِكَ إِنْ جَعَلْتُكَ أَخِي الْأُمَمِ قُلْتُ لَا يَا رَبِّ قَالَ أَبْلَغَ عَنِّي السَّلَامَ وَ أَخَيْرَهُمْ إِيَّيْ جَعَلْتُكَ أَخِي الْأُمَمِ (رواه الخطيب والذہبی) (کنز الدلیلی ۶۷)۔

ترجمہ ۱۔ "حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ شبِ اسری میں جب مجھے آسمان پر لے گئے تو مجھے میرے رب اللہ تعالیٰ نے اتنا قریب فرمایا کہ قاب قوسین (دوکانوں کی مقدار) کا فاصلہ درمیان میں رہ گیا یا اس سے بھی کم ہو"

اور آواز دی اے میرے محبوب اے محمد! میں نے عرض کیا کہ حاضر ہوں، اے میرے پروردگار۔ پھر ارشاد ہوا کہ کیا تمہیں یہ ناگوار ہے کہ میں نے تمہیں آخر التبعین کو یا؟ میں نے عرض کیا کہ نہیں۔ پھر ارشاد ہوا کہ کیا تمہیں یہ ناگوار ہے کہ ہم نے تمہاری امت کو آخر الام بنادیا؟ میں نے عرض کیا کہ نہیں اے میرے رب، ایسا نہیں، پھر فرمایا کہ اپنی امت کو میرا سلام پہنچا دو اور کہہ دو کہ میں نے تمہیں آخر الام کر دیا (روایت کیا اس کو خطیب اور دہلی نے) (کنزانی الکتر ۱۳ ج ۲) ۵

حدیث نمبر ۶۷ | عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ عَنْهُ الشَّيْخُ مَلِكٌ اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي قَوْلِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ وَإِذَا أَخَذْنَا مِنَ النَّبِيِّينَ مِيثَاقَهُمْ وَمِنْكَ وَمِنْ نُوحٍ آلِهِ قَالَ كُنْتُ أَوَّلَ النَّبِيِّينَ فِي الْخَلْقِ وَآخِرُهُمْ فِي الْبَعْثِ (رواہ ابن ابی حاتم و ابن مردويه و ابو نعیم فی الدلائل ص ۱۸۱ و الدہلی و ابن عساکر و ابن ابی شیبہ و ابن جریر و ابن سعد و کذا فی تفسیر ابن کثیر ص ۸۹ ج ۸ طبع قدیم مع بغوی و الدہلی المتشور ۱۳ ج ۸ کنز العمال ۱۳ ج ۶)

ترجمہ ۱۔ حضرت ابو ہریرہؓ روایت فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آیت کریمہ وَإِذَا أَخَذْنَا مِنَ النَّبِيِّينَ مِيثَاقَهُمْ کی تفسیر کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ میں باعتبار اصل خلقت کے سب سے پہلا نبی ہوں اور باعتبار بعثت کے سب سے آخری (روایت کیا اس کو ابن ابی حاتم نے، ابن مردويه اور ابو نعیم نے دلائل النبوة ملا میں نیز ابن عساکر، ابن ابی شیبہ اور ابن جریر و ابن سعد نے بھی اسی طرح روایت کیا ہے) (دیکھو تفسیر ابن کثیر صفحہ ۸۹ جلد ۸، اور درمنثور ۱۳ جلد ۸، اور کنز العمال ۱۳ ج ۶) ۵

حدیث نمبر ۶۸ | عَنْ قَتَادَةَ وَكَانَتْ أَوَّلَ النَّاسِ فِي الْخَلْقِ وَآخِرُهُمْ فِي الْبَعْثِ (رواہ ابن سعد مرسلًا و کذا فی الکتر ۱۳ ج ۶ و رواہ ابن ابی شیبہ مسندًا عنہ، کذا فی الدہلی ۱۳ ج ۵)

ترجمہ ۱۔ حضرت قتادہؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میں باعتبار اصل خلقت کے سب انسانوں سے پہلا ہوں اور باعتبار بعثت کے سب انبیاء سے آخری (روایت کیا اس کو ابن سعد نے مرسلًا اور ابن ابی شیبہ نے مسندًا) (دیکھو درمنثور ۱۳ ج ۵)

حدیث نمبر ۶۹ | عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا عَلِيُّ

أَخَقَمْتُكَ بِالنَّبُوءِ وَلَا نُبُوءَ بَعْدِي وَتُحَقِّصُهُ بِسَبْعٍ لَا يُعَاخِجُكَ فِيهَا أَحَدٌ أَنْتَ أَوْ لَعْنَتُهُمْ إِيْمَانًا (رواه ابو نعیم فی الحلیۃ) (کذا فی الکترۃ ص ۶۱)

ترجمہ :- حضرت معاذ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے علی! میں نبوت میں تمہارے ساتھ مقابلہ کیا جاتا ہوں، مگر میرے بعد نبوت نہیں ہو سکتی، اور تم سات چیزوں میں مقابلہ کئے جاؤ گے جن میں کوئی تم سے بڑھ نہ سکے گا، ان میں سے ایک یہ ہے کہ تم ان میں سے پہلے ایمان لانے والے ہو (روایت کیا اس کو ابو نعیم نے علیہ میں) (کنز العمال، صفحہ ۱۵۶ ج ۶) ۴

حدیث نمبر ۷۰ | وَعَنْ أَنَسٍ رَفَعَهُ أَنَّ الرِّسَالَةَ وَالنَّبُوءَةَ قَدْ انْقَطَعَتْ وَلَا بَنِي

بَعْدِي وَلَا رَسُولَ وَلَا لَكِنْ بَقِيَتْ الْمُبَشَّرَاتُ قَالُوا وَمَا الْمُبَشَّرَاتُ قَالَ رُؤْيَا الْمُتَمَلِّينَ جُزْءٌ مِنْ أَجْزَاءِ النَّبُوءَةِ أَخْرَجَهُ ابُو بَعْلَى (الفتح ص ۲۳۲ ج ۱۲)

ترجمہ :- حضرت انس فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ رسالت اور نبوت منقطع ہو گئی اور میرے بعد نہ کوئی نبی ہو سکتا ہے نہ رسول، لیکن مبشرات باقی رہ گئے ہیں، صحابہ نے عرض کیا کہ مبشرات سے کیا مراد ہے؟ آپ نے فرمایا کہ مسلمانوں کے خواب جو کہ نبوت کے اجزاء میں سے ایک چیز ہیں (روایت کیا اس کو ابو بعلی نے)

دیکھو فتح الباری، صفحہ ۲۳۲ جلد ۱۲) ۴

فائدہ :- اس حدیث کی مفصل تحقیق تو پہلے گزر چکی ہے، اور جو مطلب اس جگہ عرض کیا گیا ہے اُس کے متعلق یہ حدیث بہت صاف دلیل ہے، اس میں خود تصریح ہے کہ نبوت موجود نہیں بلکہ اس کا ایک جزو موجود ہے۔

حدیث نمبر ۷۱ | عَنْ سَهْلِ بْنِ السَّاعِدِيِّ قَالَ اسْتَأْذَنَ الْعَبَّاسُ عَنِ النَّبِيِّ

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْهَجْرَةِ فَلَكَتَبَ إِلَيْهِ يَا عِمُّ أَيْمُ مَكَانَكَ أَنْتَ بِهِ فَإِنَّ اللَّهَ قَدْ خَلَّمَ بِكَ الْهَجْرَةَ كَمَا خَلَّمَ بِي النَّبِيُّ (رواه

الطبرانی وابو نعیم وابو بعلی وابن عساکر وابن النجار) (من الکتاب
حضرت سہل بن الساعدی فرماتے ہیں کہ حضرت عباسؓ نے مسلمان ہو کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ہجرت کی اجازت طلب کی تو آپ نے فرمایا کہ اے عجم! اپنی جگہ

ٹھہرے رہو، اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے تم پر ہجرت ختم کر دی جس طرح کہ مجھ پر انبیاء ختم کر دیئے گئے (روایت کیا اس کو طبرانی، ابونعیم، ابویعلیٰ، ابن عساکر و ابن نجار نے اکثر اہل مسیح مکہ کے بعد چونکہ مکہ خود دارالاسلام ہو گیا تھا اس لئے وہاں ہجرت کرنے کی اجازت نہیں دی۔

حدیث نمبر ۷۲ | عَنْ عَلِيٍّ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ خَلَفْتُكَ أَنْ تَكُونَ خَلِيفَتِي قُلْتُ أَتَخْلُفُ عَنكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ أَلَا تَرَىٰ أَنَّ تَكُونَ مِنِّي بِمَنْزِلَةِ هَارُونَ مِنْ مُوسَىٰ إِلَّا أَنَّهُ لَا نَبِيَّ بَعْدِي (رواہ الطبرانی فی الاوسط)

ترجمہ ۱۔ ”حضرت علیؑ فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے اس لئے تمہیں پیچھے چھوڑا ہے کہ تم مکان پر میرے قائم مقام رہو، میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! کیا میں آپ سے علم و دہوں گا؟ آپ نے فرمایا کہ کیا تم اس کو پسند نہیں کرتے کہ تم مجھ سے ایسے ہو جیسے موسیٰ سے ہارونؑ، مگر میرے بعد کوئی نبی نہیں ہو سکتا (اس لئے تم ہارون کی طرح نبی نہیں) (روایت کیا طبرانی نے معجم اوسط میں)۔“

حدیث نمبر ۷۳ | وَ عَنْ عُمَرَ بْنِ مَرْثَدَةَ عَنِ الْخَطِيبِ (كَذَانِي كَذَالِ مَا أَج۱۵۳) ”حضرت عمرؓ نے بھی بعینہ اسی مضمون کی حدیث روایت فرمائی جس کو خطیب نے نقل فرمایا ہے (دیکھو کتر العمال، صفحہ ۱۵۳، جلد ۱)۔“

حدیث نمبر ۷۴ | عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ مِثْلَهُ عِنْدَ الطَّبْرَانِيِّ فِي الْكَبِيرِ (كَذَانِي الْكَلْب۱۵۳) ”ترجمہ ۱۔“ حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے بھی بعینہ اسی مضمون مرفوعاً مروی ہے جس کی طبرانی نے معجم کبیر میں روایت کیا ہے (دیکھو کتر، صفحہ ۱۵۳، جلد ۱)۔“

حدیث نمبر ۷۵ | عَنْ حَبِشَةَ بِنْتِ جَدَادَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا عَلِيُّ أَنْتَ مِنِّي بِمَنْزِلَةِ هَارُونَ مِنْ مُوسَىٰ إِلَّا أَنَّهُ لَا نَبِيَّ بَعْدِي (رواہ ابونعیم، کذانی الکتر)

ترجمہ ۱۔ ”اسی مضمون کی حدیث حضرت حبشہ بنت جنادہؓ نے بھی بیان فرمائی ہے جس کو ابونعیم نے روایت کیا ہے (کذانی الکتر)۔“

حدیث نمبر ۷۶ | عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ عُمَيْسٍ قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

يَا عَلِيُّ أَنْتَ مِثِّي بِسَيَرَةٍ حَادِرَتْ مِنْ مُؤْمِنِي إِلَّا أَنَّهُ لَا يَتَّبِعُنِي
(رواہ الطبرانی)

ترجمہ ۱۔ "حضرت اسما بنت عمیسؓ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منہ فرمایا کہ اے علیؓ! تم میرے ساتھ ایسے ہو جیسے ہارونؑ موسیٰؑ کے ساتھ، مگر میرے بعد کوئی نبی نہیں ہو سکتا (طبرانی)

حدیث نمبر ۷۷۱ | عَنْ مَا لِيْلَيْ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ
كَانَ بَعْدِي نَبِيٌّ لَكَانَ عُثْمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ (رواہ الخلیفہ)

ترجمہ ۱۔ "حضرت مالکؓ فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو وہ عمر بن الخطابؓ ہوتے (روایت کیا اس کو خطیب نے)۔
اس حدیث کی تحقیق گزر چکی ہے اور مطلب ظاہر ہے کہ حضرت عمر فاروقؓ میں اگرچہ کمالات نبوت سے حصہ دامن موجود ہے، مگر چونکہ آپؐ کے بعد دروازہ نبوت بند ہے، اس لئے عہدہ نبوت اُن کو نہیں دیا گیا۔

حدیث نمبر ۷۷۲ | عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
أَنَا خَاتِمُ الْأَنْبِيَاءِ وَمَسْجِدِي خَاتِمُ مَسَاجِدِ الْأَنْبِيَاءِ (رواہ
الدیلمی وابن النجار والبخاری) (من الکفر)

ترجمہ ۱۔ "حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میں خاتم الانبیاء ہوں اور میری مسجد مساجد انبیاء کی خاتم ہے (روایت کیا اس کو دیلمی، بخاری، ابن نجار نے) (از کفر العمال)۔

حدیث کا مطلب صاف ہے کہ میرے بعد نہ کوئی اور نبی پیدا ہوگا اور نہ کوئی اور مسجد نبی کی تیار ہوگی۔

حدیث نمبر ۷۷۳ | عَنْ الْحَسَنِ بْنِ مُرْسَلًا قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
أَنَا رَسُولُ مَنْ أَدْرِكُ حَيَاتًا وَمَنْ يُولَدُ بَعْدِي (رواہ ابن سعد، (من الکفر، ص ۱۰۱، ج ۶)

ترجمہ ۱۔ "حضرت حسن مرسلؓ روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں اس شخص کا بھی رسول ہوں جس کو میں زندگی میں پاؤں اور اس شخص کا بھی جو میرے

بعد پیدا ہوگا۔ (روایت کیا اس کو ابن سعد نے) (دیکھو کثر العمال ملا ج ۶) اور
خصائص کبریٰ، صفحہ ۱۸۸ جلد ۱۰

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ قیامت تک جو انسان پیدا ہوگا اس کے نبی صرف
آپ ہی ہیں اور کوئی نبی پیدا نہیں ہوگا۔

حدیث نمبر ۸۰ | عَنْ أَبِي ثَلَيْبَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
لَا يَنْبِي بَعْدِي وَلَا أُمَّةٌ بَعْدَكُمْ قَاعِبُدُوا رَبَّكُمْ وَآقِمْوْا حَسَنَتَكُمْ
وَصُومُوا شَهْرَكُمْ وَأَطِيعُوا أَوْلَاةَ أَمْرِكُمْ تَدْخُلُوا جَنَّةَ رَبِّكُمْ
(رواہ الطبرانی والبخاری) (من الکفر)

ترجمہ ۱۔ حضرت ابو ثعلیبہ فرماتے ہیں رسول اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے بعد
کوئی نبی نہیں اور تمہارے بعد کوئی امت نہیں ہوگی۔ پس تم اپنے پروردگار کی
عبادت کرتے رہو اور پانچوں نمازیں (ٹھیک وقت پر موافق شرط) پڑھتے رہو،
اور ماہ رمضان کے روزے رکھتے رہو اور اپنے مسلمان حکام کی اطاعت کرتے رہو تو
تم اپنے رب کی جنت میں داخل ہو گے (روایت کیا اس کے طبرانی اور بخاری نے) (کثر العمال)

حدیث نمبر ۸۱ | عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ إِنَّهُ لَمْ يُبْعَثْ نَبِيٌّ قَطُّ إِلَّا كَانَ فِي أُمَّتِهِ مَنْ يُحَدِّثُ فَإِنْ
يَكُنْ فِي أُمَّتِي مِنْهُمْ أَحَدٌ فَعُوْهُمْ (رواہ ابن عساکر) (من الکفر)

ترجمہ ۱۔ حضرت ابو سعید خدری فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ
مجھ سے پہلے کوئی نبی نہیں بھیجا گیا، جس کی امت میں کوئی محدث نہ ہو، اگر ان میں سے
کوئی میری امت میں بھی ہے تو وہ عمر میں (روایت کیا اس کو ابن عساکر نے) اور
کثر: ۱۰ اور خصائص کبریٰ ملا ج ۱۲۹ میں اسی حدیث کو بحوالہ طبرانی نقل کیا ہے۔

پہلے گزر چکا ہے کہ جب حضرت عمرؓ کے لئے آپ نے صاف محدث کا درجہ بیان
فرمایا ہے، حالانکہ دوسری احادیث میں یہ بھی موجود ہے کہ اس امت میں کوئی نبی
ہوتا تو وہ عمرؓ ہی ہو سکتے تھے، توجب باایں ہمہ حضرت عمرؓ کے لئے درجہ نبوت حاصل
نہیں ہے، تو صاف ثابت ہوا کہ آپ کے بعد کسی کے لئے یہ درجہ ملنے والا نہیں ہو۔

حدیث نمبر ۸۲ | عَنْ عَقِيلِ بْنِ أَبِي مَالٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

يَا عَقِيلُ وَاللَّهِ لَأَجِيبَكَ لِحَمَلَتَيْنِ لِقَى ابْنِكَ وَلِحُبِّ ابْنِ طَالِبٍ
إِيَّاكَ وَأَمَّا أَنْتَ يَا جَعْفَرُ فَخُلُقْتُ يُشْبِهُ خُلُقِي وَأَمَّا أَنْتَ يَا عَلِيُّ
فَأَنْتَ مِنِّي بِمَنْزِلَةِ هَارُونَ مِنْ مُوسَى إِلَّا أَنَّهُ لَا نَبِيَّ بَعْدِي (رواہ ابن عساکر رحمہ اللہ)

ترجمہ :- ” حضرت عقیل بن ابی طالب فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے علی ! تم مجھ سے اُس درجہ میں ہو جس میں موسیٰ سے ہارون تھے، مگر میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا (ابن عساکر، ازکثر العمال)۔“

حدیث نمبر ۸۲ | عَنْ أَبِي الْفَضْلِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
أَنْتَ لِي عِنْدَ رَبِّي عَزَّ وَجَلَّ عَشْرُ أَسْمَاءَ مُحَمَّدٌ، أَحْمَدُ وَأَبُو الْقَاسِمِ
وَالْقَاسِمُ وَالْخَاسِمُ وَالْمُتَحَيُّ وَالْعَاقِبُ وَالْحَاشِرُ وَطَيْسٌ وَطَهٌ.
(رواہ ابن عساکر و ابن عدی فی الکامل، (من الکلت، ص ۱۱۶ ج ۶)۔

ترجمہ :- ” حضرت ابو الفضلؓ روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میرے پروردگار کے نزدیک میرے دس نام ہیں۔ محمد، احمد، ابو القاسم، قاسم، فاتح، خاتم، ناجی، عاقب، حاشر، یس، طہ (بروایت ابن عساکر و ابن عدی، ازکثر، صفحہ ۱۱۶، جلد ۱)۔“

حدیث نمبر ۸۳ | عَنْ جَابِرٍ مَرْفُوعًا أَنَا مُحَمَّدٌ وَأَنَا أَحْمَدُ وَالْحَاشِرُ الَّذِي
أُخْشِرُ النَّاسَ عَلَى قَدَمَيَّ (من الکلت، ج ۶ بروایۃ طبرانی)

ترجمہ :- ” حضرت جابرؓ فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں محمد ہوں، اور احمد، اور حاشر کہ میرے زمانہ میں لوگوں کا حشر ہوگا (طبرانی، ازکثر، صفحہ ۱۱۶ ج ۶)۔“

حدیث نمبر ۸۵ | عَنْ حُذَيْفَةَ مِثْلَهُ (رواہ سعید بن منصور فی سننہ من الکلت، ج ۶)

ترجمہ :- ” حضرت حذیفہؓ نے بھی اسی مضمون کی حدیث سعید بن منصور نے اپنے سنن میں روایت فرمائی ہے (دیکھو کثر العمال صفحہ ۱۱۶ جلد ۱ اور خصائص میں بحوالہ ترمذی وغیرہ)۔“

حدیث نمبر ۸۶ | عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
أَنَا أَحْمَدُ وَأَنَا مُحَمَّدٌ وَالْحَاشِرُ وَالْمُقْتَلَى وَالْخَاسِمُ (رواہ الخطیب

(ابن عساکر، من الکلت، ص ۱۱۶ ج ۶)

ترجمہ: حضرت ابن عباسؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا کہ میں احمد ہوں اور محمد ہوں اور حاشیوں اور متقی اور خاتم (روایت کیا اس کو خطیب اور ابن عساکر نے) (کنز العمال، صفحہ ۱۱۶ جلد ۲) ۵

ان سب احادیث میں جو اسماء گرامی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمائے ہیں ان میں کئی ایسے ہیں جن کا مفہوم یہ ہے کہ آپ خاتم الانبیاء ہیں جیسا کہ اس سے پہلے تفصیل گذر چکا ہے۔

حدیث نمبر ۸۷ | عَنْ أَبِي مَالِكٍ الْأَشْعَرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ اللَّهَ بَدَأَ هَذَا الْأَمْرَ نُبُوَّةً وَرَحْمَةً وَكَأَيُّهَا خِلَافَةٌ وَرَحْمَةً وَكَأَيُّهَا مُلْكًا عَصُومًا وَكَأَيُّهَا عُتُوًّا وَجَبَرِيَّةً وَفَسَادًا فِي الْأُمَّةِ (رواه الطبرانی في الكبير، كذا في الكنز، ص ۲۹ ج ۶)

ترجمہ: ۱۔ "حضرت ابومالک اشعریؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس امر کو نبوت اور رحمت بنا کر شروع کیا اور پھر (کچھ دنوں کے بعد) خلافت اور رحمت ہونے والی ہے، اور پھر (کچھ دنوں کے بعد) ملک عصوص (یعنی مفر سلطنت) ہونے والی ہے اور پھر تکبر اور جبر اور امت میں فساد ہونے والا ہے۔ (روایت کیا اس کو طبرانی نے معجم کبیر میں) (دیکھو کنز العمال ص ۲۹ ج ۶) ۵

حدیث نمبر ۸۸ | عَنْ مُعَاذِ بْنِ مَرْثُومٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (رواه ابوداؤد الطيالسی والبیہقی فی السنن) (من الکنز، ص ۲۹ ج ۶)

ترجمہ: ۱۔ "حضرت معاذ بن مرثومؓ سے بھی اسی مضمون کی حدیث ابوداؤد طیالسی نے اور بیہقی نے سنن میں روایت کی ہے (کنز العمال، صفحہ ۲۹ جلد ۲) ۵

حدیث نمبر ۸۹ | عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا لَمَّا بَيَّعَ بَعْدَ نَبِيِّ مِنَ الْمُبَشِّرَاتِ إِلَّا الرُّؤْيَا الصَّالِحَةَ يَرَاهَا الذُّجُلُ أَذْثُرِي لَهُ (رواه البيهقي في الشعب) (من الكنز، ص ۳۳ ج ۸)

ترجمہ: ۱۔ "حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میرے بعد مبشرات میں سوائے اچھے خوابوں کے کچھ باقی نہیں رہا (یعنی سلسلہ وحی منقطع ہو گیا) ادلاب مبشرات میں سے مرث خواب کی صورت رہ گئی، ۵

حدیث نمبر ۹۰ | عَنْ عِصْمَةَ بْنِ مَالِكٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَوْ

كَانَ بَعْدِي نَبِيٌّ لَكَانَ عَمْرَيْنِ الْخَطَّابِ (رواہ الطبرانی) من الکفر ص ۳۳۱

ترجمہ :- حضرت عاصم بن مالکؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو عمر بن خطابؓ ہوتے (روایت کیا اس حدیث کو طبرانی

نے) (از کثر العمال صفحہ ۱۴۶ ج ۶) ۵

اور پہلے احادیث میں گزر چکا ہے کہ حضرت عمرؓ نبی نہیں ہیں، لہذا معلوم ہوا کہ آپ

کے بعد کوئی نبی نہیں ہو سکتا۔

حدیث نمبر ۹۱ | عَنْ مَعَاذٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي

حَدِيث طَوِيلٍ فِي الْفِتَنِ مَتَا سَخَبَ الشُّبُوءَةُ فَصَارَتْ مُلْكًا عَضُوضًا

رَحِمَ اللَّهُ مَنْ أَخَذَهَا بِالْحَقِّ خُرُوجٍ مِنْهَا كَمَا دَخَلَهَا (رواہ الطبرانی

فی الکبیر) (کنز فی الکفر ص ۳۹ ج ۶)

ترجمہ :- حضرت معاذؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فتن کو بیان کرتے ہوئے

ایک طویل حدیث میں فرمایا کہ نبوت منقطع ہو گئی اور اب ملک عضو صاف ہو گیا، اللہ

اللہ تعالیٰ اس پر رحم کرے جو اس ملک کو حق کے موافق لے، اور اس سے اسی طرح

پاک و صاف نکل جائے جس طرح داخل ہوا تھا (روایت کیا اس کو طبرانی نے

معجم کبیر میں) (کثر صفحہ ۳۹ جلد ۶) ۵

حدیث نمبر ۹۲ | عَنْ قَتَادَةَ قَالَ ذُكِرْنَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

ذَا تَبَيَّنَ يَوْمٌ وَهُوَ مُسْنَدٌ ظَهْرُهُ إِلَى الْكَلْبَةِ نَحْنُ نَكْمِلُ يَوْمَ الْقِيَمَةِ

سَبْعِينَ أُمَّةً نَحْنُ آخِرُهَا وَخَيْرُهَا (رواہ ابن جریر فی تفسیر قولہ

كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ الْآيَةِ) (کنز فی الدرس ص ۶۳ ج ۶)

ترجمہ :- حضرت قتادہؓ فرماتے ہیں کہ ہم سے بیان کیا گیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

ایک روز کعبہ سے کمر مبارک لٹکائے ہوئے بیٹھے تھے اس وقت فرمایا کہ ہم سترائیں

پوری کریں گے جن میں ہم سب سے آخر اور سب سے بہتر ہوں گے، اس کو ابن جریر نے

آیت كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ کی تفسیر میں نقل فرمایا ہے (دیکھو در منثور صفحہ ۶۳ جلد ۶) ۵

حدیث نمبر ۹۳ | عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ حَزْمٍ مِنَ الْأَنْصَارِ يَوْمَ الْقِيَمَةِ سَبْعُونَ

اُمَّةٌ نَحْنُ اٰخِرُهَا وَخَيْرُهَا رَوَاهُ الْمَادِرِيُّ، كَذَا فِي الْكَلَامِ ۳۲ ج ۶
ترجمہ: حضرت محمد بن حزمؒ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ قیامت کے دن ستر امتیں پوری ہو جائیں گی جن میں ہم سب آخر اور سب بہتر ہوں گے، روایت کیا اس کو مادر دی نے۔ (ازکثر، ص ۲۳۲ ج ۶) ۵

حدیث نمبر ۹۱۲ | عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ سُرَّةَ وَدَعْنِ الشَّيْبِيِّ مَوْلَى اللَّهِ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَثَلُ أُمَّتِي كَعَدِيْقَةٍ قَامَ عَلَيْهَا صَاجِبُهَا فَاخْتَدَمَ رُذُلُهَا وَهَيَّا مَسَاكِنَهَا وَخَلَقَ مَسْعِفَهَا فَاطْعَمَ عَامًّا فَوْجًا وَعَامًّا فَوْجًا فَلَعَلَّ اٰخِرُهَا طَعْمًا اَنْ يَكُوْنُوْا اَجْوَدَ هَمَّا قَتَلُوْا اَنَا وَاطْلُوْا لَهَا شُرَاحًا وَالَّذِي بَعَثَنِي بِالْحَقِّ لِيَجِدَنَّ عِيْسَى بْنُ مَرْيَمَ فِيْ اُمَّتِيْ خُلَفَاءَ مِنْ حَوَارِيْهِ رَوَاهُ ابُو نَعِيْمٍ، كَذَا فِي الْكَلَامِ ۳۵ جلد ۶

ترجمہ: ”حضرت عبدالرحمن بن سُرَّةؒ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میری امت کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی باغ والا اپنے باغ کا پورا حق ادا کرے اور اس کی گولیں گہری اور اس کی ٹیٹکیں درست اور اس کے درختوں کی شاخ بریکے پھر ایک سال اس کے پھل ایک فوج کو کھلائے اور دوسرے سال دوسری فوج کو (اسی طرح ہر سال ایک فوج کو کھلاتا ہے) تو شاید وہ فوج جو آخر میں کھائے گی، اُس کے پھل عود ہوں گے، اور اُن کے خوشے لائے ہوں گے۔ اُس ذات قدوس کی قسم جس نے دین حق کے ساتھ مجھے بھیجا ہے کہ عیسیٰ (جب نرودل نہرائیں گے تو میری امت میں اپنے حوارین کے قائم مقام لوگ پائیں گے) روایت کیا اس کو ابونعیم نے، (ازکثر العمال صفحہ ۲۲۵ ج ۶) ۵

حدیث نمبر ۹۱۵ | عَنْ اَبِيْ قَتَادَةَ رَضِيَ عَنْهُ مَرْسَلًا اِنَّمَا بَعِثْتُ خَاتِمًا وَفَاتِحًا اَعْطِيتُ جَوَامِیْمَ الْكَلِمَةِ وَكُوَاتِبُكَ رَسَدًا اَلْبَيْهَقِي فِي الشَّعْبِ (كَذَا فِي الْكَلَامِ ۳۱ ج ۶)

ترجمہ: ”حضرت ابوقتادہؒ مرسلاً روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نہر لایا ہے میں فاتح اور خاتم بن کر بھیجا گیا ہوں (یعنی اصل خلقت میں سب سے پہلے اور بعثت نبوت میں سب سے آخر) اور

مجھے جو جامعِ کلم اور فواتحِ کلم دیئے گئے ہیں۔ روایت کیا اس کو بیہقی نے شعب الایمان میں (از کتر العمال، صفحہ ۱۰۶ جلد ۶) :

حدیث نمبر ۹۶ | عَنْ عَمْرِو بْنِ قَيْسٍ مَرْثُوعًا إِنَّ اللَّهَ تَعَالَى أَدْرَكَ بِي فِي الْأَجَلِ الْمَرْجُوءِ وَاخْتَارَنِي اخْتِيَارًا فَتَخَنُ الْأَخِرُونَ وَتَخُنُ السَّابِقُونَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ (رواہ الدارمی، من الکثر، ص ۱۱۰ ج ۶)

ترجمہ ۱۔ ”حضرت عمرو بن قیسؓ روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے ایک امرِ منتظر کے لئے چھانٹ لیا ہے، اور مجھے انتخاب فرمایا ہے، پس ہم قیامت کے روز آخرین ہوں گے اور ہم ہی سابقین ہوں گے روایت کیا اس کو دارمی نے (کثر، صفحہ ۱۱۰ ج ۶) :

حدیث نمبر ۹۷ | عَنْ سَلَمَانَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا خَلَقَ اللَّهُ الْعَرَشَ كَتَبَ عَلَيْهِ مِنْ نُورٍ طُولُ الْقَلَمِ مَا بَيْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ وَبِهِ أُخِذَ وَبِهِ أُعْطِيَ وَامْتَهُ أَفْضَلُ الْأَمَمِ وَأَفْضَلُهَا أَبُو بَكْرٍ (رواہ الرافعی، من الکثر، ص ۱۳۸ ج ۶)

ترجمہ ۱۔ ”حضرت سلمانؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے عرش کو پیدا کیا تو اس پر نور سے یہ کلمہ لکھا: قلم کا طول اتنا تھا جتنا مغرب سے مشرق کا فاصلہ، البتہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، محمد اللہ کے رسول ہیں انہی کی وجہ سے اطاعت نہ کرنے پر مواخذہ کروں گا اور انہی کی وجہ سے اطاعت کرنے پر عطا کروں گا، ان کی امت تمام امتوں پر افضل ہے اور پھر ساری امت میں ابو بکرؓ افضل ہیں، روایت کیا اس کو رافعی نے (کثر، ص ۱۳۸ ج ۶) :

حدیث کی تصریح سے معلوم ہوا کہ حضرت ابو بکر صدیقؓ تمام امتِ محمدیہ سے افضل ترین مسرود ہیں، حالانکہ وہ نبی نہیں ہیں، جس سے صاف ثابت ہوا کہ اس امت

لہ خصائصِ کبریٰ صفحہ ۱۹۴ جلد ۲ میں ابن شہاب سے نقل کیا ہے کہ جو جامعِ کلم سے مراد یہ ہے کہ پہلے انبیاء کی وحی میں جو بہت سے امر لکھے جاتے تھے وہ آپ کے لئے ایک یا دو امر میں جمع کر دیئے گئے، انہی اور فواتحِ کلم سے مراد وہ کلمات ہیں جو کسی مستقل علم کا باب کھول دیتے ہیں ۱۲ منہ

میں کوئی نبی نہیں ہو سکتا، ورنہ لازم آئے گا کہ غیر نبی (ابوبکرؓ) نبی سے بڑھ جائے، حالانکہ یہ ناممکن ہے۔

حدیث نمبر ۹۸ | عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ لَا وَحْيَ إِلَّا الْقُرْآنُ رَكْنٌ فِي الْمَقْتَصِرِ
من مشکل الآثار، ص ۴۵۲

ترجمہ ۱۔ "حضرت عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں کہ قرآن کے سوا کوئی وحی نہیں،
(دیکھو معقروں میں مشکل الآثار، صفحہ ۴۵۲)۔"

مراد یہ ہے کہ قرآن کے بعد اور کوئی جدید آسمانی کتاب نہیں آ سکتی۔

حدیث نمبر ۹۹ | عَنْ أَبِي الطُّفَيْلِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
إِنِّي عِنْدَ رَبِّي عَشْرَةٌ أَسْمَاءُ قَالَ أَبُو الطُّفَيْلِ حَفِظْتُ مِنْهَا
ثَمَانِيَةَ مُحَمَّدٍ وَ أَحْمَدُ وَأَبُو الْقَاسِمِ وَالْقَاتِمُ وَالْحَاتِمُ وَ
الْعَاقِبُ وَالْحَاشِي (رواہ ابونعیم فی الدلائل ص ۱۲)

ترجمہ ۱۔ "حضرت ابوالطفیلؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میرے
پروردگار کے نزدیک میرے دس نام ہیں (ابوالطفیل کہتے ہیں) کہ مجھ ان میں سے
آٹھ یاد رہ گئے وہ یہ ہیں ۱۔ محمد، ۲۔ احمد، ۳۔ ابوالقاسم، ۴۔ فاتح، ۵۔ خاتم، ۶۔ عاقب، ۷۔ حاشی
ماحی (دیکھو دلائل النبوة، ابونعیم، صفحہ ۱۲)۔"

حدیث نمبر ۱۰۰ | عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
لِي السُّبُورَةُ وَ لَكُمْ الْخِلَافَةُ (رواہ ابن عساکر) (من الکفر ص ۱۸۰ ج ۶)

ترجمہ ۱۔ "حضرت ابن عباسؓ روایت کرتے ہیں کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
کہ میرے لئے نبوت ہے اور تمہارے لئے خلافت، روایت کیا اس کو ابن عساکر
نے، (از کثر العمال ص ۱۸۰ ج ۶)۔"

حدیث کی تقسیم سے معلوم ہوا کہ اس امت میں بجائے نبوت کے محض خلافت ہی
نبوت صرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم ہو گئی۔

حدیث نمبر ۱۰۱ | عَنِ ابْنِ شَقَاقٍ مُرْسَلًا قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ أَطْمَئِنَّ يَا عَمَّ فَإِنَّكَ خَاتِمُ الْمُرْسَلِينَ فِي الْمَوْجُودَةِ كَمَا أَنَا

خَاتِمُ النَّبِيِّينَ فِي السُّبُورَةِ (کذا فی الکفر، ص ۱۸۰ ج ۶)

ترجمہ ۱۔ "ابن شہابؒ مسلماً روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عباسؓ سے فرمایا کہ اے چچا آپ معلن رہیں (اور مکہ سے ہجرت نہ کریں) اس لئے کہ آپ ہجرت میں خاتم المہاجرین ہیں جیسے میں نبوت میں خاتم النبیین ہوں۔ روایت کیا اس کو رویانی اور ابن عساکر نے (کنز، ص ۶۷۱، ۶۷۲)۔

حدیث نمبر ۱۰۲ | عَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْأَكْوَعِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَبُو بَكْرٍ خَيْرُ النَّاسِ إِلَّا أَنْ يَكُونَ نَبِيٌّ (رواہ الطبرانی وابن عدی فی الکامل) (من الکنز، ص ۱۳۷، ۱۳۸)

ترجمہ ۱۔ "حضرت سلمہ بن الاکوعؓ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ابوبکر انبیاء کے سوا تمام انسانوں سے بہتر ہیں، روایت کیا اس کو طبرانی نے معجم کبیر میں اور ابن عدی نے کامل میں (ازکنز، صفحہ ۱۳۷، ۱۳۸)۔

حدیث نمبر ۱۰۳ | عَنْ عِكْرَمَةَ بْنِ الْأَكْوَعِ عَنْ أَبِيهِ مَرْثُوعًا أَبُو بَكْرٍ خَيْرُ النَّاسِ بَعْدِي إِلَّا أَنْ يَكُونَ نَبِيٌّ (رواہ ابن عدی والطبرانی فی الکبیر والخطیب فی الملتقى والمفتق والذہبی) (من الکنز، ص ۱۳۸، ۱۳۹)

ترجمہ ۱۔ "حضرت عکرمہ بن الاکوعؓ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ابوبکرؓ سوائے نبی کے میرے بعد سب انسانوں سے افضل ہیں۔ روایت کیا اس کو ابن عدی نے اور طبرانی نے معجم کبیر میں، اور خطیب نے متفق و مفترق میں اور ذہبی نے (کنز، ص ۱۳۸، ۱۳۹)۔

حدیث نمبر ۱۰۴ | عَنْ عَلِيٍّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَتَانِي جِبْرِيلُ فَقُلْتُ مَنْ يَهْجُو مَعِيَ قَالَ أَبُو بَكْرٍ وَهُوَ بَنِي أُمِّرَ أُمِّتِكَ مِنْ بَعْدِكَ وَهُوَ أَفْضَلُ أُمَّتِكَ مِنْ بَعْدِكَ (رواہ الذہبی من الکنز، ص ۱۳۸، ۱۳۹)

ترجمہ ۱۔ "حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میرے پاس جبریل علیہ السلام آئے تو میں نے دریافت کیا کہ میرے ساتھ ہجرت کون کرے گا؟ فرمایا ابوبکرؓ، اور وہی آپ کے بعد آپ کی امت کے خلیفہ ہوں گے اور وہ آپ کے بعد ساری امت سے افضل ہیں (کنز، ص ۱۳۸، ۱۳۹)۔

حدیث نمبر ۱۰۵ | عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

يَا أَبَا الدَّرْدَاءِ أَتَمْنِي أَنْ أَمَامَ مَنْ هُوَ خَيْرٌ مِنْكَ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ

مَا طَلَعَتْ شَمْسٌ وَلَا غُرُبَتْ عَلَى أَحَدٍ بَعْدَ النَّبِيِّينَ وَالْمُرْسَلِينَ

أَفْضَلَ مِنْ أَبِي بَكْرٍ (رواه ابن النجار ورجل) (من الکثرۃ ج ۶)

ترجمہ ۱۔ "حضرت ابو الدرداءؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ

اے ابو الدرداءؓ! کیا تم اس شخص سے آگے چلتے ہو جو تم سے دنیا و آخرت میں

افضل ہے۔ یاد رکھو کہ نبیین اور مرسلین کے بعد پورے دوسری سی صدیوں میں

ابو بکرؓ سے افضل کوئی نہیں ہوا (کثر، ص ۱۳۰ ج ۶)

حدیث نمبر ۱۰۶ | عَنْ عَلِيٍّ مَرْفُوعًا قَالَ خَيْرُ هَذِهِ الْأُمَّةِ بَعْدَ نَبِيِّهَا أَبُو بَكْرٍ وَ

عُمَرُ (رواه ابن عساکر - من الکثرۃ ص ۱۴۳ ج ۶)

ترجمہ ۱۔ "حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اس

امت کے نبی کے بعد ساری امت سے افضل ابو بکرؓ و عمرؓ ہیں (روایت کیا

اس کو ابن عساکر نے) (کثر، ص ۱۴۳ ج ۶) ۵

حدیث نمبر ۱۰۷ | عَنِ الزُّبَيْرِ مَرْفُوعًا خَيْرُ أُمَّتِي بَعْدِي أَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ -

(رواه ابن عساکر - من الکثرۃ ص ۱۴۳ ج ۶)

ترجمہ ۱۔ "حضرت زبیرؓ روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے

بعد میری امت میں سب سے بہتر ابو بکرؓ و عمرؓ ہیں (ابن عساکر) (کثر، ص ۱۴۳ ج ۶) ۵

ان تمام احادیث کا حاصل یہ ہے کہ حضرت صدیق اکبرؓ تمام امت محمدیہؓ میں افضل

السان ہیں، اور بالیٰ ہمہ جب کے وہ نبی نہیں تو معلوم ہوا کہ اس امت میں کوئی نبی نہیں

ہو سکتا ورنہ غیر نبی کا نبی سے افضل ہونا لازم آئے گا۔

حدیث نمبر ۱۰۸ | عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فِي حَدِيثٍ طَوِيلٍ فَقَالَ لَا غَرَابِي

لَا أَمْنٌ بِكَ رَيْغِي بِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى يُوْثِقَ

بِكَ هَذَا الصَّبَّ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ أَنَا

يَا صَبُّ فَقَالَ الصَّبُّ بِلِسَانِ عَرَبِيٍّ مُبِينٍ يَفْهَمُهُ الْقَوْمُ جَمِيعًا

لَبَّيْكَ وَمَعْدُ بِكَ يَا رَسُولَ رَبِّ الْعَالَمِينَ قَالَ مَنْ تَعْبُدُ فَقَالَ

الَّذِي فِي السَّمَاءِ عَرْشُهُ وَفِي الْأَرْضِ سُلْطَانُهُ وَفِي الْبَحْرِ مَسِيرُهُ
وَفِي الْجَنَّةِ رَحْمَتُهُ وَفِي النَّارِ عَذَابُهُ قَالَ فَمَنْ أَنَا قَالَ أَنْتَ رَسُولُ
رَبِّ الْعَالَمِينَ وَخَاتِمُ النَّبِيِّينَ الحديث اخرجہ الطبرانی فی
الادسط والصفیر وابن عدی والحاکم فی المعجزات والبیہقی
وابونعیم وابن عساکر ولین فی اسنادہ من ینظر فی حالہ سوی
محمد بن علی بن الولید البصری السملی شیخ الطبرانی وابن عدی و
قال السیوطی فی الخصائص ثلث لحديث عمر طریق أخری فیہ
محمد بن علی بن الولید اخرجہ ابونعیم ۔

ترجمہ :- حضرت عمر فاروقؓ سے ایک طویل حدیث کے ذیل میں مروی ہو کہ (ایک گاؤں والے
کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسلام کی دعوت دی تو اس نے ایک گواہ آپ کے
سامنے چھوڑ دی، اور کہا، میں جب تک ایمان نہ لاؤں گا جب تک یہ گواہ آپ
پر ایمان نہ لائے۔ آپ نے گواہ سے خطاب کر کے فرمایا کہ بتلا میں کون ہوں؟
گواہ نے نہایت بلیغ عربی زبان میں جس کو ساری مجلس سمجھتی تھی، کہا اللہیک و
سعدیک یا رسول رب العالمین، یعنی اے رب العالمین کے سچے رسول میں
حاضر ہوں، اور آپ کی اطاعت کرتی ہوں۔ آپ نے فرمایا کہ تو کس کی عبادت
کرتی ہے؟ گواہ نے جواب دیا کہ اس ذات مقدس کی کہ آسمان میں اس کا عرش عظیم
ہے اور زمین پر اس کا قبضہ و سلطنت ہے اور دریا میں اس کا بنایا ہوا رستہ ہوا
جنت میں اس کی رحمت ہوا اور دوزخ میں اس کا عذاب ہو۔ آپ نے فرمایا میں کون
ہوں؟ گواہ نے جواب دیا کہ آپ پروردگار عالم کے سچے رسول ہیں اور انبیاء
کے ختم کرنے والے ہیں۔

اس حدیث کو طبرانی نے معجم الادسط اور معجم صغیر میں اور ابن عدی اور حاکم نے
معجزات میں اور بیہقی، ابونعیم، ابن عساکر نے ردایت کیا ہے (دیکھو خصائص کبریٰ
للسیوطی صفحہ ۶۵ جلد ۲) شیخ حلال الدین سیوطیؒ اس حدیث کو نقل کرنے کے
بعد فرماتے ہیں کہ اس کی اسناد میں کوئی ایسا شخص نہیں جس کی ثقاہت میں کلام
کیا جائے، سوائے محمد بن علی بن الولید کے جو کہ طبرانی اور ابن عدی کے استاد ہیں

لیکن اس روایت کے لئے ایک اور طریقہ سند بھی ہے جس میں محمد بن علی بن الولید نہیں ہیں، ابو نعیم نے اسی اسناد کے ساتھ اس حدیث کو روایت کیا ہے۔
الحاصل حدیث کے قابل وثوق ہونے میں کوئی تاثر نہیں ہو سکتا۔

حدیث نمبر ۱۰۹ عَنْ عَائِشَةَ مِثْلَهُ عِنْدَ الْبَيْهَقِيِّ كَذَا فِي الْخِصَالِ الْكُبْرَى (ج ۶)
ترجمہ ۱۔ ”حضرت عائشہؓ سے بھی اسی مضمون کی حدیث بیہقی نے روایت کی ہے (دیکھو
خصائص کبیرہ صفحہ ۶۵ جلد ۱۲)“

حدیث نمبر ۱۱۰ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ مِثْلَهُ أَخْرَجَهُ الْبَيْهَقِيُّ (من الخصائص الكبرى)
ترجمہ ۲۔ حضرت ابو ہریرہؓ سے بعینہ اسی مضمون کی حدیث بیہقی نے روایت کی ہے (از خصائص کبریٰ)
حدیث نمبر ۱۱۱ وَمِثْلَهُ عَنْ عَلِيٍّ أَخْرَجَهُ ابْنُ عَسَاكَرٍ كَذَا فِي الْخِصَالِ (ج ۶)
ترجمہ ۱۔ ”اسی طرح بعینہ مضمون کی حدیث حضرت علیؓ سے ابن عساکر نے روایت فرمائی ہے“
افسوس جنگل کے وحشی جانور آپ کے آخر النبیین ہونے پر ایمان لاتے ہیں
مگر اسلام کے مدعی قادیانیوں کے کانوں پر جوں بھی نہیں رینگتی۔

گفتہ میں شرط آدمیت نیست ؛ مرغ تسبیح خوان و تو خاموش
حدیث نمبر ۱۱۲ عَنْ أَبِي زَيْدٍ الْجُهَنِيِّ عَنِ الشَّيْخِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي
تَأْوِيلِ رُؤْيَاہُ (رونی الحدیث طول) و بعض الفاظہ ہکذا وَاَمَّا
السَّاعَةُ الَّتِي رَأَيْتُهَا وَاَرَأَيْتُنِي اَبْعَثُهَا فِي السَّاعَةِ عَلَيْنَا نَعُوْمْ لَا نُبِيَّ
بَعْدِي وَلَا اُمَّةَ بَعْدَ اُمَّتِي۔ رواہ البیہقی فی دلائل النبوة ہکذا
عند ابن کثیر فی التفسیر، ص ۳۶۹ ج ۹ طبع قدیم مع بغوی

ترجمہ ۱۔ ”حضرت ابو زید جہنیؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اپنا ایک
طویل خواب بیان کیا۔ آپ نے اُس کی مفصل تعبیر بیان فرمائی، اس کے آخری
جملے مسئلہ زیر بحث کے لئے روشن دلیل ہیں وہ یہ ہیں۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ
تم نے جو خواب میں اونٹنی کو دیکھا اور یہ دیکھا کہ میں اس کو چلا رہا ہوں تو اس سے
مراد قیامت ہے جو ہماری امت پر قائم ہوگی، کیونکہ نہ میرے بعد کوئی نبی ہے،
اور نہ میری امت کے بعد کوئی امت۔ روایت کیا اس کو بیہقی نے دلائل نبوت
میں (از تفسیر ابن کثیر، ج ۹، ص ۳۶۹ طبع قدیم مع بغوی)“

حدیث نمبر ۱۱۳ | فی حدیث طویل فی باب الاسماء عن ابی ہریرۃؓ مرفوعاً

قَالُوا يَا جِبْرِيلُ مِنْ هَذَا مَعَكَ قَالَ هَذَا مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللَّهِ خَاتِمُ
النَّبِيِّينَ (الی ان قال) فَقَالَ لَهُ رَبُّهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى قَدْ أَخَذْتُكَ
حَبِيبًا وَهُوَ مَكْتُوبٌ فِي التَّوْرَةِ مُحَمَّدٌ حَبِيبُ الرَّحْمَنِ وَأَرْسَلْتُكَ
لِلنَّاسِ كَأَنَّهُ وَجَعَلْتُ أُمَّتَكَ هُمْ الْأَوَّلُونَ وَهُمْ الْآخِرُونَ وَ
جَعَلْتُ أُمَّتَكَ لَا تَجُوزُ لَهُمْ خُطْبَةٌ حَتَّى يَشْهَدُوا إِنَّكَ عَبْدِي وَ
رَسُولِي وَجَعَلْتُكَ أَوَّلَ النَّبِيِّينَ خَلْقًا وَآخِرَهُمْ بَعْثًا وَأَعْطَيْتُكَ
سَبْعًا مِنَ الْمَنَانِ وَلَمْ أُعْطِهَا نَبِيًّا قَبْلَكَ وَأَعْطَيْتُكَ خَوَاتِيمَ
سُورَةِ الْبَقَرَةِ مِنْ كُنْزِ تَحْتِ الْعَرْشِ لَمْ أُعْطِهَا قَبْلَكَ وَجَعَلْتُكَ
فَاتِحًا وَخَاتِمًا الْحَدِيثِ رَوَاهُ الْبَزَارُ (کن فی مجمع الزوائد ۲۹۲)

ترجمہ: ”حضرت ابو ہریرہؓ نے شبِ اسری کے واقعہ کو مفصل ایک طویل حدیث میں
بیان کیا ہے جس کے چند جملے حسب ضرورت درج کئے جاتے ہیں۔ (آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ فرشتوں نے جبریل سے کہا کہ تمہاریساتھ یہ کون ہیں؟
جبریل علیہ السلام نے جواب دیا کہ اللہ کے رسول اور تمام انبیاء میں سے آخرِ محمدؐ
ہیں (اس کے بعد آپؐ نے فرمایا کہ) اللہ تعالیٰ کی جانب سے مجھے ارشاد ہوا کہ میں
تمہیں اپنا محبوب بنایا ہے اور توریت میں بھی لکھا ہوا ہے کہ محمد اللہ کے محبوب ہیں“ اور
ہم نے تمہیں تمام مخلوق کی طرف نبی بنا کر بھیجا ہے، اور آپؐ کی امت کو اولین و
آخرین بنایا، اور میں نے آپؐ کی امت کو اس طرح رکھا کہ ان کے لئے کوئی خطبہ
جائز نہیں جب تک کہ وہ خالص دل سے گواہی نہ دیں کہ آپ میرے بندے اور
میرے رسول ہیں، اور میں نے آپؐ کو باعتبار اصل خلقت کے سب سے اول اور
باعتبار بعثت کے سب سے آخر بنایا ہے اور آپؐ کو سب سے ثانی (سورۃ فاتحہ) دی جو
آپؐ سے پہلے کسی نبی کو نہیں دی، اور آپؐ کو آخر سورۃ بقرہ کی آیتیں دی ہیں
اس خزانہ سے جو عرش کے نیچے ہے اور جو آپؐ سے پہلے کسی نبی کو نہیں دیا

اور آپ کو فاتح اور خاتم بنایا (الاحسن للحدیث) (مجمع الزوائد، از صفحہ ۲۷،
ص ۲۹ بحوالہ بزار) ۴

اور خصائص کبریٰ، صفحہ ۱۷۱ میں اس حدیث کو بحوالہ ابن جریر اور ابن ابی حاتم اور
ابن مردویہ اور ابویعلیٰ اور بیہقی نے بھی نقل کیا ہے۔

حدیث نمبر ۱۱۲ | عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ لَمَّا أَمَرَ ابْرَاهِيمُ عَلَيْهِ السَّلَامُ بِإِخْرَاجِ هَاجَرَ
مُحَلٍّ عَلَى الدُّبَابِ فَكَانَ لَا يَسْتَرِيأُ مِنْ عَذَابِهِ سَهْلَةً إِلَّا قَالَ أَنْزِلْ هَهُنَا يَا جِبْرِيلُ
فَيَقُولُ لَا حَتَّى أَتَى مَلَكٌ فَقَالَ جِبْرِيلُ أَنْزِلْ يَا إِبْرَاهِيمُ قَالَ حَيْثُ لَمْ تَصُغْ وَلَا
زُرْعٌ قَالَ لَعَنَ هَهُنَا يَخْرُجُ النَّبِيُّ الْأُمِّيُّ مِنْ خَدِيدَةِ ابْنِكَ الَّذِي تَسْتَمُّ بِهِ الْكَلْبَةُ
الْعَلْيَا (کنز فی الخصائص الکبریٰ ص ۹)

ترجمہ ۱۔ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ جب حضرت ابراہیمؑ کو حضرت ہاجرہ کے
بیجانے کا حکم دیا گیا تو آپ کو بُراق پر سوار کیا گیا، پس جب براق کسی عمدہ شیر یا
نرم زمین پر لیکر گذرنا تھا تو ابراہیمؑ فرماتے تھے کہ جبریلؑ یہاں اتر جاؤ مگر جبریلؑ انکار
کرتے تھے یہاں تک کہ مکہ کی سرزمین پر گذر رہا تو جبریلؑ ان میں ٹھہر گئے اور فرمایا کہ اے
ابراہیمؑ یہاں اتر جاؤ۔ ابراہیمؑ نے جواب دیا کہ عجیب بات ہے یہاں اتارتے ہو جہاں
نہ کوئی گھیتی کا سامان ہے نہ دودھ کا۔ جبریلؑ نے جواب دیا کہ ہاں اسی جگہ آپ کے
ماہر زادے کی ذریت سے نبی اُمتی پیدا ہوں گے جن کے ذریعہ کلمہ علیا تمام (مکمل) ہوگا
(خصائص کبریٰ ص ۹) ۵

حدیث نمبر ۱۱۵ | عَنْ سَلْمَانَ فِي حَدِيثِ الشَّفَاعَةِ يَا تَوْفَّ مَحَمَّدًا أَفَيَقُولُونَ يَا
نَبِيَّ اللَّهِ أَنْتَ الَّذِي فَتَحَ اللَّهُ بِكَ رَحْمَةً وَغُفِرَ لَكَ مَا تَقَدَّمَ وَمَا
تَأَخَّرَ۔ رواه ابن أبي شيبة (کنز فی فتح الباری، ص ۳۷۸ ج ۱۱)

ترجمہ ۱۔ حضرت سلمان فارسیؓ سے ایک طویل حدیث میں مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ قیامت کے روز تمام مخلوق جمع ہو کر اُن میں گی اور کہیں گی کہ
اے اللہ کے نبی آپ ہی وہ ہیں کہ اللہ نے آپؐ کو نبوت کو شروع فرمایا اور آپؐ ہی پر
ختم کیا، اور آپؐ کی سب اگلی پچھلی لغزشیں معاف کیں (آپؐ ہی ہماری سفارش
کئے) روایت کیا اس کو ابن ابی شیبہؒ نے (از فتح الباری، ص ۳۷۸ ج ۱۱) ۵

حدیث نمبر ۱۱۶ | عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْحَارِثِ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَوْ تَزَلَّ مُوسَى فَاتَّبَعَهُمْ وَتَرَكَهُمْ فِي لَصَلَلْتُمْ أَنَا حَقْلُكُمْ

مِنَ النَّبِيِّينَ وَأَنْتُمْ حَقْلِي مِنَ الْأَتَمِّ . رواه البيهقي في الشعب (۳، ۱۶۹)

ترجمہ ۱۔ "حضرت عبداللہ بن الحارث راوی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں خود موسیٰ علیہ السلام بھی آجادیں اور تم مجھے چھوڑ کر ان کا اتباع کرو تو البتہ تم گمراہ ہو جاؤ۔ انبیاء میں سے تمہارا حصہ صرف میں ہی ہوں، اور امتوں میں سے میرا حصہ صرف تم ہی ہو۔ روایت کیا اس کو بیہقی نے شعب الایمان میں (من الکثر)؛

اسی مضمون کی ایک حدیث بحوالہ مسند احمد نمبر ۴۸ میں گزر چکی ہے، جس میں آپ نے انحصار کے ساتھ اس امت کے لئے صرف اپنی ذات اقدس کو نبی قرار دیا ہے، اور اس امت کے لئے اپنے سوا کسی اور کے نبی ہونے سے انکار فرمایا۔

حدیث نمبر ۱۱۷ | عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ مِثْلُهُ عِنْدَ الطَّبْرَانِيِّ فِي الْكَلْبِيِّ (الکثر) ص ۱۵ جلد ۱

ترجمہ ۱۔ "حضرت ابوالدرداءؓ سے بھی اسی مضمون کی ایک حدیث طبرانی نے روایت فرمائی ہے؛

حدیث نمبر ۱۱۸ | عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَا مُوسَى لَمَّا تَزَلَّتْ عَلَيْهِ الثُّورُ وَتَرَاهَا تَوَجِّدُ فِيهَا ذِكْرَ هَذِهِ الْأُمَّةِ

نَقَالَ يَا رَبِّ إِنِّي أَجِدُ فِي الْأَلْوَابِ أُمَّةَ هُمُ الْآخِرُونَ السَّابِقُونَ فَاَجْعَلْهُمْ أُمَّتِي (الحديث)

ترجمہ ۱۔ "حضرت ابوہریرہؓ راوی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ موسیٰؑ جب

تورات نازل ہوئی اور انہوں نے اس کو پڑھا تو اس میں اس امت کا ذکر پایا، اہا

وقت اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کیا کہ اے میرے پروردگار میں الواح تورات

میں ایک ایسی امت پاتا ہوں (جو دنیا میں) سب سے آخری امت ہے اور (قیامت

میں) سب پہلے ہیں، ان کو میری امت بنائے (دلائل نبوت، البونیم، ص ۱۱۴)؛

حدیث نمبر ۱۱۹ | أَخْرَجَ ابْنُ عَسَاكِرٍ مِنْ طَرِيقِ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَا مُوسَى لَمَّا تَزَلَّتْ عَلَيْهِ الثُّورُ وَتَرَاهَا تَوَجِّدُ فِيهَا ذِكْرَ هَذِهِ الْأُمَّةِ

نَقَالَ يَا رَبِّ إِنِّي أَجِدُ فِي الْأَلْوَابِ أُمَّةَ هُمُ الْآخِرُونَ السَّابِقُونَ فَاَجْعَلْهُمْ أُمَّتِي (الحديث)

ترجمہ ۱۔ "ابن عساکر نے بطریق ابوالزبیرؓ حضرت جابرؓ سے روایت کیا ہے کہ حضرت آدمؑ کے

دونوں شانوں کے درمیان لکھا ہوا تھا "محمد رسول اللہ خاتم النبیین"؛

حدیث نمبر ۱۲۰ | عَنْ أَنَسٍ (فی حدیث طویل)، قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ مُوسَى دَعَا اللَّهَ تَعَالَى اجْعَلْنِي نَبِيَّ ذَلِكَ الْأُمَّةِ (رَبِّي) الْأُمَّةَ الْمَرْخُومَةَ، قَالَ (رَبِّي اللَّهُ تَعَالَى)، نَسِيَهَا مِنْهَا قَالَ اجْعَلْنِي مِنْ أُمَّةٍ ذَلِكَ النَّبِيُّ قَالَ اسْتَقْدَمْتُ وَاسْتَأْخَرْتُ وَلَكِنْ سَأَجْمَعُ بَيْنَكُمَا فِي ذَا رَجَلٍ (رواه ابو نعیم فی الحلیۃ کذا فی الخصائص ص ۱۲۱) ترجمہ ۱۔ حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ موسیٰؑ نے اللہ تعالیٰ سے دعا مانگی کہ مجھے اس امت (یعنی امت محمدیہ) کا نبی بنائے تو ارشاد ہوا کہ اس امت کا نبی خود انہیں میں سے ہوگا (آپ نہیں ہو سکتے) پھر موسیٰؑ نے عرض کیا کہ مجھے اس نبی (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) کی امت بنادیا جائے تو ارشاد ہوا کہ آپ اُن سے پہلے آئے ہیں اور وہ بعد میں تشریف لائیں گے (اس لئے امت بھی نہیں ہو سکتے) البتہ دار جلال میں ہم آپ دونوں کو جمع کر دیں گے (ابو نعیم فی الحلیۃ کذا فی الخصائص، ص ۱۲۱) ۹

اس حدیث میں ایک تو یہ ثابت ہوا کہ حضرت موسیٰؑ جیسا اولوالعزم پیغمبر بھی جب اس امت کا نبی نہیں بن سکتا، تو پھر اور کوئی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد آپ کی نبوت کا درجہ کیسے پاسکتا ہے۔ دوسرے اس حدیث میں لفظ نبیہا زیادہ قابل غور ہے کیونکہ اس کو بصیغہ واحد ادا کر کے بتلادیا گیا ہے کہ اس امت کے لئے صرف ایک نبی ہوگا ورنہ اقتضائے مقام یہ تھا کہ بصیغہ جمع انبیاء ہا منها فرمایا جاتا۔

حدیث نمبر ۱۲۱ | عَنْ مُجَاهِدٍ عَنِ الشَّيْبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَنَا مُحَمَّدٌ وَ أَحْمَدُ وَأَنَا رَسُولُ الرَّحْمَةِ أَنَا رَسُولُ الْمَلِيقِ وَالْمَأْشَرِ بُيُوتٌ بِالْجِهَادِ وَلَمْ أُبْعَثْ بِالزَّرَّاعِ (اخرجه ابن سعد، کذا فی الخصائص ص ۱۲۱) ترجمہ ۱۔ حضرت مجاہدؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میں محمدؐ اور احمدؐ ہوں اور رسول رحمت ہوں اور جہاد کا رسول ہوں اور سب آخری رسول ہوں جس کے بعد حشر و قیامت ہوگی، مجھے جہاد کے لئے بھیجا گیا ہر ذراعت کے لئے نہیں۔ حدیث نمبر ۱۲۲ | عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ فِي قِصَّةِ الْمَعْرَاجِ فِي حَدِيثٍ طَوِيلٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِي إِبْرَاهِيمُ عَلَيْهِ السَّلَامُ

يَا بَنِيَّ إِنَّكَ لَا تَرَىٰ رَبَّكَ اللَّيْلَةَ وَإِنَّ أُمَّتَكَ أَخِرَ الْأُمَمِ وَأَضْعَفُهَا
فَإِنْ اسْتَطَعْتَ أَنْ تَكُونَ حَاجَتَكَ كُلَّهَا وَرَجُلَهَا فِي أُمَّتِكَ فَا فَعَلْ،
اخرجه ابن عساکر فی جزئہ و ابونعیم و ابن عساکر من طریق ابن ابی عیینہ
عن ابن مسعود (خصائص، ص ۱۶۲ ج ۱)

ترجمہ ۱۔ "حضرت عبداللہ بن مسعود واقعہ معراج بیان فرماتے ہوئے ایک طویل حدیث
کے ذیل میں روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر کسب
معراج میں مجھ سے حضرت ابراہیمؑ نے فرمایا کہ آپ آج کی رات اپنے پروردگار سے
ملنے والے ہیں، اولاً آپ کی امت آخری امت ہے، اور سب زیادہ ضعیف ہے،
اس لئے اگر آپ کچھ کر سکتے ہیں تو اپنی امت کے لئے سہولت کے بارے میں کوشش
کیجئے (ابن عساکر، ابونعیم، ابن عساکر)"

حدیث نمبر ۱۲۳ | عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا كَانَ نَبِيٌّ
إِلَّا كَانَ فِي أُمَّتِهِ مُعَلِّمٌ أَوْ مُعَلِّمَانِ فَإِنْ يَكُنْ فِي أُمَّتِي مِنْهُمْ أَحَدٌ فَهُوَ
عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ (اخرجه الطبرانی فی الاوسط۔ خصائص کبریٰ ص ۱۲۹ ج ۱)
ترجمہ ۱۔ "حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ہر نبی کی
امت میں ایک یا دو معلم (محدث) ہوا کرتے تھے، اگر میری امت میں ان میں سے
کوئی ہو سکتا ہے تو وہ عمر بن خطابؓ ہیں (طبرانی)"

اس مضمون کی متعدد احادیث باختلاف الفاظ پہلے گزر چکی ہیں، اس حدیث میں
بھی بجائے محدث کے معلم کا لفظ رکھا ہے، مگر مضمون واحد ہے، تقریر مضمون اور ختم
نبوت کا ثبوت مفصل ملاحظہ فرما چکے ہیں

حدیث نمبر ۱۲۴ | اخرجہ ابن عساکر عن سلمان بن عبد الله في حديث طويل قال قال جبريل
لنبي صلى الله عليه وسلم إِنَّ رَبَّكَ يَقُولُ إِنْ كُنْتُ أَصْطَفَيْتُ أَدَمَ
فَقَدْ خَسَمْتُ بِكَ الْأَنْبِيَاءَ وَمَا خَلَقْتُ خَلْقًا أَكْرَمَ مِنْكَ عَلَى .
(خصائص، ص ۱۹۳ ج ۲)

ترجمہ ۱۔ "ابن عساکر نے حضرت سلمانؓ سے ایک طویل حدیث میں روایت کیا ہے کہ جبریلؑ
نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ آپ کا پروردگار فرماتا ہے کہ اگر ہم نے آدمؑ کو

معنی اللہ ہونے کا متمتع امتیازی دیا ہے تو آپ پر تمام انبیاء کو ختم کر کے آپ کی شان امتیاز سب بڑھادی ہے، اور میں نے کوئی مخلوق ایسی پیدا نہیں کی جو میرے نزدیک آپ سے زیادہ عزیز ہو ۛ

حدیث نمبر ۱۲ | عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ اللَّهَ آيَدِي بِأَرْبَعَةٍ وَزَلَّاءُ اثْنَيْنِ مِنْ أَهْلِ السَّمَاءِ جِبْرِيلٌ وَمِيكَائِيلُ وَاثْنَيْنِ مِنْ أَهْلِ الْأَرْضِ أَبِي بَكْرٌ وَعُمَرُ أَخْرَجَهُ الْبَزَارُ وَالطَّبْرَانِيُّ (کذا فی الخصائص، ص ۲۰۰-۲۰۱)

ترجمہ ۱۔ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے چار وزیروں کے ذریعہ میری تائید فرمائی جن میں سے دو آسمان والوں میں سے ہیں یعنی جبریلؑ اور میکائیلؑ اور دو زمین والوں میں سے یعنی ابوبکرؓ اور عمرؓ (بزار، طبرانی، از خصائص کبریٰ، جلد ثانی ص ۲۰۰) ۛ

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ابوبکرؓ و عمرؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وزیر ہیں، لیکن با ایں ہمہ تبصریات نبویہ واجتماع امت وہ دونوں انبیاء میں داخل نہیں، حالانکہ انبیاء سابقین کے وزیر بنی ہوتے تھے جیسا کہ خود قرآن میں موجود ہے وَجَعَلْنَا أَخَاهُ هَارُونَ وَزِيرًا لَهُ (الاثیۃ) ۛ اور ہم نے موسیٰ کے بھائی ہارون کو ان کا وزیر بنا دیا ۛ اور دوسری جگہ حضرت موسیٰ کی دعا اس طرح نقل کی گئی ہے۔

وَجْعَلْ لِي وَزِيرًا مِنْ أَهْلِي | یعنی اے اللہ میرے لئے میرے اہل چیں
هَارُونَ أَخِي | میرے بھائی ہارون کو میرا وزیر بنا دے ۛ

پس جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وزراء انبیاء و رسل نہیں رحالانکہ انبیاء سابقین کے وزیر بنی ہوتے تھے، تو صاف ظاہر ہو گیا کہ اس امت میں سوائے آپ کے آپ کے بعد کوئی نبی نہیں ہو سکتا۔

حدیث نمبر ۱۲۶ | أَخْرَجَ ابْنُ جُرَيْجٍ فِي كِتَابِ السَّنَةِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ اللَّهَ اخْتَارَ أَصْحَابِي عَلَى جَمِيعِ الْعَالَمِينَ سُبُوِي النَّبِيِّينَ وَالْمُرْسَلِينَ وَاخْتَارَ مِنْ أَصْحَابِي أَرْبَعَةً أَبَا بَكْرٍ وَعُمَرُ وَعُثْمَانُ وَعَلِيٌّ فَجَعَلَهُمْ خَيْرَ أَصْحَابِي وَفِي أَصْحَابِي كُلِّهِمْ خَيْرٌ

(خصائص کبریٰ، صفحہ ۲۰۳ جلد ۲)

ترجمہ ۱۔ ”ابن حجر نے کتاب السنۃ میں حضرت جابرؓ سے روایت کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے میرے صحابہ کو انبیاء و مرسلین کے علاوہ تمام اہل عالم میں پسند فرمایا، اور پھر صحابہؓ میں سے چار کو پسند فرمایا یعنی ابوبکرؓ، عمرؓ، عثمانؓ، علیؓ، اودان چاروں کو تمام صحابہ میں بہترین قرار دیا اور میرے سب صحابہ میں خیر اور بھلائی غالب ہے (خصائص کبریٰ)۔“

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین تمام امت سے افضل ہیں اور باہیں ہمہ جیب وہ بھی نبی نہیں تو اور کوئی کیسے نبی ہو سکتا ہے۔

حدیث نمبر ۱۲۷ | عَنْ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (فِي حَدِيث طویل) بَلْ يَا يَهُودِي أَنْتُمْ الْأَوَّلُونَ وَالْآخِرُونَ وَالْآخِرُونَ السَّائِقُونَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ۔ اخرجه ابن راهويه في مسنده وابن أبي شيبة في المصنف (خصائص، ص ۲۰۹، ۲۱۰)

ترجمہ ۱۔ ”ایک طویل حدیث کے ذیل میں حضرت عمرؓ سے مروی ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے یہودی تم دنیا میں ہم سب سے پہلے ہو، اور ہم دنیا میں سب سے آخر ہیں اور قیامت میں سب سے آگے ہوں گے (مسند ابن راہویہ مصنف ابن ابی شیبہ)۔“

حدیث نمبر ۱۲۸ | اخراج ابو نعیم فی حدیث طویل عَنْ خَالِدِ بْنِ الْوَلِيدِ أَنَّهُ سَأَلَهُ مَا هَاتَا عَائِلُ مَلِكِ الرُّومِ عَلَى الشَّامِ هَلْ كَانَ رَسُولُكُمْ أَخْبَرَكُمْ أَنَّهُ يَأْتِي بَعْدَهُ رَسُولٌ قَالَ لَا وَلَكِنْ أَخْبَرْتَهُ لَا أَنِّي بَعْدُ وَأَخْبَرْتُ عِيسَى بْنُ مَرْيَمَ قَدْ نَبَّأَ بِهِ قَوْمَهُ قَالَ الرُّوحِيُّ وَأَنَا عَلَى ذَلِكَ مِنَ الشَّاهِدِينَ (خصائص ص ۲۸۴ جلد ۲)

ترجمہ ۱۔ ”حضرت ابو عبیدہ بن الجراح جب یرموک پہنچے تو لشکرِ روم کے سردار نے ایک قاصد بھیجا، قاصد نے کہا کہ ملکِ شام کے گورنار ماہان کی طرف سے آیا ہوں، انہوں نے کہا ہے کہ آپ ہمارے پاس اپنی جماعت میں سے ایک عقلمند کو بھیج دیجئے تاکہ ہم ان سے مکالمہ کریں، حضرت ابو عبیدہؓ نے حضرت خالد بن ولیدؓ کو اس کام کیلئے منتخب فرمایا۔ چنانچہ حضرت خالدؓ تشریف لے گئے۔ دورانِ گفتگو میں ماہان نے

دریافت کیا کہ کیا تمہارے رسول نے تمہیں یہ خبر بھی دی ہے کہ ان کے بعد کوئی اور رسول آئے گا، حضرت خالدؓ نے فرمایا کہ نہیں، بلکہ یہ خبر دی ہے کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا، اور یہ خبر دی ہے کہ حضرت عیسیٰؑ نے میرے وجود کی اپنی امت کو پہلے ہی سے بشارت دی تھی، ماہانِ رومی نے یہ سن کر کہا کہ ہاں میں بھی اس پر گواہ ہوں (ابونعیم)۔

حدیث نمبر ۱۲۹ | عَنْ أَنَسٍ (فی حدیث طویل) مَرْفُوعًا الْحَدَّثُ إِلَيْهِ الَّذِي رَسَلَنِي رَحْمَةً لِلْعَالَمِينَ وَكَأَنَّهُ لِلنَّاسِ (الی قولہ) وَجَعَلَ أُمَّتِي هُمُ الْآخِرُونَ وَهُمْ الْأَوَّلُونَ قَالَ تَبَارَكَ وَتَعَالَى جَعَلْتَ أُمَّتَكَ هُمُ الْآخِرُونَ وَهُمْ الْأَوَّلُونَ (الی قولہ) جَعَلْتَكَ أَوَّلَ النَّبِيِّينَ خَلْقًا وَآخِرَهُمْ بَعَثَ (الی قولہ) وَجَعَلْتَكَ نَايِحًا وَخَاتِمًا (اخرجه ابونعیم) (خصائص کبریٰ ص ۱۹۹) ترجمہ :- ” حضرت انسؓ ایک طویل الذیل حدیث میں روایت فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ محمد ہے اُس ذاتِ قدوس کے لئے جس نے مجھے تمام اہلِ عالم کے لئے رحمت بنا کر بھیجا اور میری امت کو سب سے آخری اور سب سے پہلا بنایا، اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ہم نے تمہاری امت کو آخری امت اور اول بنایا، اور ہم نے باعتبار خلقت کے آپ کو سب سے پہلے اور بعثت میں سب سے آخری بنایا اور ہم نے آپ کو فاتح اور خاتم بنایا۔“

حدیث نمبر ۱۳۰ | عَنْ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِبُعْثِ أُمَّتِي أَنْ تَكُونُ مِثِّي بِمَنْزِلَةِ هَارُونَ مِنْ مُوسَى إِلَّا أَنَّهُ لَا نُبُوَّةَ وَلَا وِلَايَةَ (خصائص ص ۲۳۹ ج ۲ بحوالہ طبرانی)

ترجمہ :- ” حضرت ابن عمرؓ روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ سے فرمایا کہ کیا تم اس پر راضی نہیں کہ تم مجھ سے اس مرتبہ پہ ہو جاؤ جس پر حضرت موسیٰؑ سے ہارونؑ تھے، مگر ہارون کی طرح تم کو نبوت اور ولایت نہیں مل سکتی (طبرانی)۔“

حدیث نمبر ۱۳۱ | أَخْرَجَ ابْنُ نَجِيمٍ عَنْ يُونُسَ بْنِ مَيْسَرَةَ عَنْ بَنِي جَبَلِ بْنِ قَالٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَا فِي مَلَكٍ بِطَيْبٍ مِنْ ذَهَبٍ نَشْتِ بَطْنِي فَأُخْرِجُ حُسْوَةً فِي جَوْفِي نَعْلَمُهَا ثُمَّ ذَرَعْنَاهُ ذُرُورًا ثُمَّ قَالَ رَفِئًا

قَالَ رَأَيْتُ مُحَمَّدًا رَسُولَ اللَّهِ الْمُتَّقَى وَالْحَاشِشَ (خصائص ص ۱۲۵) ترجمہ ۱۔ "حضرت یونس بن مسیرہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میرے پاس ایک فرشتہ ایک سونے کا طباق لایا، پھر میرے پیٹ کو چاک کر کے اس میں سے ایک لوتھڑا نکالا پھر اس کو دھویا، اور اس پر کوئی چیز چھڑکی، پھر کہا کہ آپ محمد ہیں اللہ کے رسول جن کے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا اور جن کے بعد ہی شر و نشر ہو جائے گا (ابونعیم)؛

حدیث نمبر ۱۳۲ | اخراج الدارمی وابن عساکر عن ابْنِ غَنَمٍ قَالَ قَالَ جِبْرِيلُ أَنْزَلَ عَلَيَّ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَشْأَ بَطْنَهُ ثُمَّ قَالَ جِبْرِيلُ قَلْبٌ وَكَيْفٌ فِيهِ أَذُنَانِ سَمِيعَتَانِ وَعَيْنَانِ بَصِيرَتَانِ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ الْمُتَّقَى الْحَاشِشُ (خصائص ص ۱۲۵) ترجمہ ۱۔ "دارمی اور ابن عساکر نے ابن غنم سے روایت کیا ہے کہ جبریلؑ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ کا پیٹ چاک کیا، اور پھر کہا کہ قلب حفاظت کرنے والا ہے، کان سننے والے ہیں، اور آنکھیں دیکھنے والی ہیں یہ محمد ہیں اللہ کے رسول جن کے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا، اور جن کے بعد

ہی قیامت قائم ہو جائے گی (از خصائص، صفحہ ۲۵ جلد ۱)؛

حدیث نمبر ۱۳۳ | عَنِ الثُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ قَالَ كَانَ زَيْدُ بْنُ خَارِجَةَ مِنْ سَرَاةِ الْأَنْصَارِ فَبَيْنَمَا هُوَ يَنْشِي فِي طَرِيقٍ مِنْ طُرُقِ الْمَدِينَةِ بَيْنَ الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ إِذْ خَرَفَتْوْنِي فَأَعْلَمْتُ بِهِ الْأَنْصَارُ فَأَتَوْهُ فَأَحْتَمَلُوهُ إِلَى بَيْتِهِ وَسَجَّوْهُ كَسَاءً وَبُرْدَيْنِ وَفِي الْبَيْتِ نِسَاءٌ مِنْ نِسَاءِ الْأَنْصَارِ يَبْكِينَ عَلَيْهِ وَرِجَالٌ مِنْ رِجَالِهِمْ تَمَكَّثَ عَلَى حَالِهِ حَتَّى إِذَا كَانَ بَيْنَ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ إِذَا سَمِعُوا صَوْتًا قَائِلٍ يَقُولُ أَنْصِتُوا أَنْصِتُوا فَظَنُّوا فَإِذَا الصَّوْتُ مِنْ تَحْتِ الثِّيَابِ فَحَسَرُوا عَنْ رُجُوهِ وَصَدَرَهُ فَإِذَا الْعَائِلُ يَقُولُ عَلَى لِسَانِهِ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ النَّبِيُّ الْأَوَّلِيُّ خَاتِمُ النَّبِيِّينَ لَا نَبِيَّ بَعْدَهُ كَانَتْ ذَلِكَ فِي الْكِتَابِ الْأَدْلَى صَدَقَ صَدَقَ .

ایک حیرت انگیز واقعہ

ترجمہ ۱۔ ”نعمان بن بشیرؓ فرماتے ہیں کہ زید بن خارجه انصار کے سرداروں میں سے تھے، ایک روز وہ مدینہ طیبہ کے کسی راستہ میں چل رہے تھے کہ یکایک زمین پر گرے اور فوراً وفات ہو گئی، انصار کو اس کی خبر ہوئی تو ان کو دہاں جا کر اٹھایا اور گھر لائے اور چاروں طرف سے ڈھانپ دیا، گھر میں کچھ انصاری عورتیں تھیں جو ان کی وفات پر گریہ و زاری میں مبتلا تھیں، اور کچھ مرد جمع تھے، اسی طرح پر جب مغرب و عشاء کا درمیانی وقت آیا تو اچانک ایک آواز سنی کہ ”چپ رہو چپ رہو“ لوگ متحیر ہو کر ادھر ادھر دیکھنے لگے۔ تحقیق سے معلوم ہوا کہ یہ آواز اسی چادر کے نیچے سے آرہی ہے جس میں میت ہے۔ یہ دیکھ کر لوگوں نے اُن کا منہ کھول دیا، اس وقت دیکھا گیا کہ زید بن خارجه کی زبان سے یہ آواز نکل رہی ہو کہ محمد رسول اللہ النبی الامی خاتم النبیین لانی بعدہ الخ“ یعنی محمد اللہ کے رسول ہیں اور نبی امی ہیں، جو انبیاء کے ختم کرنے والے ہیں آپ کے بعد کوئی نبی نہیں ہو سکتا یہی مضمون کتاب اول یعنی توریت و انجیل وغیرہ میں موجود ہے، سچ کہا سچ کہا“

حدیث نمبر ۱۳۴ | رَوَى أَبُو يَعْقُبٍ بِإِسْنَادٍ حَسَنٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الزُّبَيْرِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى يَخْرُجَ ثَلَاثُونَ كَذَّابًا دَجَّالًا مِنْهُمْ الْمُسَيِّمَةُ وَالْعَنَسِيُّ وَالْمُخْتَارُ أَكْذَابِي

فتح الباری من طبع الهند، ص ۳۴۳، پ ۱۴۲

ترجمہ ۱۔ ”ابو یعلیٰ نے باسناد حسن حضرت عبداللہ بن زبیرؓ سے روایت کیا ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہو کہ قیامت اُس وقت تک قائم نہیں ہو سکتی جب تک تیس جھوٹے دجال نہ نکل آ دیں، جن میں سے سیلمہ، عنسی، اور مختار ہیں۔“

حدیث نمبر ۱۳۵ | عَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ فِي حَدِيثٍ طَوِيلٍ فِي خُطْبَةِ ابِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ فَجَمَعَهُمُ اللَّهُ تَعَالَى بِمُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَجَعَلَهُمُ الْأُمَّةَ الْبَاقِيَةَ الْوَسْطَى (كنز العمال ۱۳۵ ج ۳)

ترجمہ ۱۔ ”جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد بعض عرب مرتد ہو گئے

اور حضرت مدیق اکبرؑ نے اُن پر جہاد کا ارادہ کر کے صحابہ سے مشورہ طلب کیا اور ان سب اپنی قلبی تعداد اور ضعف کی وجہ سے جہاد کو مناسب نہ سمجھا تو حضرت ابوبکر صدیقؓ منبر پر چڑھے، اور ایک نہایت شجاعانہ طویل الذیل خطبہ دیا (جس کے ابتدائی کلمات یہ ہیں) کہ خداوند تعالیٰ نے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھیجا اور آپ کے ذریعہ تمام متفرق اور مختلف لوگوں کا سر جوڑ دیا، اور اُن کو تاقیامت باقی رہنے والی درمیانہ چال کی امت بنا دیا (تا آخر حدیث) آپ کی امت تاقیامت جب ہی آپ کی امت رہ سکتی ہے جب کوئی دوسرا نبی نہ آئے گا :

حدیث نمبر ۱۳۶ | وفی حدیث النبی عند البیهقی فی الدلائل فی حدیث الامام بنینما ہو لیسیر اذ لقیہ خلق اللہ فسلموا علیہ فقالوا السلام علیک یا اذل السلام علیک یا آخر السلام علیک یا حاشیہ رزقانی شرح صحابہ ص ۶۳۰ | وفی آخرہ قال جبریل واما الذین سلموا علیک فابراہیم وموسیٰ وعیسیٰ .

ترجمہ ۱۔ " یہی نے حضرت انسؓ سے واقعہ معراج میں ایک حدیث روایت کرتے ہوئے نقل کیا ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آسمانوں کی سیر فرما رہے تھے تو آپ کا ایک جماعت پر گزر ہوا، جنہوں نے آپ کو دیکھ کر اس طرح پر سلام کیا، السلام علیک یا اذل، السلام علیک یا آخر، السلام علیک یا حاشیہ۔ اور اسی حدیث کے آخر میں ہے کہ جبریلؑ نے بعد میں آپ سے کہا کہ جن لوگوں نے آپ کو سلام کیا تھا یہ حضرت ابراہیمؑ، حضرت موسیٰؑ، حضرت عیسیٰؑ تھے ۔

اس میں آپ کے آخر اور حاشیہ ہونے اور آپ پر نبوت ختم ہونے کا اعلان ہے۔

حدیث نمبر ۱۳۷ | عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ مَرَّ نُوْعًا اَبُو بَكْرٍ وَعُمُوْهُ بِمَنْزِلَةِ هَاضِمٍ مِّنْ مُّؤْمِنٍ (رواہ ابن الجوزی)

ترجمہ ۱۔ " حضرت ابن عباسؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا کہ ابوبکرؓ اور عمرؓ کا مرتبہ میرے مقابلہ میں ایسا ہے جیسا کہ حضرت موسیٰؑ کے ساتھ حضرت ہارونؑ کا تھا۔ (ابن جوزی) "

اس حدیث میں شیخین کا مرتبہ مقام ہارونی کو قرار دیا گیا ہے، مگر با اس ہمہ وہ نبی نہیں تھے

اور آپ نے اُن کے نبی نہ ہونے کے متعلق بار بار اعلان فرمایا ہے، اس سے ظاہر ہے کہ اگر اس امت میں کوئی نبی ہو سکتا تو یہ دونوں بزرگ جو مقام ہارون میں تھے ضرور یہ عہدہ پاتے۔

حدیث نمبر ۱۳۸ | عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ مَرْفُوعًا أَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ خَيْرُ أَهْلِ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ

وَحَيْرٌ مَنْ بَقِيَ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ (رواہ الدیلمی) (کنز ص ۱۴۲/۶۷)

ترجمہ :- حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ ابو بکرؓ و عمرؓ تمام آسمانی اور زمینی مخلوقات سے بہتر ہیں، اور ان تمام لوگوں سے بھی بہتر ہیں کہ قیامت تک جن کا پیدا ہونا باقی اور مقدور ہے۔

اس حدیث نے نہایت وضاحت سے ہمارے مقصد کو صاف کر دیا ہے کہ شیخینِ اُمّت تمام آنے والی نسلوں سے افضل ہیں جن کا لازمی نتیجہ یہ ہے کہ آئندہ کوئی نبی پیدا نہیں ہو سکتا تاکہ غیر نبی کا نبی سے افضل ہونا لازم نہ آئے۔ اور اسی مضمون کی دو حدیثیں پہلے بھی گذر چکی ہیں۔

حدیث نمبر ۱۳۹ | عَنْ أَبِي أُمَامَةَ مَرْفُوعًا أُقْبِلْتُ بِكَفَّةٍ مِيزَانٍ فَوُضِعَتْ فِيهَا وَ

وَجِئْتُ بِأَمَّتِي وَوُضِعَتْ فِي الْكَفَّةِ الْأُخْرَى فَرَجَحْتُ بِأَمَّتِي ثُمَّ رُفِعَتْ

فَجِئْتُ بِأَبِي بَكْرٍ فَوُضِعَ فِي كَفَّةِ الْمِيزَانِ فَرَجَحَ بِأَمَّتِي ثُمَّ رُفِعَ أَبُو بَكْرٍ وَ

جِئْتُ بِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فَوُضِعَ فِي كَفَّةِ الْمِيزَانِ فَرَجَحَ بِأَمَّتِي ثُمَّ رُفِعَ

الْمِيزَانُ إِلَى السَّمَاءِ وَأَنَا أَنْظُرُ (رواہ ابو نعیم فی فضائل الصحابة) (کنز ص ۱۴۳/۶۸)

” حضرت ابو امامہؓ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ (غواب میں)

میرے سامنے ایک ترازو لائی گئی اور مجھے اس کے پلہ میں رکھ دیا گیا اور پھر میری

تمام امت کو جمع کر کے دوسرے پلہ میں رکھ دیا گیا، تو میں وزن میں ساری امت

بڑھ گیا اس کے بعد مجھے دلوں سے اٹھا دیا اور ابو بکرؓ کو رکھ دیا گیا تو وہ بھی ساری امت

سے بڑھ گئے، اس کے بعد ابو بکرؓ کو اس میں سے اٹھالیا گیا اور عمرؓ کو اس میں رکھ دیا

گیا وہ بھی ساری امت سے بڑھ گئے۔ اس کے بعد وہ ترازو آسمان پر اٹھالی گئی،

جس کو میں سامنے دیکھ رہا تھا (ابو نعیم)۔

حدیث نمبر ۱۴۰ | عَنْ مَعَاذِ بْنِ جَبَلٍ مِثْلُهُ (بتغیر ما) عند الطبرانی فی الکبیر کتر اعمال ص ۱۴۳/۶۸

ترجمہ :- اسی مضمون کی حدیث حضرت معاذ بن جبلؓ سے بھی طبرانی نے معجم کبیر میں روایت کی ہے۔

حدیث نمبر ۱۴۱ | عَنْ ابْنِ مَسْعُودٍ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُولُوا

اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى سَيِّدِ الْمُرْسَلِينَ وَإِمَامِ الْمُتَّقِينَ وَخَاتَمِ النَّبِيِّينَ . أخرجه الدیلمی مرفوعاً قال الحافظ ابن حجر العسقلانی المعروف أنه موقوف عليه كذا رواه ابن ماجه (ازکنز ص ۱۳۵ ج ۱)

ترجمہ ۱۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ (بوقت ورود) تم یہ کہا کرو کہ اے اللہ تو اپنی رحمتیں اور برکات رسولوں کے سردار اور متقیوں کے امام اور انبیاء کے ختم کرنے والے رسول (محمدؐ) پر نازل فرما۔ اس کو دیلمی نے مرفوعاً روایت کیا ہے، مگر حافظ ابن حجرؒ فرماتے ہیں کہ اس حدیث کے متعلق مشہور یہ ہے کہ یہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ پر موقوف ہے، چنانچہ ابن ماجہ نے اس کو موقوفاً ہی روایت کیا ہے۔

حدیث نمبر ۱۲۲ | عَنْ الضَّحَّاكِ بْنِ زَوْفَلٍ فِي حَدِيثٍ طَوِيلٍ فِي الرَّؤْيَا مَرْفُوعًا قَالَ ذُنُوبًا سَبْعَةً أَلَا لَيْبُ سَنَةٍ وَأَمَّا فِي أُخْرَاهَا أَلَا (إِلَى قَوْلِهِمَا وَأَمَّا النَّبِيُّ الَّتِي رَأَيْتَ مَا رَأَيْتَنِي أَتَّبِعُهَا فَبُعِيَ السَّاعَةُ عَلَيْنَا نَقُومُ لَا نَبِيَّ بَعْدِي وَلَا أُمَّةَ بَعْدِي أُمَّتِي (رواه الطبرانی في الكبير والبيهقي) (ازکنز ص ۸۳ ج ۱)

ترجمہ ۱۔ حضرت ضحاک بن زوفلؒ نے طویل حدیث میں ایک طویل حدیث کے ذیل میں روایت فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ دنیا کی کل عمر سات ہزار سال ہے اور میں اس کے آخری ہزار میں مبعوث ہوا ہوں (اس کے بعد ضحاک کے خواب کی تعبیر دیتے ہوئے فرمایا کہ) تم نے جو اونٹنی دیکھی اور یہ دیکھا کہ میں اس کے پیچھے ہوں تو سمجھ لو کہ وہ قیامت ہے، جو ہم پر قائم ہوگی، نہ میرے بعد کوئی نبی ہوگا اور نہ میری امت کے بعد کوئی امت ہوگی (طبرانی، بیہقی)۔

حدیث نمبر ۱۲۳ | عَنْ عَلِيٍّ فِي صَيْغِ الصَّلَاةِ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَاتِمُ

النَّبِيِّينَ وَإِمَامُ الْمُرْسَلِينَ، الحديث (رواه عياض في الشفاء)

ترجمہ ۱۔ حضرت علیؑ سے ورود شریف کے میں جو روایت کئے گئے ہیں اُن میں اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین و امام المرسلین بھی آیا ہے (قاضی عیاض نے اپنی کتاب شفاء میں اس کو نقل کیا)۔

وہ احادیث جن کے مسئلہ ختم نبوت بطور استنباط سمجھا جاتا ہے۔

حدیث نمبر ۱۳۴ | عَنْ عَلِيٍّ مَرْفُوعًا أَنَّهَا سَتَكُونُ فِشْتَةٍ قِيلَ مَا لَمْ يَخْرُجْ عَنْهَا قَالَ كِتَابُ اللَّهِ فِيهِ نَبَأٌ مِنْ قَبْلِكُمْ وَخَبْرٌ مِنْ بَعْدِكُمْ وَحُكْمٌ مَا بَيْنَكُمْ هُوَ الْفَصْلُ لَيْسَ بِالْهَزْلِ مَنْ تَرَكَهُ مِنْ جَبَابٍ قَصَمَهُ اللَّهُ وَمَنْ أَتْبَعِيَ الْهَدْيَ مِنْ غَيْرِهِ أَضَلَّهُ اللَّهُ. (رواہ احمد و الترمذی) (کنز، ص ۴۵ ج ۱)

ترجمہ ۱۔ ”حضرت علیؑ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عنقریب ایک فتنہ پیدا ہونے والا ہے۔ صحابہ نے عرض کیا کہ پھر اس سے بچنے کی کیا سیل ہو؟ آپؐ نے فرمایا کہ خدا کی کتاب (قرآن) جس میں تم سے پہلے لوگوں کے واقعات اور آئندہ آنے والوں کی خبریں اور تمہارے نزاعات کے فیصلے موجود ہیں، وہ فیصلہ کن کتاب ہے، چٹھا نہیں، جو ظالم اس کو چھوٹے گا اللہ اس کو ہلاک کرے گا، اور جو اس کے سوا (کسی منسوخ شدہ آسمانی کتاب سے) ہدایت و صونڈے گا اس کو اللہ گمراہ کر دے گا (امام احمد، ترمذی)۔“

حدیث نمبر ۱۳۵ | عَنْ زَيْدِ بْنِ أَرْقَمٍ مِثْلَهُ وَلَفْظُهُ مِمَّنْ اسْتَمْسَكَ بِهِ وَآخَذَ كَانَ عَلَى الْهَدْيِ وَمَنْ أَخْطَا فَهَلَّ الْحَدِيثُ (رواہ احمد فی مسند و عبد اللہ بن حمید) (من الکنز، ص ۱۳۵ ج ۱)

ترجمہ ۱۔ ”حضرت زید بن ارقمؓ سے بھی یہی مضمون مروی ہے اور اس کے الفاظ یہ ہیں کہ جس شخص نے اس کی (یعنی قرآن کی) پیروی کی وہ ہدایت پر ہے اور جس نے اُسے چھوڑا وہ گمراہ ہو گیا۔“

حدیث نمبر ۱۳۶ | عَنْ زَيْدِ بْنِ أَرْقَمٍ مَرْفُوعًا إِنِّي تَارِكٌ فِيكُمْ كِتَابَ اللَّهِ هُوَ حَبْلُ اللَّهِ مِمَّنْ اتَّبَعَهُ كَانَ عَلَى الْهَدْيِ وَمَنْ تَرَكَهُ كَانَ عَلَى الضَّلَالَةِ (رواہ ابن ابی شیبہ و ابن حبان فی صحیحہ) (کنز، ص ۱۳۶ ج ۱)

ترجمہ ۱۔ ”حضرت زید بن ارقمؓ فرماتے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں تمہارا اندر اللہ کی کتاب (قرآن) چھوڑتا ہوں وہ اللہ کی رسی جو جس سے پکڑ لیا اور اس کا اتباع کیا اس نے ہدایت پائی، اور جس نے چھوڑ دیا گمراہ ہو گیا (ابن ابی شیبہ، صحیح ابن حبان)۔“

ان احادیث سے ثابت ہوا کہ مترآن کریم کے بعد نہ کوئی اور آسمانی کتاب نازل ہوگی اور نہ کوئی شریعت جدیدہ آئے گی، نہ مترآن کا کوئی حرف منسوخ ہوگا۔ یہ صرف نبوتِ قشریعیہ کے انقطاع کی دلیلیں ہیں۔

حدیث نمبر ۱۳۷ | عَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا أَيُّهَا النَّاسُ نَزَّلَ اللَّهُ كِتَابَهُ عَلَى لِسَانِ نَبِيِّهِ وَأَخْلَ حَلَالَهُ وَحَرَّمَ حَرَامَهُ فَمَا أَهَلَّ فِي كِتَابِهِ عَلَى لِسَانِ نَبِيِّهِ فَهُوَ حَلَالٌ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ وَمَا حَرَّمَ فِي كِتَابِهِ عَلَى لِسَانِ نَبِيِّهِ فَهُوَ حَرَامٌ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ وَالْمُسْلِمُ وَالنَّسَائِيُّ وَالْإِسْنَاءِيُّ (کنز، ص ۵۰، ج ۱)

ترجمہ ۱۔ حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اے لوگو! اللہ نے اپنی کتاب اپنے نبی کی زبان پر نازل فرمائی، اور اپنے حلال کو حلال اور حرام کو حرام بیان فرمادیا ہے، پس جو اللہ نے اپنی کتاب میں اپنے نبی کی زبان پر حلال کر دیا ہے وہ قیامت تک حلال ہے، اور جو حرام کر دیا ہے وہ قیامت تک حرام ہے؟

حدیث نمبر ۱۳۸ | عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَنْ يَبْرَحَ هَذَا الدِّينُ قَائِمًا يُقَاتِلُ عَلَيْهِ عَصَابَةٌ مِنْ الْمُسْلِمِينَ حَتَّى تَقُومَ السَّاعَةُ رَوَاهُ الْإِسْنَاءِيُّ (کنز، ص ۵۰، ج ۱)

ترجمہ ۱۔ حضرت جابرؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ یہ دین اپنی دین محمدی ہمیشہ قائم رہے گا، اور اس کے باقی رکھنے کے لئے مسلمانوں کی ایک جماعت ہمیشہ جہاد کرتی رہے گی، جب تک کہ قیامت قائم ہو (صحیح مسلم)

حدیث نمبر ۱۳۹ | عَنْ مُغِيرَةَ بْنِ مُثَنَّى عَنْ عَبْدِ الْبَخَارِيِّ وَمُسْلِمٍ (کنز، ص ۲۳۱، جلد ۶)

ترجمہ ۱۔ حضرت مغیرہؓ سے اسی مضمون کی حدیث بخاری و مسلم میں موجود ہے۔

حدیث نمبر ۱۴۰ | عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ مِثْلُهُ عِنْدَ ابْنِ مَاجَهٍ (کنز، ص ۲۳۱، جلد ۶)

ترجمہ ۱۔ حضرت ابو ہریرہؓ سے اسی مضمون کی حدیث سنن ابن ماجہ میں موجود ہے۔

حدیث نمبر ۱۴۱ | عَنْ عَمْرِو بْنِ مُثَنَّى عِنْدَ الْحَاكِمِ فِي الْمُسْتَدْرَكِ (کنز، ص ۲۳۱، ج ۶)

ترجمہ ۱۔ حضرت عمرؓ سے اسی مضمون کی حدیث مستدرک حاکم میں ہے۔

حدیث نمبر ۱۴۲ | عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ مِثْلُهُ عِنْدَ أَحْمَدَ فِي مُسْنَدِ الْبَخَارِيِّ وَمُسْلِمٍ (کنز، ص ۲۳۲، ج ۶)

ترجمہ ۱۔ حضرت معاویہؓ سے یہی مضمون بخاری و مسلم و مسند احمد میں مروی ہے۔

حدیث نمبر ۱۵۲ | عَنْ ثَوْبَانَ مِثْلَهُ عَنِ مُسْلِمٍ وَالتِّرْمِذِيِّ وَابْنِ مَاجَةَ (کنز، ص ۶۲۳۲)
ترجمہ ۱۔ حضرت ثوبانؓ سے بھی اسی معنی کی حدیث کو مسلم و ترمذی، ابن ماجہ میں روایت کیا ہے؟
حدیث نمبر ۱۵۳ | عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ مِثْلَهُ وَفِيهِ حَتَّى تَأْتِيَهُمُ السَّاعَةُ وَهُمْ عَلَى ذَلِكَ عِنْدَكَ . مسلم (کنز، ص ۶۲۳۲)

ترجمہ ۱۔ حضرت عقبہ بن عامرؓ سے بھی اسی مضمون کی حدیث صحیح مسلم میں مروی ہے؟
حدیث نمبر ۱۵۵ | وَعَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ مِثْلَهُ وَفِيهِ حَتَّى يُقَاتِلُوا أَخِيَهُمُ الدَّجَالَ
اُخْرِجَهُ أَحْمَدُ فِي مُسْنَدِهِ وَابُودَاؤُدُ وَالْحَاكِمُ فِي الْمُسْتَدْرَكِ (ص ۶۲۳۲)
ترجمہ ۱۔ حضرت عمران بن حصینؓ سے بھی یہی مضمون امام احمد اور ابوداؤد نے روایت کیا اور اس کے الفاظ یہ بھی ہیں کہ یہاں تک کہ اس امت کا آخری طائفہ دجال سے مقابلہ کرے گا؟

حدیث نمبر ۱۵۶ | وَعَنْ قُتَيْبَةَ بْنِ أَيَّاسٍ مِثْلَهُ عَنِ ابْنِ جَبَانَ فِي صَحِيحِهِ وَاحْمَدُ التِّرْمِذِيُّ (کنز، ص ۶۲۳۲)

ترجمہ ۱۔ حضرت قوتیب بن ایاسؓ سے بھی یہی مضمون صحیح ابن حبان اور مسند احمد جامع ترمذی وغیرہ میں مروی ہے؟
حدیث نمبر ۱۵۷ | عَنْ سَلَمَةَ بْنِ نَفِيلٍ مِثْلَهُ عَنِ لَطِبْرِ بْنِ الْكَلْبِيِّ وَابْنِ سَعْدٍ (ص ۶۲۳۳)
ترجمہ ۱۔ سلمہ بن نفیلؓ سے بھی مضمون طبرانی اور ابن سعد نے بھی روایت کیا ہے؟

حدیث نمبر ۱۵۸ | وَعَنْ أَنَسٍ مِثْلَهُ عَنِ ابْنِ جَبَانَ فِي صَحِيحِهِ (کنز، ص ۶۲۳۵)
ترجمہ ۱۔ حضرت انسؓ سے صحیح ابن حبان میں بھی مروی ہے؟

حدیث نمبر ۱۵۹ | وَعَنْ زَيْدِ بْنِ أَرْقَمٍ مِثْلَهُ عَنِ عَبْدِ بْنِ حَمِيدٍ .

ترجمہ ۱۔ نیز زید بن ارقمؓ سے بھی مضمون مروی ہے (مسند عبد بن حمید)؟

حدیث نمبر ۱۶۰ | وَعَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ مِثْلَهُ اُخْرِجَهُ ابُو النَّصْرِ السَّجَرِيُّ فِي الْاِبَانَةِ وَالْهَرَوِيُّ فِي ذِمِّ الْكَلَامِ (کنز، ص ۶۲۳۵)

ترجمہ ۱۔ حضرت سعد بن ابی وقاصؓ سے بھی مضمون ابوالنصر سجری نے ابانہ میں اور ہروی

نے ذم الکلام میں روایت کیا ہے؟

یہ کل کی کل تعدادِ احادیث اعلان کر رہی ہے کہ اُمتِ محمدیہؐ آپؐ کی امت ہو کر قیامت تک باقی رہے گی جس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ آپؐ کے بعد اور کوئی نبی نہیں ہو سکتا،

ورنہ پھر تو لوگ اس نبی کی امت کہلا دیں گے جیسے انبیاء سابقین کی امتیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے کے بعد آپ کی امت کہلاتی ہیں نہ کہ گذشتہ انبیاء کی۔

حدیث نمبر ۱۶۱ | عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ مَرْفُوعًا أُعْطِيتُ حَمْسًا لَمْ يُعْطَهُنَّ نَبِيٌّ قَبْلِي وَلَا أُخْلَعُ نَحْوًا بُعِثْتُ إِلَى النَّاسِ كَأَنَّهُ الْأَحْمَرُ وَالْأَسْوَدُ وَكَانَ النَّبِيُّ قَبْلِي يُبْعَثُ إِلَى قَوْمِهِ (رواه احمد فی مسندہ والحکیم - من الکتر، ص ۶۱۰۹)

ترجمہ ۱۔ "حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مجھے پانچ چیزیں ایسی دی گئی ہیں جو مجھ سے پہلے کسی نبی کو نہیں دی گئیں، اور یہ میں خود نہیں کتا، ان پانچ چیزوں میں، ایک یہ کہ میں تمام انسانوں کی طرف نبی بنا کر بھیجا گیا ہوں، جس نے عرب و عجم سب برابر میں، اور مجھ سے پہلے انبیاء صرف اپنی قوم کے لئے مبعوث ہوتے تھے (مسند احمد و حکیم ترمذی) ۵

حدیث نمبر ۱۶۲ | عَنْ عَلِيٍّ مَرْفُوعًا أُعْطِيتُ حَمْسًا لَمْ يُعْطَهُنَّ نَبِيٌّ قَبْلِي أُرْسِلْتُ إِلَى الْأَمِّيَّةِ وَالْأَسْوَدِ وَالْأَحْمَرِ (الحدیث) رواہ العسکری فی الامثال (کتر، ص ۶۱۰۹)

ترجمہ ۱۔ حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مجھے پانچ چیزیں دی گئی ہیں جو مجھ سے پہلے کسی نبی کو نہیں دی گئیں۔ ایک یہ کہ مجھے بلا امتیاز کالے گویے (عرب و عجم کے) تمام عالم کے لئے نبی بنا کر بھیجا گیا ہے (عسکری فی الامثال) ۵

حدیث نمبر ۱۶۳ | وَمِثْلُهُ عَنْ أَبِي ذَرٍّ - رواہ طحطاوی وحاکم والدارمی (من الکتر، ص ۶۱۰۹)

ترجمہ ۱۔ اسی مضمون کی حدیث ابو ذرؓ سے مسند احمد و مستدرک حاکم وغیرہ میں بھی موجود ہے (کتر، ص ۶۱۰۹)

حدیث نمبر ۱۶۴ | وَمِثْلُهُ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الطَّبْرَانِ فِي الْكَبِيرِ (کتر، ص ۶۱۰۹)

ترجمہ ۱۔ اسی مضمون کی ایک حدیث حکیم ترمذی اور طبرانی نے حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت کی ہے

حدیث نمبر ۱۶۵ | وَمِثْلُهُ عَنْ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ - أخرجه احمد فی مسندہ والطبرانی فی الکبیر - (من الکتر، ص ۶۱۰۹)

ترجمہ ۱۔ "حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ سے امام احمدؒ نے مسند میں اور طبرانی نے معجم کبیر میں اسی مضمون کی حدیث روایت کی ہے ۵

حدیث نمبر ۱۶۶ | عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَقَدْ أُعْطِيتُ الْبَيَّةَ حَمْسًا لَمْ يُعْطَهُنَّ نَبِيٌّ قَبْلِي أَمَا أَرَأَيْتُمْ فَا رُسِلْتُ

إِلَى النَّاسِ كُلِّهِمْ كَافَّةً عَامَّةً وَكَانَ مِنْ قَبْلِي إِنْ شَاءَ يُرْسَلُ إِلَى قَوْمِهِ . رواه احمد
فی مسنده والحدیث (من الكنز، ص ۱۱۰ ج ۶)

ترجمہ ۱۔ حضرت عمرو بن شعیبؓ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آج کی رات مجھے ایسی پانچ چیزیں دی گئی جو مجھ سے پہلے کسی نبی کو نہیں دی گئیں ان میں سے پہلی یہ ہے کہ میں تمام عالم کی طرف نبی ہو کر آیا ہوں اور مجھ سے پہلے انبیاء صرف اپنی اپنی قوموں کی طرف پیغمبر ہو کر آتے تھے ۛ

حدیث نمبر ۱۶۷ | وَثَبْتُ عَنْ أَبِي أُمَامَةَ تَعْنِدَ الطَّبْرَانِي فِي الْكَبِيرِ وَأَخْرَجَ التِّرْمِذِي بَعْضُهُ وَقَالَ حَسَنٌ صَحِيحٌ (من الكنز، ص ۱۱۰ ج ۶)

ترجمہ ۱۔ ”حضرت ابو امامہؓ سے بھی اسی مضمون کی ایک حدیث روایت کی گئی ہے جس کو طبرانی نے روایت کیا ہے، اور ترمذیؒ نے اس کے ایک حصہ کو روایت کر کے کہا ہے کہ یہ حسن صحیح ہے (کنز العمال، ص ۱۱۰ ج ۶) ۛ

حدیث نمبر ۱۶۸ | عَنْ خَالِدِ بْنِ مَعْدَانَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بُعِثْتُ إِلَى النَّاسِ كَافَّةً (الحدیث)

ترجمہ ۱۔ ”حضرت خالد بن معدانؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں تمام عالم والوں کی طرف بھیجا گیا ہوں ۛ

یہ احادیث ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تمام عالم کے لئے نبی ہیں، آپ کی نبوت کے بعد قیامت تک جتنے انسان پیدا ہوئے یا ہوں گے سب آپ کی امت ہیں نبی نہیں۔ کیونکہ عموم بعثت میں دونوں قسم کے عموم داخل ہیں، یعنی عموم اقوام عالم اور عموم زمان یعنی اپنے زمانہ میں بھی آپ کی نبوت تمام اقوام دنیا کے لئے ثابت تھی اور باعتبار زمانہ کے آپ کے بعد آنے والی نسلوں کو بھی شامل ہے جیسا کہ گذشتہ احادیث میں حضرت حسنؓ کی حدیث میں تبصریح گذر چکا ہے، کہ آپ نے فرمایا ہے کہ: اَنَا رَسُولٌ مِّنْ أَدْرِكُهُ حَيَاتًا وَمَنْ يُّؤَلِّدُ بَعْدِي (یعنی میں اس شخص کا بھی رسول ہوں جس کو میں اپنی زندگی میں پا لوں اور اس شخص کا بھی جو میرے بعد قیامت تک پیدا ہوگا)۔

بہر حال آپ کی نبوت تمام اقوام عالم کے لئے اور قیامت تک ہر زمانہ کو شامل ہے اور قیامت تک آپ کی نبوت کا سلسلہ باقی ہے، جب یہ ظاہر ہے تو آپ کی نبوت کے

ہوتے ہوئے کوئی نبی نہیں ہو سکتا، ورنہ اس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شانِ نبوت کی توہین ہوگی، اور احادیث ذیل بھی اسی مضمون کی تائید کرتی ہیں۔

حدیث نمبر ۱۶۹ | عَنْ أَبِي أُمَامَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ بَعَثَنِي رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ وَهُدًى لِّلْمُؤْمِنِينَ (رواہ احمدی مسند والطبرانی فی الکبیر) ترجمہ: "حضرت ابوامامہ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے تمام اہل عالم کے لئے رحمت بنا کر بھیجا ہے اور مومنین کے لئے ہدایت۔ (مسند احمد و معجم کبیر طبرانی)۔"

حدیث نمبر ۱۷۰ | عَنْ سُورِبْنِ مَخْرَمَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ اللَّهَ بَعَثَنِي رَحْمَةً لِّلنَّاسِ كَافَّةً. رواہ الطبرانی فی الکبیر (کنز، ص ۱۱۱ ج ۶) ترجمہ: "حضرت سوربن مخرمہ راوی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے تمام انسانوں کے لئے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔"

حدیث نمبر ۱۷۱ | وَمِثْلُهُ عَنْ أَنَسٍ عَنِ الْحَسَنِ بْنِ سَفِيَانَ وَابْنِ مَسْدُودٍ وَابْنِ نَعِيمٍ وَابْنِ النَّجَّارِ ترجمہ: "حضرت انسؓ سے بھی یہی مضمون ایک روایت حسن بن سفیان اور ابن مسدد اور ابونعیم اور ابن النجار میں مروی ہے (خصائص کبریٰ، ص ۱۶ ج ۱)۔"

حدیث نمبر ۱۷۲ | عَنْ عُرْوَةَ بْنِ رُوَيْمٍ مَرْثُوعًا خَيْرُ أُمَّتِي أَوْلَهَا وَأَخْوَهَا أَوْلَهَا فِيهِمْ رَسُولُ اللَّهِ وَأَخْوَهَا فِيهِمْ عِيسَى بْنُ مَرْيَمَ وَبَيْنَ ذَلِكَ نَحْمُ أَعْوَجَ لَيْسَ أَمْسُكُهُ وَكُسْتُمْ مِنْهُمْ. رواہ ابونعیم فی الحلیۃ مرسلًا (من الکنز، ص ۱۳۲ ج ۶) ترجمہ: "حضرت عروہ بن رویم فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میری امت کا بہترین طبقہ اس کا سبک پہلا اور سبک آخری طبقہ ہے، کیونکہ پہلا طبقہ میں اللہ کا رسول (یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم) ہیں، اور آخری طبقہ میں حضرت عیسیٰؑ ہیں اور اس کے درمیان بیڑے راستہ والے ہیں، نہ تم میں وہ ہیں اور نہ تم ان میں سے (ابونعیم مرسلًا)۔"

حدیث نمبر ۱۷۳ | عَنْ زَيْلِ بْنِ عَسْرٍ وَالْعَدَنِيِّ فِي حَدِيثٍ طَوِيلٍ ثُمَّ قَالَ رَضِيَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَا مَعْشَرَ الْعَرَبِ إِنِّي رَسُولُ اللَّهِ إِلَى الْأَنْبَاءِ كَافَّةً (إِلَى أَنْ قَالَ) فَتَنْ أَجَابَنِي فَكَذَلِكَ الْجَنَّةُ نَزْلًا وَتَوَابًا وَمَنْ عَصَانِي كَانَتْ لَهُ النَّارُ مُتَقَلِّبًا (الحديث، من الکنز)

ترجمہ ۱۔ "حضرت زمل بن عمرو رضی اللہ عنہ ایک طویل حدیث کے ذیل میں روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میں تمام مخلوق کی طرف اللہ کا رسول ہوں اور پھر فرمایا کہ جس نے میری دعوت قبول کی اس کے لئے جنت میں مہمانی ہے، اور جس نے ناسرمانی کی اس کے لئے جہنم ٹھکانا ہے۔"

حدیث نمبر ۱۷۱ | عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ مَرْفُوعًا أَنَّ اللَّهَ أَيَّدَ فِي يَأْزَبَعَةَ وَزَرَءِ اثْنَيْنِ مِنْ أَهْلِ السَّمَاءِ جِبْرِئِيلَ وَمِيكَائِيلَ وَاثْنَيْنِ مِنْ أَهْلِ الْأَرْضِ أَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ (خَطْبَانِ الْبَرَاءِ) ترجمہ ۱۔ "حضرت ابن عباسؓ راوی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے چار وزیروں کے ساتھ میری تائید فرمائی دو آسمان والوں میں سے یعنی جبریلؑ و میکائیلؑ اور دو زمین والوں میں سے یعنی ابوبکرؓ و عمرؓ (طبرانی و بزار)۔"

اس سے بھی ثابت ہوا کہ تمام اقوام عالم قیامت تک آپ ہی کی امت ہوگی حتیٰ کہ نزول عیسیٰ کے بعد بھی سب لوگ آپ ہی کی امت ہوں گے، کیونکہ حضرت عیسیٰؑ باوجود عہدہ نبوت پر باقی رہنے کے اس امت کے لئے نبی ہو کر نہ آئیں گے، بلکہ جس طرح پہلے نبی اسرائیل کے نبی تھے اُسی عہدہ نبوت پر ہوں گے۔

حدیث نمبر ۱۷۲ | عَنْ ابْنِ الدُّوَاءِ مَرْفُوعًا رَأَيْتُ لَيْلَةَ أُسْرَى بْنِ حَوَّلَ الْعَرَّاشِ فَمِنْهَا خُفَاءٌ مَكْتُوبٌ فِيهَا يَعْلَمُ نُورُ أَبْنَيْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ أَبُو بَكْرٍ الصِّدِّيقُ رَوَاهُ ابْنُ جَبَانَ فِي الضَّعْفَاءِ وَالِدُ الدَّارِقُطِيِّ فِي الْأَفْئِدَةِ (کنز، ص ۱۳۸ ج ۶) ترجمہ ۱۔ حضرت ابوالدرداءؓ راوی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ شبِ اسیری میں میں نے خواب میں دیکھا، جس میں نور کے قلم سے لکھا ہوا تھا لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ابوبکر الصدیقؓ (ابن جبان، دارقطنی)۔"

حدیث نمبر ۱۷۳ | عَنْ عَلِيٍّ مِثْلُهُ وَفِي آخِرِهِ أَبُو بَكْرٍ الصِّدِّيقُ وَعُمَرُ الْفَارُوقُ وَعُثْمَانُ ذُو النُّوَرَيْنِ، أَخْرَجَهُ ابْنُ عَسَاكَرٍ (کنز، ص ۱۳۸ ج ۶) ترجمہ ۱۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے بھی اسی مضمون کی حدیث ابن عساکر نے روایت کی ہے، اور اس کے آخر میں ہے ابوبکر صدیقؓ، عمر فاروقؓ، عثمان ذوالنورینؓ۔"

حدیث نمبر ۱۷۴ | عَنْ ابْنِ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْلَةَ أُسْرَى بِيْ غُرَجَ إِلَى السَّمَاءِ مَا مَرَرْتُ بِسَمَاءٍ إِلَّا وَجَدْتُ اسْمِي مَكْتُوبٌ فِيهَا وَأَبُو بَكْرٍ الصِّدِّيقُ

خَلْقٍ۔ اخرجہ ابو یعلیٰ والطبرانی فی الاوسط وابن عساکر وابن عوفہ فی جزئہ ترجمہ ۱۔ حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ شب امرئی میں نے ہر آسمان سے گزرتے ہوئے دہاں اپنا نام اور اس کے پیچھے ابو بکر الصدیقؓ لکھا ہوا پایا (روایت کیا اس کو ابو یعلیٰ، طبرانی نے اوسط میں، ابن عساکر نے ابن عوفہ نے حبر میں) (کذا فی الخصائص)۔

ان احادیث سے تبصریح ثابت ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد تمام امت سے افضل حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں، اور جب وہ نبی نہیں ہیں تو اور کیسے نبی ہو سکتا ہے، ورنہ غیر کا نبی سے افضل ہونا لازم آئے گا۔

نادورہ | ابن عساکر اور ابن نجار نے اپنی اپنی تاریخ میں ایک عجیب واقعہ نقل کیا ہے کہ ابوالحسن علی بن عبد اللہ البہاشمی الرقی فرماتے ہیں کہ میں ایک مرتبہ ہندوستان کے بعض شہروں میں گیا، میں نے اس کے ایک گاؤں میں سیاہ گلاب دیکھا جس پر گلاب کا پھول کھلتا تھا، اس کی خوشبو نہایت عمدہ اور رنگ سیاہ ہوتا تھا، جس پر سفیدی سے لکھا ہوا تھا لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ابو بکر الصدیقؓ عمرو الغدوقؓ۔ مجھے یہ دیکھ کر حیرت ہوئی اور یہ خیال کیا کہ معنوی ہے کسی نے لکھ دیا ہو گا۔ مگر جب میں نے اس کے دوسرے غنچے کو جو ابھی کھلا نہیں تھا توڑ کر دیکھا تو اس کے اندر بھی یہی لکھا ہوا پھول نکلا، اور میں نے دیکھا کہ اس کے شہر کے لوگ سب پتھروں کو پوجتے تھے، کوئی اللہ کو جانتا بھی نہ تھا (کذا فی الخصائص الکبریٰ للسیوطی، ص ۸ ج ۱)۔

حدیث نمبر ۱۷۸ | عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنِّي تَرَكْتُ فِيكُمْ مَا إِنْ أَخَذْتُمْ بِهِمْ لَنْ تَفْضَلُوا أَلَيْسَ اللَّهُ وَعِثْرِي أَهْلَ بَيْتِي رَوَاهُ ت (کذا فی اللکھ مہمۃ)۔

ترجمہ ۱۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ

میں نے تمہارے لئے دو چیزیں چھوڑ دی ہیں جن کو اگر تم نے مضبوطی سے پکڑ لیا تو تم

ہرگز کبھی گمراہ نہ ہو گے، اور وہ اللہ کی کتاب اور میری عترت یعنی اہل بیت ہیں (نکات)

و جامع ترمذی شریف)۔

اس حدیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے بعد تمام انسانوں کی نجات کے لئے قرآن کریم اور اہل بیتؑ و صحابہؓ کے اتباع کو مدار ہدایت قرار دیا ہے، جو اس کی دلیل ہے

کہ آپ کے بعد اور کوئی نبی نہیں ہوگا۔ درنہ ضروری تھا کہ اس موقع پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس نبی کا ذکر فرماتے جو بعد میں ہونے والا ہے۔

اس مضمون کی احادیث ذخیرہ حدیث میں بے شمار ہیں جن میں سے بعض ذیل میں درج کی جاتی ہیں۔

حدیث نمبر ۱۷۹ | عَنْ زَيْدِ بْنِ نَابِثٍ مِثْلُهُ دَلْفَةُ اِنِّي تَارِكٌ فِيكُمْ خَلِيفَتَيْنِ كِتَابُ اللَّهِ غَرَضٌ لِّمَنْ دُوْنَيْنِ السَّمَاءِ وَالْاَرْضِ وَعِزَّتِي اَهْلُ بَيْتِي وَارْتَمَا لَنْ يَنْفَقَ قَاحَتِي يَرِدَا عَلَيَّ الْخَوْصَ . رواه احمد في مسنده والطبرانی في الكبير (کنز، ص ۱۴۴ ج ۱)

ترجمہ ۱۔ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میں تمہارے اندر اپنے دو قائم مقام چھوڑتا ہوں، ایک اللہ کی کتاب جو زمین و آسمان کے درمیان خدائی سلسلہ ہے اور دوسرے میری عزت اہل بیت، اور یہ دونوں کبھی جدا نہ ہوں گے یہاں تک کہ حوض کوثر پر میرے پاس پہنچیں گے (مسند حوطی)

حدیث نمبر ۱۸۰ | عَنْ زَيْدِ بْنِ اَوْقَمٍ مِثْلُهُ عِنْدَ التِّرْمِذِيِّ (کذا فی الکتر)

ترجمہ ۲۔ حضرت زید بن ارقمؓ سے بھی اسی مضمون کی حدیث ترمذی نے روایت کی جو (کنز العمال)۔

حدیث نمبر ۱۸۱ | عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ مِثْلُهُ عِنْدَ الْحَاكِمِ فِي الْمُسْتَدْرَكِ وَابْنِ بَكْرٍ الشَّافِعِيُّ (مسند الکتر)

ترجمہ ۳۔ حضرت ابو ہریرہؓ سے بھی اسی مضمون کی حدیث مستدرک حاکم میں موجود ہے۔

حدیث نمبر ۱۸۲ | عَنْ عِزِّ بْنِ سَارِيَةَ مَرْفُوعًا اَوْصِيْتُكُمْ بِتَقْوَى اللَّهِ وَالتَّحَنُّنِ وَالطَّاعَةِ

وَلَوْ اَمَرْتُكُمْ بِعِبَادَةِ حَبَشِيٍّ فَاِنَّهُ مَنْ يَعْشَى مِنْكُمْ بَعْدِي فَسِيْرِي اِخْتِلَافًا كَثِيْرًا

فَعَلَيْكُمْ بِسُنَّتِي وَسُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِيْنَ تَمَسَّكُوا بِهَا وَعَصُوا عَنْهَا

بِالتَّوَّاجِدِ وَ اَيَّاكُمْ وَ مُخَدَّثَاتِ الْأُمُورِ فَإِنَّ كُلَّ مُخَدَّثَةٍ بَدْعٌ وَكُلُّ بَدْعٍ

ضَلَالَةٌ . رواه احمد في المسند وابوداؤد والترمذی وابن ماجه والحاكم

في المستدرک (کنز، ص ۱۴۴ ج ۲)

ترجمہ ۴۔ حضرت عیز بن ساریہؓ روایت فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو

کہ میں تمہیں وصیت کرتا ہوں کہ اللہ سے ڈرو، اور مسلم حکام کی اطاعت کرو، اگرچہ ایک

حبشی غلام تمہارا امیر بن جائے، اس لئے کہ جو شخص تم میں سے میرے بعد زندہ رہے گا

وہ بہت اختلافات دیکھے گا، پس تم میری سنت اور خلفائے راشدین کی سنت کے

اتباع کو لازم سمجھو، اور اس کو مضبوطی کے ساتھ دانتوں میں پکڑ لو، تم نئی باتوں سے بچو، کیونکہ (دین میں) ہر نئی بات بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے (ابوداؤد ترمذی)

ابن ماجہ، مسند امام احمد، حاکم، ازکثر اعمال، ص ۱۴۴ ج ۳

حدیث نمبر ۱۸۳ | عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ مَرْفُوعًا اِنِّي تَرَكْتُ فِيكُمْ مَا اِنْ اِعْتَصَمْتُمْ بِهِ فَلَنْ تَضِلُّوا اَبَدًا كِتَابَ اللَّهِ وَنُسْخَةً نَبِيِّكُمْ - رواه الحاكم في المستدرک (من الکتر ۳۴ ج ۳)

ترجمہ ۱۸۳: حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میں تمہارے اندر دو ایسی چیزیں چھوڑے جاتا ہوں کہ اگر تم نے ان کو لازم پکڑا تو کبھی گمراہ نہ ہو گے، ایک اللہ کی کتاب، اور دوسرے نبی کی سنت (المحدث، مستدرک)۔

حدیث نمبر ۱۸۴ | وَ مِثْلُهُ عَنْ ابْنِ سَعِيدٍ عِنْدَ الْبَارِدِيِّ وَ ابْنِ ابِي شَيْبَةَ وَ أَحْمَدُ وَ ابْنُ سَعْدٍ وَ ابْنُ بَيْعَلٍ (کنز، ص ۱۴۷ ج ۳)

ترجمہ ۱۸۴: "حضرت ابو سعیدؓ سے بھی یہی مضمون مروی ہے (امام احمد، ابن ابی شیبہ، ابو یعلیٰ)۔ حدیث نمبر ۱۸۵ | وَ عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ عِنْدَ أَحْمَدَ فِي مُسْنَدِهِ وَ الطَّبْرَانِيُّ فِي الْكَبِيرِ وَ سَعِيدُ بْنُ مَنْصُورٍ فِي سُنَنِهِ (کنز، ص ۱۴۷ ج ۳)

ترجمہ ۱۸۵: حضرت زید بن ثابتؓ سے بھی اسی مضمون کی حدیث امام احمد اور طبرانی اور سعید بن منصور نے روایت فرمائی ہے (کنز، ص ۱۴۷ ج ۱)

حدیث نمبر ۱۸۶ | عَنْ جَابِرِ بْنِ مِثْلُهُ عِنْدَ ابْنِ ابِي شَيْبَةَ وَ الْخَطِيبِ (کنز، ص ۱۴۸ ج ۱)

ترجمہ ۱۸۶: حضرت جابرؓ سے بھی اسی مضمون کی حدیث ابن ابی شیبہ اور خطیب نے روایت کی ہے۔ حدیث نمبر ۱۸۷ | عَنْ مَعَاذِ بْنِ مِثْلُهُ عِنْدَ الدَّيْلَمِيِّ (کنز ۱۴۸ ج ۱)

ترجمہ ۱۸۷: حضرت معاذؓ سے بھی یہی مضمون دہلی نے روایت کیا ہے۔

ان سب احادیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے امت کے لئے جو دستور العمل تجویز فرمایا ہے اس میں کہیں یہ ذکر نہیں ہے کہ بعد میں کوئی نبی مبعوث ہو گا جو تمہاری ہدایت کا کفیل ہو گا۔

حدیث نمبر ۱۸۸ | عَنْ سَعْدِ بْنِ مَرْفُوعًا عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُمَا وَ بَارِئِ بْنِ مَحْمُودٍ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُمَا اِنَّ سَلَامَ دُنْيَانَا رَوَاهُ ابْنُ السَّكَنِ فِي عَمَلِ الْيَوْمِ وَاللَّيْلَةِ -

ترجمہ ۱۸۸: میں عبادت کے لئے اللہ تعالیٰ پر اور نبوت کے لئے محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اور دین کے لئے

اسلام پر راضی ہوں، یعنی ان کے سوا ہر معبود اور آپ کے بعد ہر مٹی نبوت اور ہر مٹی کبریا ہوں؟
حدیث نمبر ۱۸۹ | من طریق سعید بن خنیس عن شہین بن اہل الشام مرفوعاً عن علیؑ لَیْسَ لَکُمْ اَنْ تَتَّقُوا اللّٰهَ وَتَلْزَمُوْا اَمَّتِیْ وَسُنَّةَ الْخُلَفَاءِ الْمُهَادِیَةِ الْمُهَدِّیَةِ فَقَعُوا عَلَیْهَا بِالنَّوَاجِیْ وَانِ اسْتَعِیْلَ عَلَیْکُمْ عَبْدٌ حَبَشِیٌّ فَاَسْمِعُوْا وَاَطِیْعُوْا۔ رواہ البغوی (کنز، ص ۵۴ ج ۱)
 ترجمہ: "جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ میں تمہیں قسم دیتا ہوں کہ اللہ سے ڈرو، اور میری اور میرے خلفائے راشدین کی سنت کا اتباع کرو، اور اس کو دانتوں سے مضبوط پکڑ لو، اگرچہ تم پر ایک حبشی غلام حاکم بنایا جائے، اس کی بھی اطاعت کرو۔
 روایت کیا اس کو بغوی نے (کنز، ص ۵۴ ج ۱)

حدیث نمبر ۱۹۰ | عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ مَرْفُوعًا مِنْ اَهَانَ سُلْطَانَ اللّٰهِ فِي الْاَرْضِ اَهَانَهُ اللّٰهُ وَمَنْ اَكْرَمَ سُلْطَانَ اللّٰهِ فِي الْاَرْضِ اَكْرَمَهُ اللّٰهُ۔ طبرانی (کنز، ص ۵۵ ج ۱)
 ترجمہ: "آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جو شخص اللہ کے حاکم کی امانت کرے گا اللہ تعالیٰ اس کو ذلیل کرے گا، اور جو اس کی عزت کرے گا اللہ اس کو عزت دے گا۔
حدیث نمبر ۱۹۱ | عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ مِثْلُهُ عِنْدَ السَّجِسْتِ۔

ترجمہ: "حضرت ابن عباسؓ سے یہی مضمون سجری نے بھی روایت کیا ہے۔
حدیث نمبر ۱۹۲ | عَنْ حُذَيْفَةَ مِثْلُهُ عِنْدَ الدَّیْلَمِی (کنز، ص ۵۵ ج ۱)
 ترجمہ: "حضرت حذیفہؓ سے بھی یہی مضمون دیلمی نے روایت کیا ہے۔"

حدیث نمبر ۱۹۳ | وَعَنْ مَعْقِلِ بْنِ یَسَارٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَعْمَلُوا بِالْقُرْآنِ اَحْلَوْا حَلَالَهُ وَحَرِّمُوا حَرَامَهُ وَارْتَدُّوا بِہِ وَلَا تَكْفُرُوا بِشَیْءٍ مِنْہُ وَمَا نَشَابَہَ عَلَیْکُمْ فَرُودُہُ اِلَى اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ وَاِلَیَّ اُرِیَ الْعِلْمُ مِنْ بَعْدِیْ کَمَا یُخْبِرُکُمْ وَاٰمِنُوا بِالْثَوْرَةِ وَالْاِنْجِیلِ وَالرَّبُّوْرِ وَمَا اُوْدِیَ الشَّیْطَانُ مِنْ رَبِّہُمْ۔ رواہ الطبرانی فی الکبیر والحاکم فی المستدرک (من الکنز، ص ۴۹ جلد ۱)
 ترجمہ: "حضرت معقل بن یسارؓ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قرآن پر عمل کرو، حلال کو حلال اور حرام کو حرام قرار دو، اور اللہ سے کفر نہ کرو، اور جو شے اللہ سے ملے، اس کو اللہ ہی کے لئے چھوڑ دو، اور قرآن، انجیل اور زبور کو مانو، اور شیطان کو اپنے رب سے ڈرو۔"

یہ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اختلاف و اختیاء کے موقعوں پر اہل علم کی تقلید کرنی چاہئے اور یہ تقلید عین نبوت کی اطاعت ہے، نہ کہ شرک فی النبوة جیسا کہ ہمارے زمانہ کے بعض جہلاء کا خیال ہے، ۲۰ منہ

حدیث نمبر ۱۹ | عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ مَرْفُوعًا اَقْتَدَ بِاَلَّذِيْنَ مِنْ اَصْحَابِيْ اَبِيْ بَكْرٍ وَعُمَرُ، اِهْتَدَى وَابْتَدَى عَمَّا رَوَوْا وَتَشَكَّرُوْا بِعَهْدِ ابْنِ مَسْعُودٍ . رواه الترمذی (کنز)

صفحہ ۱۴۲ جلد ۶۔

ترجمہ ۱۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا کہ ان لوگوں کی اطاعت کرو جو میرے صحابہ میں سے میرے بعد ہوں گے، یعنی ابوبکرؓ اور عمرؓ، اور عمارؓ کی سی عادت اختیار کرو، اور عبداللہ بن مسعودؓ کے بعد کسانیت سے کچھ نہ کرو۔

حدیث نمبر ۱۹ | عَنْ حُذَيْفَةَ مِثْلُهُ عِنْدَ الرَّوْثِيَّانِ (کنز، ص ۱۴۲ ج ۶)

ترجمہ ۱۔ حضرت حذیفہؓ سے بھی اسی مضمون کی حدیث روٹیانی نے نقل کی ہے ؟

حدیث نمبر ۲۰ | دَعْنِ اَكْبَشَ مِثْلُهُ (کنز، ص ۱۴۲ ج ۶)

ترجمہ ۱۔ حضرت انسؓ سے بھی یہی مضمون ابن عدی نے روایت کیا ہے ؟

حدیث نمبر ۲۱ | عَنْ جَابِرٍ مِثْلُهُ عِنْدَ الطَّبْرَانِيِّ الْاَوْسَطِ (کنز، ص ۱۴۲ ج ۶)

ترجمہ ۱۔ حضرت جابرؓ سے بھی یہی مضمون مرفوعاً مروی ہے (دیکھو معجم اوسط طبرانی) ؟

حدیث نمبر ۲۲ | عَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ مِثْلُهُ (کنز، ص ۱۴۲ ج ۶)

ترجمہ ۱۔ حضرت ابوسعید خدریؓ سے بھی حدیث مروی ہے ؟

حدیث نمبر ۲۳ | عَنْ اَبِي الدَّرْدَاءِ مِثْلُهُ (کنز، ص ۱۴۲ ج ۶)

ترجمہ ۱۔ حضرت ابودرداءؓ سے بھی یہی مضمون منقول ہے ؟

حدیث نمبر ۲۴ | عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ لِكُلِّ بَنِي خَوَارِجٍ وَخَوَارِجِ الزَّبِيْرِ . اخبره البخاری ومسلم والترمذی (الرياض النضرية للطبرانی ص ۲۳ ج ۶)

ترجمہ ۱۔ حضرت جابرؓ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ہر بنی کے لئے ایک

مخلص و مددگار ہوتا ہے اور میرے مخلص و مددگار زبیرؓ ہیں (بخاری، مسلم، ترمذی) ؟

حدیث نمبر ۲۵ | عَنْ اَكْبَشَ بْنِ مَالِكٍ مَرْفُوعًا لِكُلِّ اُمَّةٍ اَمِيْنٌ وَاَمِيْنٌ هَذِهِ الْاُمَّةِ

أَبُو عُبَيْدَةَ بْنِ الْخُوَارِجِ . رواه البخاری ومسلم (الرياض النضرية ص ۳۰۸ جلد ۲)

ترجمہ ۱۔ حضرت انسؓ راوی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ہر ایک امت کا

ایک امین ہوتا ہے اور میری امت کے امین ابوعبیدہ بن الخوارجؓ ہیں (بخاری، مسلم) ؟

حدیث نمبر ۲۶ | عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ مَرْفُوعًا لِكُلِّ شَيْءٍ سَنَامٌ وَسَنَامٌ هَذِهِ الْاُمَّةِ عَنِي

الْعَبَاسُ وَبِكُلِّ شَيْءٍ مَسْبُطٌ وَنَسَبُ هَذِهِ الْأُمَّةِ الْحَسَنُ وَالْحُسَيْنُ (کنز، ص ۱۶۳، ۱۶۴)

ترجمہ :- آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ ہر چیز کا ایک اعلیٰ حقہ ہوتا ہے اور اس امت کا اعلیٰ حقہ

میرے چچا عباس ہیں اور ہر شے کے لئے ایک شجرہ (درخت) ہے کثیر الاغصان (زیادہ پھولوں

والا یعنی پھیلا ہوا) اور اس امت کے شجرہ حسن اور حسین ہیں ۔

یہ بشارت ہر ان دونوں صاحبزادوں کے کثیر الاولاد ہونے کی قیامت تک، واللہ اعلم منہ میں

ہے السبط ایضا الشجرۃ لها اغصان کثیرۃ واصلہا واحد۔ صفحہ ۳۲۶ مطبوعہ بیروت۔

حدیث نمبر ۲۰۷ | عَنْ أَبِي عُمَرَ مَرْثُوعًا خَيْرُ هَذِهِ الْأُمَّةِ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبَّاسٍ۔ (خطابی (کنز ص ۱۶۳، ۱۶۴)

ترجمہ :- حضرت ابن عمرؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اس

امت کے بہترین فرد عبداللہ بن عباسؓ ہیں (کنز، ص ۱۶۳، ۱۶۴) ۔

حدیث نمبر ۲۰۸ | عَنْ جَابِرِ مَرْثُوعًا أَعْلَمُهَا (اسی الْأُمَّةِ) بِالْحَلَالِ وَالْحَرَامِ مَعَاذُ

بْنِ جَبَلٍ (کنز، ص ۱۶۳، ۱۶۴)

ترجمہ :- حلال اور حرام کو سب سے زیادہ جانتے والے معاذ بن جبلؓ ہیں (کنز، ص ۱۶۳، ۱۶۴) ۔

حدیث نمبر ۲۰۹ | عَنْ عَلِيٍّ قَالَ إِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْأَبْدَالُ

يَكُونُونَ بِالشَّامِ وَهُمْ أَرْبَعُونَ رَجُلًا كُلُّ مَاتَ رَجُلٌ أَبْدَلَ اللَّهُ مَكَانَهُ رَجُلًا يُسْقَى

بِهِمُ الْغَيْثُ وَيُنَظَّرُ بِهِمْ عَلَى الْأَعْدَاءِ۔ رواہ احمد (مشکوٰۃ صفحہ ۵۷۵)

ترجمہ :- حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ابدال ملک شام

میں ہوں گے اور وہ چالیس آدمی ہیں جب ان میں سے کوئی مر جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے

بدلہ دوسرا پیدا کر دیتا ہے، ان کی برکت سے قحط دفع ہوگا، اور دشمنوں پر فتح حاصل ہوگی (مسند احمد)۔

حدیث نمبر ۲۱۰ | عَنْ أَبِي عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ رَجُلًا يَأْتِيكُمُ

مِنْ الْيَمَنِ يُقَالُ لَهُ أَدْنُسٌ (القولہ) فَمَنْ لَقِيَهُ مِنْكُمْ فَلْيَسْتَغْفِرْ لَكُمْ۔ رواہ مسلم (مشکوٰۃ ص ۵۷۵)

ترجمہ :- حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ایک

شخص تمہارے پاس یمن سے آئیں گے جن کا نام ادنوس ہوگا، تم میں سے جو شخص ان سے

ملے اپنے لئے استغفار کر لے، (کیونکہ وہ مستجاب الدعوات ہوں گے) روایت

کیا اس حدیث کو مسلم نے (مشکوٰۃ ص ۵۷۳) ۔

احادیث مذکورۃ الصدک ختم نبوت کا ثبوت

نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی محبت و شفقت جو امت مرحومہ کے ساتھ کردہ محتاج بیان نہیں، اور پھر یہی مسلم ہے کہ زمانہ ماضی و مستقبل کے جتنے علوم و حالات آپ کو عطا کئے گئے ہیں وہ نہ کسی نبی کو حاصل ہیں اور نہ کسی فرشتہ کو۔

ان دونوں باتوں کے سمجھنے کے بعد یہ یقین کرنا پڑتا ہے کہ آپ نے اپنی امت کے لئے دین کے راستہ کو ایسا ہموار اور صاف بنا کر چھوڑا کہ جس میں دل لڑات برابر ہوا اس پر چلنے والے کو ٹھوکر لگنے یا راستہ بھولنے کا اندیشہ نہ ہے اس میں جتنے خطرات و مہالک کے مواقع ہونگے وہ سب آپ نے ان کو بتلادیئے ہونگے، نیز اس راستے کے ایسے ایسے نشانے ان کو بتلادیئے ہونگے کہ جو تمام راستہ میں ان کی رہبری کرتے ہیں۔ چنانچہ جب ہم حدیث نبوی کے دفتر پر نظر ڈالتے ہیں تو ثابت ہو جاتا ہے کہ آپ نے ان امور میں کوئی دقیقہ نہیں اٹھا رکھا، آپ کے بعد جتنے آدمی قابل اقتدار رہنمائی پیدا ہونے والے تھے آپ نے اکثر کے نام لے لے کر بتلادیا، اور امت کو ان کی پیروی کی ہدایت فرمائی، جن میں سے ”متھے نمونہ از خرداے“ چند احادیث اور ذکر کی گئی ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی انتہائی شفقت اور مربیانہ تعلیم اور پھر احادیث و کوفہ بالا کو دیکھتے ہوئے ایک مسلمان بلکہ ایک منصف مزاج انسان یہ یقین کئے بغیر نہیں رہ سکتا کہ آپ کے بعد کوئی کسی قسم کا نبی (اگرچہ وہ بقول مرزا ظلی یا بروزی رنگ میں سہی) اس عالم میں پیدا نہیں ہو سکتا، ورنہ لازمی تھا کہ آپ ان سب سے پہلے اور سب سے زیادہ اس نبی کا ذکر فرماتے، کیونکہ ان سب کا اتباع امت کی نجات کا مدار انہیں، اور نبی خواہ کسی قسم کا ہو جب کسی امت میں بھیجا جائے تو اس کی پیروی اس امت کے لئے مدار نجات ہو جاتی ہے، بغیر اس کی پیروی کے ان کے سارے عمل ضبط سمجھے جاتے ہیں۔

مگر عجب تماشہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی امت کو خلفائے راشدین کے اقتدار کا حکم فرماتے ہیں، ائمہ دین اور ائمرا کی اطاعت کی تعلیم دیتے ہیں، بلکہ ایک حبشی غلام کی بھی (جب کہ وہ امیر بن جائے) اطاعت امت پر واجب قرار دیتے ہیں، مواقع اشتباہ و اختلاف میں اہل علم و اجتہاد کی تقلید کی تاکید کرتے ہیں، حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اور عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کی اقتدار کی دعوت دیتے ہیں، حضرت زبیرؓ، ابو عبیدہ بن الجراحؓ،

معاذ بن جبلؓ، عبداللہ بن عباسؓ وغیرہ صحابہ کرام کے نام لے لیکر انہیں واجب التکرم اور قابل اقتدار فرماتے ہیں، اویسؓ سترنی کے آنے کی خبر اور ان سے استغفار کرانے کی تسلیم دیتے ہیں، مجددین امت کا ہر صدی پرانا، ابدال کا ملک شام میں پیدا ہونا، اور ان کا مستجاب الدعوات ہونا وغیرہ وغیرہ مفصل بیان فرماتے ہیں۔

لیکن ایک حدیث میں بھی یہ بیان نہیں فرماتے کہ ہمارے بعد فلاں نبی پیدا ہوگا ہم اس پر ایمان لانا اور اس کی اطاعت کرنا، حالانکہ ایک روایتِ رحیم بنی کا پہلا فرض یہ تھا کہ وہ اپنے نبی کے مفصل حالات اپنی امت کو خوب واقف کرا دے، اس کا نام، مقام، پیدائش، تالیخ، علیہ والدین کا نام وغیرہ بتلا دے، تاکہ ان کو آنے والے نبی کی پہچان میں کوئی اشتباہ باقی نہ رہے۔

اگر پہلو میں دل اور دل میں ایمان یا انصاف کا کوئی ذرہ بھی ہے تو تمام احادیثِ سابقہ کو چھوڑ کر صرف یہی احادیث ایک انسان کو اس پر بخیر رکھنے کے لئے کافی ہیں کہ آپؐ کے بعد تاقیامت کسی قسم کا کوئی نبی پیدا نہیں ہوگا۔

یہ دو سوڑس احادیثِ نبویہ ہیں جن میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ختم نبوت کا قطعی اعلان فرما کر ہر قسم کی تاویل اور تخریص کا

راستہ بند کر دیا ہے!

جس کے آنکھیں ہوں دیکھ اور جس کے کان ہوں سنے۔ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَعِبْرَةً لِّمَنْ كَانَ لَهُ قَلْبٌ اَوْ اَلْقَى السَّمْعَ وَهُوَ شَهِيدٌ وَصَلَوَاتُ اللّٰهِ عَلَیْكَ اَبْرَارِ الْحَمِیْمِ وَالْمَلَائِكَةُ الْمُقَرَّبِیْنَ وَالنَّبِیِّیْنَ وَالشَّهَدَاءَ وَالصَّادِقِیْنَ وَالصَّالِحِیْنَ، وَمَا سِیَمُ لَكَ مِنْ شَیْءٍ یَّامُ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ بِنِ عَبْدِ اللّٰهِ سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ وَاِمَامِ الْمُتَّقِیْنَ وَخَاتَمِ النَّبِیِّیْنَ رَسُوْلَ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ الشَّاهِدَ الْبَشِیْرَ الدَّاعِیَ الْیَقِیْنَ بِاَذْنِکَ

الْمُنِیْرِ وَعَلِیْهِ السَّلَام

(رواہ عیاض فی الشفاء عن علیؓ)

ختم النبوة — حصہ دوم
تمام شد

ختم النبوة

في الأثر

حصّة سؤم

حصہ سوم

ختم النبوة فی الآثار

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

الحمد لله وكفى وسلام على عباده الذين اصطفى — أما بعد :-
 پہلے دو حصوں میں ایک سو آیات قرآنیہ اور دوسو سے زائد احادیث نبویہ علیٰ صاحبہا
 الصلوٰۃ والسلام اس دعویٰ کی شہادت میں ناظرین کے سامنے آچکی ہیں کہ ہمارے آقائے نامدار
 خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی قسم کی نبوت باقی نہیں، اور کسی قسم کا نبی تشریفی
 یا غیر تشریفی طور پر آپ کے بعد پیدا نہیں ہو سکتا، بلکہ ہر مدعی نبوت کذاب و دجال ہے۔
 اب اس تیسرے حصہ میں یہ دکھلایا جاتا ہے کہ یہ مسئلہ ملت اسلامیہ کے ان ضروریات
 میں سے ہے کہ جس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک سے آج پورے چودہ سو برس
 تک تمام امت امتیہ کا قطعی اجماع و اتفاق رہا ہے جس نے کسی مسلمان گھرانے میں پرورش پائی
 ہو وہ کبھی اس مسئلہ میں شبہ یا تاویل کے درپے نہیں ہو سکتا۔

علمائے ربانیتین کے تمام طبقات محدثین، مفسرین، فقہاء، متکلمین، صوفیاء کی غیر محدود
 تصانیف ہمارے اس دعوے کی ناقابل انکار شہادتوں سے لبریز ہیں جن کو اگر ہم باستیعاب
 نقل کرنے کا ارادہ کریں تو نہ صرف یہ رسالہ ایک عظیم الشان دفتر بن جائے گا، بلکہ یقین ہے
 کہ ہم لکھتے لکھتے تھک جائیں گے اور ان ائمہ سلف اور علمائے امت کے اقوال و تصریحات
 ختم نہ ہوں گی۔ اس لئے بالاختصار اقول اجماع امت اور بالخصوص اجماع صحابہ کی نقلیں
 پیش کر کے اہل اجماع میں سے بعض حضرات کے اقوال بطور نمونہ ہدیہ ناظرین کئے جاتے
 ہیں۔ وما توفیقی الا باللہ۔

ایک ضروری گزارش

مرزا جی اور ان کی امت چونکہ ختم نبوت کے تمام دلائل و براہین کو یہ کہہ کر ٹھکرا دیتے ہیں کہ ان سے نبوت تشریعی کا اختتام مراد ہے، غیر تشریعی نبوت اس میں داخل نہیں۔ اس لئے ہم نے اس سے پہلے دونوں حصوں میں اکثر آیات و احادیث کے ذیل میں اس پر تنبیہ کی ہے، کہ تشرآن و حدیث نے سینکڑوں مواقع میں صراحتہ اور اشارۃً ختم نبوت کو بیان کیا ہے، لیکن کسی ایک جگہ بھی تشریعی و غیر تشریعی کی تقسیم نہیں فرمائی، بلکہ بہت جگہ صراحتہً اس کی نفی کر دی گئی۔ اسی بنا پر ہمیں اس حصہ میں بھی ناظرین کی توجہ اس طرف مبذول کرنا چاہتا ہوں کہ وہ ہر بات اور ہر عنوان میں اس کا لحاظ رکھیں کہ ساری امت اسلامیہ میں سے کسی ایک نے بھی کہیں تفصیل کی ہے کہ ختم نبوت سے مراد صرف تشریعی نبوت کا اختتام ہے، اور جب یہ نہیں تو پھر مرزا اور مرزائیوں سے پوچھیں کہ کیا وہ اپنی اس طبع زاد تحقیق پر کوئی حجت اسلامی دلائل میں سے پیش کر سکتے ہیں؟

اجماع کی حقیقت اور اس کی عظمت

خداے تعالیٰ کی ہزاراں ہزار درود اس ذات مقدس پر جس کے طفیل میں ہم جیسے سراپا گناہ اور سراسر خطا و قصور بھی خیر الامم، امت وسط، امت مرحومہ، شہدائے خلق کے القاب گرامی کے ساتھ پجائے جاتے ہیں

کہ دار و زیر گردوں میر سامانے کہ من دام

وہ بے شمار خدا دندی انعام و اکرام جو ہمارے آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم کی بدولت ہم پر مبذول ہوئے ہیں، اجماع امت بھی ان میں سے ایک امتیازی فضیلت ہے جس کی حقیقت یہ ہے کہ اس امت کے علمائے مجتہدین اگر کسی مسئلہ میں ایک حکم پر اتفاق کر لیں تو یہ حکم بھی ایسا ہی واجب الاتباع اور واجب تعمیل ہوتا ہے جیسے قرآن و حدیث کے صریح احکام۔ جس کی حقیقت و دوسرے عنوان سے یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر جب نبوت ختم کر دی گئی تو آپ کے بعد کوئی ہستی معصوم باقی نہیں رہی جس کے

حکم کو غلطی سے پاک اور ٹھیک حکم خداوندی کا ترجمان کہا جاسکے، اس لئے رحمت خداوندی نے امت محمدیہ کے مجموعہ کو ایک نبی معصوم کا درجہ دے دیا، کہ ساری امت جس چیز کے اچھے یا بُرے ہونے پر متفق ہو جائے وہ علامت اس کی ہے کہ یہ کام اللہ تعالیٰ کے نزدیک ایسا ہی ہے جیسا امت کے مجموعہ نے سمجھا ہے۔

اسی بات کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان الفاظ میں فرمایا ہے:-

لَنْ تَجْعَلَ أُمَّتِي عَلَى الضَّلَالَةِ ۖ
یعنی میری امت کا مجموعہ کبھی گمراہی پر متفق نہیں ہو سکتا ۖ

اسی لئے اصول کی کتابوں میں اس کے حجت ہونے اور اس کے شرائط و لوازم پر مفصل بحث کی جاتی ہے، اور احکام شرعیہ کی جہتوں میں سترآن و حدیث کے بعد تیسرے نمبر پر اجماع کو رکھا جاتا ہے، اور درحقیقت اجماع کا شرعی جہتوں میں داخل ہونا اور اس امت کے لئے مخصوص ہونا خود بھی ہمارے زیر بحث مسئلہ ختم نبوت کی روشن دلیل ہے، جیسا کہ صاحب توضیح لکھتے ہیں:-

”اور وہ حکم جس پر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے مجتہدین کا کسی زمانہ میں اتفاق ہو جائے اس کا واجب تسلیم ہونا اس امت کی خصوصیات میں سے ہے، کیونکہ آپ خاتم النبیین ہیں، اور آپ کے بعد کسی پر وحی نہیں آئے گی، اور اُدھر یہ اشارہ خداوندی ہے کہ ہم نے تمہارا دین کامل کر دیا ہے، اور اس میں بھی شک نہیں کہ جو احکام صریح وحی سے ثابت ہوئے ہیں وہ بہ نسبت روزمرہ کے پیش آنوالے واقعات کے نہایت قلیل ہیں، پس جب ان واقعات کے احکام وحی صریح سے معلوم نہ ہوئے اب اگر اجماع و قیاس کو

وَمَا أَتَقَى عَلَيْهِ الْمُجْتَهِدُونَ
مِنْ أُمَّةٍ مُّحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ فِي عَقْصِي عَلَى أَمْرِ قَدْ آمَنُ
خَوَامِ أُمَّةٍ مُّحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ
فَإِنَّهُ خَاتِمُ النَّبِيِّينَ لَا دُخِيَ بَعْدُ
وَقَدْ قَالَ اللَّهُ تَعَالَى أَلَيْسَ
أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَلَا شَقَّ
أَنَّ الْأَحْكَامَ الَّتِي تُتَّبَعُ بِصِيغِ
الْوَحْيِ بِالنَّبِيَّةِ إِلَى الْخَوَارِثِ
الْوَايِعَةِ قَلِيلَةٌ غَايَةُ الْعِلَّةِ نَلَوْ
لَمْ نَعْلَمْ أَحْكَامَ تِلْكَ الْخَوَارِثِ
مِنَ الْوَحْيِ الصَّرِيحِ وَبَقِيَّتِ

أَحْكَامُهَا مُهْمَكَةٌ لَا يَكُونُ الدِّينُ
كَامِلًا فَلَا بُدَّ أَنْ يَكُونَ لِلْمُجْتَمَعِ
وَلَايَةٌ اسْتِنْبَاطُ أَحْكَامِهَا مِنْ
الْوَحْيِ (توضیح مصری، ص ۴۹ ج ۱)

حجت نہ بنایا جائے، اور شریعت میں ان
داعیات کے متعلق احکام نہ ہوں تو دین
کامل نہیں رہتا اس لئے ضروری ہو کہ امت
کے مجتہدین کو وحی ان احکام کے استنباط کا حق حاصل ہو۔

الغرض جس طرح قرآن و حدیث سے احکام شرعیہ ثابت ہوئے ہیں اسی طرح تبصریح
نصوص قرآن و حدیث اور باتفاق علمائے امت اجماع سے قطعی احکام ثابت ہوتے ہیں۔
البتہ اس میں چند درجات ہیں، جن میں سب سے مقدم اور سب سے زیادہ قطعی
اجماع صحابہؓ ہے، جس کے متعلق علمائے اہل کمال کا اتفاق ہے، کہ اگر کسی مسئلہ پر تمام
صحابہ کی رائیں بالصریح جمع ہو جائیں تو وہ بالکل ایسا ہی قطعی ہے جیسا کہ قرآن مجید کی آیات۔
اور اگر یہ صورت ہو کہ بعض نے اپنی رائے بیان فرمائی اور باقی صحابہؓ نے اس کی تردید
نہ کی بلکہ سکوت اختیار کیا، تو یہ بھی اجماع صحابہ میں داخل ہے، اور اس سے جو حکم ثابت ہو
وہ بالکل ایسا ہی قطعی ہے جیسے احادیث متواترہ کے احکام قطعی ہوتے ہیں۔

بلکہ اگر غور سے کام لیا جائے تو تمام اادلہ شرعیہ میں سب سے زیادہ فیصلہ کن دلیل ہے،
اور بعض حیثیات سے تمام صحیح شرعیہ پر مقدم ہے، کیونکہ قرآن و سنت کے مفہوم و معنی
متعین کرنے میں رائیں مختلف ہو سکتی ہیں، اجماع میں اس کی بھی گنجائش نہیں۔ چنانچہ
حافظ حدیث علامہ ابن تیمیہ تحریر فرماتے ہیں:-

وَاجْتِمَاعُهُمْ حُجَّةٌ قَاطِعَةٌ يَجِبُ
اتِّبَاعُهَا بَلْ هِيَ أَذْكَى الْحُجَجِ وَ
هِيَ مَقْدَمَةٌ عَلَى غَيْرِهَا وَلَيْسَ هَذَا
مَوْضِعُ تَقْرِيرِ ذَلِكَ فَإِنَّ هَذَا
الْأَمْلَ مَقَرٌّ لِي مَوْضِعِهِ وَلَيْسَ
فِيهِ بَيْنَ الْفُقَهَاءِ وَلَا بَيْنَ سَائِرِ
الْمُؤْمِنِينَ الَّذِينَ هُمْ الْمُؤْمِنُونَ
خِلَافَتِ الْخِ.

”اور اجماع صحابہ حجت قطعیہ ہے اس کا
اتباع فرض ہے بلکہ وہ تمام شرعی مجتہدوں سے
زیادہ مؤکد اور سب سے مقدم ہے، یہ موقع
اس بحث کے پھیلانے کا نہیں، کیونکہ اپنے
موقع (یعنی کتب اصول) میں یہ بات
باتفاق اہل علم ثابت ہو چکی ہے، اور اس
میں تمام فقہاء اور تمام مسلمانوں میں
جو واقعی مسلمان ہیں کسی کا بھی خلاف
نہیں“

اس کے بعد ہم اپنے اصلی مقصد کی طرف متوجہ ہوتے ہیں اور نہایت قوی اور صحیح روایات سے دکھلاتے ہیں کہ

صحابہ کرام کا سب سے پہلا اجتماع مسئلہ ختم نبوت پر اور اس کے منکر کے مرتکب و لقمہ اجل ہونے پر ہوا ہے

مسئلہ کذاب کا دعویٰ نبوت | اسلامی تاریخ میں یہ بات درجہ تو اترو پہنچ چکی ہے کہ مسئلہ کذاب اور صحابہ کرام کا اس پر جہاد نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی موجودگی میں دعوائے نبوت کیا، اور بڑی جماعت اس کی پیروی ہو گئی، اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد سب سے پہلا ہم جہاد جو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اپنی خلافت میں کیا ہے وہ اسی کی جماعت پر تھا، جہور صحابہ مہاجرین و انصاریں نے اس کو محض دعوائے نبوت کی وجہ سے اور اس کی جماعت کو اس کی تصدیق کی بنا پر کافر سمجھا، اور باجماع صحابہ و تابعین ان کے ساتھ وہی معاملہ کیا گیا جو کفار کے ساتھ کیا جاتا ہے، اور یہی اسلام میں سب سے پہلا اجتماع تھا، حالانکہ مسئلہ کذاب بھی مرزا صاحب کی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت اور قرآن کا منکر نہ تھا بلکہ بعینہ مرزا صاحب کی طرح آپ کی نبوت پر ایمان لانے کے ساتھ اپنی نبوت کا بھی مدعی تھا، یہاں تک کہ اس کی اذان میں برابر اَشْهَدُ اَنْ مُحَمَّدًا رَّسُولُ اللہ پکارا جاتا تھا، اور وہ خود بھی بوقت اذان اس کی شہادت دیتا تھا، تاریخ طبری میں ہے:-

وَكَانَ يُؤَدِّنُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَيَشْهَدُ فِي الْأَذَانِ أَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُولُ اللَّهِ وَكَانَ الَّذِي يُؤَدِّنُ لَهُ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ التَّوَّاحَةِ وَكَانَ الَّذِي يُقِيمُ لَهُ حُجَيْرُ بْنُ عُمَيْرٍ وَيَشْهَدُ لَهُ وَكَانَ مَسِيكُهُ إِذَا دُنِيَ حُجَيْرٌ مِنْ

”نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے اذان دیتا تھا اور اذان میں یہ گواہی دیتا تھا کہ محمد رسول اللہ ہے اور اس کا مؤذن عبد اللہ ابن تواح اور اقامت کہنے والا حمیر ابن عمیر تھا، اور جب حمیر شہادت پر پہنچتا تھا تو مسیلم باواز بلند کہتا تھا کہ حمیر نے صاف بات کہی، اور صحرا اس کی تصدیق کرتا تھا۔“

(تاریخ طبری، صفحہ ۲۴۴ جلد ۲)

الشَّهَادَةُ قَالَ صَرَّحَ حُجَيْرٌ فَيَزِيدُ فِي
صَوْتٍ وَيَبَالِغُ التَّصْدِيقَ نَفْسُهُ اَللهُ

(تاریخ طبری ص ۲۴۴ ج ۳)

الغرض نبوت و قرآن پر ایمان اور نماز روزہ سب ہی کچھ تھا، مگر ختم نبوت کے برہمی سلمہ کے انکار اور دعوائے نبوت کی وجہ سے باجماع صحابہ کا فرسب بھگایا اور حضرت صدیقؓ نے صحابہ کرام، مہاجرین و انصار اور تابعین کا ایک عظیم الشان لشکر حضرت خالد بن ولیدؓ کی امارت میں سیلمہ کے ساتھ جہاد کے لئے یمامہ کی طرف روانہ کیا۔

جہاد صحابہ میں سے کسی ایک نے بھی اس پر انکار نہ کیا اور کسی نے نہ کہا کہ یہ لوگ اہل قبلہ ہیں، کلمہ گو ہیں، قرآن پڑھتے ہیں۔ نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ ادا کرتے ہیں، اُن کو کیسے کافر سمجھ لیا جائے۔ حضرت فاروقؓ رضی اللہ عنہ کا ابتداء خلاف کرنا اور بعد تحقیق حق کے صدیق اکبرؓ کے ساتھ موافقت کرنا جو روایات میں منقول ہے وہ بھی اس واقعہ میں نہیں تھا، بلکہ مانعین زکوٰۃ پر جہاد کرنے کے معاملہ میں تھا۔

بعض لوگوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد زکوٰۃ ادا کرنے سے انکار کیا تھا، صدیق اکبرؓ نے اُن پر جہاد کرنے کا ارادہ کیا تو حضرت فاروقؓ نے وقت کی نزاکت اور مسلمانوں کی قلت و ضعف کا اندیشہ کر کے ابتداء اُن کی رائے سے خلاف ظاہر فرمایا تھا، لیکن حضرت صدیقؓ کے ساتھ تھوڑے سے مکالمہ کے بعد ان کی رائے بھی موافق ہو گئی۔

الغرض حضرت فاروقؓ کا ابتداء خلاف کرنا بھی سیلمہ کے واقعہ میں ثابت نہیں جیسا کہ بعض غیر محقق لوگوں نے سمجھا ہے۔

الحال بلاخوف بلا تکریر آسمان نبوت کے ستارے اور حزب اللہ کا ایک جم غفیر یمامہ کی طرف بڑھا، اس کی پوری تعداد تو اس وقت نظر سے نہیں گذری مگر تاریخ طبری میں حضرت صدیق اکبرؓ کا ایک فرمان خالد بن ولیدؓ

اے حضرت خالد جب سیلمہ کذاب کو قتل کر کے اہل یمامہ پر فتح حاصل کر چکے تو سیلمہ کے ساتھیوں میں سے ایک شخص مجاہد نامی کی لڑائی سے شادی کر لی، حضرت صدیق اکبرؓ کو خبر پہنچی تو ایک عتاب نامہ ان کے پاس بھیجا، جس کے الفاظ یہ تھے: اِنَّكَ فَارِغٌ تَكَلِّمُ النِّسَاءَ يَفْنَاءُ بَيْنَكَ دُمُ الْاَلْبِ وَبِاَسْتَنِي رَجُلٌ مِنَ الْمُسْلِمِينَ لَمْ يُجَفِّفْ بَعْدُ (تاریخ طبری، ص ۲۵۴ ج ۳)

کے نام درج ہے، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جو صحابہ و تابعین اس جہاد میں شہید ہوئے ان کی تعداد بارہ سو ہے۔ نیز اسی تاریخ میں ہے کہ مسلمانوں کی جماعت جو اس وقت مسلمانوں کے مقابلہ کے لئے نکلی تھی اس کی تعداد چالیس ہزار مسلح جوان تھی، جن میں سے اٹھائیس ہزار کے قریب ہلاک ہوئے اور خود مسلمان بھی اسی فہرست میں داخل ہوا، باقی ماندہ لوگوں نے ہتھیار ڈال دیئے، حضرت خالدؓ کو بہت مال غنیمت اور قیدی ہاتھ آئے، اور پھر صلح کر لی گئی۔

ان واقعات سے اندازہ ہوتا ہے کہ صحابہؓ کی کتنی بڑی جماعت اس میدان میں آئی تھی جنہوں نے ایک مسئلہ ختم نبوت کے انکار کی وجہ سے نہ دقت کی نزاکت کا خیال کیا اور نہ مسلمانوں کی بے سروسامانی کا، اور نہ اس جماعت کے اذان و نماز اور تلاوت و اقرار نبوت اور تمام اسلامی احکام کے ادا کرنے کا، بلکہ اتنی بڑی عظیم الشان جماعت پر جہاد کرنے کے لئے باجماع و اتفاق اٹھ کھڑے ہوئے۔

نتیجہ

① اس واقعہ میں بغیر اس کے کہ مسلمانوں کے دعویٰ پر دلائل اور معجزات طلب کئے جائیں اور اس کے حالات کا جائزہ لیا جائے، تمام صحابہؓ کے اس کو کذاب سمجھنے اور جہاد کھینے آمادہ ہو جانے سے صاف معلوم ہوا کہ تمام صحابہؓ کرام کے نزدیک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کے بعد کسی شخص کا دعویٰ نبوت کرنا خواہ وہ کسی تاویل اور کسی پیرایہ سے ہو باجماع صحابہ موجب کفر و ارتداد ہے۔

② اس سے یہ بھی بلا تکلف معلوم ہوا کہ مرزا صاحب اور مرزائیوں نے جو اپنے دعویٰ نبوت میں نبوت غیر تشریحی یا غیر مستقل، یا ظلی یا بردی یا لغوی یا جزوی وغیرہ بے معنی الفاظ کی آڑ لی ہے، اور مسئلہ ختم نبوت کی تحریف کر کے ایک لفظ بے معنی بنا دیا ہے، اور چاہا ہے کہ مسلمانوں کی آنکھوں اور عقلوں پر پردہ ڈال دیں، ان کا یہ کید اور یہ تحریف انھیں کفر سے نہیں بچا سکتی، جیسا کہ باجماع صحابہؓ، مسلمانوں اور اس کی جماعت کی تاویلات اس معاملہ میں نہیں سنی تھیں، بلکہ مطلق دعویٰ نبوت کو کفر سمجھا گیا۔

③ یہ بھی ثابت ہوا کہ اگر کوئی شخص تمام اسلامی فرائض و احکام کو بصدق دل تسلیم کرے

اور سب پر بطیب خاطر اور اخلاص کے ساتھ عمل کرے، لیکن احکام شرعیہ میں سے صرف ایک حکم کا (بشرطیکہ اس کا شرعی حکم ہونا قطعی اور یقینی ہو) انکار کر دے تو ایسا ہی کفر و ارتداد ہے جیسے تمام شریعت کا انکار کرنا، جیسا کہ مسیلمہ اور اس کی جماعت کو باوجود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان رکھنے اور نماز روزہ وغیرہ ادا کرنے کے کافر ہی سمجھا گیا۔

آج مرزائیوں کو اپنی اس کوشش پر ناز ہے جس کا نام انھوں نے تبلیغ اسلام رکھا ہے، لیکن مسیلمہ کے واقعہ سے معلوم ہوا کہ اگر یہ تبلیغ واقعی اور صحیح اسلام کی تبلیغ بھی تھی تب بھی اُن کے عقائد کفریہ کے ہوتے ہوئے ان کے ہاتھ میں سوائے خسران کے کچھ نہ تھا۔

(۴) یہ بھی واضح ہو گیا کہ کسی شخص کے اتباع اور پیروؤں کی کثرت اس کی حقانیت کی دلیل نہیں ہو سکتی، ورنہ مسیلمہ کذاب کے متبعین کی کثرت اور شوکت و قوت بدرجہ اولیٰ اس کی حقانیت کی دلیل ہوتی، کیونکہ چالیس ہزار جوانوں کا لشکر جزار اس کا پتہ دیتا ہے کہ اُن کے پیچھے اور کتنے مرد و عورت اور بوڑھے بچے اس کی جماعت کے ساتھ وابستہ ہوں گے۔ عجب ہے کہ آج مرزا صاحب کو اپنی ایک مٹھی بھر جماعت پر فخر ہی نہیں، بلکہ اس کو اپنی حقانیت کی ایک بڑی دلیل قرار دیتے ہیں، حالانکہ مرزائیوں کی تعداد آج تک بھی مسیلمہ کے متبعین کے ساتھ کوئی نسبت نہیں رکھتی۔

(۵) صحابہ کرامؓ کے اس طرز عمل سے یہ بھی معلوم ہوا کہ امت محمدیہ میں سے جو فرقہ کسی دُمدلی نبوت کی پیروی اختیار کر لے، وہ اسلام اور مسلمانوں سے اتنا بعید ہے کہ اسلام کے صریح مخالفین یہود و نصاریٰ اور مشرکین کے مقابلہ کے وقت بھی اُن کو مسلمانوں کے ساتھ نہیں ملا یا جاسکتا، جب کہ اسلام اپنے ذاتی ضعف دبے سر و سامانی کے ساتھ تمام بیرونی و اندرونی دشمنوں کے ترغہ میں ہو۔

کیونکہ جس وقت مسیلمہ پر جہاد کیا جاتا ہے، یہ وہ وقت ہے کہ اسلام سخت بیچارگی و بے سر و سامانی کی حالت میں ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہو گئی، اُدھر بیرونی دشمن یہود و نصاریٰ اور مشرکین جو ہر وقت موقع کے منتظر رہتے تھے، اس وقت مسلمانوں کو نگل جانے کے خواب دیکھنے لگے۔ اُدھر خود مسلمانوں کے بہت سے قبائل اطرافِ مدینہ میں مرتد ہو کر اُن کے ساتھ مل گئے۔ ایک طرف یہاں میں مسیلمہ کے فتنہ نے ایک طوفان کی صورت اختیار کر لی، اور ہر طرف باہمی اختلافات کی بنیاد پڑ گئی۔ اسلام کے ذمہ دار

ارکان سخت تشویش میں ہیں۔ اس دقت اگر نئی روشنی کی لمحہ نہ سیاست سے شور لیا جاتا تو بلاشبہ اس کو فرض بتلاتے کہ میلہ کذاب اور اس کی جماعت کو جو ایک درجہ میں مسلمانوں کے ساتھ شامل ہے اور اکثر اسلامی احکام و عقائد کو تسلیم کرتی ہے، اس کو اپنے ساتھ ملا کر دوسرے مخالفین کا مقابلہ کیا جائے۔ لیکن وہاں سیاست الہیہ کی حکومت تھی، حضرت صدیق اکبرؓ اور جہور صحابہؓ نے ان میں سے کسی بات کی بھی پروا نہ کی، بلکہ سب پہلا جہاد انہی مرتدین پر کیا گیا، کیونکہ وہ اس راز کو خوب سمجھ ہوئے تھے کہ مسلمانوں کی عزت و ذلت اور فتح و شکست اُن کی مردم شماری کی کثرت کے قبضہ میں نہیں ہے، بلکہ اللہ رب العزت کے قبضہ میں ہے جس نے بدر میں ایک بے سرو سامان قلیل و ضعیف جماعت کو ہزاروں جوانوں کے با سامان لشکر پر فتح دی، اور وادی حنین میں باوجود کثرت تعداد اور ہر قسم کی قوت و طاقت کے شکست دے دی، وہ جانتے تھے کہ مسلمان اگر مسلمان ہوں تو تھوڑے ہی بہت ہیں ورنہ بہت بھی کچھ نہیں۔

الغرض اس واقعہ سے ثابت ہوا کہ کسی سیاسی مصلحت کی بنا پر مسلمان کے مفہوم کو اتنا عام کر دینا کہ اس میں بہت سے کافر بھی داخل ہو جائیں اور اس طرح سے بیرونی مخالفین کے مقابلہ میں مسلمانوں کی کثرت اور اتفاق دکھانا سنتِ سلفِ سیاستِ شرعیہ کے خلاف بھی ہے، اور بے فائدہ بھی۔

دوسرے مدعیانِ نبوت اور سلف | آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشینگوئی کے مطابق امت میں مابین کان کے ساتھ بڑاؤ | بہت سے کذاب لوگوں نے نبوت کا دعویٰ کیا، مگر صحابہ و تابعین اور ان کے بعد تمام خلفائے اسلام اور پھر عام اہل اسلام نے ہمیشہ ہر قرن اور ہر شہر میں اُن کے ساتھ وہی معاملہ کیا جو ایک مرتد کے ساتھ ہونا چاہئے۔

چنانچہ جب اسود ہنسی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں نبوت کا دعویٰ کیا تو آپ کے حکم سے صحابہ کرام کے ہاتھوں قتل کر دیا گیا۔ اس طرح زمانہ خلفاء میں بھی جب کسی نے یہ دعویٰ کیا فوراً تلوار کے گھاٹ اتار دیا گیا، جن کے کچھ مختصر واقعات حافظ ابن حجرؒ نے فتح الباری میں نقل فرمائے ہیں۔ (فتح الباری ص ۴۵۵ ج ۶)

امام بیہقیؒ کتاب المحاسن والمساوی میں نقل فرماتے ہیں کہ طلحہ نامی ایک شخص نے صدیق اکبرؓ کے عہد خلافت میں نبوت کا دعویٰ کیا، حضرت صدیقؓ نے خالد بن ولیدؓ کو اس کے قتل کیلئے

بھیجا، مگر وہ شام کی طرف بھاگ گیا، اتھ نہ آسکا، اور صدیق اکبرؓ کی وفات کے بعد پھر خود بخود مسلمان ہو گیا۔ (کتاب المحاسن والمساوی، ص ۱۶۴)

خلیفہ عبدالملک بن مروانؓ کے عہد خلافت میں حارث نامی ایک شخص نے نبوت کا دعویٰ کیا تو خلیفہ نے علماء وقت کے (جو صحابہ و تابعین تھے) متفقہ فتویٰ سے اس کو قتل کیا، اور سولی پر چڑھایا۔ قاضی عیاضؒ شفا میں اس واقعہ کو نقل کر کے لکھتے ہیں:-

وَقَتْلُ ذَلِكَ غَيْرُ وَاحِدٍ بَيْنَ الْمُتَخَلِّفِ
وَالْمُتَكَلِّفِ يَا شَبَاهِهِمْ وَأَجْمَعَ عُلَمَاءُ
وَقَتْلِهِمْ عَلَى صَوَابٍ فَعَلِهِمْ وَالْمُخَالِفُ
فِي ذَلِكَ مِنْ كُفْرِهِمْ كَافِرٌ .

(شفا، قاضی عیاضؒ)

”اور بہت سے خلفاء و سلاطین نے ان جیسے مدعیان نبوت کے ساتھ یہی معاملہ کیا ہے، اور اس ماننے کے علماء نے اُن کے اس فعل کے درجہ ہونے پر اجماع کیا ہے اور جو شخص ایسے مدعیان نبوت کی تکفیر میں خلاف کرے وہ خود کافر ہے“

خلیفہ ہارون الرشید کے عہد خلافت میں بھی ایک شخص نے نبوت کا دعویٰ کیا، اور کہا کہ میں نوح علیہ السلام ہوں، کیونکہ عمر نوح کے ایک ہزار پورے ہونے میں پچاس سال کی کمی باقی رہی تھی جس کے پورا کرنے کے لئے مجھے اللہ تعالیٰ نے بھیجا ہے، اور کہا کہ فسران عزیز میں بھی اس کی تصدیق موجود ہے ”أَلْفَ سَنَةٍ إِلَّا خَمْسِينَ عَامًا“ یعنی نوح علیہ السلام دنیا میں پچاس کم ایک ہزار سال زندہ رہے۔ ہارون الرشید نے علماء کے فتویٰ سے حکم ارتداد اس کی گردن مار دی، اور پھر عبرت کے لئے سولی پر لٹکا دیا۔ (کتاب المحاسن والمساوی للسیبکی، ص ۱۶۴)

ہمارے مرزا جی کے دعوے تو اس سے کہیں بڑھ کر ہیں، وہ آدم بھی ہیں، اور شیث بھی، نوح بھی ہیں موسیٰ بھی عیسیٰ بھی ہوئے داؤد بھی ہوئے، غرض سارے انبیاء کرام ہونے کا دعویٰ کیا (مرزا صاحب حاشیہ حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۷۷) میں فرماتے ہیں:- میں آدم ہوں، میں شیث ہوں، میں نوح ہوں، میں ابراہیم ہوں، میں اسحق ہوں، میں اسمعیل ہوں، میں یعقوب ہوں، میں یوسف ہوں، میں موسیٰ ہوں، میں داؤد ہوں، میں عیسیٰ ہوں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نام کا میں منظر اتم ہوں، یعنی ظلی طور پر میں محمدؐ اور احمد ہوں۔

اور اس پر مزید یہ کہ اکثر انبیاء کی توہین بھی کی، مگر ان کی قسمت بابرکت سے مسلمانوں کا احساس یہاں تک باطل ہو گیا کہ ان کی ایک جماعت ان کی کفریات ہی کو اسلام سمجھنے اور کہنے کے لئے تیار ہو گئی، اور بڑی خوش قسمتی ان کی یہ ہے کہ اُن کا وجود باوجود انگریزی

سلطنت کے سایہ میں ظہور پذیر ہوا، اور پھر ان کے قدم کی برکت سے رہی ہی اسلامی سلطنتیں مٹی مٹ گئیں، اور اب میدان صاف ہو گیا، کوئی پوچھے والا نہ رہا۔

الغرض سیلمہ کذاب اور اس کے امثال کے یہ واقعات اور صحابہ کرام کا دعوائے نبوت معلوم کر کے بغیر مطالبہ معجزات کے ان کو کذاب و دجال اور مرتد قرار دینا اور قتل کرنا اور کسی ایک صحابی یا تابعی سے اس کے خلاف آواز بلند نہ ہونا اس بات پر صریح اجماع ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی کسی قسم کا نبی پیدا نہیں ہو سکتا، اور جو ایسا دعویٰ کرے وہ الٰہ اس کے تمام متبعین مرتد ہیں۔ (نعوذ باللہ منہ)

قاضی عیاضؒ اپنی کتاب شفاء میں اسی اجماع کی تصریح ان الفاظ میں فرماتے ہیں:-
 ”اس لئے کہ آپؐ نے خبر دی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں اور آپ کے بعد کوئی نبی نہیں ہو سکتا، اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ خبر دی ہے کہ آپ انبیاء کے ختم کرنے والے ہیں اور اس پر امت کا اجماع ہے کہ یہ کلام بالکل اپنے ظاہری معنوں پر محمول ہے، اور جو اس کا مفہوم ظاہری الفاظ سے سمجھ میں آتا ہے وہی بغیر کسی تاویل یا تفسیر کے مراد ہے، پس اُن لوگوں کے کفر میں کوئی شبہ نہیں جو اس کا انکار کریں، اور یہ قطعی اور جامعی حقیقہ ہے۔“

لَا نَهْ أَخْبَرَانَهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَاتِمُ النَّبِيِّينَ وَلَا نَبِيٌّ بَعْدَهُ وَ أَخْبَرَ عَنِ اللَّهِ تَعَالَى أَنَّهُ خَاتِمُ النَّبِيِّينَ وَ اجْمَعَتِ الْأُمَّةُ عَلَى حُمُلِ هَذَا الْكَلَامِ عَلَى ظَاهِرِهِ أَنَّهُ مَعْنُوْمُهُ الْمُرَادُ بِهِ دُونَ تَأْوِيلٍ وَلَا تَحْصِيصٍ فَلَا شَكَّ فِي كُفْرِهِمْ وَلَا بِالْعَوَائِفِ كُلِّهَا قَطْعًا إجماعاً لا سُدْعًا (شفاء قاضی عیاض)

ص ۳۶۲، مطبوعہ ہند

اور علامہ سید محمود آلوسیؒ مفتی بغداد اپنی تفسیر روح المعانی میں اسی اجماع کو الفاظ

ذیل میں نقل فرماتے ہیں:-

”اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا خاتم النبیین ہونا ان مسائل میں سے ہے جس پر تمام آسمانی کتابیں ناظر ہیں، اور احادیث نبویہ اس کو بوضاحت بیان کرتی ہیں اور تمام امت کا اس پر اجماع ہے، پس اس خلاف کا مدعی کافر یا اگر تو بہ نہ کرے تو قتل کر دیا جائے۔“

وَكُونَهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَاتِمَ النَّبِيِّينَ مِمَّا تَلَقَّيْتُ بِهِ الْكِتَابُ وَصَدَّعْتُ بِهِ الشَّيْءَ وَ اجْمَعَتِ عَلَيْهِ الْأُمَّةُ فَيَكْفُرُ مَنْ عَمِيَ خِلَافُهُ وَيُقْتَلُ إِنْ أَصَرَّ.

(روح المعانی، ص ۶۵، ج ۴)

اور اسی مضمون کو علامہ ابن حجر مکیؒ نے اپنے فتاویٰ میں اس طرح بیان فرمایا ہے :-
 دَمِنَ اَعْتَقَدَ وَحَيًّا بَعْدَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَفَرًا بِاجْتِمَاعِ الْمُسْلِمِينَ . | "اور جو شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی
 اور ملا علی قاریؒ شرح فقہ اکبر میں فرماتے ہیں :-

وَدَعَوَى الشُّبُوهَ بَعْدَ نَبِيِّنَا صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَفَرًا بِالْاجْتِمَاعِ (شرح فقہ اکبر ص ۳۲۸) | "اور ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت
 کا دعویٰ باجماع کفر ہے :-

حضرات صحابہ تابعین کی شہادتیں ختم نبوت پر

اگرچہ اجماع صحابہ کی مذکورہ بالا نقل کے بعد ضرورت نہیں کہ صحابہ اور ائمہ سلف کے
 فرادی فرادی شخصی اقوال نقل کئے جائیں ، لیکن تائید کے طور پر چند آثار صحابہ و تابعین
 لکھ کر ان حضرات صحابہ کے اسرار گرامی پیش کئے جاتے ہیں ، جن سے ختم نبوت کی تصریحات
 کسی حدیث میں منقول ہیں :-

حضرت صدیق اکبرؓ نے ایک طویل کلام کے ذیل میں واقعہ ردت کے وقت
 ارشاد فرمایا ہے :-

قَدْ انْقَطَعَ الْوَحْيُ وَتَمَّ الدِّينُ لَا يَتَقَعُّ | "اب دین منقطع ہو چکی اور دین الہی تمام ہو چکا ،
 وَانْأَخَى . رواه النسائي بهذا اللفظ معناه | کیا مسیری زندگی ہی میں اس کا نقصان شروع
 في الصحيحين (الرياض المنفردة ص ۹۸ ج ۱) ہو جائے گا ؟ :-

نیز حضرت صدیقؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے وقت فرمایا :-
 الْيَوْمَ قَدَّ نَا الْوَحْيُ وَبَيْنَ عِنْدَ اللهِ عَزَّوَجَلَّ الْكَلَامَ . رواه ابو اسنعمل الهمذلي | آج ہم وحی کو اور خدا کی جانب سے کلام کو
 في دلائل التوحيد (کنز العمال ص ۵۰ ج ۳) گم کر چکے ہیں :-

حضرت فاروق اعظمؓ - صحیح بخاری ، ص ۳۶۰ ج ۱ میں اسی مضمون کا کلام حضرت
 صدیق اکبرؓ اور فاروق اعظمؓ دونوں حضرات سے منقول ہے ۔
 اور حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی تو

ایک روز حضرت صدیق اکبرؓ نے حضرت عمرؓ سے فرمایا کہ چلو اُمّ ایمنؓ کی زیارت کرائیں، کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی اُن کی زیارت کے لئے تشریف لے جایا کرتے تھے۔ حضرت انسؓ کا بیان ہے کہ ہم تینوں دہاں گئے، اُمّ ایمنؓ ہمیں دیکھ کر رونے لگیں، ان دونوں حضرات نے فرمایا، دیکھو اُمّ ایمنؓ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے وہی بہتر ہے جو اللہ کے نزدیک آپ کے واسطے مقدس ہے، انھوں نے کہا کہ :-

قَدْ عَلِمْتُ اِنَّمَا عِنْدَ اللَّهِ خَيْرٌ لِّسُؤْلِ اللَّهِ
مَلَى اللَّهِ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَكِنْ اُكْبِرُ عَلَى خَيْرِ
السَّمَاءِ قَدْ اُنْقَطَعَ عَنَّا رَسُوْلُهُ
یہ تو میں بھی جانتی ہوں کہ آپ کے لئے وہی بہتر ہے جو اللہ کے نزدیک ہے لیکن میں اس پر روتی ہوں کہ آسمانی خبریں ہم سے منقطع ہو گئیں (کذا فی الکفر، ص ۴۴)

دونوں حضرات بھی یہ سن کر اُن کے ساتھ رونے لگے۔

اور مواہب لدنیہ میں ہے کہ حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے وقت فرط غم سے اول تو حضرت عمرؓ آپ کی وفات ہی انکار کرتے رہے، پھر جب حضرت صدیقؓ نے سمجھایا تو قلق و اضطراب میں ایک طویل کلام کے ذیل میں فرمایا :-

يَا بَنِي اَنْتَ دَامِي يَا رَسُوْلَ اللَّهِ قَدْ بَلَغْتَ
مِنْ فَضِيْلَتِكَ عِنْدَهُ اَنْ بَعَثْتَ اٰخِرَ
الْاَنْبِيَاءِ وَذَكَرَكَ فِيْ اَوَّلِهِمْ فَقَالَ تَعَالٰى
اِذَا اَخَذْنَا مِنَ النَّبِيِّيْنَ مِثْقَاتِهِمْ وَمِنْكَ
وَمِنْ نُوْحٍ (مواہب، ص ۴۹۶ ج ۲)
یا رسول اللہ میرے ماں باپ آپ پر قرباں ہوں
آپ کی فضیلت اللہ کے نزدیک اس درجہ کو پہنچی
ہوئی ہے کہ آپ کو سب انبیاء کے بعد بھیجا اور آپ
کا ذکر سب سپید فرمایا، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے
کہ جب ہم نے انبیاء سے عہد لیا اور آپ سے
اور نوح (علیہ السلام) سے :-

حُضْرَت عَلٰی کَرَمِ اللہ وَجْہِہٖ رَسُوْلُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے شمائل بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں
يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْ كَفَيْتَنِيْ حَاقَاتِ السُّبُوْرَةِ وَهُوَ حَاقَاتِ
النَّبِيِّيْنَ (رواہ الترمذی فی الشمائل ص ۷۸)
آپ کے دونوں شانوں کے درمیان ہر نبوت
ہے اور آپ انبیاء کے ختم کرنے والے ہیں :-
حضرت علیؓ کے اس کلام سے یہ بھی معلوم ہوا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پشت
مبارک پر مہر نبوت ہونا یہ آپ کے آخر الانبیاء ہونے کی علامت ہے۔

صاحب مجمع البحار اور شمائل ترمذی کے شارحین ملا علی قاریؒ اور شیخ عبدالرؤف
منادویؒ وغیرہ علماء نے بھی اس کی تصریح فرمائی ہے۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے شاگرد حضرت سلامہ کندیؓ تابعی بیان کرتے ہیں کہ حضرت علیؓ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود کے لئے الفاظ ذیل ہیں سکھایا کرتے تھے :-

”اے اللہ زمینوں کے سمجھانے والے اور آسمانوں کے پیدا کرنے والے اپنی پاک رحمتیں اور بڑھنے والی برکتیں اور ہر بانی و شفقت ہمارے آقا محمدؐ پر فرما جو تیرے بندے اور رسول ہیں، بندہ و دروازوں کے کھولنے والے اور ہر قسم کی نبوت لیسما سبق اھ

(شفار قاضی عیاض)

یہ طویل عبارت درود حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے عام کتب و طائف و حزب الاغظم وغیرہ میں بھی منقول ہے۔

نیز قاضی عیاضؒ نے شفاء میں حضرت علیؓ سے نقل کیا ہے کہ ایک مرتبہ آیت کریمہ اِنَّ اللّٰهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ تِلَاوَت فرمائی، اور پھر الفاظ ذیل میں درود پڑھا :-

اللّٰهُ تَعَالٰی حَرِّمٌ کَرِیْمٌ کِی رَحْمَتِیْنِ اُوْر مُقَرَّبٌ فَرَشْتُوْنِ
کِی اُوْر صَدِیْقِیْنِ وَ شَہِیْدِیْنِ وَ صَاحِبِیْنِ کِی جَب
تَمَکْ کَہ لَے رُبِّ الْعَالَمِیْنَ تِیْرَے لَے کُوْنِیْ تَے
تَسْبِیْحْ کَرْتِی رَہے حَضْرَتِ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰہِ پَر نَازِل
ہوں، جو کہ خَاتَمُ النَّبِیِّیْنَ ہِیْنِ ۛ

(شرح شفاء، قاضی عیاض، ص ۵۰۳-۵۰۴)

اور حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے ابن ماجہ اور بیہقی نے الفاظ ذیل روایت

لہ ابن حبان نے سلامہ کندیؓ کو ثقات تابعین میں شمار کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ وہ حضرت علیؓ سے احادیث روایت کرتے ہیں، اور درونثور میں لکھا ہے کہ اس سند سے تو روایت ضعیف ہے، لیکن یہ دوسری کئی سندوں سے مروی ہے جن کے رجال صحیح بخاری کے رجال ہیں، مگر وہ مرسل ہیں، اس شرح شفاء عیاض الخفاجی، ص ۵۲۲ ج ۱۲۔

کئے ہیں۔

اللَّهُمَّ اجْعَلْ صَلَواتِكَ وَبَرَکاتِكَ وَرَحْمَتَكَ
عَلَى سَيِّدِ الْمُرْسَلِينَ وَآمَامِ الْمُتَّقِينَ وَ
خَاتِمِ النَّبِيِّينَ اه (شرح شفاء ۳۷۵)

”اے اللہ اپنے درود اور برکتیں اور رحمت رسولوں
کے سردار اور متقیوں کے امام اور انبیاء کے
ختم کرنے والے پر نازل فرما“

اور محدث دہلوی نے اس کو مرفوعاً بھی روایت کیا ہے، لیکن حافظ ابن حبیب کہتے ہیں
کہ صحیح یہی ہے کہ موقوف ہے۔

حضرت ابن ابی اوفیؓ نے کسی نے دریافت کیا کہ آپ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم کے صاحبزادہ ابراہیمؑ کو دیکھ لیا ہے؟ انہوں نے جواب دیا کہ ہاں، اور پھر فرمایا۔

لَوْ قَدْ رَأَى نَيْكُونُ بَعْدَهُ نَبِيٌّ لَعَاشَ
إِبْرَاهِيمُ (صحیح بخاری)

”اگر یہ مقدر ہوتا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کے بعد کوئی نبی ہوگا تو ابراہیمؑ زندہ رہتے“

حضرت انسؓ سے سنی نے دریافت کیا کہ حضرت ابراہیمؑ کی عمر بوقت وفات
کیا تھی؟ آپ نے فرمایا کہ:-

مَا مَلَأَ مَعْدَهُ دَلْوٌ بَقِيَ لَكَانَ نَبِيًّا
فَكِنْ لَمْ يَبْقَ لِأَنَّ نَبِيَّكُمْ آخِرُ الْأَنْبِيَاءِ

”وہ تو گہوارہ (جھولے) کو بھی پورا نہیں بھر سکے
یعنی بچپن ہی میں انتقال ہو گیا، اور اگر وہ باقی
رہتے تو نبی ہوتے لیکن اس لئے باقی نہ رہے کہ تمہارا
نبی آخری نبی ہیں“

تدخیص التاریخ الکبیر لابن عساکر ص ۲۹۳

حضرت کعب احبارؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نام اہل جنت
کے نزدیک عبدالکریم ہے، اور اہل دوزخ کے نزدیک عبدالجبار، اور صحف آسمانی میں
عاقب اور زبور میں فاروق، کذا فی شرح الشائل للمناوی۔

اور حقہ دوم کی احادیث میں گزر چکا ہے کہ عاقب کے معنی خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم نے یہ بیان فرمائی ہیں کہ اس کے بعد کوئی اور نبی پیدا نہ ہو۔

حضرت وہب بن منبہؓ جو کتب سابقہ کے مشہور عالم ہیں فرماتے ہیں کہ خداوند عالم
نے امت محمدیہؐ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کی نسبت ایک طویل کلام میں ارشاد فرمایا ہے:-

اٰخِرُ نَبِيٍّ مِّنْ اٰلِ اِيْمٰنٍ الَّذِيْ بَدَا لَهُ
تفسير كثير، ص ۹۵ ج ۸ سورۃ اعراب، طبع تہذیب بنو کم
" میں انہی پر وہ خیر ختم کروں گا جس سے
میں نے اول شروع کیا ہے "۔
حضرت ابو جعفر محمد بن علیؑ سے سیوطیؒ نے خصائص کبریٰ، ص ۲ ج ۱

میں نقل کیا ہے :-

اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰی لَمَّا اَخَذَ مِنْ بَنِي اٰدَمَ
مِنْ ظُهُورِهِمْ ذُرِّيَّاتِهِمْ وَاَشْهَدَهُمْ
عَلٰى اَنْفُسِهِمْ اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ كَانَ مُحَمَّدٌ
مَّالِی اللّٰهَ عَلَیْهِ وَسَلَّمٌ اَوَّلَ مَنْ
قَالَ بَلٰی وَلِذٰلِكَ صَارَ يَتَقَدَّمُ
الْاَنْبِیَاءَ وَهُوَ اٰخِرُ مَنْ بُعِثَ .
(خصائص، ص ۲ ج ۱)

حضرات صحابہ و تابعین کے آثار و اقوال کو اگر مع عبارات جمع کیا جائے تو یقیناً
رسالہ ایک دفتر بن جائے گا، اور پھر بھی استیعاب متغذ رہے، اس لئے بغرض اختصار
ان صحابہ کرام کے اسماء گرامی نقل کر دینے پر اکتفا کیا جاتا ہے جن سے تصریح ختم نبوت کے قطعی ثبوت پر
تقریریں منقول ہیں، یا انھوں نے ختم نبوت کی احادیث مرفوعہ روایت کی ہیں جو مع حوالہ
کتب حدیث اور تصریح اسماء صحابہ اسی رسالہ کے حصہ دوم میں گذر چکی ہیں کیونکہ جو صحابی
کسی مسئلہ کے متعلق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی حدیث روایت کرتا ہے ظاہر یہی
ہے کہ اس مسئلہ میں اس کا وہی اعتقاد و مذہب ہوگا جو اس حدیث میں مذکور ہے ۔

ان صحابہ کرام کے اسماء گرامی | حضرت صدیق اکبرؓ، حضرت فاروق اعظمؓ، حضرت علیؓ، حضرت
جو ختم نبوت کے ثبوت میں ہیں | عبداللہ بن عمرؓ، حضرت عائشہؓ، حضرت ابی بن کعبؓ، حضرت
انسؓ، حضرت حسنؓ، حضرت عباسؓ، حضرت زبیرؓ، حضرت سلمانؓ، حضرت مغیرہؓ،
حضرت سعد بن ابی وقاصؓ، حضرت ابوذرؓ، حضرت ابوسعید خدریؓ، حضرت ابوہریرہؓ،
حضرت جابر بن عبد اللہؓ، حضرت جابر بن سمورؓ، حضرت معاذ بن جبلؓ، حضرت ابوالدرداءؓ،
حضرت حذیفہؓ، حضرت ابی بن عباسؓ، حضرت خالد بن ولیدؓ، حضرت عبداللہ بن زبیرؓ،
حضرت عقیل بن ابی طالبؓ، حضرت معاذ بن جندہؓ، حضرت ہزبن حکیمؓ، حضرت حمر بن ملجمؓ

حضرت بربیعہؓ، حضرت زید بن ابی اوفیؓ، حضرت عوف بن مالکؓ، حضرت نافعؓ، حضرت مالک بن حویرثؓ، حضرت سفینہ مولیٰ حضرت ام سلمہؓ، حضرت ابوالطفیلؓ، حضرت نعیم ابن مسعودؓ، حضرت عبداللہ بن عمروؓ، حضرت ابو حازمؓ، حضرت ابومالک اشعریؓ، حضرت اُم کرؓ، حضرت زید بن حارثہؓ، حضرت عبداللہ بن ثابتؓ، حضرت ابوقحافہؓ، حضرت نعمان بن بشرؓ، حضرت ابن غنمؓ، حضرت یونس بن میسرہؓ، حضرت ابوبکرہؓ، حضرت سعید بن جہیمؓ، حضرت سعدؓ، حضرت زید بن ثابتؓ، حضرت عباس ابن ساریہؓ، حضرت زید بن ارقمؓ، حضرت مسعود بن مخزومؓ، حضرت عروہ بن رویمؓ، حضرت ابوامامہ باہلیؓ، حضرت تمیم داریؓ، حضرت محمد بن حزمؓ، حضرت سہیل بن سعدؓ، حضرت ابی سعیدؓ، حضرت ابوہریرہؓ، حضرت خالد بن معدانؓ، حضرت عمرو بن شعیبؓ، حضرت مسلم بن نفیلؓ، حضرت قرۃ بن ایاسؓ، حضرت عمران بن حصینؓ، حضرت عقبہ بن عامرؓ، حضرت ثوبانؓ، حضرت ضحاک بن نوفلؓ، حضرت مجاہدؓ، حضرت مالکؓ، حضرت اسماء بنت عمیسؓ، حضرت حبشہ بن جنادہؓ، حضرت عبداللہ بن حارثؓ، حضرت سلمہ بن اکوعؓ، حضرت عکرمہ بن اکوعؓ، حضرت عمرو بن قیسؓ، حضرت عبدالرحمن بن سمرہؓ، حضرت عہدہ بن مالکؓ، حضرت ابوقبیلہؓ، حضرت ابولوسی اشعریؓ، حضرت عبداللہ بن مشعود۔

یہ اتنی حضرات میرے مقدمہ کے گواہوں کی پہلی قسط ہیں، جو مرزا جی کی نبوت کے گواہ کنہیالال وغیرہ نہیں بلکہ آفتاب نبوت کی شعاعیں، ہدایت کے ستارے، علوم نبوت کے وارث، ثقاہت و دیانت کے مجسمے، علم و عمل میں سارے عالم کے مسلم اُستاد، صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی مقدس جماعت کے افراد ہیں۔

اَدْلٰیكَ اَبَايَیْ فَجِئْتَنِيْ بِسَلَامٍ ۝ اِذَا جَمَعْتُمْ سَايَا غُلَامٍ الْمَجَامِیْ

یہ میرے مقتدر ہیں پس (اگر دعویٰ ہے) اے غلام احمد مجلس میں ان کی مثال پیش کر

اس فرشتہ صفت جماعت پر اگر میں فخر کروں تو بجا ہے۔

دلے دارم جواہر خانہ عشق است تحویش

کہہ دارو زہر گردوں میر سامانے کہ من دارم

یہ صحابہ کی جماعت ہے۔ ہم تو بحمد اللہ تعالیٰ ان کے اقتدار کو ذریعہ نجات اور سرمان نبوی مَا اَنَا عَلَيْهِ وَاَصْحَابِيْ کی تعمیل سمجھتے ہیں، اگر یہ حق پر ہیں تو ہم بھی اس

متبع ہیں، اور اگر حق رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہؓ کے اُسوۂ حسنہ کے سوا کسی اور چیز کا نام ہے تو ہم شرح صدر سے کہتے ہیں کہ میں ایسے مرزائی حق کی ضرورت نہیں ۵

وَرَشَادِيْ اِنْ يُّكُنْ فِيْ سَلَوٰتِيْ ذَكَرْتُ لَسْتُ اَذْفَىٰ بِالرَّشَادِ

۵ اور اگر میری ہدایت اسی میں منحصر سمجھی جائے کہ میں آپ کی محبت سے علیحدہ ہو جاؤں

تو مجھے اپنے حال پر چھوڑ دوں ایسی ہدایت نہیں چاہتا ۵

اس کے بعد ہم اپنے دعوے کی شہادت میں اساطین امت، ائمہ اسلام اور علماء سلف کو پیش کرتے ہیں، لیکن یہ ایک ایسا دریائے ناپید لکنا رہے کہ اُن کی شہادتیں مٹانے اور مٹنے کے لئے عمرِ نوح (علیہ السلام) چاہئے، اس لئے نہایت اختصار کے ساتھ بغیر کسی تحقیق و تفتیش اور اتقراء اور نتیجہ کے جن اکابر علماء کے اقوال اس باب میں سامنے آگئے ہیں، ان کو ہدیہِ ناظرین کیا جاتا ہے۔ لیکن یہ بات اس قدر وسیع ہے کہ پھر بھی تطویل کا اندیشہ ہے، اس لئے بغرض اختصار چند حضرات علماء اور ان کی تصانیف کی عبارتیں نقل کر نیسے بجائے صرف اُن کے اسماء گرامی کی تصریح اور حوالہ کتاب پر اکتفا کیا جاتا ہے، البتہ کہیں کہیں کوئی خاص عبارت بھی لکھ دی گئی ہے، اور اس بیان کو بغرض سہولت طبقاتِ اہل علم پر تقسیم کیا جاتا ہے، مثلاً طبقات المحدثین، طبقات المفسرین، طبقات الفقہاء وغیرہ۔

ضروری اطلاع طبقات علماء کے تحریر کرنے میں یہ مشکل پیش نظر ہے کہ بعض بلکہ اکثر علماء سلف جس پایہ کے محدث ہیں اُسی رتبہ کے مفسر اور فقیہ بھی ہیں اب اُن کے اسماء گرامی کو کس طبقہ میں لیا جائے، نیز یہ کہ تقدیم و تاخیر میں اُن کے مراتب و درجات کا لحاظ بھی دشوار ہے۔ لیکن چونکہ اصل مقصد سے اس بات کا کوئی تعلق نہیں، اس لئے اس بات میں ہم نے تحقیق و تعقیق کو چھوڑ کر زیادہ توسیع سے کام لیا ہے، اور سرسری طور پر اپنے نزدیک جس طبقہ میں جس عالم کی شہرت معلوم ہوئی اسی طبقہ میں اُن کا نام درج کر دیا، اور اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔

وَمَا تَوْفِيقِيْ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ

طبقات المحدثين

اس باب میں ہم سب سے پہلے اُن حضرات محدثین کے اسماء گرامی پیش کرتے ہیں جنہوں نے ختم نبوت کے متعلق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے احادیث روایت کی ہیں اور اختلاف رائے یا تاویل و تخصیص کو اس میں ظاہر نہیں فرمایا، بلکہ اس کو بعینہ اپنی ظاہری مراد میں تسلیم کیا ہے۔ اور چونکہ وہ تمام احادیث مع حوالہ صفحات کتاب اور تصریح اسماء محدثین اسی رسالہ کے حصہ دوم میں گزر چکے ہیں، اس لئے اب مکرر حوالہ صفحات یا نقل عبارات بالکل زائد سمجھ کر صرف اُن حضرات محدثین کے اسماء گرامی شمار کرنے پر اکتفا کیا جاتا ہے جن سے ہم نے روایات حدیث لی ہیں:-

امیر المؤمنین فی الحدیث امام بخاری، امام المحدثین امام مسلم، نسائی، ابوداؤد سجستانی
ترمذی، ابن ماجہ، امام مالک، امام احمد بن حنبل، طحاوی، ابن شیبہ، ابوداؤد طیالسی،
طبرانی، ابن کثیر، ابو نعیم، ابن جبان، ابن عساکر، حکیم ترمذی، حاکم، ابن سعد، شیخی،
ابن خضیر، ضیاء، ابوالعلی، محسن بنوفی، دارمی، خطیب، سفید بن منصور، ابن مرقہ
ابن ابی الدنیاء، ویلی، ابن ابی حاتم، ابن النجار، برادر، ابوسعید بادردبی، ابن عدی،
رافعی، ابن عثره، ابن راہوئے، ابن جوزی، قاضی عیاض، عبد بن حمید، ابونعیر عمری، ترمذی
ابن منذر، دارقطنی، ابن اثیری، تلمیذ نسائی، رویانی، طبری فی الریاض النضرۃ، خطاب بن یحییٰ
حافظ ابن حجر در شرح بخاری، علامہ عینی در شرح بخاری، قسطلانی در شرح بخاری، نووی
در شرح مسلم، صاحب سراج الالاج در شرح مسلم، سندھی در حاشیہ نسائی، شاہج
ترمذی، معینی۔

یہ ان محدثین کے اسماء گرامی ہیں جنہوں نے ختم نبوت کی احادیث مرفوعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت فرمائیں، اور بغیر کسی تاویل و تفصیص کے قبول کی ہیں، اس کے بعد اس مقدس جماعت کے چند خصوصی کلمات بھی بطور نمونہ پیش کئے جاتے ہیں، جن میں ان حضرات نے مسئلہ ختم نبوت پر روشنی ڈالی ہے۔

امام الحدیث قاضی عیاضؒ کی مفصل عبارت مجاہدؒ نے ملاحظہ فرمائی ہے جس

میں انھوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر ہر قسم کی نبوت کا اختتام قرآن و حدیث سے ثابت کرنے کے بعد یہ دعویٰ کیا ہے کہ امت کا اجماع ہے کہ یہ آیات و احادیث بالکل اپنے حقیقی اور ظاہری معنی پر محمول ہیں، ان میں کسی قسم کی تاویل و تخصیص نہیں چل سکتی۔ شیخ الاسلام ابو زرعہ عراقیؒ خاتم نبوت کے بارے میں ارشاد فرماتے ہیں:-

وَالْإِشَارَةُ بِهِ إِلَى أَنَّهُ خَاتِمُ
الْأَنْبِيَاءِ (کنزانی شرح الشماثل) | ”مہر نبوت سے اس طرف اشارہ ہے کہ آپ

انبیاء کے ختم کرنے والے ہیں۔“

اسی طرح محدث عبد الرؤف منادیؒ اپنی شرح شمائل میں فرماتے ہیں:-

وإضافته إلى النبوة لِأَنَّهُ آيَةٌ
تَمَامِهَا إِذَا الشَّيْءُ يُخْتَمُ بَعْدَ
تَمَامِهِ - | ”مہر نبوت کی اضافت نبوت کی طرف اس لئے

ہے کہ وہ اختتام نبوت کی علامت ہے، کیونکہ مہر

کسی شے پر جب ہی ہوتی ہے جب وہ ختم ہو چکے۔“

اور حافظ حدیث علامہ ابن کثیرؒ کی طویل اور مفصل عبارت آیت خاتم النبیین کی

شرح کرتے ہوئے اسی رسالہ کے پہلے حصہ میں لکھی جا چکی ہے، جس میں آپؐ نے نہ فقط مسئلہ

زیر بحث پر ایک فیصلہ کن تقریر فرمائی ہے، بلکہ ساتھ ہی یہ بھی بتلایا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ

علیہ وسلم کے بعد ہر مدعی نبوت کذاب و دجال ہے، خواہ کتنے ہی خرقہ عادت اور کرامات و

عجاایات دکھلائے (تفسیر ابن کثیر، ص ۸۹ ج ۱، طبع قدیم مع بغوی)

علامہ زرقانیؒ کی عبارت بھی پہلے حصہ میں اسی جگہ گزر چکی ہے، جس میں فرمایا ہے

کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیات میں سے ہے کہ آپؐ آخری نبی ہیں۔

علامہ مستطبیؒ نے فرمایا ہے:-

لَإِنَّ نَبُوءَتِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ الْمَعْلَمُ الْوَحْدِيُّ (مواہب لدنیہ) | ”اس لئے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات

کے بعد وحی منقطع ہو چکی ہے۔“

اور تیسری صدی کے مجدد امام طحاویؒ نے اپنے رسالہ ”عقیدہ طحاویہ“ میں

تفسیر فرمایا ہے:-

وَكُلُّ دَعْوَى بَعْدَهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ بَغْيٌ
وَهُوَ الْمُبْعُوثُ إِلَى الْجَنَّةِ وَ
كَافَّةُ الْوَرَى (عقیدہ، ص ۱۱۴)

”ادھر دعویٰ نبوت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے

بعد بغاوت اور گمراہی ہے اور آپؐ ہی تمام

مخلوق جن دافس کے لئے رسول ہیں۔“

حافظ ابن قیمؒ نے اپنے رسالہ ”الفرقان بین اولیاء الرحمن واولیاء الشیطان“ میں کئی جگہ (ص ۶ و ۱۲۳ و ۵۶ وغیرہ) اسی مضمون کی تصریح فرمائی ہے جن میں سے ایک عبارت یہ ہے۔

”سب انبیاء علیہم السلام کے پاس اللہ تعالیٰ کی طرف سے وحی آتی ہے، بالخصوص ہمارے نبی محمدؐ کی جو اپنی نبوت میں کسی اور کے محتاج نہیں ہیں اور اسی لئے آپؐ کی شریعت نہ کسی نبی سابق کی محتاج اور نہ آئندہ آنے والے کی، بخلاف آپؐ کے علاوہ دوسرے انبیاء کے، اس لئے کہ مسیح علیہ السلام نے اپنی شریعت کے اکثر حصے میں تورات کا حوالہ دیا، اور شریعت تورات کی تکمیل کرنے کے لئے خود حضرت مسیحؑ تشریف لائے اور اسی لئے نصاریٰ اس شریعت کے محتاج تھے، جو حضرت مسیحؑ سے پہلے ظہور میں آچکی تھیں، مثل تورات و زبور اور پورے پورے نبوتوں کے۔ اور ہم سے پہلی امتیں محدثوں کی بھی محتاج تھیں بخلاف امت محمدؐ کی صاحبہا اسلام کے کہ نہ وہ کسی نبی کی محتاج ہے اور نہ کسی محدث کی، بلکہ اللہ تعالیٰ نے آپؐ کے لئے فضاائل اور علوم اور اعمال و اخلاق اس قدر جمع کر دیئے ہیں جو تمام انبیاء سابقین میں مفسر و مقرر طور پر موجود تھے۔“

(الفرقان، ص ۵۶)

وَالْأَنْبِيَاءُ كُلُّهُمْ يَأْتِيهِمُ الْوَحْيُ مِنَ اللَّهِ تَعَالَى لَا سَبِيحًا مُحَمَّدٌ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَقَدْ كُنَّا فِي نُبُوَّتِهِ مُحْتَاجًا إِلَى غَيْرِهِ فَلَمْ نَحْتَجْ شَيْئًا مِنْهُ لَا إِلَى نَبِيِّ سَابِقٍ وَلَا إِلَى لَاحِقٍ بِخِلَافِ غَيْرِهِ فَإِنَّ الْمَسِيحَ أَحَالَهُمْ فِي أَكْثَرِ الشَّرِيعَةِ عَلَى التَّوْرَةِ وَشَرِيعَةِ التَّوْرَةِ جَاءَ الْمَسِيحَ يَكْمِلُهَا وَلِهَذَا كَانَ النَّصَارَى مُحْتَاجِينَ إِلَى السُّبُوتِ الْمُتَقَدِّمَةِ عَلَى الْمَسِيحِ كَالْتَّوْرَةِ وَالتَّزْوِيرِ وَمَا الْأَرْبَعُ وَالْعِشْرِينَ نُبُوَّةً وَكَانَ الْأَمَمُ قَبْلَنَا مُحْتَاجِينَ إِلَى الْمُحَدِّثِينَ بِخِلَافِ أُمَّةٍ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَإِنَّ اللَّهَ تَعَالَى أَغْنَاهُمْ بِهِ فَلَمْ يَحْتَاجُوا مَعَهُ لَا إِلَى نَبِيِّ وَلَا إِلَى مُحَدِّثٍ بَلْ جَبَّ لَهُ مِنَ الْفَضَائِلِ وَالْمُعَارِفِ الْأَعْمَالِ الصَّالِحَةِ مَا فَتَرَهُ فِي غَيْرِهِ مِنَ الْأَنْبِيَاءِ

یزعلام موصوف نے اپنی کتاب زاد المعاد میں بھی اس مضمون پر روشنی ڈالی ہے۔ اور محدث قسطلانیؒ شارح بخاری نے اپنی کتاب مواہب لدنیہ میں مسئلہ ختم نبوت کو متعدد مقامات میں تفصیلاً و اجمالاً ذکر فرمایا ہے، جس کی بعض عبارات اس رسالہ کے حصہ اول میں آیت خاتم النبیین کے ماتحت گذر چکی ہیں، اسی کتاب میں تحریر فرماتے ہیں کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ اقدس کی زیارت کرے تو یہ دعا پڑھنا چاہئے :-

السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا سَيِّدَ الْمُرْسَلِينَ | ”اے رسولوں کے سردار اور انبیاء

وَحَاثِمَ النَّيْتَيْنِ (مواہب، ص ۹۷۵) | ختم کرنے والے آپ پر سلام :
 نیز امام الحدیث ابو نعیم نے اپنی مسند صفحہ ۳ میں اور حافظ حدیث علامہ ابن تیمیہؒ
 نے ”جواب صحیح لمن بدل دین المسیح“ میں اور حضرت شاہ ولی اللہ نے اعتقاد الصحیح وغیر میں
 اس مضمون کی تصریح فرمائی ہے۔

علامہ خفاجی شفاء قاضی عیاض کی شرح میں فرماتے ہیں :-

فَإِنَّهُ لَا نَبِيَّ وَلَا رَسُولَ يُرْسَلُ بَعْدَهُ | اس لئے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد
 وَلَا فِي عَهْدِهِ . | نہ کوئی نبی نہ رسول مآوردہ آپ کے عہد مبارک میں :-

نیز علامہ موصوف شرح شفاء میں تحریر فرماتے ہیں :-

وَكَذَلِكَ قَالَ ابْنُ الْقَاسِمِ فِي مَنْ تَنَبَّأَ
 وَزَعَمَ أَنَّهُ يُوحَى إِلَيْهِ وَقَالَ سَحْنُونُ
 وَقَالَ ابْنُ الْقَاسِمِ فِيمَنْ تَنَبَّأَ أَنَّهُ
 كَالْمُرْتَدِّ سَوَاءٌ كَانَ دَعَا ذَلِكَ إِلَى مَتَابَعَةِ
 نُبُوَّتِهِ سِرًّا كَانَ أَوْ جَهْلًا كَسَيِّئَةِ
 لَعْنَةِ اللَّهِ وَقَالَ أَصْبَغُ بْنُ الْفَرَجِ
 مَنْ زَعَمَ أَنَّهُ نَبِيٌّ يُوحَى إِلَيْهِ كَالْمُرْتَدِّ
 فِي أَحْكَامِهِ لِأَنَّهُ قَدْ كَفَرَ بِكِتَابِ اللَّهِ
 لِأَنَّهُ كَذَّبَ بِهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي
 قَوْلِهِ أَنَّهُ حَاثِمُ النَّيْتَيْنِ وَلَا نَبِيَّ
 بَعْدَهُ مَعَ الْفَرِيْقَةِ عَلَى اللَّهِ .

” اور ایسے ہی ابن قاسم نے اس شخص کے متعلق کہا کہ
 جو دعویٰ نبوت کرے اور کہے کہ مجھ پر وحی آتی ہے، اور یہ
 سحنون کا بیان ہے۔ اور ابن قاسم مدعی نبوت کے
 بائیس میں فرماتے ہیں کہ وہ مثل مرتد کے ہے، برابر ہے کہ
 وہ لوگوں کو اپنی نبوت کے اتباع کی دعوت دے یا نہ دے
 پھر یہ دعویٰ خفیہ ہو یا علانیہ، جیسے میلہ کذاب لعنہ
 تعالیٰ۔ اور اصبح بن الفرخ فرماتے ہیں کہ جو شخص
 یہ کہے کہ میں نبی ہوں اور مجھ پر وحی آتی ہے وہ احکام
 میں مثل مرتد کے ہے، اس لئے کہ وہ قرآن کا منکر ہو گیا
 اور اس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس قول میں جھٹلایا
 کہ آپ خاتم النبیین ہیں اور آپ کے بعد کوئی نبی

نہیں اور اس کے ساتھ اللہ تعالیٰ پر افتراء بھی باندھا کہ اس نے مجھے نبی بنایا ہے :-

اس کے بعد اس کے کفر و ارتداد کی وجہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں :-

لِأَنَّهُ مَكْذِبٌ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 فِي قَوْلِهِ الَّذِي نَقَلَهُ عَنْهُ الثِّقَاتُ لَا نَبِيَّ
 بَعْدِي أَمْ لَا يَنْبَأُ أَحَدٌ بَعْدَ مُبُوَّتِي .

” اس لئے کہ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تکذیب
 کرنے والا ہے اس قول میں، جس کو ثقات نے
 نقل فرمایا ہے، کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا
 یعنی کسی کو میرے بعد جدید نبوت نہ دی جائے گی :-

(خفاجی شرح شفاء، ص ۴۳۰ ج ۲)

اور ابن جبارؒ فرماتے ہیں :-

مَنْ ذَهَبَ إِلَى أَنَّ الشُّبُهَةَ مُكْتَسَبَةٌ
لَا تَنْقُطُ أَوْ إِلَى أَنَّ الْوَلِيَّ أَفْعَلُ مِنْ لَيْثِي
فَعُوْزِي نَدِيْقٌ يَجِبُ تَمْلُؤُهُ .

نہر ثانی میں ۱۸۸ ج ۶

اور شفا قاضی عیاضؒ میں ہے :-

وَقَدْ قَتَلَ عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ مَرْوَانَ
الْحَارِثَ الْمُتَنَبِّئِيَّ وَصَلَبَهُ وَقَعَلَ ذَلِكَ
غَيْرُ وَاحِدٍ مِنَ الْخُلَفَاءِ وَالْمُلُوكِ بِأَشْبَاهِهِمْ
وَأَجَبَتْ عُلَمَاءُ دُفْعِهِمْ عَلَى صَوَابٍ فَعْلِهِمْ
وَالْمُخَالَفُ فِي ذَلِكَ مِنْ كُفْرِهِمْ كَافِرٌ .

راز الکفار ص ۴۳

اور شرح شفا میں ہے :-

وَكَذَلِكَ نُكْفِرُ مَنْ ادَّعَى نُبُوَّةَ أَحَدٍ مَعَ
نَبِيِّنَا صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيْ فِي زَمَانِهِ
كَمِثْلَةِ الْكَذَّابِ وَالْأَسْوَدِ الْعَسَنِيِّ أَوْ
ادَّعَى نُبُوَّةَ أَحَدٍ بَعْدَهُ فَإِنَّهُ خَاتِمُ النَّبِيِّينَ
يَمُتُّ الْقُرْآنَ وَالْحَدِيثَ فَهَذَا الْكُذْبُ
اللَّهُ وَرَسُولُهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
كَالْعِيسَوِيَّةِ (شرح شفا)

اور صبح الاعشى صفحہ ۳۰۵ ج ۱۳ میں ہے :-

وَهَاتَانِ الْمَسْئَلَتَانِ مِنْ جُمْلَةِ مَا كُفِّرَ
بِهِ بِتَجْوِيزِ الشُّبُهَةِ بَعْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الَّذِي أَخْبَرَ تَعَالَى أَنَّهُ
خَاتِمُ النَّبِيِّينَ .

” اور جو شخص یہ اعتقاد رکھے کہ نبوت کسب کر کے
حاصل کی جاسکتی ہے اور قطع نہیں ہوئی، یا یہ
عقیدہ رکھے کہ دلی نبی سے افضل ہے تو یہ شخص
زندیق ہے اس کا قتل کرنا واجب ہے ؟“

” اور غنیف عبد الملک بن مروانؒ نے حارث مدعی
نبوت کو قتل کیا اور سولی پر چڑھایا، اور ایسا ہی عالم
بہت سے خلفاء اور بادشاہوں نے اہل جیسے، عیسان، نبوت
کے ساتھ کیلئے اور اس زمانہ کے علماء نے اس پر
اتفاق کیلئے کہ ان کا یہ فعل صحیح و درست تھا اور جو
ان کے کافر کہنے کا مخالف ہے وہ خود کافر ہے ؟“

” اور ایسے ہی ہم اس شخص کو بھی کافر کہتے ہیں جو ہمارے
نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی کی نبوت کا دعویٰ
کرے یعنی آپ کے زمانہ مبارک میں دعویٰ کرے
جیسے مسلمانہ اور اسود عسی نے کیا، یا آپ کے بعد کہے
اس لئے کہ آپ خاتم النبیین ہیں، تبصریح قرآن و
حدیث، پس دعویٰ نبوت اللہ اور اس کے رسول
کی تکذیب ہے مثل عیسائیوں کے ؟“

” اور یہ دونوں مسئلے بھی منجملہ ان کے ہیں جن کی وجہ
ان کو کافر کہا گیا ہے بوجہ جائزہ رکھنے نبوت کے بعد
ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے جن کے متعلق حق
تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ آخری پیغمبر میں ؟“

محدثین کی اس عظیم الشان جماعت کے اقوال و تصریحات آپ نے ملاحظہ فرمائیں کیا کسی ایک نے بھی ختم نبوت میں یہ شاخ نکالی ہے کہ صرف تشریحی نبوت کا اختتام ہوا ہے، غیر تشریحی یا ظلی یا بروزی قیامت تک جاری رہے گی؟
 اچھا اگر محدثین سے بھی یہ فروگزاشت ہو گئی تو آگے آئیے، ہم ارباب تفسیر سے اس عقو کا حل طلب کریں جن کی تمام تر مساعی کا خلاصہ یہ ہے کہ قرآن کی مراد کو سہل اور صاف طریق سے امت کے سامنے پیش کر دیں۔

طبقات المفسرین

حضرات مفسرین کے اقوال سلسلہ زیر بحث کے متعلق بیشتر اسی رسالہ کے پہلے حصہ میں آیا ختم نبوت کے ماتحت گذر چکے ہیں، لہذا اب ان کے اعادہ کی ضرورت نہیں، بلکہ صرف ان حضرات کے اسماء گرامی شمار کر دینا کافی معلوم ہوتا ہے۔

امام التفسیر والحدیث حافظ ابو جعفر طبری، امام راغب اصفہانی، حافظ عماد الدین ابن کثیر، علامہ زمخشری صاحب کشف، شید محمود آلوسی مفتی بغداد صاحب روح المعانی، علامہ نسفی صاحب مدارک، علامہ بغوی صاحب معالم التنزیل، خازن، امام رازی صاحب تفسیر کبیر، قاضی بیضاوی، علامہ جلال الدین سیوطی صاحب جلالین و در المنثور، ابو حنیفہ صاحب بحر محیط، علامہ شرنبلالی صاحب سراج المنیر، صاحب عمل حاشیہ جلالین، شیخ محمد الدین ابن عربی، علامہ شیخ محمد نووی صاحب مراح لبید، حضرت قاضی ضیاء اللہ پانی پتی صاحب تفسیر مظہری، علامہ شیخ اسماعیل حقی صاحب روح البیان، شیخ معین الدین صاحب جامع البیان، حضرت شاہ عبدالقادر صاحب موضع القرآن، ابو محمد روز بہان شیرازی صاحب عرائس البیان، علامہ ثعالبی صاحب جواہر حسان، شیخ کمال الدین حسین ہروی، فوارح البیہ، علامہ ابوالسود، علامہ احمد بھروف بلاق جیون صاحب تفسیر احمدی، تفسیر توابب لدنیہ۔

ان حضرات کے اقوال اور تصریحات عموماً آیت خاتم النبیین کے تحت مذکور ہیں جن میں بعض کے اقوال اس رسالہ میں درج کئے گئے ہیں اور بعض جدید ہیں، لیکن کسی ایک نے بھی کہیں یہ نہ لکھا کہ ختم نبوت سے فقط تشریحی نبوت کا اختتام مراد ہے، کوئی ظلی یا بروزی نبوت کی قسم اب بھی باقی ہے۔ اس لئے ہم اور آگے بڑھ کر فقہار امت سے اس کا

استفسار کرتے ہیں، کیونکہ یہ جماعت بال کی کمال نکالنے اور مسئلہ کے ہر پہلو اور ہر قید و شرط کو بوضاحت بیان کرنے میں شہور ہے۔

حضرات فقہاء

صاحب الاشباہ والنظائر کتاب السیر والردۃ میں لکھتے ہیں:-

إِذَا لَمْ يَعْرِفْ أَنَّ مُحَمَّدًا صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخِرُ الْأَنْبِيَاءِ فَلَيْسَ بِمُسْلِمٍ لِأَنَّهُ مِنَ الصُّمُورِ ذَرِيَّاتٍ - (اشباہ، ص ۳۹۶)

”اور جب کوئی شخص یہ نہ جانے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم تمام انبیاء میں سے آخری نبی ہیں تو وہ مسلمان نہیں اس لئے کہ آپ کا آخری نبی ہونا ضروری ہے۔“

اور علامہ ابن نجیم بحر الرائق شرح کتر الدقائق میں تحریر فرماتے ہیں:-

وَيَكْفُرُ بِقَوْلِهِ إِنْ كَانَ مَا قَالَ الْأَنْبِيَاءُ حَقًّا أَوْ مِثْلًا قَدْ يَقُولُهُ - أَنَا رَسُولُ اللَّهِ - (بحر، ص ۱۳۰ ج ۱)

”اگر کوئی کلمہ شک کے ساتھ یہ کہے کہ اگر انبیاء کا فرمان صحیح اور سچ ہو تو اگر وہ فرما جاتا ہے۔ اسی طرح اگر یہ کہے کہ میں اللہ کا رسول ہوں“

اور فتاویٰ عالمگیری ص ۲۶۳ ج ۲ میں ہے:-

إِذَا لَمْ يَعْرِفْ الرَّجُلُ أَنَّ مُحَمَّدًا صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخِرُ الْأَنْبِيَاءِ فَلَيْسَ بِمُسْلِمٍ وَلَوْ قَالَ أَنَا رَسُولُ اللَّهِ أَوْ قَالَ بِالْفَارِسِ مَنْ يَغْتَمِرُ يُبِيدُ بِهِ مَنْ بَعَثَ مِنْ بَرٍّ يَكْفُرُ -

”جب کوئی آدمی یہ عقیدہ نہ رکھے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی ہیں تو وہ مسلمان نہیں“ اور اگر کہے کہ میں رسول اللہ ہوں یا فارسی میں کہے کہ میں پیغمبر ہوں اور مراد یہ ہو کہ میں پیغام پہنچاتا ہوں تب بھی کافر ہو جاتا ہے“

علامہ ابن حجر مکی شافعی اپنے فتاویٰ میں تحریر فرماتے ہیں:-

مَنْ اعْتَمَدَ وَحْيًا بَعْدَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَفَرَ بِاجْتِمَاعِ الْمُسْلِمِينَ -

”جو شخص محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی وحی کا اعتقاد رکھے باجماع مسلمانین کافر ہو گیا“

اور مکمل علی قاری شرح شامل میں مہربوت کے متعلق تحریر فرماتے ہیں:-

لے ضروریات دین و احکام میں جو مذہب اسلام میں درجہ تواتر کو پہنچ چکا ہو، خواہ حکم فرض ہو یا واجب، مسنون ہو یا مباح ۱۲

وَاِضَافَتُهُ اِلَى الشُّبُوحِ لِاَنَّهُ خَتَمَ بِهِ
بَيِّنَةُ الشُّبُوحِ حَتَّى لَا يَدْخُلَ بَعْدَهُ
اَحَدٌ .

”مہر نبوت کی نسبت نبوت کی طرف اس لئے ہے کہ
اس کے ذریعہ سے محل نبوت پر مہر لگ چکی ہو یہاں تک
کہ اس کے بعد کوئی اس میں داخل نہ ہوگا“

نیز علامہ موصوف شرح فقہ اکبر، ص ۲۰۲ میں فرماتے ہیں :-

وَدَعَاىِ الشُّبُوحَ بَعْدَ نَبِيِّنَا صَلَّى اللهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُفْرًا بِالْاِجْمَاعِ .

”اور نبوت کا دعویٰ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے
بعد باجماع کفر ہے“

عجب ہے کہ مرزا انتم ملا علی قاری پر یہ تہمت باندھتی ہے کہ وہ ختم نبوت کے قائل
نہیں، بلکہ غیر تشریعی نبوت کے بعد میں جاری رہنے کو جائز سمجھتے ہیں حالانکہ آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ وہ
کس صفائی کے ساتھ اس جگہ مطلقاً دعویٰ نبوت کو کفر فرما رہے تشریعی ہو یا غیر تشریعی۔
اور علامہ سید محمود مفتی بغداد کی مفصل عبارت پہلے گزر چکی ہے جس کے چند

جملے یہ ہیں :-

وَكُوْنُهُ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَاتِمَ
النَّبِيِّينَ مِمَّا نَطَقَتْ بِهِ الْكُتُبُ وَصَدَّقَتْ
بِهِ السُّنَنُ وَاجْتَمَعَتْ عَلَيْهِ الْأُمَّةُ لِكُلِّفٍ
مُدَّعَى خِلَافِهِ رَفِئِلُ اِنْ اَصَرَ .

”اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا آخری نبی ہونا
اُن مسائل میں سے ہے جن پر تمام آسمانی کتابیں
ناطق ہیں اور جن کو احادیث نبویہ نے نہایت حتمیت
سے بیان کر دیا ہے اور جن پر امت نے اجماع کیا ہو
اس لئے اس کے خلاف کا دعویٰ کفر سمجھا جائے گا
اور اگر امر ارادہ کرے گا تو قتل کر دیا جائے گا“

(رد المحتار، ص ۶۵ ج ۱)

اور شیخ سلیمان سجری شرح منہاج میں ایک نظم میں تحریر فرماتے ہیں :-

حَتْمٌ عَلَى كُلِّ ذِي التَّكْلِيفِ مَعْرِفَةُ ۖ
الْأَنْبِيَاءِ عَلَى التَّفْصِيلِ قَدْ عَلِمُوا
”ہر مکلف مسلمان پر واجب ہے کہ ان انبیاء کرام کو پہچانے جن کے اسمائے گرامی قرآن میں تفصیل مذکور ہیں“
فِي تِلْكَ حُجَّتِنَا مِنْهُمْ ثَمَانِيَةٌ ۖ
مِنْ بَعْدِ عَشْرِ رَبِّكَ سَبْعَةٌ وَهُمْ

”انہیں ہماری حجت ہیں انبیاء علیہم السلام میں جن میں سے سات کے اسمائے گرامی یہ ہیں
اِدْرِيسُ وَهُودٌ وَشُعَيْبٌ صَالِحٌ وَكَذَا ۖ
ذُو الْكِفْلِ اٰدَمُ بِالْخُتَارِ قَدْ حُتِّمُوا
حضرت ادریس، ہود، اور شعیب اور صالحؑ اور ذوالکفلؑ، آدمؑ جو محمد مختار صلی اللہ علیہ وسلم

پر حتم کر دیئے گئے ہیں“

اور فصول عمادی میں کلمات کفر شمار کرتے ہوئے لکھا ہے :-

وَكَذَٰلِكَ الْوَيْتَانِ أَنَا رَسُولُ اللَّهِ أَذَقَالَ
بِالْفَارِسِيَّةِ مَنْ سِغَامِ بَرِيدٍ بِهٍ بِهٍ بِهٍ بِهٍ
مَنْ بِهٍ بِهٍ بِهٍ بِهٍ بِهٍ بِهٍ بِهٍ بِهٍ بِهٍ بِهٍ بِهٍ
الْمُقَالَاةِ طَلَبَ غَيْرُهُ مِنْهُ الْمُعْجَزَةُ
فَيَنْ يَكْفُرُ الطَّالِبُ وَالْمُتَأَخِّرُونَ مِنْ
الْمُتَأَخِّرِينَ قَالُوا إِنْ كَانَ عَرَضُ الطَّالِبِ
تَعَجُّزُهُ وَإِنْفِصَاحُهُ لَا يَكْفُرُ .

(فصول، ۱۳۰)

۱۰ اور ایسے ہی اگر کہے کہ میں اللہ کا رسول ہوں یا ناکہ
زبان میں کہے من پیغامبرم اور مراد یہ ہو کہ میں پیغام
لے جاتا ہوں تو کافر ہو جائے گا، اور جب اس
نے یہ بات کہی اور کسی شخص نے اس سے معجزہ
طلب کیا تو بعض کے نزدیک یہ طالب معجزہ بھی
کافر ہو جائے گا، لیکن متاخرین نے فرمایا ہے کہ
اگر طالب معجزہ کی نیت طلب معجزہ سے محض اس کی
رسوائی اور اظہار عجز ہو تو کافر نہ ہوگا :-

اور خلاصۃ الفتاویٰ میں امام عبدالرشید بخاری فرماتے ہیں :-

وَلَوْ أَدَّ عَن رَجُلٍ الشُّبُوهَ وَطَلَبَ رَجُلٌ
الْمُعْجَزَةَ قَالَتْ بَعْضُهُمْ يَكْفُرُ وَقَالَ بَعْضُهُمْ
إِنْ كَانَ عَرَضُهُ إِظْهَارَ عِجْزِهِ وَإِنْفِصَاحَهُ
لَا يَكْفُرُ .

۱۱ اور اگر کسی شخص نے نبوت کا دعویٰ کیا اور دوسرے
نے اس سے معجزہ طلب کیا تو بعض فقہاء کے نزدیک
یہ طالب معجزہ بھی مطلقاً کافر ہو جائے گا اور بعض
نے تفصیل فرمائی کہ اگر اس نے اظہار عجز و رسوائی کے
لئے معجزہ طلب کیا تھا تو یہ کافر نہ ہوگا :-

اور تحفہ شرح منہاج میں کلمات کفر شمار کرتے ہوئے لکھا ہے :-

أَذْكَبَ رَسُولًا أَوْ نَبِيًّا أَوْ نَقَصَهُ بِآيَةٍ
مُنْقِصٍ كَانَ صَعْبًا بِأَسْبِهِ مُرِيدًا عَجْزُهُ
أَوْ جَوْرَ نُبُوَّةٍ أَحَدٍ بَعْدَ وَجُودِ نَبِيِّنَا
مَلَئَ اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَعَايَ عَلَيْهِ السَّلَامُ
مُسَيِّئًا تَبِيلٌ فَلَا يَرُدُّ .

(ازہ الکفار، ص ۴۲)

۱۲ یا کسی رسول یا نبی کی تکذیب کرے یا کسی قسم کی
تقصیر کرے جیسے اس کے نام کو تصغیر کے ساتھ
بنیت تحقیر ذکر کرے یا کسی کی نبوت آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد جائز رکھے، اور حضرت
عیسیٰ علیہ السلام آپ پہلے نبی ہو چکے ہیں اس لئے
اُن کے نزول سے اعتراف نہیں ہو سکتا :-

گذشتہ عبارات فصول عمادی اور خلاصۃ الفتاویٰ جو فقہ کی متفق علیہ اور مستند کتابیں ہیں
اُن میں جس طرح یہ بتلایا گیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ہر مدعی نبوت کا فرد مرتد اور
داجب القتل ہے، اسی طرح یہ بھی بیان کر دیا گیا ہے کہ جو شخص اس دعوے کو محتمل الصدق سمجھ کر

اس سے معجزہ طلب کرے وہ بھی کافر ہے جس کا صاف مطلب یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی قسم کی نبوت کا احتمال باقی نہیں، بلکہ جس وقت دعوائے نبوت کا لفظ کسی کی زبان پر آئے تو فوراً بغیر امتحان مدعی اور طلب دلیل وغیرہ کے یقین کرنا چاہئے کہ وہ کذاب ہو، اس کے دعوے میں صدق کا احتمال نکالنا درحقیقت حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دعوے میں کذب کا احتمال پیدا کرنا اور سینکڑوں احادیث نبویہ کو جھٹلانا ہے، والعیاذ باللہ۔

آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ ارباب فتویٰ نے بھی مطلقاً نبوت کے اختتام کا اعلان نہ فرمایا جس میں تشریعی وغیر تشریعی سب داخل ہیں، اور پھر اسی پر اکتفا نہیں کیا بلکہ ہر مدعی نبوت اور ہر مدعی وحی کو کافر، کاذب، و جہال قرار دیا، خواہ تشریعی نبوت کا مدعی ہو یا غیر تشریعی کا، اس لئے اب ہم اس مسئلہ کو حضرات متکلمین کی خدمت میں پیش کرتے ہیں، جن کے یہاں لفظ لفظ پر بحث و تحقیق کے بازار گرم ہوتے ہیں، کہ شاید وہ ہمیں پتہ دیں کہ غیر تشریعی نبوت کا اختتام نہیں ہوا ہے۔

حضرات متکلمین

امام احمدیث والصلام حافظ ابن حزم اندلسی نے ملل و نخل میں اس مسئلہ کو متعدد مواقع میں روشن فرمایا ہے، ایک جگہ فرماتے ہیں:-

”پہلے تمام امور کا اقرار واجب ہے اور یہ بات صحیح طور پر ثابت ہوگئی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی نبی کا وجود باطل ہے اور ہرگز نہیں ہو سکتا۔“

فَوَجَبَ الْإِقْبَالُ بِهَذِهِ الْجُمْلَةِ وَمَعَهُ أَنَّ وُجُودَ النَّبِيِّ بَعْدَهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ بَاطِلٌ لَا يَكُونُ الْبُتَّةُ (ملل، ص ۷۷، ج ۱)

اور ملل صفحہ ۲۳۹ جلد ۲ میں فرماتے ہیں:-

”اور ایسے ہی جو شخص یہ کہے کہ ہمارے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد سوائے عیسیٰ علیہ السلام کے کوئی نبی ہے تو کوئی شخص اس کے کافر ہونے میں اختلاف نہیں کر سکتا، کیونکہ ان سب امور پر صحیح اور قطعی حجت قائم ہو چکی ہے“

وَكَذَا لَيْكَ مَنْ قَالَ رَأَى قَوْلَهُ، أَوْ أَنَّ بَعْدَ مُحَمَّدٍ عَلَى اللَّهِ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَبِيًّا غَيْرَ عِيسَى بْنِ مَرْيَمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَإِنَّهُ لَا يَخْلِفُ اثْنَانِ فِي تَكْفِيرِهِ لِبَصْحَةِ قِيَامِ الْحُجَّةِ بِكُلِّ هَذَا۔

اور یہی مضمون ملل صفحہ ۱۹۸ جلد ۲، اور صفحہ ۱۱۳ جلد ۲، صفحہ ۱۸۰ جلد ۲ وغیرہ میں تحریر فرمایا ہے۔

نیز اسی کتاب میں ایک جگہ فرماتے ہیں :-

تَكَيْفَ يَسْتَجِيزُ مُسْلِمًا اَنْ يَثْبِتَ بَعْدَهُ
عَلَيْهِ السَّلَامُ نَبِيًّا فِي الْاَرْضِ .
”ہیں کوئی مسلمان اس کو کیسے جائز سمجھ سکتا ہے کہ
نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد زمین میں اور کوئی نبی
ثابت کرے ؟“

(ملل و نحل)

اور ملا علی قاریؒ کی عبارت شرح فقہ اکبر ابھی آپ نے ملاحظہ فرمائی جس میں مطلقاً
دعوائے نبوت کو کفر و شراب دیا ہے ۔

اور امام نجم الدین عمر نسفیؒ اپنے عقائد میں تحریر فرماتے ہیں :-

وَأَوَّلُ الْأَنْبِيَاءِ آدَمُ وَآخِرُهُمْ مُحَمَّدٌ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ .
”یعنی انبیاء میں سب سے پہلے آدم علیہ السلام ہیں اور
سب سے آخر میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں ؟“

اور علامہ تقی تازانیؒ اس کی شرح میں فرماتے ہیں :-

وَدَدَّ دَلَّ كَلَامُهُ وَكَلَامُ اللَّهِ الْمَنْزَلُ عَلَيْهِ
أَنَّهُ خَاتِمُ النَّبِيِّينَ وَأَنَّهُ مَبْعُوثٌ إِلَى
كَافَّةِ النَّاسِ بَلْ إِلَى الْجِنِّ وَالْإِنْسِ
ثَبَّتَ أَنَّهُ آخِرُ الْأَنْبِيَاءِ .
”نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا کلام اور اللہ تعالیٰ کا کلام
جو آپ پر نازل ہوا ، اس پر دلالت کرتا ہے کہ آپ
انبیاء کے ختم کرنے والے ہیں اور یہ کہ آپ تمام
انسانوں بلکہ تمام جن و انس کی طرف مبعوث
ہوئے ، اس سے ثابت ہوا کہ آپ آخری رسول ہیں ؟“

(شرح عقائد نسفی)

اور یہی مضمون علم عقائد و کلام وغیرہ کی کتب مندرجہ ذیل میں بھی مجمل و مفصل موجود ہے،
جن کے فقط نام شمار کئے جاتے ہیں :-

المعتقد المتقدم، ص ۲۰۹ . الاتقان للسيوطی، ص ۱۲۸ ج ۲ . مسائل و لابن ہمام، ص ۲۳
مجموعۃ العقائد للبیاضی، ص ۱۵ . عقیدۃ العوام للشیخ احمد المرزوقی، ص ۱۲ . شرح عقیدۃ العوام
از علامہ نوویؒ . مسائل ابواللیث . قطر الخیث للنوویؒ، ص ۱۵۰ .

حضرت شاہ عبد العزیزؒ میزان العقائد میں تحریر فرماتے ہیں :-

مُحَمَّدٌ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَسُولٌ
وْخَاتِمُهُمْ .
”محمد صلی اللہ علیہ وسلم رسول ہیں اور انبیا
کے ختم کرنے والے ہیں ؟“

اور علم عقائد کی معروف و معتمد کتاب جو ہر التوحید میں ہے :-

وَحُصِّنَ خَيْرُ الْخَلْقِ اَنْ قَدْ تَمَّتْ بِهٖ الْجَمِيعَةُ رَبَّنَا دَعَّمَا

”ہمارے پروردگار نے خیر الخلق یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ خصوصیت دی کہ انبیاء کو

آپ پر ختم کر دیا، اور آپ کی بعثت تمام جن دانس کے لئے عام کر دی :

اور شیخ امام عبدالسلام بن ابراہیم مالکی المذہب اس کتاب کی شرح ”اتحاف المرید“

میں تحریر فرماتے ہیں :-

أَمَّا خَتْمُ رَبَّنَا بِنُبُوَّتِهِ جَمِيعِ الْأَنْبِيَاءِ
ثُمَّ تَعَالَى وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ وَلَمْ يَزَلْ مِنْهُ
خَتْمُ الْمُرْسَلِينَ أَيْضًا لِأَنَّ خَتْمَ الْأَعْتَمِ
خَتْمٌ لِلْأَخْفِ مِنْ غَيْرِ عَكْسٍ فَلَا تَبْدَأُ
نُبُوَّةٌ وَلَا مَشْرُوعَةٌ بَعْدَهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ (اتحاف المرید، ص ۱۲۶)

”یعنی ہمارے پروردگار نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی
نبوت تمام انبیاء کو ختم فرمادیا، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں وَ
خَاتَمَ النَّبِيِّينَ اور ختم نبوت ختم رسالت بھی لازم آتا
ہے کیونکہ نبوت عام ہے، اور عام کا ختم خاص کا اختتام
بھی ہے مگر اس کا عکس نہیں ہوتا، اس لئے آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبوت شروع ہوگی اور
نہ شریعت :

اس میں لا تبتدأ نبوة کے لفظ سے اس شبہ کا بھی ازالہ کر دیا کہ آخر زمانہ میں عیسیٰ علیہ السلام
کا نزول ختم نبوت کے منافی سمجھا جاسکتا تھا، اس لئے بتلادیا کہ ختم نبوت کے معنی یہ ہیں کہ کوئی نبوت
آپ کے بعد شروع نہ ہوگی، اور عیسیٰ علیہ السلام کی نبوت پہلے شروع ہو چکی ہے۔
اور شیخ عبدالغنی نابلسی شرح کفاۃ العوام صفحہ ۱۸ میں لکھتے ہیں :-

أَوَّلُهُمْ آدَمُ ثُمَّ الْآخِرُ مِنْهُمْ يَحْيَىٰ
لَيْسَ بَعْدَهُ نَبِيٌّ وَلَا رَسُولٌ أَصْلًا مُحَمَّدٌ
بْنُ عَبْدِ اللَّهِ خَاتَمُ الْأَنْبِيَاءِ وَالْمُرْسَلِينَ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ النَّبِيُّ الْبَاقِي
عَلَى رِسَالَتِهِ وَإِنْ مَاتَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ إِلَى آخِرِ الزَّمَانِ وَانْقِطَاعِ الدُّنْيَا

”سب سے پہلے رسول آدم علیہ السلام، پھر ان میں سے آخری
نبی اس طرح کہ ان کے بعد مطلقاً کوئی نبی ہے اور نہ
رسول، وہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء والمرسلین
ہیں، اور آپ ہی ایسے نبی ہیں کہ آپ کی نبوت رسالت
دنیا میں آپ کی وفات کے بعد بھی آخر زمانہ
اور قنارہ دنیا تک باقی ہیں :

وہ لوگ جو تشریفی اور غیر تشریفی کی شاخیں نکال کر ہر عبارت کی تشریف کیا کرتے ہیں
آنکھیں کھول کر ان عبارتوں کو پڑھیں کہ کس طرح ان حضرات نے ان کے کرد و تحریر کیا راستہ
نہد کر دیا ہے کیونکہ ان دونوں عبارتوں میں نہایت وضاحت کے ساتھ تشریفی اور غیر تشریفی ہر قسم کی نبوت
کے اختتام کی تصریح کرتے ہوئے اس کی طرف اشارہ کر دیا گیا ہے کہ ختم نبوت سے مراد یہ ہے کہ

آپ کے بعد کسی کو منصب نبوت نہ دیا جائے گا کسی قدیم نبی کا اپنی نبوت پر رہنا یا پھر دنیا میں آنا ختم نبوت کے کسی طرح معارض نہیں، اس لئے مسئلہ نزول مسیح کو ختم نبوت کا معارض سمجھنا غلط مرزائی فہم و فراست کا اظہار ہے۔

اور شیخ ابوشکور سالمی تمہید میں تحریر فرماتے ہیں :-

”روافض کہتے ہیں کہ عالم نبی سے کہیں خالی نہیں ہے گا، اور ان کا یہ خیال کفر ہے، اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے ”وَأَتَمَّ النَّبِيِّينَ“ اور جو شخص ہمارے زمانہ میں نبوت کا دعویٰ کرے وہ کافر ہو جائے گا، اور جو شخص اس سے معجزہ طلب کرے وہ بھی کافر ہو جائے گا، کیونکہ قرآن مجید کی نص قطعی میں کوئی شبہ نہیں ہو سکتا، اس لئے یہ اعتقاد رکھنا فرض ہے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت میں کسی کو شرکت حاصل نہیں، بخلاف عقیدہ روافض کے، وہ کہتے ہیں کہ حضرت علیؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شریک نبوت تھے، اور ان کا یہ عقیدہ کفر ہے۔“

وَقَالَتِ الْزَوَافِضُ أَنَّ الْعَالَمَ لَا يَكُونُ خَالِيًا مِنَ النَّبِيِّ قَطُّ وَهَذَا الْكُفْرُ لِأَنَّ اللَّهَ تَعَالَى قَالَ ”وَأَتَمَّ النَّبِيِّينَ“ وَمَنْ ادَّعَى النَّبُوَّةَ فِي زَمَانِنَا فَإِنَّهُ يَصِيرُ كَافِرًا وَمَنْ طَلَبَ مِنْهُ الْمُعْجَزَاتِ فَإِنَّهُ يَصِيرُ كَافِرًا لِأَنَّهُ لَا شَكَّ فِي النَّصِّ فَيَجِبُ الْإِعْتِقَادُ بِأَنَّهُ لَا نَبِيَّ لَكَ إِلَّا فِي فِي النَّبُوَّةِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِخِلَافِ مَا قَالَتِ الْزَوَافِضُ أَنَّ عَلِيًّا كَانَ شَرِيكًا لِمُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي النَّبُوَّةِ وَهَذَا مِنْهُمْ كُفْرٌ

اور شرح عقیدہ سفارینیؒ میں ہے :-

”اور جو شخص یہ سمجھے کہ نبوت کو شیش اور سب سے حاصل ہو سکتی ہے، وہ زندیق ہے، اس کا قتل کرنا واجب ہے، اس لئے کہ اس کا یہ عقیدہ تو اس کو متفق ہے کہ سلسلہ نبوت کبھی ختم نہ ہو، اور یہ نص قرآن و احادیث متواترہ کے خلاف ہے، جن میں کلمے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کا خاتم النبیین ہونا بیان کیا گیا ہے (اس کے بعد فرماتے ہیں) اور یہ سلسلہ اسی طرح ممتد ہوتا ہوا چلا آیا، یہاں تک کہ نبی خاتم محمد صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے۔“

وَمَنْ زَعَمَ أَنَّهَا مَكْتَسِبَةٌ فَهُوَ زَنْدِيقٌ يَجِبُ قَتْلُهُ لِأَنَّهُ لَا يَقْضَى كَلَامُهُ وَاعْتِقَادُهُ أَنَّ لَا مُقْطِعَ وَهُوَ مُخَالَفٌ لِلنَّصِّ الْقَرِئِ فِي الْأَحَادِيثِ الْمَتَوَاتِرَةِ بِأَنَّ نَبِيَّنَا صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَاتَمُ النَّبِيِّينَ (ان قولہ) وَكَانَ ذَلِكَ مُمْتَدًّا مِنْ عَهْدِ الْأَبِ الْأَوَّلِ الصَّقِيِّ آدَمَ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ إِلَى أَنْ بُعِثَ الْخَاتَمُ النَّبِيُّ الْحَسِبِيُّ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (شرح عقائد سفارینی ص ۲۵۷)

اور حجۃ الاسلام امام غزالیؒ اپنی کتاب اقتصاد میں مسئلہ زیر بحث کو اس طرح صاف بیان فرماتے ہیں کہ کسی مخالف کو لب کھولنے کی گنجائش نہیں رہتی ۔

”يَشْكُ اَمْتٌ نَبِيَّيْنِ | اِنَّ الْاُمَّةَ فَهِمَتْ بِالْاِجْتِمَاعِ مِنْ هَذَا
اور لائقی بعدی سے اور قرآن احوال سے باجماع | الْاَلْفِظِ وَمِنْ قَرَأَيْنِ اَحْوَالِهِ اَنَّهُ فُهِمَ
یہی سمجھا ہے کہ آپ کے بعد اب تک نہ کوئی نبی ہوگا | عَدَمُ نَبِيٍّ بَعْدَهُ اَبَدًا وَعَدَمُ رَسُوْلٍ لِّلّٰهِ
اور نہ کوئی رسول ، اور یہ کہ نہ اس میں کوئی تاویل | اَبَدًا وَاِنَّهٗ لَيْسَ فِيْهِ تَاوِيْلٌ وَلَا تَخْفِیْضٌ
چل سکتی ہے نہ تخصیص : (الاقتصاد ، طبع مصر ص ۱۳۸)

”اقتصاد“ کے اس صفحہ میں اس عبارت سے پہلے امام غزالیؒ نے ان تمام تاویلات کو اقسام ہدیان میں شمار فرمایا ہے جو محمدین نے لفظ ”خاتم النبیین“ یا ”لائقی بعدی“ کے متعلق لکھی ہیں ۔

ارباب عقائد و کلام کے یہ تمام اقوال و تصریحات ہمارے سامنے ہیں ، اور ہماری نظریات ان میں بھی اسی مقصد کو ڈھونڈ رہی ہیں کہ کیا اس کی طرف کوئی اشارہ کرتا ہے کہ اسلامی نصوص میں ختم نبوت سے فقط تشرعی نبوت کا اختتام مراد ہے ، غیر تشرعی ہمیشہ کے لئے باقی ہے ۔
لیکن اہل کلام کے کلام میں بھی ہیں اس تفصیل و تقسیم کی طرف کوئی اشارہ نہیں ملتا جو قادیانی مرزا صاحب نے ایجاد کی ہے ۔ اس کے بعد ہم بحثہ شناس صوفیائے کرام کے اقوال ہدیہ ناظرین کر کے یہی سوال پیش کرتے ہیں کہ کیا ختم نبوت میں کوئی تشرعی یا غیر تشرعی کی تفصیل ہے یا مطلقاً ہر قسم کی نبوت ختم ہو چکی ہے ۔

۱۔ ختم نبوت کے سابقہ ایڈیشن میں اقتصاد کے حوالہ سے جو عبارت لکھی گئی تھی وہ درحقیقت اقتصاد کے مضمون کا خلاصہ تھا ، جو حجۃ الاسلام حضرت سیدی مولانا انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب افکار المحدثین میں بزبان عربی نقل فرمایا ہے ۔ اُس وقت احقر کے سامنے اصل کتاب اقتصاد نہیں تھی ، افکار المحدثین میں درج شدہ خلاصہ عبارت کو اصل عبارت سمجھ کر وہی خلاصہ عبارت ختم نبوت میں نقل کر دیا گیا ، بعد میں جب اصل کتاب اقتصاد سامنے آئی تو اب اس کتاب کی اصل عبارت لکھ دی گئی ہے ، مگر کوئی اہل علم اس کا انکار نہیں کر سکتا کہ پہلے جو خلاصہ مفہوم افکار المحدثین سے نقل کیا گیا تھا وہ بالکل اصل کتاب کی عبارت کے مطابق ہے ۱۲ محمد شفیع

صوفیائے کرامؒ

عارف باللہ حضرت مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ اپنے عقائد نامہ میں تحریر فرماتے ہیں :-
 خاتم الانبیاء والرسول است ؛ دیگران بھی حُسنِ روادِ چو کل است
 در پئے اور رسول دیگر نیست ؛ بعد از ان هیچ کس ہمیں نیست
 چوں در آخِر زمان بقولِ رسول ؛ کند از آسمان میخِ نزول
 پیرو دین و شرع او باشد ؛ تابعِ اصل و شرع او باشد
 دیں ہمہ شرع و دین او داند ؛ ہمہ کس را بدین او خواند
 شرح تعرف جس کے متعلق صاحب کشف الظنون لولا التعریف لما
 عرف التصوف فرماتے ہیں (یعنی اگر کتاب تعرف نہ ہوتی تو لوگ تصوف کو نہ سمجھتے)
 اس میں مسئلہ زیر بحث کے متعلق تحریر فرماتے ہیں :-

”اللہ تعالیٰ نے پیغمبروں کو محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر
 ختم فرمایا، جیسا کہ ارشاد ہے وَلَکِن رَّسُولَ اللَّهِ
 وَخَاتَمُ النَّبِیِّیْنَ، جب خاتم کو بفتح تاء پڑھو تو
 معنی پیغمبروں کی ہر اداؤں کے ختم کرنے والے اور اگر
 بالکسر پڑھو تو معنی ہر کرنے والے اور آخر کر نیوالے
 ہوں گے، نیز نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت
 علی کرم اللہ وجہہ سے فرمایا کہ تم مجھ سے ولایت
 رکھتے ہو جو ہارون کو موسیٰ سے تھی، مگر ہارون
 نبی تھے اور میرے بعد کوئی نبی نہیں ہو سکتا
 اس لئے تم نبی نہیں، نیز فرمایا کہ میں عاقب
 ہوں جس کے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا“

اللہ تعالیٰ ختم کر دے پیغمبروں کو علیہم السلام
 بحمد علیہ السلام چنانکہ خدا نے فرمایا
 وَلَکِن رَّسُولَ اللَّهِ وَخَاتَمُ النَّبِیِّیْنَ
 چوں خاتم بنصب خوانی مہر پیغمبروں باشد و
 آخر پیغمبروں چوں خاتم بکسر خوانی مہر کنندہ
 باشد و آخر کنندہ و نیز پیغمبر سلام اللہ علیہ علی
 را کرم اللہ وجہہ گفت اَنْتَ مِتْنِیْ بِمَنْزِلَةِ
 هَارُونَ مِنْ مُوسٰی اِلَّا اَنْهُ لَا نَبِیَّ
 بَعْدِیْ نِیْزَ گفتم وَاَنَا الْعَاقِبُ لَا نَبِیَّ
 بَعْدِیْ نِیْ

(شرح تعرف، ص ۱۱۴)

اور مولانا نظامی گنجوی مخزن الاسرار میں تحریر فرماتے ہیں :-

کنت نبیاً کہ علم پیش بُرد
 ختم نبوت بحمد سپرد

اور حضرت غوث اعظم شیخ عبدالقادر غنیۃ الطالبین میں تحریر فرماتے ہیں:-

”روافض نے یہ بھی دعویٰ کیا ہے کہ حضرت علیؑ نبی ہیں، لعنت کہے اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے اور تمام مخلوق اُن پر قیامت تک اور برباد کرے اُن کی کھیتوں کو، اور نہ چھوڑے ان میں سے کوئی گھر بسنے والا، اس لئے کہ انہوں نے اپنے غلوں میں بالآخر سے کام لیا، اور کفر میں جم گئے، اور اسلام و ایمان کو چھڑا دیا، اور اللہ تعالیٰ اور انبیاء اور قرآن کا انکار کیا پس ہم اللہ تعالیٰ سے پناہ مانگتے ہیں کہ اس شخص سے جس نے یہ قول اختیار کیا“

اور علامہ عارف باللہ شیخ عبدالغنی نابلسیؒ شرح فرامد میں غالی روافض کی تکفیر

”اُن کے مذہب کا فساد محتاج بیان نہیں، بلکہ مشاہد ہے اور کیوں نہ ہو جبکہ اس سے یہ لازم آتا ہے کہ ہمارے آقا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ باعبد بھی کوئی نبی پیدا ہو، اور اس سے قرآن کی تکذیب لازم آتی ہے، اس لئے کہ اس کی تصریح کر دی گئی ہو کہ آپ خاتم النبیین اور آخر المرسلین ہیں، اور حدیث میں ہے کہ میں عاقب ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں، اور امت کا اجماع ہے کہ یہ کلام اپنے ظاہر پر بغیر کسی تاویل و تفصیل کے رکھا جائے، اور یہ بھی انہی مسائل میں سے ہے جن کی وجہ سے ہم نے فلاسفہ ماعنہ کی تکفیر کی ہے“

إِدْعَتْ أَيْضًا أَنَّ عَلِيًّا نَبِيٌّ (الی قولہ)
لَعَنَهُمُ اللَّهُ وَالْمَلَائِكَةُ وَمَا يُرْخَلُ بِهِ
إِلَى يَوْمِ الدِّينِ وَقُلْعَ وَأَبَادَ خَضْرَاءِ نَهْمٍ
وَلَا يَجْعَلُ مِنْهُمْ فِي الْأَرْضِ ذِيَارًا فَإِنَّهُمْ
بِالْعَوَا فِي غُلُوِّهِمْ وَمَرَدُّ ذَا عَلَى الْكُفْرِ
وَتَرَكُوا الْإِسْلَامَ وَفَارَقُوا الْإِيمَانَ
وَجَحَدُوا الْإِلَهَ وَالرُّسُلَ وَالتَّنْزِيلَ
فَتَعَوَّذُوا بِاللَّهِ مِنْ ذَلِكَ ذَهَبَ إِلَى هَذِهِ
الْمَقَالَةِ (غنیہ، منقول از الکفای للمیرزا ملا)

اور علامہ عارف باللہ شیخ عبدالغنی نابلسیؒ تحریر فرماتے ہیں:-

فَسَادَ مَذْهَبُهُمْ غَنِيٌّ عَنِ الْبَيَانِ بِتَهَادَةِ
الْعَيَانِ كَيْفَ وَهُوَ يُؤَدِّي إِلَى تَجْوِيزِ
نَبِيِّي مَعَ نَبِيِّنَا صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
وَبَعْدَهُ وَذَلِكَ يُسْتَلْزَمُ تَكْذِيبُ
الْقُرْآنِ إِذْ قَدْ نَصَّ عَلَى أَنَّهُ خَاتِمُ
النَّبِيِّينَ وَآخِرُ الْمُرْسَلِينَ فِي السُّنَّةِ
أَنَا الْعَاقِبَ لَا نَبِيَّ بَعْدِي وَاجْتَمَعَتْ
الْأُمَّةُ عَلَى إِبْقَاءِ هَذَا الْكَلَامِ عَلَى
ظَاهِرِهِ وَهَذَا إِحْدَى الْمَسَائِلِ الْمَشْهُورَةِ
الَّتِي تَلْتَمِشُ بِهَا الْفَلَاسِفَةُ لَعَنَهُمُ اللَّهُ تَعَالَى
(راز الکفای، ص ۴۲)

یہ سلوک و تصوف کے جلیل القدر ائمہ اُن روافض کو کافر قرار دیتے ہیں جو حضرت علیؑ کرم اللہ وجہہ کو نبی مانتے ہیں، حالانکہ خود روافض بھی اُن کے لئے مستقل اور شرعی نبوت

ثابت نہیں کرتے، معلوم ہوا کہ مطلقاً کسی قسم کی نبوت کسی شخص کے لئے تسلیم کرنا قرآن و حدیث کو جھٹلانا اور کفر صریح ہے۔

اور عارف باللہ شیخ عمار الدین اموی قدس سرہ جو اکابر اولیاء میں سے ہیں، اپنی کتاب ”حیات القلوب فی کیفیۃ الوصول الی المحبوب“ میں مستقل طور پر طائفہ صوفیہ کے عقائد کو جمع فرماتے ہوئے لکھتے ہیں:-

”چوتھی فعل عقائد صوفیاء کے بیان میں ہے جن پر ان کا اجماع ہو چکا ہے، اور ان مذاہب کے بیان میں جو انھوں نے فرئی احکام میں اختیار کئے ہیں، یعنی اُن کا عقیدہ تو وہی ہے جو امام اہل سنت شیخ ابوالحسن اشعریؒ اور ان کے اصحاب کا ہے، من ادلہ الی آخرہ۔“

أَفْضَلُ الرَّاغِبِ فِي شَرْحِ عَقِيدَتِهِمْ
الَّتِي أَجْمَعُوا عَلَيْهَا وَمَا أَحَدٌ دَايِمٌ مِنْ
الْمَذَاهِبِ فِي فُرُوعِ الْأَحْكَامِ أَمَّا
عَقِيدَتُهُمْ فَعَقِيدَةُ شَيْخِ السُّنَّةِ
أَبِي الْحُسَيْنِ الْأَشْعَرِيِّ وَاصْحَابِهِ مِنْ
فَاتَحْتَمِلُهَا إِلَى خَاتِمَتِهَا رَحِياتُ الْقُلُوبِ
بِمَحَاشِيَةِ قُوتِ الْقُلُوبِ (ص ۲۳۲)

اس اجمالی بیان کے بعد پھر اُن کے عقائد کو مفصلاً نقل فرماتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں:-
”اور یہ کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم سب انبیاء سے افضل ہیں، اور یہ کہ اللہ تعالیٰ نے آپ پر نبوت کو ختم فرما دیا ہے۔“

(حیات القلوب مذکور ص ۱۲۴)

اور شیخ عارف باللہ تقی الدین عبد الملکؒ اپنی کتاب ”نزہۃ الناطقین“ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فضائل و خصائص شمار کرتے ہوئے مستقل طور پر ختم نبوت کو افضل ترین خصائص میں شمار کرتے ہیں، اور احادیث ختم نبوت کا ایک کافی حصہ نقل فرماتے ہیں، جو اس رسالہ کے دوسرے حصہ میں درج ہو چکی ہیں (نزہۃ الناطقین، ص ۱۵۵)۔

اور عارف باللہ شیخ اکبر محی الدین ابن عربیؒ ”فتوحات“ میں تحریر فرماتے ہیں:-
”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں بتلایا ہے کہ (سچا) خواب اجزاء نبوت میں سے ایک جزو ہے، تو لوگوں کے واسطے نبوت میں سے یہ جزو رویار وغیرہ کا باقی رہ گیا ہے، لیکن اس کے باوجود

فَاخْبَرَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
أَنَّ الرُّدِّيَّاءَ جُزْءٌ مِنْ أَجْزَاءِ النَّبُوَّةِ
فَقَدْ بَقِيَ لِلنَّاسِ فِي النَّبُوَّةِ هَذَا لَا
غَيْرُهُ وَمَعَ هَذَا لَا يُطْلَقُ اسْمُ النَّبُوَّةِ

ذَٰلَا الشَّيْءِ إِلَّا عَلَى الْمَشْرِعِ خَاصَّةً
نَحْبَرُ هَذَا الْأِسْمَ لِخُصُوصٍ وَصِفِ
مُعَيَّنٍ فِي السُّبُوتِ .

(فتوحات، ص ۲۷۴۹۵)

اور اسی کتاب میں دوسری جگہ ارشاد ہے :-

كَمَنْ يُؤْمِنُ إِلَيْهِ فِي الْمُبَشِّرَاتِ دَهِي
جُزْءٌ مِّنْ أَجْزَاءِ السُّبُوتِ وَإِنْ لَمْ يَكُنْ
صَاحِبُ الْمُبَشِّرَةِ نَبِيًّا فَتَقَطُّنَ لِعُمُومِ
رَحْمَةِ اللَّهِ فَتَأْتِلُ السُّبُوتُ إِلَّا لِمَنْ
انْتَصَفَ بِالْمَجْمُوعِ ذَٰلِكَ الشَّيْءُ ذَ
تِلْكَ السُّبُوتُ الَّتِي يُجْمَعُ عَلَيْهَا وَ
أَقْطَعَتْ نَيْلًا مِّنْ جَمَلَتِهَا التَّشْرِيعُ
يَا لَوْ لَوْحِي الْمَلِكِي فِي التَّشْرِيعِ وَذَٰلِكَ لَا
يَكُونُ إِلَّا لِنَبِيِّ خَاصَّةً .

(فتوحات، ص ۲۷۵۶۸)

شیخ نے ان دونوں عبارتوں میں ٹھیک اسی عقیدہ کا اظہار فرمایا ہے، جو جمہور امت
اور تمام طائفہ صوفیائے کرام کی زبانی آپ من چکے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے
بعد نبوت کا عہدہ جلیلہ کسی کو عطا نہیں ہو سکتا، بلکہ جس چیز کا نام عرفِ شرع میں نبوت
ہے وہ بالکلیہ منقطع ہو چکی ہے، البتہ کمالاتِ نبوت آپ کی امت کے افراد میں نسبت
اجم سابقہ کے بھی زیادہ موجود ہیں، اس کا انکار نہ علماء ظاہر کرتے ہیں، نہ صوفیائے کرام
چنانچہ ہم حصہ اول میں اس کی تصریح بعض آثار و احادیث سے بھی نقل کر آئے ہیں۔

نیز ان عبارتوں سے شیخ کے اس کلام کی مراد بھی حل ہو گئی، جو فتوحات کے بعض دیگر
مقامات میں درج ہے کہ ”نبوت بغیر تشریع کے باقی ہے“ کیونکہ اس کلام کو ان عبارتوں
کے ساتھ جوڑ دینے سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ شیخ نے کمالاتِ نبوت اور مبشرات اور
ولایت کو نبوتِ غیر تشریعی فرمایا ہے، جو ان کی اپنی خاص اصطلاح ہے۔

بھی نبوت کا لفظ اور نبی کا نام بجز صاحبِ نبوت
کے اور کسی پر بولا نہیں جاسکتا تو نبوت میں ایک
خاص وصف معین ہونے کی وجہ سے اس نام
(نبی) کی بندش کر دی گئی ؟

اور ان عبارتوں میں یہ صاف اعلان کر دیا کہ جو نبوت بغیر تشریع ہو وہ نبوت نہیں کہلاتی، بلکہ نبوت کا اطلاق اسی وقت درست ہوتا ہے کہ جب تمام اجزاء نبوت جن میں تشریع بھی داخل ہے، مکمل موجود ہوں، اس لئے اس عبارت کا حاصل تقریباً وہی ہوا جو ایک حدیث کا مضمون ہے، جس میں ارشاد ہے کہ ”سچا خواب اجزاء نبوت میں سے ہے،“ مگر کسی کے نزدیک اس کو نبوت نہیں کہتے۔

اسی طرح شیخ کے کلام میں جب ایک طرف یہ تصریح موجود ہے کہ تشریع اجزاء نبوت میں سے ہے اور دوسری طرف یہ فرماتے ہیں کہ نبوت بغیر تشریع باقی ہے، تو اس کا حاصل سوا اس کے کیا ہو سکتا ہے کہ نبوت باقی نہیں، بلکہ بعض اجزاء نبوت باقی ہیں، جن کو نہ شرعاً نبوت کہا جاسکتا ہے نہ عرفاً، اور نہ خود شیخ اکبر کی اصطلاح میں، کیونکہ وہ خود فرما چکے ہیں کہ جب تک حشر تشرعی ساتھ نہ ہو اس وقت تک نبوت کا اطلاق جائز نہیں۔

یہاں سے مرزائیوں کے اُس فریب کی بھی قلمی کھل گئی جو انہوں نے شیخ اکبر کے کلام کی آڑ لے کر مسلمانوں میں پھیلا یا ہے کہ شیخ اکبر غیر تشرعی نبوت کی بقا کے قائل ہیں، کیونکہ آپ ابھی خود شیخ کی زبانی معلوم کر چکے ہیں کہ غیر تشرعی نبوت، نبوت نہیں بلکہ بعض اجزاء نبوت ہیں۔

الغرض جس کی بقا کے وہ قائل ہیں وہ نبوت نہیں، اور جو نبوت ہے اس کی بقا کے قائل نہیں، اور یہی تمام امت کا اجماعی عقیدہ ہے، اور اسی پر ایمان واجب ہے۔ اور اگر بالفرض شیخ کی مراد ہماری سمجھ میں نہ آتی تب بھی نصوص قرآن و حدیث اور اجماع صحابہ اور جمہور امت کے متفقہ عقیدہ کو شیخ اکبر کی کسی موہم عبارت پر شیخ کی جلالتِ قلبِ مسلم ہونے کے باوجود نشانہ نہیں کیا جاسکتا۔

اور شیخ عبد الغنی نابلسی شرح فصوص الحکم میں شیخ اکبر کی ایک عبارت کی شرح کرتے ہوئے فرماتے ہیں:-

وَقَدْ انْقَطَعَتِ النَّبُوءَةُ وَالرِّسَالَةُ
بِنَبُوءَةِ نَبِيِّنَا وَرَسُولِنَا مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِحَيْثُ لَمْ يَنْبَغِ أَحَدٌ
”اور تحقیق نبوت و رسالت ہمارے رسول
نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت پر ختم ہو چکی
اس طرح پر کہ کوئی ایسا شخص نہیں باقی رہا جو

يُصِفُ بِذَلِكَ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ -

قیامت تک اس وصفِ نبوت کے ساتھ متصف ہو سکے؟

(شرح مفصّل، ص ۸۱)

اور امام العارفین حضرت شیخ مجدد الف ثانیؒ مکتوبات میں فرماتے ہیں،

چوں ایں فرقہ مبتدعہ اہل قبلہ اندر تکفیر انہا جرأت نباید نمود تا زمانیکہ انکار ضروریات دینیہ نہ نمایند و رد متواتر احکام شرعیہ نکنند، و قبول ما علم مجیسہ من الدین بالضرورة نکنند -

”چونکہ یہ فرقہ مبتدعہ رد افعیٰ اہل قبلہ ہے اس لئے ان کی تکفیر اس وقت پرہیز نہ کیا جانا چاہئے جب تک کہ ضروریات دینیہ اور متواتر احکام شرعیہ کا انکار و رد ثابت نہ ہو جائے

(مکتوبات امام ربانیؒ و مجاہد)

جس میں تصریح ہے کہ جو مسئلہ اسلام میں متواتر اور ضروری الثبوت ہو اس کا انکار کفر ہے، اور یہ ابھی معلوم ہو چکا ہے کہ مسئلہ زیر بحث (ختم نبوت) اعلیٰ درجہ کا تواتر لئے ہوئے ہے، اس لئے اس کا انکار حضرت مجددؒ کے نزدیک بھی کفر ہو گا۔ اور اس مضمون کو شیخ اکبرؒ نے فتوحات صفحہ ۲۵۷ جلد ۲ میں بیان کر کے اتنا اور اضافہ کیا ہے۔

”التَّائِيْلُ الْفَاسِدُ كَالْكُفْرِ“ (کہ ضروریات میں تاویل فاسد کرنا بھی مثل کفر کے ہے) یہ عارفین صوفیاء کے مقالات ہیں، جن میں سے چند بطور نمونہ ہدیہ ناظرین ہوئے، ان میں بھی آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ جمہور امت کی طرح یہ بلند پر داز جماعت بھی ہر قسم کی نبوت کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم سمجھتی ہے اور اسی عقیدہ کو حسرت و ایمان بتاتی ہے۔ علماء امت کے ہر طبقہ اور ہر جماعت میں سے چند ارکان و عمائد کی شہادتیں آپ کے سامنے آچکی ہیں، جن میں بغیر کسی تاویل و تخصیص اور بلا تقسیم و تفصیل کے جس چیز کا نام عرب شریعت میں نبوت ہے اس کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر محتمم مانا گیا ہے۔

اس کے بعد ہم انبیاء سابقین اور ائمہ ماضیہ سے اسی دعوے کی شہادتیں پیش کرتے ہیں جس کے آنکھ ہو دیکھے اور جس کے کان ہو سنے، وَصَلَّى لَمْ يَجْعَلِ اللَّهُ لَهُ نَصْرًا مِّنْ دُونِهِ

کتابِ قدیمہ تورات و انجیل

میں

خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر

مسئلہ ختم نبوت پر انبیاء سابقین اور انکی امتوں کی شہادتیں

آخر میں ہم ناظرین کے سامنے کتابِ قدیمہ کے چند اوراق کھولتے ہیں جن میں مسئلہ زیر بحث پر کافی روشنی ڈال کر یہ جتلا دیا گیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ہر قسم کی نبوت کا اختتام آپ کی ایک ایسی خصوصی فضیلت ہے کہ جماعتِ انبیاء میں سے آپ کے لئے طعنی امتیاز ہے، اور امتیاز بھی وہ کہ آپ کی تشریف آوری سے بہت پہلے دنیا میں اس کا اعلان کر دیا گیا تھا۔

لیکن موجودہ تورات و انجیل چونکہ اپنے پرستاروں کے دستِ ظلم سے مسخ و فسخ اور حذف و ازدیاد کی آماجگاہ بنی ہوئی ہیں، اور ہم دیکھتے ہیں کہ آئے دن اُن کے بدلنے کے لئے کمیشن بیٹھتے ہیں، اس لئے ہم نے اس باب میں بھی اپنے علمائِ سلف اور صحابہ و تابعین کی نقلوں پر اعتماد کیا ہے جو مستند کتبِ حدیث سے اخذ کی گئی ہیں، جس کو ہم اگر اقوالِ محدثین میں داخل کرنا چاہیں تو بلا تکلف کر سکتے ہیں۔ پھر جب ہم نے اس میدان میں قدم رکھا تو ابوابِ سابقہ کی طرح یہ بھی ایک ناپید آکنار دریا نکلا، جس کے چند موتی ہدیئے ناظرین کئے جاتے ہیں، اور باقی کو بخوبی تطویلِ حذف کیا جاتا ہے، وہی ہذا :-

حضرت موسیٰ علیہ السلام اور اُن کی قوم

امام التفسیر ابن حبشہ رطبریؒ آیہ کریمہ وَاَخَذَ الْاَلْکَوَاعَ کے تحت الواحِ تورات

کا ذکر کرتے ہوئے ایک طویل حدیث کے ذیل میں تحریر فرماتے ہیں :-

قَالَ مُوسَى يَا رَبِّ إِنِّي آجِدُ فِي
الْأَوْرَاحِ أُمَّةً هُمْ الْآخِرُونَ فِي الْخَلْقِ
السَّابِقُونَ فِي دُخُولِ الْجَنَّةِ رَبِّ
اجْعَلْنِي أُمَّةً مِثْلَ أُمَّةِ
مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

”حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا کہ اے
میرے رب! میں الواحِ تورات میں ایک ایسی اُمت
دیکھتا ہوں جو پیدائش میں سب سے آخری ہے مگر دخولِ
جنت میں سب سے مقدم، اے میرے رب! ان کو میری
اُمت بنادے۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ وہ تو محمد
صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت ہے۔“

محدث ابو نعیمؒ نے بھی دلائل النبوة صفحہ ۱۴ میں یہ روایت مفصل نقل کی ہے، نیز
ابو نعیمؒ نے حضرت حسانؓ سے روایت کیا ہے کہ وہ فرماتے ہیں :-

”میں آخر شب میں ایک ٹیلہ پر تھا کہ یکا یک ایک بلند آواز سنی، جس سے زیادہ بلند
اور رسا آواز میں نے کبھی نہیں سنی تھی، دیکھا گیا تو وہ ایک یہودی تھا جو دینہ طیبہ کے
ایک ٹیلہ پر ایک شعل لے ہوئے ہے، اس کو دیکھ کر لوگ جمع ہو گئے، اور کہا کیا ہوا، کیوں
چلاتے ہو؟ حضرت حسانؓ کا بیان ہے کہ میں نے اس کو یہ کلمات کہتے ہوئے سنا :-

هَذَا كَوَكَبٌ أَحْمَدٌ قَدْ طَلَعَ هَذَا
كَوَكَبٌ لَا يَطْلُعُ إِلَّا بِالنَّبَوَةِ وَلَقَدْ بَقِيَ
مِنَ الْأَنْبِيَاءِ إِلَّا أَحْمَدُ.

”یہ ستارہ احمد طلوع ہو چکا، یہ ستارہ ہمیشہ نبوت
کے ساتھ طلوع ہوتا ہے، اور انبیاء میں سے احمد
(صلی اللہ علیہ وسلم) کے سوا کوئی باقی نہیں رہا
جو مبعوث نہ ہوا ہو۔“

(دلائل النبوة، ص ۱۷)

اور حضرت خویصہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں :-

”یہود ہمارے ساتھ پہتے تھے، اور وہ (آنحضرت صلی اللہ وسلم کی بعثت سے پہلے
ایک ایسے نبی کے پیدا ہونے کا ذکر کیا کرتے تھے جو مکہ میں مبعوث ہوں گے، اور ان کا نام
احمد ہوگا، اور انبیاء میں سے ان کے سوا کسی کی بعثت باقی نہیں رہی، اور یہ سب
ہماری کتابوں میں موجود ہے۔“ (رواہ ابو نعیم فی الدلائل، ص ۱۷)

اور حضرت ابوسعید خدریؓ کا بیان ہے کہ میں نے ابو مالک ابن سنانؓ کو یہ کہتے
ہوئے سنا ہے کہ میں ایک روز قبیلہ بنی عبدالاشہل میں گیا تھا، وہاں یوشع یہودی
سے سنا کہ وہ کہتا تھا :-

ایک نبی کے پیدا ہونے کا زمانہ قریب آگیا ہے، جن کو احمد کہا جاتا ہے، جو حرم میں پیدا ہوں گے، اور پھر کہا کہ یہ بات تنہا یوشع نہیں کہتا بلکہ شرب (مدینہ) کے تمام یہودی بھی کہہ رہے ہیں۔

ابو مالک بن سنانؓ کہتے ہیں کہ میں یہاں سے فارغ ہو کر بنی قریظہ میں پہنچا، تو ایک جماعت دیکھی جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر کر رہی تھی، زہیر ابن باطانہ کہا کہ یہ۔
 ”کوکب احمد طلوع ہو چکا ہے، اور یہ ستارہ جب ہی طلوع ہوتا ہے جب کوئی نبی پیدا ہوتا ہے، اور انبیاء میں سے احمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے سوا کسی کی پیدائش باقی نہیں رہی، اور یہ (مدینہ) اُن کی ہجرت گاہ ہے۔“ (رواہ ابو نعیم فی الدلائل، ص ۱۸)
 اور حضرت کعب بن جابرؓ فرماتے ہیں کہ میرے والد تورات اور اس کلام پاک کے سب سے زیادہ عالم تھے، جو موسیٰ علیہ السلام پر نازل ہوا، اور وہ جو کچھ جانتے تھے مجھ سے کچھ نہ چھپاتے تھے، جب اُن کی وفات قریب آئی تو مجھے بلایا اور کہا:-

”بیٹا! تم جانتے ہو کہ جو کچھ علم مجھے حاصل تھا میں نے تم سے کچھ نہیں چھپایا، مگر درودِ ابی تک میں نے تم پر ظاہر نہیں کئے تھے، جن میں ایک نبی کا ذکر ہے، جن کی بعثت کا زمانہ قریب آگیا ہے، میں نے یہ مناسب نہ سمجھا کہ تمہیں پہلے سے اس پر مطلع کر دوں، کیونکہ خطرہ تھا کہ کوئی کذاب اُٹھے اور تم اسی کو نبی موعود سمجھ کر اطاعت شروع کر دو، ان دونوں درقوں کو میں نے اس طاق میں جس کو تم دیکھ رہے ہو گالے سے بند کر دیا۔ کعب ابن جابرؓ نے (اس کا طویل دلچسپ قصہ لکھنے کے بعد) فرمایا کہ پھر میں نے یہ دو درق اس طاق سے نکالے تو ان میں یہ کلمات بھی لکھے تھے:-

مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللهِ خَاتِمُ النَّبِيِّیْنَ بَعْدَکُمْ (رواہ ابو نعیم، ازہد و مشورہ ص ۱۲۳)
 ”محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)، اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں، اور سب انبیاء کے ختم کر دئے گئے ہیں، آپ کے بعد کوئی نبی نہیں۔“

حضرت شعیب علیہ السلام

اور حضرت وہب بن مُنَبِّہؓ نقل فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت شعیب علیہ السلام کی طرف دوحی فرمائی، جس میں طویل کلام کے ضمن میں یہ کلمات

بھی مذکور ہیں۔

” میں ایک نبی اُمّی بھیجے والا ہوں جس کے ذریعہ سے عین ہرے کانوں اور بند دلوں اور لہجہ آنکھوں کو کھول دوں گا، ان کی جگہ پیدا نش مکہ اور ہجرت گامدنیہ اور اقتدار شام میں ہو گا، اس کے بعد فرمایا، اور ان کی امت کو بہترین امت بناؤں گا، ان کی کتاب پر آسمانی کتابیں اور ان کی شریعت پر تمام شریعتیں اور ان کے دین پر تمام ادیان ختم کر دوں گا“

إِنِّي بَاعِثٌ نَبِيًّا أُمِّيًّا أَفْتَحُ بِهِ أَذَانًا مُمْسِتًا وَقُلُوبًا غُلْفًا وَأَعْيُنًا عُمْيًا مَّوْلِدًا بِسَلَّةٍ وَمُهَاجِرَةً بِطَيْبَةِ وَ مِلْكُهُ بِالشَّامِ (القولہ)، وَأَجْعَلُ أُمَّتَهُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ (القولہ)، أَحْسَنُ يَكْتُبُ لَهُمُ الْكُتُبَ وَيُشْرِعُ لَهُمُ الشَّرَائِعَ وَبَدِّلُ لَهُمُ الْأَدْيَانَ، الْحَدِيثُ (مسند ابونعیم فی الدلائل ص ۱۱۴ ج ۳)

حضرت دانیال علیہ السلام

اور حضرت کعب احبار نقل فرماتے ہیں کہ ارضِ بابل سے بنی اسرائیل کی خلائی کا سبب نجات نصر کا ایک طویل خواب ہوا ہے، جس میں اس نے ایک عظیم الشان بُت دیکھا تھا، جس کا سر آسمان میں اور پاؤں زمین میں ہیں، اس کے اوپر کا حصہ سونے کا، اور درمیانی چاندی کا اور نیچے کا حصہ تانبے کا اور دونوں پنڈلیاں لوہے کی اور پاؤں مٹی کے ہیں، اچانک آسمان سے ایک تھیر آیا جو اس کے سر کی چوٹی پر پڑا جس سے اس کا ریزہ ریزہ ہو کر چاندی سونا، لوہا تانبہ سب ایک ہو گیا، پھر دیکھا کہ یہ آسمانی تھیر بڑھ رہا ہے، یہاں تک کہ بُت بڑھتے بڑھتے اس نے تمام زمین کو گھیر لیا، اور سوائے آسمان اور اس تھیر کے کچھ نظر نہیں آتا، جس کی تعبیر اس زمانہ کے نبی حضرت دانیال علیہ السلام نے مفصل بیان فرمائی، جس کے چند کلمات یہ ہیں:

” وہ تھیر جو بُت کے سر پر پھینکا گیا وہ اللہ کا دین ہے، جو اس امت کے سر پر آخر زمانہ میں آلا

جائے گا، اور اللہ تعالیٰ ایک نبی اُمّی عرب سے بھیجے گا، جس کے ذریعہ سے تمام امم و ادیان کو

زیرِ دبر کر دیا جائے گا، جس طرح اس تھیر نے بُت کو زیرِ دبر کر دیا (اور اہل ابونعیم صفحہ ۱۲۰)

اور یہی روایت سیوطی نے خصائص صفحہ ۲۴ جلد ۱ میں بھی مفصل نقل فرمائی ہے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور ان کی قوم کی شہادت اور اُس کا قابل دید واقعہ؛

حضرت مغیر بن شعبہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں اور ابن مالکؓ بادشاہ روم مقوقس کے یہاں پہنچے۔ مقوقس نے ہم سے پوچھا کہ تم یہاں تک کیسے پہنچے؟ مگر علی اللہ علیہ وسلم، اور ان کے اصحاب تو درمیان میں تھے، انھوں نے تمہیں روکا نہیں۔ ہم نے کہا کہ ہم دریا کے کنارے کنارے چلے آئے، یہیں بھی یہی خوف دامنگیر تھا۔

پھر اس نے پوچھا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) تمہیں جس دین کی دعوت دی تم نے اس کے متعلق کیا معاملہ کیا؟ ہم نے کہا کہ ہم میں سے کسی نے بھی ان کی دعوت قبول نہیں کی۔ اس نے پوچھا کہوں؟ ہم نے کہا وہ ایک نیا دین لے کر آئے ہیں، جس پر ہمارے باپ دادا عامل نہیں، اور نہ بادشاہ (یعنی آپ) اور ہم اسی طریقہ پر ہیں جس پر ہمارے آباؤ اجداد گزار گئے ہیں۔

پھر مقوقس نے کہا کہ اچھا ان کی قوم (قریش) نے ان کے ساتھ کیا معاملہ کیا؟ ہم نے کہا کہ تو عمر لوگ ان کے متبع ہو گئے، اور جو لوگ مخالفت تھے انھوں نے مختلف مواقع میں کئی مرتبہ مقابلہ کیا کبھی میدان ان کے ہاتھ رہا اور کبھی اس نے فتح پائی۔

پھر مقوقس نے کہا کہ کیا تم مجھے سچ بتا سکتے ہو کہ وہ لوگوں کو کس چیز کی دعوت دیتے ہیں؟ ہم نے کہا کہ ان کی دعوت کا خلاصہ یہ ہے کہ ہم ایک اللہ کی عبادت کریں، جس کا کوئی شریک نہیں، اور ان تمام معبودوں کو چھوڑ دیں جن کی ہمارے آباؤ اجداد پوجا کرتے تھے، اور نماز و زکوٰۃ کی تعلیم کرتے ہیں۔

مقوقس نے پوچھا، نماز اور زکوٰۃ کیا چیز ہیں؟ کیا ان کے لئے کوئی وقت اور کوئی عدد مقرر ہے؟ ہم نے کہا ہاں، وہ دن رات میں پانچ نمازیں پڑھتے ہیں، جن کے لئے خاص خاص نام بھی ہیں، اور وہ بیٹیں مشقال سونے میں سے چالیسواں حصہ ادا کرتے ہیں، اسی طرح سے مفصل زکوٰۃ کے احکام سنائے۔

اس نے پوچھا کہ پھر وہ یہ مال زکوٰۃ لے کر کہاں خرچ کرتے ہیں؟ ہم نے کہا کہ وہ فقرا میں تقسیم کر دیتے ہیں۔ اور وہ صلہ رحمی اور ایثار و عہد کا حکم کرتے ہیں۔ اور یہ کہ سود لینا،

زنا کرنا، شراب پینا حرام ہے۔ اور جو جانور اللہ کے نام پر ذبح نہ کیا جائے اس میں سے نہیں کھاتے۔

مقوقس نے کہا بیشک وہ نبی ہیں، جو تمام انسانوں کی ہدایت کے لئے مبعوث ہوئے ہیں، اور اگر وہ قبط اور روم کے پاس تشریف لاتے تو وہ آپ کا اتباع کرتے، کیونکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اُن کو اس کا امر فرمایا ہے۔ اور تم نے جو کچھ حالات اوصاف اُن کے بیان کئے ہیں یہ سب وہی اوصاف ہیں جن پر انبیاء سابقین مبعوث ہوئے ہیں اور قریب ہے کہ انجام اُن کے ہاتھ ہوگا، یہاں تک کہ ایک متنفس اُن سے جھگڑنے والا نہ رہے گا۔ اور ان کا دین ہر اس حد تک غالب آجائے گا جہاں تک لائٹ اور گھوڑے جاسکتے ہیں، اور جہاں تک انسانوں کی آبادی ہے، اور قریب ہے کہ ان کی قوم اُن سے نیروں کے ساتھ مدافعت کرے گی۔

ہم نے کہا کہ اگر تمام انسان بھی اُن کے دین میں داخل ہو جائیں تب بھی ہم داخل نہ ہوں گے۔ یہ سنکر مقوقس نے (نفرت سے) سر پٹایا، اور کہا کہ تم لہو و لعب میں ہو۔ پھر مقوقس نے پوچھا کہ اُن کا نسب کیسا ہے؟ ہم نے کہا کہ وہ نسب میں اشرف ہیں۔ اس نے کہا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور تمام انبیاء اسی طرح اپنی قوم میں تشریف نسب سے بھیجے جاتے ہیں۔

پھر پوچھا کہ اُن کے سچ بولنے کا کیا حال ہے؟ ہم نے کہا کہ اپنی سچائی کی وجہ سے تمام عرب میں امین کے نام سے مشہور ہیں۔

یہ سنکر کہنے لگا کہ تم اپنے معاملہ میں پھر سے غور کرو، کیا تم سمجھتے ہو کہ وہ تم سے سچ بولے اور اللہ تعالیٰ پر جھوٹ بولے۔

پھر کہا گن گن لوگوں نے آپ کا اتباع کیا؟ ہم نے کہا، نو عمر لوگوں نے۔ مقوقس نے کہا کہ وہ اور حضرت مسیح علیہ السلام تمام انبیاء سابقین کی طرح ہیں۔

پھر پوچھا کہ شرب کے پیونے اُن کے ساتھ کیا معاملہ کیا؟ اس لئے کہ وہ اہل تورات ہیں۔ ہم نے بیان کیا کہ انھوں نے مخالفت کی، تو اس نے اُن کا مقابلہ کیا، بعض کو قتل کیا، اور بعض کو قید، اور وہ سب منتشر ہو گئے۔

یہ سنکر کہنے لگا کہ وہ حاسد ہیں، حسد کی وجہ سے مخالفت کی، ورنہ وہ بھی اُن کے

حال کو ایسا ہی جانتے ہیں جیسا کہ ہم جانتے ہیں۔

حضرت مغیرہؓ فرماتے ہیں کہ ہم اُن کے پاس سے اُٹھے، اور ایک ایسی بات سُن کر اُٹھے جس نے ہمیں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے منقاد و مطیع بنادیا تھا، اور ہم نے آپس میں کہا کہ عجمی بادشاہ باوجود بُعد تعلقات کے اُن کی تصدیق کرتے ہیں اور اُن سے ڈرتے ہیں، اور ہم اُن کے رشتہ دار اور پڑوسی ہونے کے باوجود اُن کے دین میں داخل نہیں ہوتے، حالانکہ وہ ہمیں دعوت دینے کے لئے ہمارے گھروں میں تشریف لائے۔

حضرت مغیرہؓ فرماتے ہیں کہ اس کے بعد میں اسکندریہ میں مقیم رہا، اور کوئی کنیسہ (گر جا) نہیں چھوڑا جس میں جا کر انھوں نے دہاں کے قبلی اور رومی پادریوں سے دریافت نہ کیا ہو کہ تم محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی کیا کیا صفات اپنی کتابوں میں پاتے ہو۔

کنیسہ الی غنی میں ایک بڑا مشہور پادری تھا جس کو متبرک سمجھ کر لوگ اپنے مریضوں کو دعار پڑھوانے کے لئے اس کے پاس لاتے تھے، اور میں دیکھتا تھا کہ وہ پانچ نمازیں نہایت خشوع و خضوع سے پڑھتا تھا، میں نے اس سے دریافت کیا کہ:-

”مجھے بتلاؤ کہ کیا انبیاء میں سے کوئی نبی باقی میں“
اس نے کہا ہاں، اور وہی آخر الانبیاء ہیں،
اُن کے اور عیسیٰ علیہ السلام کے درمیان کوئی اور
نبی نہیں، وہ نبی ہیں، حضرت عیسیٰ علیہ السلام
نے ہمیں اُن کے اتباع کا حکم فرمایا ہے، وہ
نبی اُمّی عربی ہیں، ان کا نام احمد ہے، نہ دراز
قد میں نہ پست قدر بلکہ درمیانہ، ان کی آنکھوں
میں سرخی ہے (اس کے بعد اور بہت کچھ معائنات
بیان کئے)۔

أَخْبَرَنِي هَلْ بَقِيَ أَحَدٌ مِنَ الْأَنْبِيَاءِ
قَالَ نَعَمْ وَهُوَ أَخِيرُ الْأَنْبِيَاءِ لَيْسَ
بَيْنَهُ وَبَيْنَ عِيسَى بْنِ مَرْيَمَ أَحَدٌ
وَهُوَ نَبِيٌّ قَدْ أَمَرَنَا عِيسَى بِاتِّبَاعِهِ
وَهُوَ الشَّيْءُ الْأَيْمِيُّ الْعَرَبِيُّ أَسْمُهُ
أَحْمَدُ لَيْسَ بِالطَّوِيلِ وَلَا بِالْقَصِيرِ
فِي عَيْنَيْهِ حُمْرَةٌ الْحَدِيثُ رِوَاهُ
ابُو نَعِيمٍ فِي الدَّلَالَةِ (ص ۲۰، ۲۱)

حضرت مغیرہؓ فرماتے ہیں کہ میں نے اس کے کلام کو خصوصاً اور دوسرے پادریوں
کے کلمات عموماً یاد رکھے، اور پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر
تمام واقعہ سنا یا اور مشرف باسلام ہو گیا۔ فالحمد للہ علی ذلک۔
ہمیں اس جگہ اس تمام واقعہ سے صرف وہ سطوریں مقصود تھیں جو عربی عبارت

میں نقل کی گئی ہیں، جن میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر نبوت کا کُلّی اختتام بتلایا گیا ہے، لیکن ناظرین کی دلچسپی کے لئے پورا واقعہ نقل کر دیا، جو فائدہ سے خالی نہیں۔

اور بلال بن حارثؓ فرماتے ہیں کہ میں ایک دفعہ تجارت کے لئے ملک شام میں طرف چلا، جب میں شام کے گرد و نواح میں پہنچا تو اہل کتاب میں سے ایک شخص ملا جس نے پوچھا کہ کیا تمہارے یہاں کسی نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے؟ میں نے کہا، ہاں۔ اس نے پوچھا کہ تم اُن کی صورت پہچانتے ہو؟ میں نے اقرار کیا۔ یہ سنکر وہ مجھے اپنے گھر لے گیا۔ میں اس کے گھر پہنچا، تو اندر داخل ہوتے ہی ٹھیک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تصویر نظر پڑی، ایک آدمی آپؐ کی پشت کے پیچھے کھڑا ہے، میں نے اس سے دریافت کیا کہ یہ شخص جو آپؐ کی پشت کی جانب کھڑا ہے کون ہے؟ اس نے جواب دیا:-

”بات یہ ہے کہ اس سے پہلے کوئی نبی ایسا نہیں ہوا جس کے بعد کوئی اور نبی ہو سوائے اس کے کہ اُن کے بعد کوئی نبی نہیں، اور یہ شخص جو پیچھے کھڑے ہیں ان کے خلیفہ ہیں۔“

إِنَّهُ لَمْ يَكُنْ نَبِيٌّ إِلَّا كَأَنَّ بَعْدَهُ نَبِيٌّ
إِلَّا هَذَا فَإِنَّهُ لَا نَبِيَّ بَعْدَهُ وَهَذَا
الْخَلِيفَةُ بَعْدَهُ - (رواہ الطبرانی
کذا فی الکتر، ص ۲۸۱ ج ۱۶)

بلال بن حارثؓ کہتے ہیں کہ اب جو میں نے غور کیا تو پیچھے والی تصویر ٹھیک ابو بکر صدیقؓ ہیں۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام

امام شعبیؒ فرماتے ہیں کہ صحیفہ ابراہیم علیہ السلام میں لکھا ہوا ہے:-

”آپؑ کی اولاد میں قبائل در قبائل ہوتے رہیں گے یہاں تک کہ نبی اُمّی آجائیں، جو خاتم الانبیاء ہوں گے۔“

إِنَّهُ كَأَنَّ مِنْ وَلَدِهِ شُعُوبٌ وَشُعُوبٌ
حَتَّى يَأْتِيَ الشَّيْءُ الْأُمِّيُّ الَّذِي يَكُونُ
خَاتِمَ الْأَنْبِيَاءِ (خصائص بزرگ سیوطی ص ۱۱۷)

اور ابن جریرؒ اپنی تفسیر میں ابو العالیہ سے روایت کرتے ہیں کہ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے یہ دعا کی:-

”ربَّنَا ذَلِّعْ فِيهِمْ رَسُولًا مِنْهُمْ الْإِنِّي مَتَّقٌ
إِسْتَجِيبْ لَكَ وَهُوَ كَائِنٌ فِي آخِرِ الزَّمَانِ“

”یعنی اے ہمارے رب! ان میں ایک رسول بھیج، الخ تو بذریعہ وحی اُن کو یہ جواب دیا گیا کہ اُمّی

دعا قبول گئی اور وہ رسول آخری زمانہ میں ہونے والے ہیں۔“

اور امام بیہقیؒ بروایت عمرو بن لُحَکَم نقل فرماتے ہیں کہ میرے آباؤ و اجداد سے ایک ورق محفوظ چلا آتا تھا، جو جاہلیت میں نسل بعد نسل وراثت میں منتقل ہوتا رہا، یہاں تک کہ دین اسلام ظاہر ہوا، پھر جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ طیبہ میں تشریف فرما ہوئے تو لوگ یہ ورق آپ کی خدمت میں لائے، پڑھوایا گیا تو اس میں یہ عبارت لکھی تھی:-

بِسْمِ اللَّهِ وَقَوْلُهُ الْحَقُّ هَذَا الَّذِي كُتِبَ لِأُمَّةٍ تَأْتِي فِي آخِرِ الزَّمَانِ
يَسْبُلُونَ أَطْرُقُ أَفْعُمٌ وَيَأْتِزُّ رُؤُونٌ عَلَى أَوْسَاطِهِمْ وَيَخُوضُونَ الْبَحَارَ
إِلَى أَعْلَانِهِمْ فِيهِمْ صَلَوةٌ لَوْ كَانَتْ فِي قَوْمٍ نُوحٍ مَا أَهْلَكُوا بِالطُّوفَانِ
وَفِي عَادٍ مَا أَهْلَكُوا بِالسَّرِيحِ وَفِي ثَمُودَ مَا أَهْلَكُوا بِالصَّيْحَةِ .

(خصائص کبریٰ، ص ۱۶ ج ۱)

ترجمہ:- اللہ کے نام پر شروع ہے، اور اسی کا قول حق ہے۔ یہ ذکر ہے اس امت کا جو آخر زمانہ میں آئے گی، جن کے لباس کے اطراف چھوٹے ہوئے ہوں گے اور اپنی کروں پر تہبند باندھیں گے اور دشمنوں کے مقابلہ کے لئے دریاؤں میں گھس پڑیں گے۔ ان میں ایسی نماز ہوگی کہ اگر قوم نوحؑ میں یہ نماز ہوتی تو وہ طوفان میں ہلاک نہ ہوتے، اور اگر قوم عاد میں ہوتی تو وہ ہوا کے طوفان سے ہلاک نہ ہوتے، اور اگر قوم ثمود میں ہوتی تو وہ ہوناک آواز سے ہلاک نہ کئے جاتے :-

جب یہ ورق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پڑھا گیا تو اس کے مضمون کو شکر آپ خوش ہوئے۔

اور زید ابن عمرو بن نفیلؒ جو علماء اہل کتاب میں سے تھے، اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے وفات پا گئے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات و صفات بیان کیا کرتے تھے، ایک دفعہ فرمایا:-

إِنِّي بَلَّغْتُ إِلَيْكَ مَا أَطْلُبُ دِينَ إِبْرَاهِيمَ دَكُلْ أَسْأَلُ مِنْ
الْيَهُودِ وَالنَّصَارَى وَالْمَجُوسِ يَقُولُ هَذَا الَّذِي وَرَأَاكَ وَتَبْعُوتُونَ
مِثْلَ مَا نَعَتُهُ لَكَ وَلَمْ يَنْبِئْ نَبِيٌّ غَيْرُهُ (خصائص کبریٰ، ص ۲۵ ج ۱)

” میں دین ابراہیم کی طلب میں تمام شہروں میں پہنچا، اور یہود و نصاریٰ اور مجوس میں جس کسی سے پوچھتا تھا یہی جواب دیتا تھا کہ یہ دین تم سے آگے آنے والا ہے اور

وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وہی اوصاف بیان کرتے تھے جو میں نے تم سے بیان کئے ہیں، اور وہ یہ بھی کہتے تھے کہ ان کے سوا کوئی نبی باقی نہیں رہا۔

اور محدث ابو نعیم حضرت سعد بن ثابتؓ سے روایت کرتے ہیں کہ یہودی قرظیلہ دینی نصیر کے پادری نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صفات بیان کیا کرتے تھے، جب کوکب احمر طلوع ہوا تو سب نے متفقہ طور پر کہا:-

إِنَّهُ نَبِيٌّ وَإِنَّهُ لَا نَبِيَّ بَعْدَهُ وَإِسْمُهُ أَحْمَدُ (خصائص، ص ۲۷ ج ۱)

”محمد صلی اللہ علیہ وسلم نبی ہیں، اور آپ کے بعد کوئی نبی نہیں، اور آپ کا نام احمد ہے۔“
نیز ابو نعیمؒ زیاد بن لبید سے نقل کرتے ہیں کہ وہ مدینہ کے ایک ٹیلہ پر تھے اچانک یہ آواز سنی:-

يَا أَهْلَ يَثْرِبَ قَدْ ذَهَبَتْ وَاللَّهِ نَبُوءَةُ بَنِي إِسْرَءِيلَ هَذَا نَجْمٌ قَدْ طَلَعَ بِمَوْلَى أَحْمَدَ وَهُوَ نَبِيٌّ أَخِيرُ الْأَنْبِيَاءِ مُهَاجِرُهُ إِلَى

يَثْرِبَ (خصائص، ص ۲۷ ج ۱)

”اے اہل یثرب! خدا کی قسم نبی اسرائیل کی نبوت جاتی رہی، یہ ستارہ احمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی ولادت کے ساتھ طلوع ہوا ہے، اور وہ آخر الانبیاء ہیں،“

اور ان کی ہجرت کی جگہ یثرب ہے۔“

امام بیہقیؒ او طبرانیؒ ابو نعیمؒ اور خضر الطبرانیؒ خلیفہ بن عبدہ سے نقل فرماتے ہیں کہ میں نے ایک دن محمد بن عری بن ربیعہ سے پوچھا کہ زمانہ جاہلیت میں تمہارے باپ نے تمہارا نام محمد کیسے رکھ دیا؟ انھوں نے جواب دیا کہ جو بات تم نے مجھ سے دریافت کی ہے میں نے خود اپنے والد سے دریافت کی تھی، انھوں نے اس کا یہ واقعہ سنایا کہ:-

”قبیلہ بنی تمیم کے ہم چار آدمی شام کے سفر کے لئے نکلے، جن میں ایک میں تھا،

اور دوسرے سفیان بن مجاشع بن آدم، اور تیسرے یزید بن عمر بن ربیعہ، اور چوتھے

اسامہ بن مالک بن خندف۔ جب ہم ملک شام پہنچے تو ایک تالاب پر اتارے،

جس کے کنارہ پر درخت کھڑے تھے۔ ہمیں دیکھ کر ایک پادری ہمارے پاس آیا اور

پوچھا تم کون لوگ ہو؟ ہم نے کہا کہ قبیلہ مضر کی ایک جماعت ہے۔ اس

نے کہا:-

إِنَّمَا أَنَا رَسُولٌ يُبْعَثُ مِنْكُمْ وَشَيْكَائِي نَسَارِعُوا إِلَيَّ وَخُذُوا بِحَظِّكُمْ مِنْهُ تَرْتُدُّوهُ فَإِنَّهُ حَايِمُ النَّيِّتِينَ .

” تمہارے قبیلہ میں سے عنقریب ایک نبی مبعوث ہونے والے ہیں تم ان کی طرف جلد پہنچو ، اور اپنا حصہ دین ان سے لے لو تم ہدایت پاؤ گے ، کیونکہ وہ آخری نبی ہیں ؟

ہم نے پوچھا کہ ان کا کیا نام ہے ؟ انہوں نے محمد بتلایا . جب ہم وہاں سے واپس آئے تو اتفاقاً ہم چاروں کے چار لڑکے پیدا ہوئے . ہم میں سے ہر ایک نے اپنے لڑکے کا نام اس طبع پر محمد رکھ دیا کہ شاید یہ وہی نبی ہو جائیں ؟
(خصائص کبریٰ ، ص ۲۳ ج ۱)

حضرت یعقوب علیہ السلام

ابن سعدؒ محمد بن کعب قرظی سے روایت کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت

یعقوبؑ پر یہ وحی نازل فرمائی :-

” میں آپ کی ذریت میں بادشاہ اور انبیاء پیدا کروں گا یہاں تک کہ حرم والے نبی مبعوث ہوں جن کی امت ہیکل بیت المقدس کو بنائے گی اور وہ خاتم الانبیاء ہوں گے اور ان کا نام ” احمد “ ہوگا “

إِنِّي أَبْعَثُ مِنْ ذُرِّيَّتِكَ مُلُوكًا وَأَنْبِيَاءَ حَتَّى أَبْعَثَ إِلَيْكَ الْخُرَّمِيَّ الَّذِي تَبْنِي أُمَمُهُ هَيْكَلَ بَيْتِ الْمَقْدِسِ وَهُوَ خَاتِمُ الْأَنْبِيَاءِ وَاسْمُهُ أَحْمَدُ (خصائص ، ج ۱)

مسئلہ زیر بحث پر تمام شرعی محققین اور اُن کے متعلقات کا فی طور پر پیش کرنے کے بعد اُن آزاد خیال لوگوں کی ضیافتِ طبع کے لئے کچھ سامانِ عقلی حکمتوں کا بھی پیش کر کے حجت تمام کرنا مناسب معلوم ہوتا ہے ، جن کے یہاں آزادی کے معنی ہی دین و مذہب سے بیزاری ہے جنہیں قرآن و حدیث سے شفاء نہیں ہوتی ، اگرچہ ایسے حضرات سے کیا توقع ہے کہ وہ ہماری عرضداشت پر بھی کان لگائیں لیکن

حجت تمام کرتے ہیں آج آسمان سے ہم

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم تمام نبوت کی عقلی دلیلیں

مسئلہ ختم نبوت کے متعلق قرآن حکیم کا ناطق فیصلہ، احادیث نبویہ کی تصریحات، اجماع صحابہ اور پھر سینکڑوں علماء سلف کے اقوال ناظرین کے سامنے آچکے ہیں۔ اور یہی تین اصول ہیں جن سے عقیدہ کے مسائل ثابت ہو سکتے ہیں۔ چوتھے درجہ میں قیاس بھی شرعی حجت ہے۔ لیکن اول تو باب عقائد میں قیاس محض حجت نہیں سمجھا جاتا، دوسرے قیاس فقہی معتبر ہونے کی شرائط میں سے یہ بھی ہے کہ جس حکم کو قیاس سے ثابت کیا جاتا ہے وہ قرآن و حدیث میں مذکور نہ ہو، اور نہ صحابہ کا اجماع اس پر ہوا ہو، بلکہ یہ تینوں حجتیں جس حکم سے خاموش ہوں، صرف وہی قیاس سے ثابت کیا جاتا ہے، اس لئے قیاس فقہی اس مسئلہ میں پیش نہیں کیا جاسکتا۔ منصوصات اور منقولات کی عقلی حکمتیں ہر وقت بیان کی جاسکتی ہیں۔

اگرچہ قرآن و حدیث اور آثار صحابہ و سلف کے اتنے بڑے ذخیرے کے سامنے آجانے کے بعد ایک سلیم الطبع سچا مسلمان تو یہی کہے گا کہ

شد از حقائق عرفاں دلم حسنہ راز ؛ گرات فلسفیاں کے بنیم فلس خرم
پراست گوش من از لہجہ ملک چو یح ؛ کجا مشوش خاطر شود نہیق خرم
اور حقیقت یہی ہے کہ کسی مسئلہ کی حقیقت اگر منکشف ہو سکتی ہے اور کسی تحقیق میں اگر شفاء صدر ہو سکتی ہے تو اس کا راستہ نور نبوت اور وحی الہی کے سوا نہیں، پائے استدلال نے کبھی اس میدان کو طے نہیں کیا، جن لوگوں نے محض اپنی عقل کو کافی سمجھ کر تحقیق کے میدان میں قدم رکھا ہے، عمر بھر ناکامی اور نامرادی کے ساتھ حیران پریشان پھرنے کے بعد انہیں بھی وہی کہنا پڑا ہے جو دانائے روم نے فرمایا تھا

آرمودم عقل دور اندیش را
بعد ازیں دیوانہ سازم خویش را

الغرض قرآن و حدیث، اجماع اور آثار صحابہ پیش کرنے کے بعد کسی مسلمان کے لئے حاجت نہیں کہ عقلی حکمتیں پیش کرنے کا انتظار کرے، بلکہ اس کے نزدیک ساری عقلی حکمتیں اور عقلیں اس ایک حکمت پر قربان ہیں کہ جب ایک ذات مقدس کو آفتاب سے زیادہ روشن علامات کے ذریعہ خدا کا رسول تسلیم کر لیا، تو پھر جزئی حکم میں اس سے حکمت یا علت پوچھنا عقل اور حکمت کے خلاف ہے۔ کیونکہ وہ ایسی کامل اور مکمل عقل کا متبع ہے جس کے سامنے ساری دنیا کی عقلیں ہیچ ہیں، جس کے نشاط میں وہ کہہ اٹھتا ہے **ع**

انفلاطون کا شکے می دید یو نلنے کہ من دارم

اس کا سینہ ایک ایسی حکمت سے معمور ہے جس کے سامنے ساری حکمتیں گر رہیں۔

دلے دارم جو اہر خاند عشق است تجویش

کہ دار د زیر گردوں میر سامانے کہ من دارم

الحاصل ضرورت نہ تھی کہ شرعی حجتوں کو پیش کرنے کے بعد ہم اس میدان میں قدم رکھتے، لیکن دودھ سے اس کی ضرورت محسوس ہوئی۔ اول تو یہ کہ نقل کو جب عقل کے ساتھ مطابق کر کے دکھلایا جاتا ہے تو یہ حکم دل میں اُتر جاتا ہے، اور اس پر عمل کرنے میں مدد ملتی ہے۔ دوسرے یہ کہ مرزائیوں کی ابلہ فریب تحریفات نے جیسا کہ قرآن و حدیث پر اپنا جال پھیلانا چاہا ہے، ایسے ہی یہ بھی ذہن نشین کرنے کی کوشش کی ہے کہ ختم نبوت کا عقیدہ عقل کے خلاف ہے، اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے درجہ کو گھٹانے والا ہے۔

چشم بدانیش کہ برکتہ باد

عیب نماید ہنرش در نظر

اس لئے ضرورت ہوئی کہ ان کا یہ طلسم توڑ کر عقلی طور بھی یہ دکھلایا جائے کہ ختم نبوت عین مقضائے عقل اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وہ امتیازی فضیلت ہے جو آپ کی شان کو تمام انبیاء و رسل سے بڑھا دیتی ہے۔

مرزائیوں نے اس باب میں بزرگ خطابت جو کچھ مسلمانوں کے قلوب میں ڈالنے کی کوشش کی ہے اُس کا خلاصہ دو یا تین باتیں ہیں۔

اول یہ کہ نبوت ایک رحمت ہے، اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم نبوت قرار

دیا جائے تو اس کے یہ معنی ہونگے کہ رحمۃ للعالمین کے آتے ہی دنیا سے رحمت منقطع ہوگئی، یہ اچھی برکت ہوئی کہ رحمت کا خاتمہ ہو گیا، اور قیامت تک اس کا دروازہ بند ہو گیا، اور یہ صریح توہین ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی۔

دوم یہ کہ قدیم سے عادۃ اللہ اس پر جاری ہے کہ جب دنیا میں گمراہی غالب آئی لوگ صراطِ مستقیم سے ہٹنے لگے تو اپنی رحمت کاملہ سے کوئی نبی مبعوث فرما دیا۔

آج بھی جب کہ دنیا پر ظلم و جور کی حکومت ہے، کفر و ضلالت کی گھٹائیں عالم چھا گئی ہیں نبوت کی ضرورت پیدا ہوگئی، اور خداوند عالم کی رحمت میں کمی نہیں، اس لئے عادۃ اللہ کے مطابق ضرور کوئی نبی مبعوث ہونا چاہئے۔

سوم انبیاء سابقین میں سے جو اول العزم انبیاء گذرے ہیں، ان کے ماتحت بہت سے انبیاء انہی کی شریعت کی نشر و اشاعت کے لئے مبعوث ہوتے رہے ہیں جس سے ان کی عظمتِ شان ظاہر ہوتی ہے، کیونکہ ایک بادشاہ کے ماتحت جس قدر خود مختار سلطنتیں اور ریاستیں، رجاوٹے ہوتے ہیں اسی قدر اس بادشاہ کی عظمت ثابت ہوتی ہے اور شاہ کے بجائے اس کو شہنشاہ کہا جاتا ہے، اس فطری قاعدہ کا مقتضار بھی یہ ہے کہ سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بجائے انقطاع نبوت کے انبیاء سے ماتحت کی اس قدر کثرت ہو جو انبیاء سابقین سے بھی بڑھ جائے۔

یہ چند کلمات ہیں جن کو دلفریب صورت سے مسلمانوں کے سامنے پیش کر کے یہ ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمتِ شان اور فضیلتِ مطلقہ کے حامی ہیں، اور ختم نبوت کا عقیدہ اس کے خلاف ہے۔

ان سب باتوں کا اجمالی اور مختصر جواب تو یہ ہے کہ ختم نبوت کا عقیدہ (جیسا کہ ہم اوپر ثابت کر آئے ہیں) ہم نے خود تصنیف نہیں کیا، بلکہ اس عظیم الشان رسول کے بھیجے والے نے اور خود رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) نے جو کچھ ہمیں بتلایا ہے ہم نے تسلیم و انقیاد کو اپنا فرض سمجھ کر قبول کر لیا ہے۔

بارگشتہ ام دبا دگر مست گویم ۛ کہ من گم شدہ ایں رہ نہ بخودی یوم
در پس آئینہ طوطی مغم داشتہ اند ۛ آنچہ استاد ازل گفت ہمائی گویم
تو اگر بالعصر من عقیدہ ختم نبوت سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کوئی بڑی عظمت

ظاہر نہیں ہوتی، تو کس کو حق پہنچتا ہے کہ خدا اور اس کے رسول پر زبردستی کر کے اس عظمت سے زائد کوئی عظمت آپ کے لئے ثابت کرے جو خداوند عالم نے آپ کو عنایت فرمائی ہے۔

اور حقیقت یہ ہے کہ جس کو خدائے قدوس نے عقل و فہم کا کوئی حصہ عنایت فرمایا ہے وہ بلا تامل سمجھ سکتا ہے کہ ختم نبوت ایک ایسی فضیلت اور انتہائی عظمت ہے کہ ایک نبی کے لئے اس سے بڑھ کر کوئی عظمت نہیں ہو سکتی، جس کی تفصیل مرزائیوں کے بیانات مذکورہ کی ترتیب پر ذیل میں عرض کی جاتی ہے :

امرا اقل کے متعلق گزارش ہے کہ نبوت کا رحمت ہونا تو مسلم ہے اور یہ بھی تسلیم کہ آپ اس رحمت کے خاتم ہیں۔ لیکن اس سے یہ سمجھنا کہ دنیا اب رحمت سے خالی رہ جائے گی، اور رحمتہ للعالمین کا وجود دنیا کے لئے (معاذ اللہ) زحمت بن جائے گا، صرف مرزائی فہم اور مرزائیت کی برکات میں سے ہے۔

میں کہتا ہوں کہ اگر رحمت کے مختلف چھوٹے چھوٹے دروازے بند کر کے ایک اتنا بڑا پھاٹک کھول دیا جائے جس سے سارے عالم کی تربیت اور پرورش ہو سکے تو کیا اس کو زحمت کہا جائے گا؟ یا انتہائی درجہ کی عظیم الشان رحمت، اور کیا یہ دنیا سے رحمت کا انقطاع سمجھا جائے گا یا ساری دنیا کا رحمت سے لبریز ہو جانا؟

اگر چھوٹی چھوٹی گولوں اور نالیوں کو بند کر کے ایک عظیم الشان نہر، یا معمولی وقتی اور مقامی نالیوں کو بند کر کے ایک عالمگیر جھڑی لگا دی جائے تو اس کو دنیا کے لئے خشک سالی کہا جائے گا یا حیاتِ دائم کا پیغام؟

ٹمٹماتے ہوئے بے شمار چراغوں کو اٹھا کر اگر اتنا بڑا برقی گیس قائم کر دیا جائے، جس کی روشنی تمام چراغوں کے مجموعہ سے کہیں زائد ہو تو ان چراغوں کا ختم ہونا اندھیرا باعث ہوگا یا پہلے سے زیادہ روشنی کا، یا اُن گنت ستارے غائب ہو کر آفتاب عالم تاب سامنے آجائے تو یہ ظلمت کا سبب ہوگا یا پہلے سے کہیں زائد نور کا، فَتَا يَخْشَوْنَ الْعَذَابَ وَلَا يَكَادُّونَ يُنْفِقُونَ حَبِيشًا۔

ابتداءً عالم سے رحمت نبوت جزوی صورت سے محدود زمانہ اور محدود مکان کے لئے دنیا میں آتی رہی، ایک خطہ میں موسیٰ خدا کی رحمت بن کر خلقِ اللہ کی تربیت کرتے ہیں، تو دوسرے

میں شعیب علیہ السلام اسی خدمت کو انجام دیتے ہیں۔ ایک ملک میں اگر حضرت ابراہیم خلیل اللہ کی صورت میں رحمت خداوندی جلوہ گر ہوتی ہے تو دوسرے میں لوط اسی رحمت کا پیکر بن کر آتے ہیں۔ اسی طرح زمانہ کے اعتبار سے ایک زمانہ میں آدم ہیں تو دوسرے میں نوح۔ ایک قرن میں ابراہیم احکام الہی کی تبلیغ کرتے ہیں تو دوسرے میں موسیٰ علیہ السلام اور عیسیٰ علیہ السلام کے یہ خدمت سپرد ہوتی ہے۔

آخر میں یہ عنایات الہیہ اور رحمت حق کا اقتضار ہوتا ہے کہ اب وہ عالمگیر رحمت دنیا میں بھیج دی جائے جو تمام رحمتوں کا سرچشمہ اور تمام انوار و برکات کا حزانہ ہے۔

وَلَيْسَ عَلَى اللَّهِ بِمُسْتَسْكَبٍ أَنْ يَجْمَعَ الْعَالَمَ فِي وَاحِدٍ
یہ عالمگیر رحمت نبی الانبیاء سید الاولین والآخرین خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی صورت مبارکہ میں ظاہر ہوئی، جو تمام انبیاء و رسل کے کمالات کی جامع اور اس کی مصداق ہے۔

حسن یوسف دم عیسیٰ یربضاداری

آنچہ خواہاں ہمہ دارند تو تنہا داری

انبیاء سابقین اپنی اپنی حد میں سب شیع ہدایت تھے، لیکن جب یہ ماہتاب روشن ہو گیا تو سب کی روشنی اس کی روشنی میں مغلوب ہو گئی، اور اب سارے عالم کی تنویر کے لئے تنہا یہی کافی ہو گیا ہے

گوشع بچنے منیش کز رخت امشب

کاشانہ مارا ہمہ بہتاب گرفت ست

یہاں کہئے کہ انبیاء سابقین نجوم ہدایت تھے جو اپنی اپنی حد اور اپنے اپنے درجہ کے مطابق عالم سے ظلمت کفر مٹانے میں مصروف تھے، ایک وہ وقت آیا کہ ان مقامات خاتم الانبیاء کی صبح صادق نمودار ہوئی، اور پھر آفتاب نبوت جلوہ آرا ہو گیا، تو وہ ستارے سب اپنی اپنی جگہ پر اسی آب و تاب کے ساتھ ہونے کے باوجود آفتاب کی روشنی میں ظاہر

نبی کی عظمت شان اور سچائی ثابت کرنے کے لئے جو واقعات بطور خرق عادت رونما ہوئے ان میں جو عطاے نبوت سے پہلے ظاہریوں ان کو تاراج کہتے ہیں، اور جو بعد عطاے نبوت کے صادر ہوں ان کا نام معجزہ ہے۔

نہیں ہو سکتے ، اور اب سارے عالم کی نظریں صرف اسی کرۂ نور کو دیکھتی ہیں اور اسی کی ضیاء گسٹری پر عالم کے ظلمت و نور کا مدار ٹھہر گیا ہے

رات محفل میں ہر ایک مہ پارہ گرم لالت تھا

مبجدم خورشید جب نکلا تو مطلع صاف تھا

اب کوئی مرزائی ہی ہوگا تو ان شمعوں یا ستاروں کے غائب ہونے پر ماتم کرے گا اور یہ سمجھے گا کہ ہائے اب دنیا نور سے خالی رہ جائے گی ۔ ایک بصیر انسان تو اس عالمگیر روشنی اپنا فخر سمجھ کر خدا تعالیٰ کا شکر ادا کرنے کے سوا کوئی کام نہیں کر سکتا ۔

مرزائیوں سے میرا سوال

اس کے بعد میں خود مرزائیوں سے دریافت کرتا ہوں جس طرح آپ کی مزعمہ نبوت غیر تشریعی ایک رحمت ہے ، اسی طرح تشریعی نبوت اور شریعت مستقلہ اور کتب سماوی کا نزول وحی ملکی وغیرہ کو غالباً آپ بھی رحمت نہ کہہ سکیں گے ، بلکہ چار دنا چار رحمت ہی کہنا پڑے گا ، اور ساتھ ہی آپ کو اقرار ہے کہ خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کے بعد تشریعی نبوت اور شریعت جدیدہ کتب سماویہ کے نزول کا انقطاع بالکلیہ ہو چکا ہے ، تو کیا جو الزام آپ ہم پر لگاتے تھے وہی آپ پر نہیں لوٹ آیا کہ حضرت رحمتہ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم دنیا کے لئے (معاذ اللہ) انقطاع رحمت کا سبب ہو گئے ۔ اگر رحمت شریعت کے انقطاع سے خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت و شان اور رحمتہ للعالمین ہونے میں فرق نہیں آتا تو غیر تشریعی نبوت کے انقطاع سے بھی نہیں آسکتا ۔ ان فرض نبوت تشریعی کی رحمت و برکت کا انقطاع جو آپ کو بھی مسلم ہے جو آپ اس کا جواب دیں گے وہی جواب ہماری طرف سے اپنی مزعمہ غیر تشریعی نبوت کے لئے بھی خیال فرمائیں اور بس ۔

امردوم کے متعلق مختصراً یہ گزارش ہے کہ بیشک ابتداء عالم سے سنت اللہ یوں ہی جاری رہی ہے کہ کفر و ضلالت عالم کا احاطہ کر لے ، اور حق و باطل کا امتیاز نہ ہے تو خداوند عالم اپنی رحمت کاملہ سے کوئی نئی مبعوث فرمادیتے ہیں ۔ لیکن موجودہ زمانہ میں اس میں دو وجہ سے کلام ہے ۔ اول تو یہ تسلیم نہیں کہ عالم کو

کفر و ضلالت نے اس طرح گھیر لیا ہو کہ کفر و اسلام میں امتیاز نہ رہے، طالب ہدایت کو ہدایت کرنے والے موجود نہ ہوں، کیونکہ یہ بات جس طرح واقعات و مشاہدات کے خلاف ہے، اسی طرح حضرت خاتمیت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشین گوئی کے بھی خلاف ہے جس میں ارشاد ہے :-

لَا تَزَالُ طَائِفَةٌ مِّنْ أُمَّتِي عَلَىٰ الْحَقِّ ظَاهِرِينَ عَلَىٰ مَنْ نَادَاهُمْ
حَتَّىٰ يَأْتِيَ أَمْرُ اللَّهِ تَعَالَىٰ وَيُزِيلَ عَيْنِي بَنِي مُزَيْمٍ (مسند احمد ج ۲۹) و بجا لکھتے ہیں
" میری امت میں ہمیشہ ایک جماعت حق پر قائم رہے گی جو اپنے مقابل پر غالب رہے گی

یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کا امر آجائے اور عیسیٰ علیہ السلام نازل ہوں :-

ادھر واقعات و مشاہدات بتلاتے ہیں کہ حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی روحانیت باوجود بُعد زمان و مکان کے آج بھی اپنی امت مرحومہ کی تربیت میں اسی طرح مصروف ہے۔ زمانہ پر شرک و بدعات کی گھٹائیں چھا جانے کے باوجود آفتاب نبوت کی ضیاء گستری نے دن کو رات نہیں ہونے دیا، اس قدر روشنی باقی ہے کہ بصیر آنکھیں اچھے بُرے اور کھرے کھوٹے میں تمیز کر سکیں۔

انبیاء سابقین اور ہمارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی مثال ستاروں اور آفتاب کی سی ہے، آفتاب پر کتنا ہی ابر محیط ہو جائے، مگر اس کی ظلمت شکاف شعاعیں تمام مواد غلیظ کو پھاڑتی ہوئی عالم میں نور افشانی سے باز نہیں رہتیں، اور ستاروں پر جب گھٹا چھا جائے تو عالم ان کی روشنی سے محروم ہو جاتا ہے، ٹھیک اسی طرح سمجھنا چاہئے کہ انبیاء سابقین علیہم السلام کے بعد جب کفر و ضلالت کا ابر غلیظ عالم پر محیط ہوتا تو کفر و اسلام کا امتیاز مٹ جاتا تھا، اور اسی لئے بعثت نبوت کی احتیاج ہوتی تھی، اور حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد جب وہی ضلالت کی گھٹائیں اٹھیں اور آفاق عالم پر چھا گئیں تو بیشک مذہبی مطلع غبار آلود ہو گیا، لیکن بہر حال دن ہی رہا اندھیری رات نہیں ہو گئی۔

الغرض آفتاب نبوت آقائے دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم کی ضیاء گستری عالم میں آج بھی اسی طرح وقف عام ہے۔ اس آفتاب کی شعاعیں اگر ایک زمانہ تک شدید و فائق اور ذی النورین و مرتفعی کی صورت میں جلوہ اندروز ہیں تو آج بھی علماء و صلحاء امت کی صورت میں اسی خدمت کو انجام دیتی ہیں جس کے لئے عہد قدیم میں انبیاء شریف لاتے تھے،

یہ صرف خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت و نفیست ہے کہ آپ کی امت کے افراد وہ کام کرتے ہیں جو انبیاء سابقین کیا کرتے تھے، سعید اور خوش نصیب لوگ اس سے آج بھی اسی طرح بہرہ اندوز ہوتے ہیں جیسے پہلے ہوتے تھے۔

ہست مجلس براں استمرار کہ بود

ہست مطرب براں ترانہ ہنوز

اس لئے اس آفتاب کے ہوتے ہوئے نہ کوئی مشعل روشن ہو سکتی ہے اور نہ اس کی ضرورت اور دوسرے اگر ضرورت بھی تسلیم کر لی جائے اور موجودہ زمانہ کو عہد قدیم کے زمانہ قریش سے کوئی امتیاز نہ رکھا جائے تو اول تو یہ خود سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی سیادت مطلقہ اور نبوت شاملہ و عامہ کے منافی ہے۔ اور اس سے بھی قطع نظر کی جائے تو یہ کیا ضروری ہے کہ جب کبھی دنیا میں کفر و ضلالت کی ظلمت عام ہو جائے تو ضروری مبعوث ہو، کیونکہ یہ سنت اللہ اسی وقت تک ہے جب تک کہ اس کو اس عالم کا قیام منظور ہے، اور جب اس عالم کی اجلِ مقدر پوری ہو جائے اور خلاق عالم کو یہی منظور ہو کہ اب اس قوم کا قسط طے کیا جائے، اور قیامت قائم ہو، تو پھر لامحالہ بعثتِ انبیاء کا سلسلہ قطع کرنا ضروری ہوگا، ورنہ قیامت کے آنے کی کوئی صورت ہی نہیں ہو سکتی۔

کیونکہ ادھر تو احادیث میں یہ تصریح ہے کہ قیامت اس وقت قائم ہوگی جب دنیا میں کوئی اللہ اللہ کہنے والا باقی نہ رہے گا، اور ادھر آپ کے خیال کے مطابق یہ ضروری ہے کہ جب لوگ خدائے تعالیٰ سے غافل ہونے لگیں، تو کوئی نبی مبعوث ہو کر خدا کی یاد دوبارہ تازہ کر دے، تو اس کا لازمی نتیجہ یہ ہونا چاہئے کہ ابدالاً بادتک عالم پر کوئی وقت ایسا نہ آئے جس میں کوئی اللہ اللہ کرنے والا نہ رہے، اور جب ایسا کوئی وقت نہ آئے گا تو حسب تصریح احادیث قیامت بھی نہ آئے گی۔

خلاصہ یہ کہ غلبہ کفر و شرک اور فسق و فجور کے وقت انبیاء کے مبعوث فرمانے پر سنت اللہ جاری ہونا مسلم ہے، لیکن یہ اسی وقت تک ہے جب تک بقاء عالم مقصود ہو اور جب کہ خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے پیدا ہونے اور مبعوث ہونے سے اس عالم کی

پیدا آتش کا مقصد پورا ہو چکا تو اب قانونِ فطرت کے مطابق یہ دربار ختم ہو جانا چاہئے اور اس کی یہی صورت ہے کہ آپ کے بعد کوئی نبی مبعوث نہ ہو۔

امر سوم کے متعلق یہ عرض ہے کہ کسی نبی کے ماتحت یا اُن کے ساتھ دوسرے انبیاء کا مبعوث ہونا یہ اُن کی عظمتِ شان کو حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ وسلم سے نہیں بڑھاتا۔ کیونکہ تصریحاتِ قرآن و حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ انبیاء علیہم السلام پہلے نبی کے کام کی تکمیل اور ان کی امداد کے لئے مبعوث ہوتے تھے، جس سے حضرت خاتمیت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے ذاتی کمال کی بدولت مستغنی ہیں۔

حضرت موسیٰ کے ساتھ حضرت ہارون کی بعثت کا جو سبب قرآن حکیم نے بیان فرمایا ہے وہ خود اسی مضمون کا شاہد ہے، فرماتے ہیں:-

سَتَشُدُّ عَضُدُكَ بِأَخِيكَ | ہم تمہارے بازو تمہارے بھائی کے ذریعہ مضبوط کر دیں گے۔

اور خود حضرت موسیٰ نے حضرت ہارون کی نبوت کے لئے جو دعاء فرمائی ہے اس میں بھی اپنی بعض کرداریوں کا اعتراف پیش کر کے بطور امداد اُن کو مبعوث کرنے کی درخواست کی ہے:-

وَلَقَدْ عَلِمْتُ عَلَىٰ ذَنْبٍ فَأَخَذْتُ أَنِّي تُفْسِدُونَ فَأَرْسِلْ مَعِيَ هَارُونَ
أَخِي اشْدُدْ بِهِ أَذْرِي .

”اور قوم سرعون کا میں نے جرم کیا ہے، اس لئے مجھے خطرہ ہے کہ وہ مجھے قتل کر دیں“ اس لئے میرے ساتھ میرے بھائی ہارون کو بھی مبعوث فرما دیجئے تاکہ اُن کے ذریعہ میں اپنی قوت کو مستحکم کر سکوں۔

حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی قوت، ہمت اور کمالات نبوت کا انتہائی درجہ چونکہ کسی اور نبی کی اعانت کا محتاج نہ تھا، اس لئے ضرورت نہ ہوئی کہ آپ کے ساتھ یا بعد میں کوئی نبی مبعوث کیا جائے۔

رہا یہ خیال کہ ایک بادشاہ کے ماتحت بہت سی خود مختار سلطنتیں اور ریاستیں ہونا اس کی عظمت کی دلیل ہے۔ اُدل تو نبوت کو ظاہری سلطنت پر قیاس کرنا محض بے معنی ہے اور یہی اجتہاد ہے تو عجب نہیں کہ یہ لوگ خداوند عالم کی عظمت اور قدرت کو بھی

اس وقت تک کامل نہ مانیں جب تک کہ اس کے ماتحت اور بہت سے چھوٹے چھوٹے خزانہ ہوں، (والعیاذ باللہ العلی العظیم)

اور اگر ملک الملوک کی شہنشاہی کے لئے ماتحت معبودوں کا ہونا ضروری نہیں تو اسی سلطنت الہیہ کے خلیفہ حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی سیادت اور نبی الانبیاء ہونے کے لئے بھی آپ کے ساتھ یا بعد میں اور انبیاء کا ہونا ضروری نہیں۔

اس کے علاوہ اگر ذرا عقل سے کام لیا جائے تو ان خود مختار سلطنتوں کا وجود بادشاہ کے لئے باعثِ عظمت اس وقت ہو سکتا ہے جب کہ اُن کے تمام اختیارات اس بادشاہ دیئے ہوئے اور اسی کے اختیارات میں مدغم ہوں، اور جو ایسا نہیں تو وہ بادشاہ در اقلیمہ گنجد "ایسی ہی صورتوں کے لئے مشہور ہے، اس بادشاہ میں اگر ہمت و طاقت ہے تو ایسے خود مختار کا وجود کبھی پسند نہیں کر سکتا، جس کے اختیارات خود اس کی غیایت پر موقوف نہ ہوں۔

ادھر نبوت ایسی چیز نہیں کہ ایک انسان دوسرے انسان کو عطا کر دے، یا ایک نبی (خواہ وہ نبوت میں کتنا ہی بلند مرتبہ رکھتے ہوں) دوسرے کو نبی بنا دیں، بلکہ یہ وہ منصب ہے جو بلا واسطہ خداوند قدوس کی جانب سے فائز ہوتا ہے۔

ایسی حالت میں کسی دوسرے نبی کا ساتھ مبعوث ہونا یا بعد میں اُن کے ماتحت مبعوث ہونا پہلے نبی کی زیادہ عظمت کو ثابت نہیں کرتا۔

اور اگر اس سے بھی قطع نظر کیجئے تو یہ بھی غلط ہے، کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ماتحت دوسرے انبیاء نہیں ہیں، کیونکہ تصریحات قرآن و حدیث تمام انبیاء و مرسلین آپ کے ماتحت اور آپ کے ہی جھنڈے کے نیچے ہیں، اور اسی بنا پر آپ کو نبی الانبیاء کہا جاتا ہے۔ ہاں یہ مزید فضیلت ہے کہ اور انبیاء علیہم السلام کے ساتھ یا بعد میں بطور امداد انبیاء مبعوث ہوتے تھے، اور حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی سیادت مطلقہ اور کمال مستثنیٰ عن الامداد کو واضح کرنے کے آپ کے کل ماتحت انبیاء پہلے مبعوث ہو چکے، اور آپ سب کے بعد میں تشریف لائے، فصلی اللہ تعالیٰ علیہ و علیٰ الہ و اصحابہ الف الف صلوات۔

قادیانیوں سے ایک سوال

اس کے بعد ہم مرزا صاحب اور مرزائیوں سے پوچھتے ہیں کہ اگر واقعی حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت اسی پر موقوف تھی کہ آپ کے ماتحت غیر تشریفی طور پر انبیاء مبعوث ہوں تو کیا یہ ضروری نہ تھا کہ جس قدر انبیاء حضرت موسیٰؑ اور دوسرے انبیاء کے ماتحت مبعوث ہوئے ہیں آپ کے ماتحت اُن سب سے زیادہ مبعوث ہوتے، حالانکہ مرزا صاحب اپنی تصانیف میں صاف لکھتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں میرے سوا کوئی نبی نہیں ہوا، تو یہ اچھی عظمت ہوئی حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی کہ موسیٰؑ کے ماتحت تو ہارونؑ جیسے حلیل الشان پیغمبر اور اُن کے بعد اُن کے بہت سے امثال مبعوث ہوں اور حضرت خاتمیتؑ کے ماتحت ساڑھے تیرہ سو برس میں صرف ایک نبی پیدا ہوا اور وہ بھی اس شان کے کہ اُن کی علمی، عملی، اخلاقی زندگی انھیں ایک ادنیٰ مسلمان بلکہ ایک باوقار انسان بھی ثابت نہیں کر سکتی، معاذ اللہ یہ صریح توہین ہے حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی۔ لَعَنَ اللَّهُ مَنِ ادَّعَاهَا۔

قانونِ فطرت بھی ختم نبوت کا مقتضی ہے

کائناتِ عالم پر سرسری نظر ڈالتے والا دنیا میں دو چیزیں دیکھتا ہے، ایک وحدت دوسری کثرت۔ لیکن جب ذرا تاثر کیا جائے اور نظر کو عمیق کیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ ان دونوں میں بھی وحدت ہی اصل الاصول ہے، جتنی کثرتیں سطحی نظر میں سامنے آتی ہیں وہ بھی کسی وحدت کے سلسلہ میں بندھ کر قائم ہیں۔ اور جو کثرت کسی وحدت پر مبنی اور وحدت میں منسلک نہیں اس کا شیرازہ وجود منتشر ہو کر قریب ہے کہ عدم میں شامل ہو جائے، اس لئے ایسی کثرت کو موجود کہنا بھی فضول ہوگا۔

مثال کے لئے دیکھئے کہ جب ہم آسمان کی طرف نظر اٹھاتے ہیں تو اس کے محیر العقول طول و عرض میں بے شمار کثرتیں کھپی ہوئی دکھائی دیتی ہیں، لیکن جب ان کثرتوں کے سلسلہ میں نظر ڈالی جاتی ہے تو معلوم ہوتا ہے کہ یہ سب کثرتیں ایک ہی مرکز کے ساتھ وابستہ ہیں، اور ایک ہی محور پر حرکت کر رہی ہیں، اور اگر ان کا سلسلہ اس وحدت پر

منتہی نہ ہوتا تو یہ نظام سادی کسی طرح باقی نہ رہ سکتا تھا۔

آسمان سے نیچے اتر کر موالید ثلاثہ میں بھی یہی فطری قانون نافذ ہے۔ جمادات کے ذرہ ذرہ پر نظر ڈالو تو کس قدر بے شمار کثرتیں سامنے آتی ہیں، لیکن وہ سب بھی اسی طرح ایک وحدت میں منسلک ہیں، اور جب رشتہ السلاک ٹوٹتا ہے تو اس کے لئے موت کا پیام ہوتا ہے۔

نباتات میں بے شمار شاخیں، پتے اور پھل پھول نئے نئے رنگ اور نئی نئی وضع میں کثرت کی شان لئے ہوئے دکھائی دیتے ہیں، لیکن اگر ان کی انتہا ایک جڑ کے ساتھ وابستہ نہ ہو تو فرمائیے کہ اس باغ و بہار کی عمر کتنی رہ سکتی ہے۔

حیوانات میں ہاتھ، پاؤں، آنکھ، ناک اور تین سو ساٹھ جوڑوں کی کثرت موجود ہے لیکن اگر یہ سب ایک رشتہ وحدت میں منسلک نہ ہو تو یہی اس کی موت ہے۔ اس کے بعد دنیا میں تمام مشینوں، انجنوں، گاڑیوں، برقی تاروں، اور وائرڈس کے نلوں، وغیرہ وغیرہ پر نظر ڈالئے تو سب کو اسی قانون فطرت کی جکڑ بند سے آباد پائیں گے، اور جب کسی انجن کے کل پُر نہ آس کے رُوح (اسٹیم) سے علیحدہ ہوں، یا گاڑیوں کا باہمی ربط ٹوٹے یا برقی تاروں کا اتصال بھل کے خزانہ کے ساتھ نہ رہے، یا پانی کے نل وائرڈس سے منقطع ہو جائیں تو ان کا وجود بھی بے کار ہے۔

کائناتِ عالم کی ان مثالوں پر نظر کر کے جو قانون قدرت ذہن نشین ہوتا ہے، نبوت اور رسالت بھی اس سے علیحدہ نہ ہونی چاہئے، بلکہ عالم کی تمام نبوتوں کا سلسلہ بھی کسی ایسی نبوت پر ختم ہونا چاہئے جو سب سے زیادہ اقویٰ و اکمل ہو اور جس کے ذریعہ سے نبوتوں کی کثرت ایک وحدت پر منتہی ہو کر اپنے وجود کو قائم اور مفید بنا سکے، اور مسلم ہو کہ اس سیادت و فضیلت کے حقدار صرف حضرت خاتم الانبیاء ہی ہو سکتے ہیں، جن کی سیادت پر انبیاء سابقین اور ان کی کتب سماوی اور پھر ان کی امتیں خود گواہ ہیں، جن کی تصریحات ابھی آپ ملاحظہ فرما چکے ہیں۔

اور یہی رمز ہے اس میثاق میں جو تمام انبیاء و رسل سے لیا گیا ہے کہ اگر وہ آپ کا زمانہ پائیں تو آپ پر ایمان لائیں، اور آپ کی مدد کریں، ارشاد ہے:۔
لَتُؤْمِنُنَّ بِهِ وَلَتَنْصُرُنَّهُ ضرور آپ پر ایمان لائیں اور آپ کی مدد کریں؛

اور اس میثاق کی تصدیق اور سیادت کو ثابت کرنے کے لئے خداوند عالم نے دو مرتبہ دنیوی حیات میں آپ کو تمام انبیاء علیہم السلام کے ساتھ جمع فرمایا، اور یہ سیادت اس طرح ظاہر فرمائی کہ آپ تمام انبیاء علیہم السلام کے امام ہوئے، جس کا مفصل واقعہ امرارہ و معراج کے تحت میں تمام کتب حدیث میں صحیح و معتبر روایات سے منقول ہے، پھر آخر زمانہ میں انبیاء سابقین میں سے سب سے آخری نبی حضرت عیسیٰ کو آپ کی شریعت کا صریح طور پر متبع بنا کر بھیج دیا، تاکہ اس میثاق پر صاف طور سے عمل ہو جائے۔

اور پھر قیامت میں شفاعت کبریٰ کے ذریعہ تمام انبیاء علیہم السلام پر آپ کی سیادت واضح فرمائی جائے گی۔ الغرض عقل و حکمت اور قانونِ فطرت کا اقتضاء ہے کہ تمام نبوتیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت پر ختم ہو جائیں۔

قانونِ فطرت کی دوسری تطبیق

دنیا کی اکثر چیزوں پر جب نظر ڈال جاتی ہے تو یہ دیکھا جاتا ہے کہ ایک مقصد کے پورا کرنے کے لئے سینکڑوں اسباب و آلات کام میں آتے ہیں، اور ایک زمانہ دراز امتلائی مقدمات طے کرنے میں صرف ہوتا ہے، سب سے آخر میں اصل مقصود کی صورت نظر آتی ہے۔ مثال کے لئے درختوں کو دیکھئے اور بیج بونے کے وقت تک تمام درمیانی مراحل پر تفصیل نظر ڈالئے تو معلوم ہوگا کہ ان تمام کا دشوں کا اصلی مقصود یہ تھا جو آج سامنے آیا ہے۔ اسی طرح تمام کائنات کی پیدائش کا اصلی مقصد اور تمام نبوتوں کا خلاصہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہیں، اور قانونِ فطرت کے موافق آخر میں تشریف لائے ہیں۔

اسی مضمون کو سندی شیخی دا ستاذی حضرت مولانا سید محمد انور شاہ صاحب صدر المدین دارالعلوم دیوبند نے اس بلیغ شعر میں ادا فرمایا ہے

اے ختمِ رسل امتِ تو خیر الامم بود، چوں شمرہ کہ آید ہمہ در فصلِ نصیری

تیسری تطبیق

اسی طرح شاہی درباروں پر نظر ڈالو کہ ایک مدت پہلے سے اس کا انتظام کرنے کے لئے سینکڑوں بڑے چھوٹے حکام برسرِ کار آتے ہیں، لیکن ان سب کا اصلی مقصد

سلطانی دربار کے لئے راستہ ہموار کرنا ہوتا ہے ، اور اسی لئے جب دربار کا وقت آتا ہے اور بادشاہ تختِ سلطنت پر جلوہ افروز ہو کر مقاصدِ دربار کی تکمیل کرتا ہے تو اس کے بعد اور کسی کا انتظار باقی نہیں رہتا ، اور اسی پر دربار ختم ہو جاتا ہے ۔

مسئلہ زیر بحث میں بھی اسی طرح سلطان الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم پر سلسلہ نبوت کا ختم ہو جانا بالکل قانونِ فطرت اور مقتضائے عقل کے موافق ہے ۔ اسی قسم کی سیکڑوں نظیریں ذرا تا مل سے ہر شخص بحال دیکھ سکتا ہے ۔

سترآن و حدیث اور اجماعِ امت اور اقوالِ سلف اور پھر عقلی وجوہ کا جس قدر ذخیرہ اب تک اس رسالہ میں جمع ہو چکا ہے ایک بصیرت والی آنکھ اور سماعت والے کان کے لئے کفایت سے بہت زائد ہے ، اور ازلی بد بخت کا کوئی علاج نہیں ۔

ارجو ان ینفعنی والمسلمین بہ د

ہو دلی التوفیق وخیر الرفیق فی

کُل مضیق ۝

مسئلہ زیر بحث

یعنی ختم نبوت پر میرے گواہ

أَدْلَيْتُ أَشْهَادِي فَجِئْتَنِي بِمِثْلِهِمْ

إِذَا اجْتَمَعْتَنَا يَا غُلَامُ الْمَجَامِيعُ

آخر میں ہم اپنے اُن گواہوں کی فہرست پیش کرتے ہیں جن کی شہادتیں اس رسالہ میں موقّع ہو قلمبند ہو چکی ہیں، تاکہ ناظرین خود معتمدہ کا فیصلہ کر سکیں، اور ہر شخص اپنی عاقبت کو پیش نظر رکھ کر کسی ایک جانب کو اختیار کرنے سے پہلے دیکھ لے کہ میں کس گروہ میں داخل ہوتا ہوں، اور کس کو چھوڑتا ہوں۔

خداوند عالم جل ذکرہ و مجدہ | سب سے پہلے خدائے جل و علا کا کلام پاک ہمارا گواہ ہے (وَكُنْ يَا اللَّهُ شَهِيدًا) جس نے نہ صرف وہاں

آیتوں میں بلکہ پوری تنو آیات میں صراحتہ و اشارہ اس مسئلہ کو بیان فرما کر ہر تاویل و تفسیر کا راستہ بند کر دیا ہے، اور جن میں کسی ایک جگہ اشارہ بلکہ شبہ اور دہم بھی اس معنی کا نہیں ہوتا جو مرزا صاحب اور اُن کے متبعین نے ایجاد کئے ہیں۔

انبیاء علیہم السلام | یہ برگزیدہ جماعت جس کی تعداد ایک لاکھ چوبیس ہزار سے کم نہیں۔ جب اُن میں سے کوئی رسول دنیا میں آیا اس نے

اپنے فرائض منصبی میں اس کو بھی اہم ترین فرض سمجھا کہ خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت اور آپ پر ہر قسم کی نبوت کے اختتام کا اعلان کر دے، جیسا کہ بحوالہ روح المعانی اخذ میثاق کی تفسیر میں گزر چکا ہے، کہ ازل میں انبیاء علیہم السلام سے جو میثاق لیا گیا تھا، اس میں یہ بھی داخل تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خاتم الانبیاء ہونے کا دنیا میں اعلان فرمادیں۔

اس لئے ہر نبی اور رسول کا فرض تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت رسالت کے اعلان کے ساتھ اس کو بھی بیان کر دیں، کہ آپ ہی خاتم الانبیاء ہیں، اور آپ کے بعد

اور کوئی نبی پیدا نہ ہوگا۔

چنانچہ اس مقدس جماعت نے اس کی تکمیل کی، جن میں سے حضرات ذیل کی تصریحات اُن کی آسمانی کتب و صحائف سے ابھی نقل کی جا چکی ہیں۔

حضرت یعقوب علیہ السلام، حضرت ابراہیم علیہ السلام، حضرت موسیٰ علیہ السلام، حضرت شعیب علیہ السلام، حضرت عیسیٰ علیہ السلام۔

اس جماعت نے بھی مطلقاً انقطاع رسالت و نبوت کی خبر دی، کوئی اشارہ بھی اس طرف نہ کیا کہ کوئی قسم غیر تشریعی یا ظلی یا بروزی پھر بھی باقی ہے گی۔ اُن کے بعد خود

حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم | تشریف لائے تو آپ نے دوسو دس احادیث میں اس مسئلہ کو مختلف

عبارات اور مختلف عنوانات سے مختلف مجالس میں اس طرح بیان فرمایا کہ مسئلہ کا کوئی پہلو یا اس کی کوئی قید و شرط مخفی نہ رہی۔

لیکن ان تمام احادیث کے طویل دفر میں بھی کہیں نہ بیان کیا گیا کہ اختتام نبوت

سے ہماری مراد صرف شریعت جدیدہ کا اختتام ہے، غیر تشریعی یا ظلی بروزی طور پر کوئی

قسم نبوت کی ہمارے بعد بھی باقی ہے گی۔ اور پھر یہ ہوا نہیں بلکہ بہت سی احادیث

میں صراحت ہر قسم کی نبوت کا انقطاع صاف طور پر بیان کر کے تمام اُن تحریفات کی جڑ

کاٹ دی جو مرزا صاحب اور اُن کی امت نے ایجاد کی ہیں۔

میرے گواہوں کی چوتھی قسط صحابہ و تابعین کی وہ مقدس صحابہ و تابعین

جماعت ہے جو انبیاء علیہم السلام کے بعد تمام مخلوقات رضوان اللہ علیہم اجمعین

اولین و آخرین سے افضل ہیں جن میں سے ترانوے حضرات کی شہادتیں اس رسالہ میں قلمبند ہو چکی ہیں۔ لیکن ہمیں ان کے بیانات میں بھی کوئی لفظ

ایسا نظر نہیں پڑتا جس میں تشریعی غیر تشریعی، یا ظلی بروزی، یا لغوی مجازی نبوت کی

تفصیل کر کے کسی قسم کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بھی باقی بتلایا گیا ہو بلکہ نہایت وضاحت

کے ساتھ جمیع اقسام نبوت کے اختتام کا اعلان کر کے مدعی نبوت کے کفر و ارتداد کے حکم پر اجماع کیا گیا ہے۔

ہمارے گواہوں کی پانچویں قسط وہ حضرات محدثین ہیں جنہوں نے

حضرات محدثین | احادیث نبویہ کے ایک ایک لفظ نہیں بلکہ ایک ایک زریزہ

کی تحقیق کے لئے سینکڑوں ہزاروں میل کے سفر قطع کئے ، اور اپنی عمر کے لیل و نہار ان کے الفاظ کی تحقیق اور معانی کی تشریح میں صرف کر کے ایسا نسخہ اور مصاف کر دیا کہ کسی شبہ کی گنجائش نہ رہے ، اس جماعت سے اڑسٹھ حضرات کی شہادتیں اس مقدمہ میں پیش کی جا چکی ہیں ، لیکن ان میں بھی کسی کی زبان سے نہ نکلا کہ اختتام نبوت سے صرف شریعتِ جدیدہ کا اختتام مراد ہے ، غیر تشریعی یا ظلی بردری طور پر نبوت باقی ہے ، بلکہ انھوں نے پہلے حضرات سے زیادہ وضاحت سے ہر قسم کی نبوت و وحی کا انقطاع اور ہر مدعی نبوت کے کفر و ارتداد کا حکم دیا ۔

حضرات مفسرین میرے شہداء کی چھٹی قسط حضرات مفسرین ہیں جنہوں نے قرآن کریم کے ایک ایک حرف بلکہ زبرد زبرد اور حرکت و وقف کی تشریح و تفسیر کے لئے اپنی عمروں کو وقف کر کے آیاتِ فرقانیہ کو اس طرح واضح فرمایا کہ کسی شبہ کا راستہ باقی نہ رہے ، جن میں سے بچیں حضرات کی شہادتیں اسی رسالہ میں گذر چکی ہیں ۔ اس مقدس جماعت نے بھی اس معممہ کو حل نہ کیا جو مرزاجی اور ان کی امت کا مدعی ہے ، بلکہ (معاذ اللہ) امت کو اس گمراہی اور غلطی میں رہنے دیا جس میں اب تک تمام حضرات سابقین نے چھوڑا تھا ، یعنی کسی نے نہ فرمایا کہ ختم نبوت سے فقط شریعتِ جدیدہ کا اختتام مقصود ہے بعض اقسامِ نبوت اور بھی باقی رہیں گی ۔

حضرات فقہاء مذاہب اربعہ مسئلہ زیر بحث اگرچہ اصولی مسئلہ ہونے کے وجہ سے فقہاء کے فرائض سے علحدہ ہے ، لیکن کہیں کہیں ضمنی طور پر کلماتِ کفر اور موجباتِ ارتداد

کو بیان کرتے ہوئے ان حضرات نے بھی اس سے تعرض کیلئے ، جن میں سے مذاہب اربعہ حنفیہ ، شافعیہ ، مالکیہ ، حنابلہ کے دس حضرات کی عبارتیں نقل کی جا چکی ہیں ، جن میں ہر مدعی نبوت اور اس کی تصدیق کرنے والوں کو ہی کا فرو مرتد نہیں بتلایا گیا ، بلکہ اس شخص کو بھی باتفاق کافر کہا گیا جو مدعی نبوت کے دعوے میں سچائی کا احتمال بھی پیدا کرے یہ حضرات اگرچہ بال کی کھال نکالتے والے ہیں ، مگر انھوں نے بھی کوئی تفصیل نہ سنوائی ، کہ یہ سنگین جرم (کفر) صرف اس شخص پر عائد ہے جو نبوتِ مستقلہ اور شریعتِ جدیدہ کا مدعی ہو ، یا اس کی تصدیق کرنے والا ہو ، غیر تشریعی یا ظلی بردری یا لغوی یا مجازی

طور پر اگر کوئی دعویٰ کرے یا اس کی تصدیق کرے تو وہ اس میں داخل نہیں۔

حضرات متکلمینؒ گواہانِ ختم نبوت کی ساتویں قسط حضرات متکلمین ہیں، جن میں سے سولہ حضرات کے بیانات قلب بند کئے گئے ہیں، ان حضرات

کے یہاں اگرچہ بات بات پر اور حرف حرف پر بحث و مباحثہ کا بازار گرم ہے، ایک عبارت میں جتنے احتمالات عقلی طور پر ہو سکتے ہیں ان کے یہاں تقریراً تا تردیداً تمام زنجیر آجاتے ہیں، لیکن ان میں بھی کسی کے منہ سے یہ نہیں نکلا کہ ختم نبوت سے صرف شریعتِ جدیدہ و مستقلہ کا اختتام مقصود ہے، غیر تشریعی طور پر نبوت بعد میں بھی ہو سکتی ہے۔

صوفیائے کرامؒ آخر میں ہم وہ گواہ پیش کرتے ہیں جن کے مقالات و حالات صرف ادراقی کتب نہیں، بلکہ الہامِ روحانی اور مکاشفات بھی ان کے مشعلِ راہ ہیں جن میں سے دس حضرات کی شہادتیں ابھی درج کی گئی ہیں۔

اس نکتہ رس اور دقیقہ سنچ جماعت نے بھی اُمت کو یہ اطلاع نہ دی کہ اصطلاحِ شریعت اور قرآن و حدیث میں جس کو نبوت کہا جاسکتا ہے اس کی کوئی قسم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بھی باقی رہے گی، بلکہ علماءِ ظاہر اہل سنت والجماعت کے عقائد اور بیانات کے مطابق انہوں نے بھی مطلقاً ہر قسم کی نبوت کو حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم سمجھا اور سمجھایا۔

الغرض ابتداء آفرینش سے آج تک انبیاءِ علیہم السلام اور صحابہ کرام اور علماء و صلحاء کی بے شمار جماعتیں جس چیز کی گواہی دیتی چلی آئیں اور کسی نے اس میں تاویل و تفصیل کی شاخ نہ نکالی بلکہ اپنے اطلاق پر تسلیم کیا، اور کرایا۔ آج اگر کوئی شخص ان سب کے خلاف اس میں تحریف کرنے لگے تو اس کے سوا کیا کہا جاسکے گا

مرحمتِ خدا کہ عارف و زاہد یکے نہ گفت

در حیرتم کہ بادہ فروش از کجا شنید

اور میں تو پھر وہی عرض کروں گا جو پہلے کرچکا ہوں، کہ اگر حق و ہدایت ان حضرات انبیاء و صحابہ و غیر ہم کے راستہ کے سوا کہیں اور ہے تو مجھے ایسے حق کی ضرورت نہیں میں ایسی ہدایت سے معافی چاہتا ہوں

وَرَشَادِيْ اِنْ يَّكُنْ فِيْ سَلَوَتِيْ ۚ فَاَعُوْذُ بِكَ اَرْضَنِيْ بِالرَّشَادِ

”اور میری ہدایت اگر اسی میں مضمر ہے کہ میں ان حضرات سے علیحدہ ہو جاؤں تو تم

مجھے مجبور دو، میں ایسی ہدایت کا خواہاں نہیں۔“

اور نہایت شرح صدر کے ساتھ کہوں گا کہ اگر ان حضرات کا اتباع گمراہی ہے

تو وہ گمراہی ہی میرا مذہب ہے، مجھے اس سے زیادہ کسی چیز کی ضرورت نہیں،

وَلَنِعْمَ مَا قَالِ الشَّافِعِيُّ ۝

اِنْ كَانَ رِفْصًا حُبُّ اِلِ مُحَمَّدٍ ۚ فَلَيْشَمَكِ الشَّقْلَانِ اِنِّيْ رَافِضٌ

”اگر اہل محمدیہ علیہ وسلم کی محبت کا نام رافضیت ہے تو جن دانس گواہ ہیں کہ میں بھی ایسا رافضی ہوں۔“

اگر کسی مجنوں کے نزدیک یہ سارے افضل المخلوق خلاصہ کائنات (معاذ اللہ)

گمراہ ہیں تو میں تنہا ہدایت پا کر کیا کروں گا۔“

وَمَا اَنَا اِلَّا مِنْ غَزِيَّةٍ اِنْ غَوَيْتُ ۚ عَوَيْتُ وَاِنْ تَرَشَّدْتُ غَزِيَّةٌ اَرْضِدْ

میں قبیلہ غزیہ کا ایک سرور ہوں، اگر غزیہ سب گمراہ ہوئے تو میں بھی گمراہ ہوں اور

اگر وہ ہدایت پر ہیں تو میں بھی ہدایت پر ہوں۔“



قادیا نیول کی خدمت میں ایک دردمندانہ و مخلصانہ گزارش

سب سے پہلے تو یہ حلفیہ گزارش ہے کہ واللہ باللہ ثم باللہ کہ مجھے مرزا صاحب اور ان کے متبعین سے کوئی بغض یا عناد نہیں، اور جو اوراق اس بحث میں سیاہ کئے ہیں ان کی غرض نہ اپنی حرمت والی کا اظہار ہے، اور نہ ان مغلفات گالیوں کا بدلہ لینا جو مرزا صاحب اور ان کے متبعین نے ہمارے بزرگوں کو اپنی تصانیف میں دی ہیں، کیونکہ ان سب کا جواب تو ہمارے نزدیک یہ ہے :-

وَقُلْ لِّعِلْمِ اِنْ شِئْتُمْ سَرَاتِنَا فَلَسْنَا بِشَاۤءِ اٰمِيْنَ لِّلْمُتَشَكِّمِ

”اور مرزا غلام سے کہہ دو کہ اگر تم نے ہمارے بزرگوں کو گالیاں دیں تو دو، ہم تو گالیاں

دینے والے کو گالیاں دینے والے نہیں :-

بلکہ اخلاص کے ساتھ آپ حضرات کے سامنے دین انبیاء اور تشرآن و حدیث اور صحابہ و تابعین اور ائمہ مجتہدین اور علمائے سلف و خلف کے عقائد مسئلہ تم نبوت کے متعلق پیش کرنا تھا، جس میں ایک حد تک رب القوی والقدیر نے ان ضعیف ہاتھوں اور ناکارہ دل و دماغ کو کامیاب فرمایا، والحمد للہ علی ذلک :-

خدا کے لئے سمجھو کہ اگر تم سب کے سب مرزا صاحب نہیں ان سے بھی کسی دلی آدمی کو نبی بلکہ خدا تسلیم کر لو، اور تمام نصوص تشرآن و حدیث اور آثار صحابہ و سلف کو ٹھکرا دو تو ہمارا کیا بگڑتا ہے اور کروڑوں کاسر دنیا میں اس سے زیادہ شریعت اسلام کی توہین کرنے والے موجود ہیں، ان میں چند ہزار کا اور اضافہ بھی، ہر شخص کو اپنی قبر میں سونا اور اپنے کئے کو بھگتنا ہے، لَهُمْ مَا كَسَبُوا وَ لَكُمْ مَا كَسَبْتُمْ وَ لَا تَسْأَلُونَ عَمَّا يَعْمَلُ الظَّالِمُونَ :-

ہاں دل میں درد ہوتا ہے جب دیکھتے ہیں کہ اپنے دست و بازو کٹ رہے ہیں، لوگ غیروں کو اپنا بنانے میں مشغول ہیں، اور مسلمان اپنے بھی غیر ہوتے جاتے ہیں :-
خدا کے لئے اپنی جانوں اور ایمانوں پر رحم کر دو، اور ان اوراق کو تعصب و خود غرضی

سے علیحدہ ہو کر دیکھو، اور پھر اپنے ضمیر سے پوچھو کہ کیا ان بینات و نصوص اور براہین واضحہ کے بعد بھی کسی غیر شرعی یا ظلی یا بروزی یا لغوی یا مجازی یا حیزوی یا غیر مستقل نبوت کا وجود اسلامی روایات سے نکلتا ہے، یا ہر اس چیز کا جس کو شریعت و ملت اسلام میں نبوت کہا جاتا ہے، کئی انقطاع آفتاب کی طرح واضح ہو جاتا ہے۔ یہ ہماری گزارش ہے ماننا نہ ماننا آپ کے قبضہ میں ہے۔

وما التوفیق الا من الله وما الهداية الا منه والخرع عوانا ان
الحمد لله رب العالمين، اللهم انا نعوذ بك من مضلات الفتن
ما ظهر منها وما بطن، اللهم اربنا
الحق حقا وارزقنا اتباعه وارزنا البطل
باطلا، وارزقنا اجتنابه وقد تم بعون الله تعالى سبعمائة
من شوال المكرم ١٣٢٥ھ ضحوة يوم الاربعاء
ستبقى خطوطي في الدفاتر برهة
وانملتى تحت التراب ربيع

العبد الضعيف

محمد رفیع الدیوبندی

۷ شوال ۱۳۲۵ھ

ضمیمہ

۱۔ مسیح موعود کی پہچان ————— ۳۶۹

۲۔ دعاوی مرزا ————— ۳۹۸

مسیح موعود کی پہچان

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَكَفَىٰ فَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِهِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰ ۝
 اُمتِ محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کے آخری دور میں بہ تقاضائے حکمت الہیہ
 دجالِ اکبر کا خروج مقدر و مقرر تھا جس کے مشرے تمام انبیاء سابقین اپنی اپنی
 امتوں کو ڈراتے آئے تھے۔ اور حسب تصریحات احادیث متواترہ اس کا قتلہ تمام
 اگلے پچھلے فتنوں سے اشد ہو گا۔ اس کے ساتھ ساحرانہ قوتیں اور خوارقِ عادات
 بے شمار ہوں گے۔

اسی کے ساتھ زمرۂ انبیاء میں خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی مخصوص شان اور
 خاتم الام کے ساتھ خاص عنایاتِ حق کے اظہار کے لئے باقتضائے حکمتِ الہیہ
 یہ بھی مقدر و مقرر تھا کہ فتنہ دجال سے امت کو بچانے اور دجال کو شکست دینے
 کے لئے حضرت مسیح عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام دوبارہ اس دنیا میں نزول فرمائیں گے
 جو اپنی مخصوص شانِ سچی سے مسیح دجال کا خاتمہ کریں گے۔

خروج دجال اور نزول عیسیٰ علیہ السلام کے واقعات امتِ مرحومہ کے آگے
 آلے والے تمام فتن اور واقعات میں سب سے اہم تھے۔ اسی اہمیت کے پیش نظر
 اپنی امت پر سب سے زیادہ رحیم و شفیق رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ان واقعات کی
 تبیین و تعیین میں اور مسیح دجال اور مسیح عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام کی علامات و نشانات
 بتلانے میں انتہائی تفصیل و توضیح سے کام لیا ہے، ستوں سے زیادہ احادیث ہیں جو
 مختلف اوقات میں صحابہ کے مختلف مجامع میں مختلف عنوانات کے ساتھ بیان کی گئی
 ہیں۔ عیسیٰ ابن مریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حالات و علامات اور بوقت نزول اُن کی

مکمل کیفیات کا اظہار فرمایا۔

یہ احادیث درجہ تواتر کو پہنچی ہوئی ہیں۔ اکابر محدثین نے ان کو متواتر قرار دیا ہے اور خبر متواتر سے جو چیز ثابت ہو اس کا قطعی اور یقینی ہونا تمام اہل عقل اور اہل دین کے نزدیک بالاتفاق مسلم ہے۔

ان تمام احادیث معتبرہ کو احقر نے اپنے عربی رسالہ ”التصریح بما تواتر فی نزول المسیم“ میں جمع کر دیا ہے اور اس میں ہر حدیث پر نمبر ڈال دیئے ہیں اس رسالہ میں صرف حدیث کا نمبر اور کتاب کا حوالہ دینے پر اکتفا کیا گیا ہے۔ اور انشاء اللہ کسی وقت ان احادیث کو مع ترجمہ و تشریح طبعی شائع کر دیا جائے گا۔ علاوہ ازیں خود قرآن کریم نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حقیقی علامات اور نشانیاں بتلائی ہیں کسی رسول اور نبی کے متعلق نہیں بتلائیں۔ یہاں تک کہ خود سرور کائنات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جن پر قرآن اترا ہے ان کی بھی مادی اور جسمانی علامات و نشانات قرآن نے اس تفصیل سے نہیں بتلائے۔ تمام انبیاء علیہم کے درمیان صرف حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ قرآن کا یہ معاملہ اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات میں اس پر مزید و مزید اضافہ بلاشبہ اس لئے تھا کہ آخر زمانہ میں ان کا اس امت میں تشریف لانا مقدر و مقرر تھا۔ اس لئے ضروری سمجھا گیا کہ ان کی علامات و نشانات امت کو ایسی وضاحت سے بتلا دیئے جائیں کہ پھر کسی کو کسی اشتباہ و التباس کی ادنیٰ گنجائش نہ رہے۔ اس رسالہ میں جمع کی ہوئی تمام علامات و نشانات کو دیکھنے کے بعد ہر شخص یہ کہہ اٹھے گا کہ کسی انسان کی تعیین کے لئے اس سے زیادہ نشانات و علامات نہیں بتلائے جاسکتے۔ اور تمام انبیاء علیہم السلام میں سے اس کام کیلئے صرف حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے انتخاب میں شاید یہ حکمت بھی ہو کہ ان کی پیدائش اور خلقت و تربیت تمام بنی نوع انسان سے جدا ایک خاص محبوبانہ طریق پر ہوئی ہے۔ ان کے حالات کسی دوسرے انسان کے ساتھ ملتیں اور مشتبہ ہو ہی نہیں سکتے۔

لے اب یہ ترجمہ و تشریح کا کام بغدادی و بیرونی محمد رفیع عثمانی سلمہ مدرس دارالعلوم کراچی نے کر دیا ہے جو ”علامات قیامت اور نزول مسیح“ کے نام سے شائع ہو چکا ہے۔ محمد شفیع ۳۰ صفر ۱۳۸۵ھ

الغرض قرآن و حدیث نے آخر زمانہ میں آنے والے مسیح عیسیٰ علیہ السلام کی تعیین و اس میں پیدا ہونے والے ہر التباس و اشتباہ کو رفع کرنے کے لئے اس قدر اہتمام فرمایا کہ اُس سے زیادہ اہتمام عادتاً ناممکن ہے تاکہ کوئی جھوٹا مدعی اپنے آپ کو مسیح موعود کہہ کر امت کو گمراہ نہ کر سکے۔

لیکن شاباش ہے قادیانی مرزا غلام احمد کو کہ انھوں نے قرآن و حدیث کے اس تمام اہتمام کے مقابلہ میں اکھاڑا جگادیا اور ان میں بیان کی ہوئی تمام چیزوں پر پانی پھیر کر خود مسیح موعود بن بیٹھے۔ اور اس سے زیادہ حیرت ان لوگوں پر ہے جنھوں نے قرآن و حدیث اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان رکھنے کے دعویدار ہوئے ہوئے ان کو مسیح موعود مان لیا۔ لیکن اس امت میں سے کسی شخص کا مسیح موعود بننا بغیر اس کے ممکن نہیں تھا کہ قرآن و حدیث کی قائم کی ہوئی تمام مضبوط و مستحکم بنیادوں کو اکھاڑ کر ایک نیا دین، نئی ملت بنائی جائے۔ اس لئے مرزا صاحب نے :-

① امت کے اجماعی عقیدہ اور قرآن و حدیث کی تصریحات کے خلاف یہ دعویٰ کیا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات ہو چکی۔ اُن کی قبر کشمیر میں ہے۔

② پھر یہ دعویٰ کیا کہ عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام دوبارہ اس دنیا میں نہیں آئیں گے بلکہ ان کا شبیہ و مثیل آئے گا۔

③ پھر وہ شبیہ و مثیل خود بننے کی کوشش جاری فرمائی۔

④ اور چونکہ حسب تصریح قرآن و حدیث و اجماع امت ہر قسم کی نبوت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم ہو چکی ہے اب کوئی نئی پیدا نہیں ہو سکتا۔ عیسیٰ علیہ السلام تو پہلے ہی ہیں اُن کا آنا ختم نبوت کے منافی نہیں تھا۔ اگر کوئی ان کا مثیل و شبیہ آئے

عہ قرآن مجید سے نزول عیسیٰ علیہ السلام کا مکمل ثبوت حضرت الاستاذ العلامة مولانا سید محمد انور شاہ صاحب کشمیری قدس سرہ کی کتاب "عقیدۃ الاسلام فی نزول عیسیٰ علیہ السلام" میں اور حضرت مولانا محمد ادریس صاحب شیخ الحدیث جامعہ اشرفیہ لاہور کی کتاب "کلمۃ اللہ فی حیات روح اللہ" میں تفصیل کے ساتھ موجود ہے اور اس مسئلہ سے متعلق احادیث احقر کے عربی رسالہ "الصریح بما توثر فی نزول المسیح" میں مذکور ہیں۔ ۱۲ منہ

مسئلہ ختم نبوت اُس کی راہ میں حائل ہوتا ہے اس لئے اس اجماعی مسئلہ کی تحریف کرنا پڑی اور نبوت کی خود ساختہ قسمیں بنا کر بعض اقسام کا سلسلہ جاری قرار دیا۔
 (۵) آئینہ کار خود نبی و رسول بن گئے۔

(۶) دعوائے نبوت کا لازمی نتیجہ یہ تھا کہ جو اُن کو نہ مانے وہ کافر قرار دیا جائے اس کے نتیجے میں اپنی ایک مٹھی جماعت کے سوا اُمت کے ستر کروڑ مسلمانوں کو کافر ٹھہرایا۔
 (۷) اور یہ بھی ظاہر ہے کہ کسی مدعی نبوت کے ماننے والے اور نہ ماننے والے ایک ملت نہیں ہو سکتے کیونکہ یہ ممکن نہیں کہ کسی نبی کے ماننے والے بھی مسلمان کہلائیں اور اُس کو جھوٹا سمجھنے والے بھی مسلمان رہیں۔ اس طرح ملت اسلامیہ کے ٹکڑے کر کے ایک علیحدہ ملت کی تعمیر کی گئی۔ یہ سارے کفریات اس کے نتیجے میں آئے کہ قرآن و حدیث کی بے شمار تصریحات کے خلاف اپنے آپ کو مسیح موعود مقرر دیا۔

اس لئے احقر نے اس مختصر رسالہ میں آخر زمانہ میں آنے والے مسیح علیہ السلام کی تمام نشانیاں اور علامات بحوالہ قرآن و حدیث جمع کر دی ہیں تاکہ ہر دیکھنے والا ایک نظر میں دیکھ لے کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے جو جو علامات بیان کی ہیں قادیانی مرزا صاحب میں اُن میں سے کوئی موجود ہے یا نہیں۔

ہم نے سہولت کے لئے ان حالات و علامات کو ایک جدول کی صورت میں پیش کیا ہے جس کے ایک خانے میں آنے والے مسیح حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی علامات ذکر کی گئی ہیں۔ دوسرے خانے میں اُن کا حوالہ قرآن یا حدیث سے دیا گیا ہے۔ احادیث کی عبارت طویل تھی اس لئے تمام احادیث کو مع

اس جدول میں صرف حدیث کا نمبر لکھا جائے گا جس کو

اصل حدیث دیکھنا ہو اس نمبر کے حوالہ سے

تیسرے خانے میں مرزا صاحب کے حالات و علامات کا مقابلہ دکھلانا تھا۔ مگر میں تو ان علامات میں سے کوئی بھی مرزا صاحب میں نظر نہیں آئی، بلکہ صراحتہً اُس کے مخالف علامات و حالات معلوم ہوئے۔ مخالف حالات اور وہ بھی ذاتی اور گھریلو معاملات سے متعلق اگر بیان کئے جائیں تو دیکھنے والے شاید اُس کو تہذیب کے خلاف سمجھیں۔

اس لئے ہم نے یہ خانہ سب جگہ خالی چھوڑ دیا ہے کہ مرزا صاحب کو
 مسیح موعود مانتے والے خدا کو حاضر و ناظر جان کر ایمان داری سے اس
 خانہ کو خود پر کریں۔

نشايد الله تعالى اسی کو اُن کے لئے ذریعہ ہدایت بنا دیں۔

وَمَا ذَٰلِكَ عَلَى اللَّهِ بِعَزِيزٍ

بند
 محمد شفیع عن اللہ عنہ
 مدرس دارالعلوم دیوبند
 شعبان ۱۳۳۵ھ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
 بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
 بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

مسیح موعود کا نام، کنیت اور لقب

۱	آپ کا نام عیسیٰ ہے۔ علیہ السلام	ذَٰلِكَ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ
۲	آپ کی کنیت عیسیٰ ابن مریم ہے۔	ذَٰلِكَ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ قَوْلَ الْحَقِّ
۳	آپ کا لقب، مسیح ہے۔	إِنَّ اللَّهَ يُبَيِّنُ لَكِ بَلَدَهُ مِنْهُ
۴	• • • کلمۃ اللہ ہے۔	اِنَّهُ الْمَسِيحُ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ
۵	• • • روح اللہ ہے۔	• • •

مسیح موعود کے خاندان کی پوری تفصیل

۶	آپ کی والدہ ماجدہ کا نام مریم ہے۔	ذَٰلِكَ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ
۷	آپ بغیر باپ کے بقدرتِ خداوندی صرف ماں سے پیدا ہوئے۔	أَنِّي يَكُونُ لِي غُلَامٌ وَلَمْ يَمْسَسْنِي بَشَرٌ ۖ وَلَمْ أَكُ بَغِيًّا
۸	آپ کے نانا عمران علیہ السلام ہیں۔	مَرْيَمَ ابْنَتَ عِمْرَانَ الَّتِي
۹	آپ کی نانی امراۃ عمران (حتہ) ہیں۔	إِذْ قَالَتِ امْرَأَتُ عِمْرَانَ
۱۰	آپ کے ماموں ہارون ہیں	يَا خُذْ هَٰؤُلَاءِ

عہ ہارون سے اس جگہ ہارون بنی علیہ السلام مراد نہیں۔ کیونکہ وہ تو مریم سے بہت پہلے گزر چکے تھے، بلکہ ان کے نام پر حضرت مریم کے بھائی کا نام ہارون رکھا گیا تھا۔ بکذا ادواء مسلم والنسائی والترمذی مرفوعاً۔

۱۱	آپ کی نالی کی یہ تدرکہ اس حمل سے جو بچہ پیدا ہوگا وہ بیت المقدس کے لئے وقف کر دیں گی۔	إِنِّي نَذَرْتُ لَكَ مَا فِي بَطْنِي مُحَرَّرًا
۱۲	پھر حمل سے لڑکی کا پیدا ہونا۔	فَلَمَّا وَضَعَتْهَا آلِيَه
۱۳	پھر ان کا عذر کرنا کہ یہ عورت ہونے کی وجہ سے وقف کے قابل نہیں۔	إِنِّي وَضَعْتُهَا أُنْثَىٰ
۱۴	اُس لڑکی کا نام مریم رکھنا۔	إِنِّي سَمَّيْتُهَا مَرْيَمَ

والدہ مسیح موعودؑ حضرت مریمؑ کے بعض حالات

۱۵	مسیح شیطان سے محفوظ رہنا۔	إِنِّي أَعِذُّكَ هَٰذَا
۱۶	ان کا نشوونما غیر عادی طور پر ایک دن میں سال بھر کے برابر ہونا۔	وَأَنْبَتْنَا نَبَاتًا حَسَنًا
۱۷	مجاورین بیت المقدس کا مریمؑ کی تربیت میں جبر کرنا اور حضرت زکریاؑ کا قتل ہونا	إِذْ يَخْتَصِمُونَ
۱۸	ان کو محراب میں ٹھیرانا اور ان کے پاس غیبی رزق آنا۔	مَكَّنَا دَخَلَ عَلَيْهَا زَكَرِيَّا الْمِحْرَابَ فَجَدَّ عِنْدَ هَٰذَا
۱۹	زکریاؑ کا سوال اور مریمؑ کا جواب کہ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے۔	قَالَتْ هُوَ مِنْ عِندِ اللَّهِ
۲۰	فرشتوں کا ان سے کلام کرنا۔	إِذْ قَالَتِ الْمَلٰٓئِكَةُ لِمَرْيَمُ
۲۱	ان کا اللہ کے نزدیک مقبول ہونا۔	إِنَّ اللَّهَ اصْطَفٰكِ
۲۲	ان کا حوض سے پاک ہونا۔	وَطَهَّرَكِ
۲۳	تمام دنیا کی موجود عورتوں سے افضل ہونا	وَأَمَّا صَفَاكِ عَلَىٰ نِسَاءِ الْعٰلَمِيْنَ

حضرت مسیحؑ کے ابتدائی حالات استقرار حمل وغیرہ

۲۴	مریمؑ کا ایک گوشہ میں جانا	إِذَا انْتَبَذَتْ
----	----------------------------	-------------------

۲۵	اس گوشہ کا شرقی جانب میں ہونا ۔ ان کا پردہ ڈالنا ۔	مَكَانًا شَرْقِيًّا فَاتَّخَذَتْ مِنْ دُونِهِمْ حِجَابًا
۲۶	ان کے پاس بشکلِ انسان فرشتہ کا آنا ۔	فَارْسَلْنَا إِلَيْهَا رُوحَنَا فَتَمَثَّلَ لَهَا بَشَرًا سَوِيًّا
۲۷	مریم کا پناہ مانگنا ۔	إِلَيَّ أَعُوذُ بِالرَّحْمَنِ مِنْكَ
۲۸	فرشتہ کا من جانب اللہ ولادتِ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی خبر دینا ۔	لَا هَبْ لَكَ عَلَٰمًا ذِكْرًا
۲۹	مریم کا اس خبر پر تعجب کرنا کہ بغیر صحبت مرد کے کیسے بچہ ہوگا ؟	أَنَّىٰ يَكُونُ لِي غُلَامٌ وَلَهُ يَمْسِكُنِي بِرِشْوَةٍ
۳۰	فرشتہ کا منجانب اللہ یہ پیغام دینا کہ اللہ تعالیٰ پر یہ سب آسان ہے ۔	قَالَ رَبِّكِ مُوَكَّلٌ بِهَاتَيْنِ فَحَمَلَتْهُ
۳۱	محکم خداوندی بغیر صحبتِ مرد کے اُن کا حاملہ ہونا ۔	فَاجَاءَهَا الْمَخَاضُ إِلَىٰ جَذْعِ النَّخْلَةِ
۳۲	دردِ زہ کے وقت ایک کھجور کے درخت کے نیچے جانا ۔	آپ کی ولادت کس جگہ اور کس طرح ہوئی
۳۳	مسکونہ مکان سے دور ایک بارغ کے گوشہ میں ولادت ہوئی ۔	فَاتَّخَذَتْ بِهِ مَكَانًا تَجْمِيًّا
۳۴	حضرت مریم ایک کھجور کے درخت کے تنبہ پر ٹیک لگائے ہوئے تھیں ۔	إِلَىٰ جَذْعِ النَّخْلَةِ
۳۵	ولادت کے بعد مریم کا بوجہ حیار کے پریشان ہونا اور لوگوں کی تہمت سے ڈرنا ۔	قَالَتْ يَلَيْسَ لِي بِمَثَلٌ هَٰذَا وَكُنْتُ نَسِيًّا مَّتْنِيًّا
۳۶	درخت کے نیچے سے فرشتہ کا آواز دینا	فَنَادَاهَا مِنْ تَحْتِهَا

۳۷	گھبراؤ نہیں اللہ نے تمہیں ایک سردار دیا ہے۔	الْأَمْحَنِي قَدْ جَعَلَ رَبِّي
۳۸	ولادت کے بعد حضرت مریم کی غذا تازہ کجوریں۔	تَمَكَّنِي سَيِّئًا ثَمًا وَطَعْلِيكَ رَطْبًا جَنِيًّا۔
۳۹	حضرت مریم کا آپ کو گود میں اٹھا کر گھرانا۔	فَاتَتْ بِهِ قَوْمَهَا تَحْمِلُهُ
۴۰	ان کی قوم کا تہمت رکھنا اور بدنام کرنا۔	يَسْتَرِيْمُ لَقَدْ جِئْتِ شَيْئًا قَبِيًّا
۴۱	حضرت مریم سے رفع تہمت کے لئے میں جانب اللہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا کلام فرمانا۔ اور یہ فرمانا کہ میں نبی ہوں	قَالَ إِنِّي عَبْدُ اللَّهِ هَاشِي الْكُتُبِ وَجَعَلَنِي نَبِيًّا۔

حضرت مسیح موعود کے خصائص

۴۲	مسیح موعود کا مردوں کو حکم خداوند کرنا	وَأُحْيِي الْمَوْتَى
۴۳	برس کے بیمار کو شفا دینا۔	أُبْرِئُ الْأَكْمَةَ وَالْأَبْرَصَ
۴۴	مادر زادہ اندھے کو حکم الہی شفا دینا۔	فَأَنْفَعُ فِيهِ فَيَكُونُ
۴۵	مٹی کی چپڑیوں میں حکم الہی جان ڈالنا۔	طَيْرًا بِإِذْنِ اللَّهِ
۴۶	آدمیوں کے کھانے ہوئے کھانے کو بتا دینا کہ کیا کھایا تھا ؟	وَأَنْتَبِّحُكُمْ بِمَا تَأْكُلُونَ وَمَا تَكْتُمُونَ فِي بُيُوتِكُمْ
۴۷	جو چیزیں لوگوں کے گھروں میں چھپی ہوئی رکھی ہیں اُن کو بن دیکھے بتا دینا۔	وَمَكْرُؤًا دَاوَمَكُمُ اللَّهُ وَاللَّهُ خَبِيرٌ بِالْمَآكِرِينَ
۴۸	کفار بنی اسرائیل کا حضرت عیسیٰ کے قتل کا ارادہ کرنا اور حفاظت الہی۔	

۶۰	آپ کے سر پر ایک لمبی ٹوپی ہوگی۔	حدیث ۳۵ ابن عساکر
۶۱	آپ ایک زندہ پہنیں گے۔	حدیث ۶۸ درمنثور

بوقت نزول آپ کے بعض حالات

۶۲	دونوں ہاتھ دو فرشتوں کے کندھوں پر رکھے ہوئے اتریں گے۔	حدیث ۵ مسلم . ابوداؤد . ترمذی . احمد .
۶۳	آپ کے ہاتھ میں ایک حربہ ہوگا جس سے دجال کو قتل کریں گے۔	حدیث ۳۸ ابن عساکر
۶۴	اُس وقت جس کسی کافر پر آپ کے سانس کی ہوا پہنچ جائے گی وہ مر جائے گا۔	حدیث ۵ صحیح مسلم
۶۵	سانس کی ہوا اتنی دور تک پہنچے گی جہاں تک آپ کی نظر جائے گی۔	

مقام نزول اور وقت نزول کی مکمل تعیین و توضیح

۶۶	آپ کا نزول دمشق میں ہوگا۔	حدیث ۵ مسلم
۶۷	دمشق کی جامع مسجد میں نزول ہوگا۔	.
۶۸	جامع مسجد دمشق کے بھی شرقی گوشہ میں نزول ہوگا۔	.
۶۹	نماز صبح کے وقت آپ نازل ہوں گے	.

بوقت نزول حاضرین کا مجمع اور انکی کیفیت

۷۰	مسلمانوں کی ایک جماعت مع امام مہدیؑ کے مسجد میں موجود ہوگی۔ جو دجال سے لڑنے کے لئے جمع ہوئے ہوں گے۔	حدیث ۷۷ مسلم
----	---	--------------

۷۱	ان کی تعداد آٹھ سو تیرہ اور چار سو عورتیں ہوں گی۔	حدیث ۶۹ دہلی
۷۲	بوقت نزول عیسیٰ علیہ السلام یہ لوگ نماز کے لئے صفیں درست کرتے ہوئے ہوں گے۔	
۷۳	اس جماعت کے امام اس وقت حضرت مہدی ہوں گے۔	حدیث ۷۱ و ۷۲ تا ۷۳
۷۴	حضرت مہدی عیسیٰ علیہ السلام کو امت کے لئے بلائیں گے اور وہ اٹھائیں گے	حدیث ۷۴ مسلم واحد
۷۵	جب حضرت مہدی پیچھے ہٹنے لگیں گے تو عیسیٰ علیہ السلام ان کی پشت پر ہاتھ رکھ کر انہیں کو امام بنائیں گے۔	حدیث ۷۵ ابوداؤد ابن ماجہ ابن حبان ابن خزیمہ
۷۶	پھر حضرت مہدی نماز پڑھائیں گے۔	حدیث ۷۶ ابولعیم

بعد نزول آپ کتنے دنوں دنیا میں رہیں گے

۷۷	آپ چالیس سال دنیا میں قیام فرمائیں گے۔	حدیث ۷۷ ابوداؤد ابوالشیخہ احمد ابن حبان ابن جریر
----	--	--

بعد نزول آپ کا نکاح اور اولاد

۷۸	حضرت شعیب علیہ السلام کی قوم میں نکاح ہوگا۔	حدیث ۷۸ فتح الباری و ۷۹
۷۹	بعد نزول آپ کے اولاد ہوگی۔	حدیث ۷۹ کتاب الخط للقرنی حدیث ۷۹ مذکور

نزول کے بعد مسیح موعودؑ کے کارنامے

۸۰	آپ صلیب پر لٹے یعنی صلیب پر لٹے ہوئے ہوں گے	حدیث ۸۰ بخاری و مسلم
----	---	----------------------

۸۱	خزیر کو قتل کریں گے یعنی نصرانیت کو مٹائیں گے۔	حدیث ۷۱ بخاری و مسلم
۸۲	آپ نماز سے فارغ ہو کر دروازہ مسجد کھولوائیں گے اور اس کے پیچھے دجال ہوگا	حدیث ۷۳
۸۳	دجال اور اس کے ساتھیوں سے جہاد کریں گے۔	• •
۸۴	دجال کو قتل فرمائیں گے۔	• •
۸۵	دجال کا قتل ارضِ فلسطین میں بابُ الد کے پاس واقع ہوگا۔	• •
۸۶	اس کے بعد تمام دنیا مسلمان ہو جائے گی	• •
۸۷	جو یہودی باقی ہوں گے جنہیں قتل کر دے جائیں گے۔	• •
۸۸	کسی یہودی کو کوئی چیز پناہ نہ دے سکے گی	• •
۸۹	یہاں تک کہ درخت اور پتھر لڑائیں گے کہ ہمارے پیچھے یہودی چھپا ہوا ہے۔	• •
۹۰	اس وقت اسلام کے سوا تمام مذاہب مٹ جائیں گے۔	حدیث ۷۲، ابوداؤد، احمد، ابن ابی شیبہ، ابن حبان، ابن جریر
۹۱	اور جہاد موقوف ہو جائے گا۔ کیونکہ کوئی کافر ہی باقی نہ رہے گا۔	حدیث ۷۱ بخاری و مسلم
۹۲	اور اس لئے حبزیہ کا حکم بھی باقی نہ رہے گا۔	حدیث ۷۴ مسند احمد
۹۳	مال و زر لوگوں میں اتنا عام کر دیں گے کہ کوئی قبول نہ کرے گا۔	حدیث ۷۵ مذکور
۹۴	حضرت عیسیٰ علیہ السلام لوگوں کی امت کریں گے۔	حدیث ۷۶ مسلم، مسند احمد

۹۵	حضرت مسیح مقام نوح الروجا میں تشریف لے جائیں گے۔	حدیث ۳۷ مسلم، مسند احمد
۹۶	حج یا عمرہ یا دونوں کریں گے۔	” ” ” ”
۹۷	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ اقدس پر تشریف لے جائیں گے	” ” ” ”
۹۸	نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان کے سلام کا جواب دیں گے جس کو سب حاضرین سنیں گے۔	درمنثور

مسیح موعود لوگوں کو کس مذہب پر چلائیں گے

۹۹	آپ قرآن وحدیث پر خود بھی عمل کریں گے اور لوگوں کو بھی اس پر چلائیں گے۔	حدیث ۵۵ اشاعہ
----	--	---------------

مسیح موعود کے زمانہ میں ظاہری و باطنی برکات

۱۰۰	ہر قسم کی دینی و دنیوی برکات نازل ہوں گے۔	حدیث ۵۸ مسلم، ابوداؤد، ترمذی، مسند احمد۔
۱۰۱	سب کے دلوں سے بغض و حسد ادرکینہ نکل جائے گا۔	حدیث ۵۹ مسلم وغیرہ
۱۰۲	ایک انار اتنا بڑا ہوگا کہ ایک جماعت کے لئے کافی ہوگا۔	حدیث ۶۰ مذکور
۱۰۳	ایک دودھ دینے والی اونٹنی لوگوں کی ایک جماعت کے لئے کافی ہوگی۔	” ” ” ”
۱۰۴	ایک بڑا بھڑنگا بیل ایک قبیلہ کیلئے کافی ہو جائیگا۔	” ” ” ”
۱۰۵	ہر ڈنگ والے زہریلے جانور کا ڈنگ وغیرہ نکال لیا جائے گا۔	حدیث ۶۱ ابوداؤد، ابن ماجہ

۱۰۶	یہاں تک کہ ایک لڑکی اگر سانپ کے منہ میں ہاتھ دے گی تو وہ اس کو نقصان نہ پہنچائے گا۔	حدیث ۱۳۷ ابوداؤد ابن ماجہ
۱۰۷	ایک لڑکی شیر کو بھگا دے گی اور وہ اس کو کوئی تکلیف نہ پہنچائے گا۔	" "
۱۰۸	بھڑیا، بکریوں کے ساتھ ایسا ہے جیسے گتھا، ریوڑ کی حفاظت کے لئے رہتا ہے۔	" "
۱۰۹	ساری زمین مسلمانوں سے اس طرح بھر جائے گی جیسے برتن پانی سے بھر جاتا ہے۔	" "
۱۱۰	صدقات کا وصول کرنا چھوڑ دیا جائے گا	" "

یہ برکات کتنی مدت تک رہیں گی ؟

۱۱۱	یہ برکات سات سال تک رہیں گی۔	حدیث ۱۷۷ مسلم و احمد حاکم
-----	------------------------------	---------------------------

لوگوں کے حالات متفرقہ جو مسیح عیسیٰ کے وقت ہونگے

۱۱۲	رُومی لشکر مقام اعماق یا داغی میں اترے گا	حدیث ۱۷۷ مسلم
۱۱۳	اُن سے جہاد کے لئے مدینہ منورہ سے ایک لشکر چلے گا۔	" "
۱۱۴	یہ لشکر اپنے زمانہ کے بہترین لوگوں کا مجمع ہوگا۔	" "
۱۱۵	ان کے جہاد میں لوگوں کے تین ٹکڑے ہو جائیں گے۔	" "
۱۱۶	ایک تہائی حصہ شکست کھائے گا۔	" "
۱۱۷	ایک تہائی شہید ہو جائے گا۔	" "

۱۱۸	ایک تہائی فتح پاجائیں گے۔	حدیث ۷۷ مسلم
۱۱۹	قسطنطنیہ فتح کریں گے۔	" "

پہلے خروج دجال کی غلط خبر مشہور ہونا

۱۲۰	جس وقت وہ غنیمت تقسیم کرنے میں مشغول ہوں گے تو خروج دجال کی غلط خبر مشہور ہو جائے گی۔	حدیث ۷۷ مسلم
۱۲۱	لیکن جب یہ لوگ ملک شام میں رہیں آئیں گے تو دجال نکل آئے گا	" "

اس زمانے میں عرب کا حال

۱۲۲	عرب اس زمانہ میں بہت کم ہوں گے اور سب کے سب بیت المقدس میں ہوں گے۔	حدیث ۷۸ ابوداؤد ابن ماجہ
-----	--	--------------------------

لوگوں کے بقیہ حالات

۱۲۳	مسلمان دجال سے بچ کر افیق پہاڑ پر جمع ہو جائیں گے (یہ پہاڑ ملک شام میں ہے۔)	حدیث ۷۹ احمد، حاکم، طبرانی
۱۲۴	اس وقت مسلمان سخت فقر و فاقہ میں مبتلا ہوں گے۔ یہاں تک کہ بعض لوگ اپنی کمان کا چمڑا کھا کر کھا جائیں گے۔	" " " "
۱۲۵	اس وقت اچانک ایک منادی آواز دے گا کہ تمہارا فریاد رس آگیا۔	" "
۱۲۶	لوگ تعجب سے کہیں گے کہ یہ تو کسی پیٹ بھرے ہوئے کی آواز ہے۔	" "

غزوہ ہندوستان کا ذکر

۱۲۷	ایک مسلمانوں کا لشکر ہندوستان پر چڑھ کرے گا اور اس کے بادشاہوں کو قید کر لے گا۔	حدیث ۳۶ ابو نعیم
۱۲۸	یہ لشکر اللہ کے نزدیک مقبول و مغفور ہوگا	• •
۱۲۹	جس وقت یہ لشکر واپس ہوگا تو عیسیٰ علیہ السلام کو ملک شام میں پائے گا۔	• •
۱۳۰	بنی عباس اس وقت گاؤں میں رہیں گے اور سیاہ کپڑے پہنیں گے۔	حدیث ۳۹ ابن نجار
۱۳۱	اور ان کے متبعین اہل خراسان ہوں گے	• •
۱۳۲	لوگ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے اعتماد پر تمام دنیا سے مستغنی ہو جائیں گے	• •

مسیح موعود کے زمانہ کے اہم واقعات

آپ کے نزول سے پہلے دجال کا خروج

۱۳۳	شام و عراق کے درمیان دجال نکلے گا۔	حدیث ۴۵ مذکور
-----	------------------------------------	---------------

دجال کی علامات

۱۳۵	اس کی پیشانی پر کافراں سے مورتیں لکھا ہوگا	حدیث ۴۷ مسند احمد
۱۳۶	دو بائیں آنکھ سے کانا ہوگا۔	• •
۱۳۷	دائیں آنکھ میں سخت ناخن ہوگا۔	• •

حدیث ۳۱۷ مسند احمد	تمام دنیا میں پھر جائے گا۔ کوئی جگہ باقی نہ رہے گی جس کو وہ فتح نہ کرے۔	۱۳۸
• •	البتہ حرمین، مکہ و مدینہ اُس کے شر سے محفوظ رہیں گے۔	۱۳۹
حدیث ۳۱۸	مکہ معظمہ اور مدینہ طیبہ کے ہر راستہ پر فرشتوں کا پہرہ ہوگا۔ جو دجال کو اندر نہ گھسنے دیں گے۔	۱۴۰
• •	جب مکہ و مدینہ سے دفع کر دیا جائے گا تو ظریب احمر میں سبجہ (کھاری زمین) کے قتم پر جا کر ٹھہرے گا۔	۱۴۱
حدیث ۳۱۹ مسند احمد	اس وقت میں تین زلزلے آئیں گے جو منافقین کو مدینہ سے نکال پھینکیں گے اور تمام منافق مرد و عورت دجال کے ساتھ ہو جائیں گے۔	۱۴۲
حدیث ۳۲۰ مسند احمد	اس کے ساتھ ظاہری طور پر جنت و دوزخ ہوگی مگر حقیقت میں اُس کی جنت دوزخ اور دوزخ جنت ہوگی۔	۱۴۳
• •	اُس کے زمانہ میں ایک دن سال بھر کے برابر اور دوسرا مہینہ کے برابر اور تیسرا ہفتہ کے برابر ہوگا۔ اور پھر باقی ایام عادت کے موافق ہوں گے۔	۱۴۴
• •	وہ ایک گدھے پر سوار ہوگا جس کے دونوں ہاتھوں کا درمیانی فاصلہ چالیس ہاتھ ہوگا۔	۱۴۵
• •	اس کے ساتھ شیاطین ہوں گے جو لوگوں سے کلام کریں گے۔	۱۴۶

۱۴۷	جب وہ بادل کو کہے گا فوراً بارش ہو جائے گی	حدیث ۵ مذکور
۱۴۸	اور جب چاہے گا تو قحط پڑ جائے گا۔	" "
۱۴۹	ماریزا داندے اور ابرص کو تندرست کر دے گا۔	حدیث ۳۸ طبرانی
۱۵۰	زمین کے پوشیدہ خزانوں کو حکم دے گا تو فوراً باہر آکر اس کے پیچھے ہو جائیں گے	" "
۱۵۱	دجال ایک نوجوان آدمی کو بلائے گا اور پھر اس کو بلائے گا تو وہ صبح سالم ہو کر ہنستا ہوا سامنے آجائے گا۔	" "
۱۵۲	اس کے ساتھ ستر ہزار یہودی ہوں گے جن کے پاس جڑاؤ تواریں اور ساج ہوں گے۔	حدیث ۱۳ ابوداؤد، ابن ماجہ وغیرہ
۱۵۳	لوگوں کے تین فرقے ہو جائیں گے۔ ایک فرقہ دجال کا اتباع کرے گا۔ اڈ ایک فرقہ اپنی کاشت کاری میں لگا رہے گا اور ایک فرقہ دریائے فرات کے کنارے پر اس کے ساتھ جہاد کرے گا۔	حدیث ۷ ابن ابی شیبہ، عباس بن حمید، حاکم، بیہقی، ابن ابی حاتم۔
۱۵۴	مسلمان ملک شام کی بستیوں میں جمع ہو جائیں گے اور دجال کچاں ایک بتائی شکر بھیجیں گے	" "
۱۵۵	اس لشکر میں ایک شخص ایک سرخ (یا سیاہ) سفید گھوڑے پر سوار ہو گا اور یہ سلا شکر شہید ہو جائے گا ان میں سے ایک بھی داپس نہ آئے گا۔	" "

دجال کی ہلاکت اور اس کے لشکر کی شکست

۱۵۶	دجال جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو دیکھے گا تو اس طرح پھینکے گا جیسے نمک پانی میں گھولتا ہے۔	حدیث ۱۳۱ مذکور
۱۵۷	اُس وقت تمام یہودیوں کو شکست ہوگی	حدیث ۱۳۲، ۱۳۳

یا جوج ماجوج کا نکلنا اور ان کے بعض حالات

۱۵۸	اللہ تعالیٰ یا جوج ماجوج کو نکالے گا جن کا سیلاب تمام عالم کو گھیر لے گا۔	حدیث ۵۵ مذکور
۱۵۹	اس وقت حضرت عیسیٰ علیہ السلام تمام مسلمانوں کو طور پہاڑ پر جمع فرمائیں گے۔	" "
۱۶۰	یا جوج ماجوج کا ابتدائی حصہ بیڑیئے طبرہ پر گزرے گا تو سب ریا کو پی کر مٹا کر دے گا۔	" "
۱۶۱	اس وقت ایک بیل لوگوں کے لئے ستوا دینار سے بہتر ہوگا (بوجہ قحط کے یا دنیا سے قلتِ رغبت کی وجہ سے)	" "

مسح موعود کا یا جوج ماجوج کیلئے بدعافرانا اور ان کی ہلاکت

۱۶۲	اس کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام یا جوج ماجوج کے لئے بدعافرمائیں گے۔	حدیث ۵۵ مذکور
۱۶۳	اللہ تعالیٰ اُن کے گلوں میں ایک گلی نکال دے گا جس سے سب کے سب دفعۃً مرے ہوئے رہ جائیں گے۔	" "

حضرت عیسیٰ کا حبیل طور سے آنا

۱۶۳	اس کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام مسلمانوں کو لیکر حبیل طور سے زمین پر اتریں گے۔	حدیث ۵۵ مذکور
۱۶۵	مگر تمام زمین یا جوج ماجوج کے مردوں کی بدبو سے بھری ہوئی ہوگی۔	" "
۱۶۶	حضرت عیسیٰ علیہ السلام دعا فرمائیں گے کہ بدبو دور ہو جائے۔	" "
۱۶۷	اللہ تعالیٰ بارش برسائے گا جس سے تمام زمین دھل جائے گی۔	" "
۱۶۸	پھر زمین اپنی اصل حالت پر پھولوں اور پھولوں سے بھر جائے گی۔	" "

مسیح موعود کی وفات اور اس کے قبل و بعد کے حالات

۱۶۹	حضرت عیسیٰ علیہ السلام لوگوں کو فرمائیں گے کہ میرے بعد ایک شخص کو خلیفہ بنائیں جس کا نام مُقعد ہے۔	حدیث ۵۵ الاشارة للبرزخی
۱۷۰	اس کے بعد آپ کی وفات ہو جائے گی	حدیث ۵۵ و ۵۵ امنا صوحا فقط
۱۷۱	نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے روزِ اظہر میں چوتھی قبر آپ کی ہوگی۔	" "
۱۷۲	لوگ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تعمیل ارشاد کے لئے مُقعد کو خلیفہ بنائیں گے۔	" "
۱۷۳	پھر مُقعد کا بھی انتقال ہو جائے گا۔	" "
۱۷۴	پھر لوگوں کے سینوں سے ستر آں اٹھا لیا جائے گا۔	" "

۱۷۵	یہ واقعہ مُقعد کی موت سے تین سال بعد ہوگا۔	حدیث ۵۵ و ۵۶ مسند احمد دعاظف۔
۱۷۶	اس کے بعد قیامت کا حال ایسا ہوگا جیسے کوئی پورے نوہینہ کی حاملہ کہ معلوم نہیں کب ولادت ہو جائے۔	" "
۱۷۷	اس کے بعد قیامت کی بالکل تسری علامات ظاہر ہوں گی۔	" "

ذَٰلِكَ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ قَوْلَ الْحَقِّ الَّذِي فِيهِ يَمْتَرُونَ ۝

مسیح موعود کی مکمل سوانح حیات اور عمر بھر کے کارنامے اور ان کے مسکن و مرقن کا پورا جغرافیہ اس تفصیل و تحقیق کے ساتھ قرآنی آیات اور حدیثی روایات میں جب ایک سمجھدار آدمی کے سامنے آتا ہے تو خود بخود یہ سوال پیدا ہو جاتا ہے کہ لاکھوں انبیاء علیہم السلام کی عظیم الشان جماعت میں سے صرف حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی کیا خصوصیت ہے کہ ان کے تذکرہ کو قرآن و حدیث نے اتنی زیادہ اہمیت دی ہے کہ کسی اور نبی کے لئے اس کا عشرِ عشر بھی مذکور نہیں۔ یہاں تک کہ سید الاولین و الآخرین خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات طیبات اور سیرت و شمائل بھی قرآن عزیز میں اس تفصیل و توضیح کے ساتھ نظر نہیں آتے۔ حالانکہ تمام انبیاء و رسل کی جماعت پر آپ کی سیادت و عظمت باجماع امت ثابت ہونے کے علاوہ خود حضرت عیسیٰ السلام کی بعثت کے مقاصد میں تبصرع قرآن مجید یہ بھی ایک اہم مقصد ہے کہ دنیا میں آپ کی تشریف آوری کا اعلان فرماتے ہوئے آپ کی سیادت کا سکہ قلوب پر بٹھلا دیں۔ ان حالات پر نظر کرتے ہوئے یہ یقین کرنا پڑتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے تذکرہ کی یہ اہمیت ضرور کسی بڑی مصلحت و حکمت پر مبنی ہے۔

پھر جب ذرا تامل سے کام لیا جاتا ہے تو صاف معلوم ہو جاتا ہے کہ خصوصی اہمیت بھی اُن عنایات الہیہ کا نتیجہ ہے جو ازل سے امتِ اُمیہ کی قسمت میں مقدر ہو چکی تھی اور

اور حضرت خاتم الانبیاء والمرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کی شانِ رحمۃ للعالمین کا ایک مظہر ہے۔ جس نے اُمت کے لئے مذہبی شاہراہ کو اتنا ہموار اور صاف کر چھوڑا ہے کہ اُس کا لیل و نہار برابر ہے۔ اس رستہ کے قدم قدم پر ایسے نشانات بتلا دیئے ہیں کہ چلنے والے کو کہیں التباس پیش نہیں آ سکتا۔

یعنی قیامت تک جتنے قابلِ اقتدار انسان پیدا ہونے والے تھے اُن میں اکثر کے نام لے لے کر اُن کی مفصل کیفیات پر اُمت کو مطلع فرمادیں تاکہ اپنے اپنے وقت میں یہ بزرگانِ دین ظاہر ہوں تو امت ان کے قدم لے اور اُن کے افعال و اقوال کو اپنا اسوہ بنائے۔

پھر ارشاد و ہدایت کے سلسلہ میں چونکہ حضرت مسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام نبوت کی شان امتیاز رکھتے ہیں، اس لئے اُن کے ذکر کی اہمیت سب سے زیادہ ہونا لازمی تھی۔ کیونکہ نبی کی شان تمام دنیا سے برتر ہے۔ اُس کی ادنیٰ توہین و تنقیص کا اشارہ بھی کفر صریح ہے۔ تمام مرشدین اور مجددین اُمت کی شخصی معرفت میں اگر کوئی مشبہ باقی بھی ہے تو بجز اس کے کہ اُن کی برکات و فیوض سے محرومی ہو اُمت کے ایمان کا خطرہ نہیں ہے۔ بخلاف مسیح موعود علیہ السلام کے کہ اگر اُن کی علامات اور پہچان میں کوئی مشبہ کا موقع یا التباس کی گنجائش رہے اور اُمت مرحومہ اُن کو نہ پہچانے تو یہاں کفر و ایمان کا سوال پیدا ہو جاتا ہے اور اُمت کا ایمان خطرہ میں آ جاتا ہے۔ اندیشہ قوی ہوتا ہے کہ نہ پہچاننے کی وجہ سے اُمت آپ کی توہین و تنقیص میں مبتلا ہو کر ایمان سے ہاتھ دھو بیٹھے اور پھر دجالی قتنوں اور یا جوج ماجوج کی بلاؤں کا شکار ہو جائے۔

اس لئے رحمۃ للعالمین کا فرض تھا کہ مسیح موعود کی پہچان کو اتنا روشن فرمادیں کہ کسی بصیر انسان کو اُن سے آنکھ چڑانے کی مجال نہ رہے۔ خدا کی ہزاراں ہزار رحمتیں اور بے شمار درود اُس حریف بالومنین اور رؤف و رحیم رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر جس نے اس مسئلہ کو اتنا صاف اور روشن فرمادیا کہ اس سے زیادہ عادتاً ناممکن ہے۔

دنیا میں ایک شخص کی تعریف اور پہچان کے لئے اس کا نام اور ولادت کی سبوت وغیرہ دیتیں اور صاف بتلا دینا ایسا کافی ہو جاتا ہے کہ پھر اُس میں کوئی شک باقی

نہیں رہتا۔ ایک کارڈ پر جب یہ دو تین نشان لکھ دیئے جاتے ہیں تو مشرق سے مغرب میں ٹھیک اپنے مکتوب الیہ کے پاس پہنچتا ہے اور کسی دوسرے کو یہ مجال نہیں ہوتی کہ اس پر اپنا حق ثابت کر دے یا چٹھی رسالے سے یہ کہہ کر لے لے کہ میں ہی اس کا مکتوب الیہ ہوں۔

لیکن ہمارے آقا نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے صرف انہیں نشانات کے بتلا دینے پر اکتفاء نہیں فرمایا، بلکہ مسیح موعود کے نام کی جو چٹھی مسلمانوں کے ہاتھوں میں دی ہے اس کی پشت پر پتہ کی جگہ ان کی ساری سوانح عمری اور شمائل و خصائل، حلیہ، لباس اور عملی کارنامے بلکہ ان کے مقام نزول اور جائے قرار اور مسکن و مدفن کا پورا حجاز فیہ تحریر فرما دیا ہے، اور پھر اسی پر بس نہیں فرمائی بلکہ آپ کا شجرہ نسب اور آپ کے متعلقین اور متبعین تک کے احوال کو مفصل لکھ دیا ہے۔

مگر افسوس کہ اس پر بھی بعض قزاق اس فکر میں ہیں کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی اس تمام کوشش پر (خاکش بدن) خاک ڈال کر اس چٹھی کو قبضائیں اور اس طرح دنیا میں مسیح موعود بن بیٹھیں۔

مرزائیوں سے چند سوال

مجھ کو یہ پوچھنا ہے مرزا سے
کہ کبھی ہوش میں بھی آتے ہیں

وہ لوگ جو نادانیت یا کسی مغالطہ و غلط فہمی سے مرزائیت کے جال میں پھنسے ہوئے ہیں، میں ان کو خدا اور اس کے رسول کا واسطہ دے کر دلی خیر خواہی اور ہمدردی سے عرض کرتا ہوں کہ یہ دین و آخرت کا معاملہ ہے، ہر شخص کو اپنی قبر میں اکیلا جانا اور حساب دینا ہے، کوئی جتھا اور جماعت وہاں کام نہ آئے گی۔ خدا کے لئے ہوش میں آئیں اور عقل خدا داد سے کام لیں اور سمجھیں کہ کیا مرزا غلام احمد صاحب انصاف و علامات اور نشانات کے آدمی تھے جو سید الانبیا صلی اللہ علیہ وسلم نے مسیح موعود کی پہچان کے لئے امت کے سامنے رکھے ہیں :

و کیا مرزا جی کا نام "غلام احمد" نہیں بلکہ "عیسیٰ" ہے ؟

- و کیا اُن کی والدہ کا نام "چراغ بی" نہیں بلکہ "مریم" ہے ؟
- و کیا ان کے والد "غلام مرتضیٰ" نہیں ، بلکہ بے باپ کی پیدائش ہیں ؟
- و کیا اُن کا مولد "قادیان" جیسا کو ردہ نہیں ، بلکہ "دمشق" ہے ۔ یا قادیان دمشق کے ضلع یا صوبہ میں واقع ہے ؟
- و کیا ان کا مدفن "قادیان" نہیں بلکہ "مدنیہ طیبہ" ہے ؟
- و کیا اُن کے نانا "عمران" اور ماموں "ہارون" اور نانی "حتہ" ہیں ؟
- و کیا اُن کی والدہ کی تربیت حضرت مریم کی طرح ہوئی ہے ؟ — اور کیا ان کی نشوونما ایک دن میں اتنا ہوا ہے جتنا ایک سال میں بچہ کا ہوتا ہے ؟
- و کیا اُن کے پاس غیبی رزق آتا تھا ؟ کیا فرشتے اُن سے کلام کرتے تھے ؟
- و کیا مرزا جی کی پیدائش جنگل میں کھجور کے درخت کے نیچے ہوئی ؟
- و کیا اُن کی والدہ نے پیدائش کے بعد درخت کھجور کو ہلا کر ٹھہوریں کھائی تھیں ؟
- و کیا مرزا جی نے کسی مُردے کو زندہ کیا ہے ؟
- و کیا انہوں نے کسی برص کے بیمار یا مادرِ زاد اندھے کو خدا سے اذن پا کر شفا دی ہے ؟
- و کیا مٹی کی چڑیوں میں حکم خداوندی جان ڈالی ہے ؟
- و کیا وہ آسمان پر گئے ہیں اور پھر اترے ہیں ؟
- و کیا اُن کے سانس کی ہوا سے کافر مر جاتے تھے ؟
- و کیا اُن کے سانس کی ہوا اتنی دُور پہنچتی تھی جہاں تک اُن کی نظر پہنچے ؟
- و کیا وہ دمشق کی جامع مسجد میں گئے ہیں ؟
- و کیا اُن کا نکاح حضرت شعیب علیہ السلام کی قوم میں ہوا ہے ؟

سہ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ مرزا جی میں باوجود مسیح یا شیل مسیح کے دعوے کے یہ وصف نہ ہوا ،
وردہ ساری دنیا خالی ہو جاتی ۔ کیونکہ یہود و نصاریٰ اور ہندو راقی کا منہ میں ہی ، مرزا جی کے نزدیک
دنیا کے کروڑوں مسلمان بھی کا منہ ہیں ۔ دیکھو حقیقۃً الوحی ۱۹ء و اربعین ۱۲۰۰ء و سیرۃ الاولیاء
داخجا م آتم ۱۲۰ و غیرہ ۱۲ منہ

۹ کیا انہوں نے دنیا سے صلیب پرستی اور نصرانیت کو مٹایا ہے یا اور ان کے زمانہ میں نصرانیت کو ترقی ہوئی ؟

۹ کیا ان کے زمانہ میں ان اوصاف کا دجال نکلا ہے جو بحوالہ احادیث ہم نے نقشہ میں درج کئے ہیں ؟

۹ کیا انہوں نے ایسے دجال کو حربہ سے قتل کیا ہے ؟

۹ کیا انہوں نے اور ان کی جماعت نے یہودیوں کو قتل کیا ہے ؟

۹ کیا کسی نے ان کے زمانہ میں پتھروں اور درختوں کو بولتے دیکھا ہے ؟

۹ کیا انہوں نے مال و دولت کو اتنا عام کر دیا ہے کہ اب کوئی لینے والا نہیں ملتا

یا اور افلاس، فقر و فاقہ اور ذلت ان کے قدموں کی برکت سے دنیا میں پھیل گئے۔

۹ کیا آسمانی برکات پھلوں اور درختوں میں اس طرح ظاہر ہوئیں کہ ایک

انار ایک جماعت کے لئے ایک بھری کا دودھ ایک قبیلہ کے لئے کافی ہو جائے ؟

۹ کیا انہوں نے لوگوں کے قلوب میں اتحاد و اتفاق پیدا کیا یا نفاق و خلاف

کی طرح ڈالی ؟

۹ کیا بغض و حسد لوگوں کے قلوب سے اُٹھ گیا یا اور زیادہ ہو گیا ؟

۹ کیا بھوسانپ وغیرہ کا زہر بے کار ہو گیا ؟

۹ کیا مرزا جی کوچ یا عمرو یا دونوں کو رنا نصیب ہوا ہے ؟

۹ کیا مرزا جی کبھی مسلمانوں کو لسیکر کوہ طور پر تشریف لے گئے ہیں ؟

۹ کیا ان کے زمانہ میں یا جوج ماجوج نکلے ہیں ؟ کیا ان کے مُردوں سے تمام

زمین آلودہ نجاست و بدبو ہوئی اور مرزا جی کی دُعا سے بارش نے اس کو

دھویا ہے ؟

۹ کیا مرزا جی نے کسی مُقعد نامی آدمی کو خلیفہ بنایا ہے ؟

۹ کیا مرزا جی کو مدینہ طیبہ کی حاضری نصیب ہوئی ؟

الغرض مسیح موعود کے حالات و نشات کا مکمل نقشہ بحوالہ مسترآن و حدیث

آپ کے سامنے ہے۔ آنکھیں کھول کر ایک ایک نشان اور ایک ایک علامت کو

مرزا صاحب میں تلاش کیجئے اور خدا تعالیٰ نظروں سے غائب ہے تو مخلوق ہی سے شرمائیے کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ چٹھی جس پر یہ نشانات اور یہ پتہ لکھا ہوا ہے، آپ کس کے سپرد کرتے ہیں؟ اور اگر کہیں کہ غلام احمد سے مراد عیسیٰ اور اور چراغ بی بی سے مریم اور دمشق اور مدینہ سے قادیان اور نصرانیت کے مٹانے سے مراد اُس کی ترقی اور عزت سے مراد ذلت ہے، تو اس خانہ ساز مرزائی لغت پر قرآن اور احادیث نبویہ کی اس تحریف بلکہ ان کا مضحکہ بنانے کو کیا واقعی تمہاری عقل قبول کرتی ہے؟ اور کیا دنیا میں کوئی انسان اس پر راضی ہو سکتا ہے؟ اور اگر تحریفات و تاویلات اور استعارات کی یہی گرم بازاری ہے تو پھر کیا دنیا کا کوئی کام یا کوئی معاملہ درست رہ سکتا ہے؟

ہم تو جب جانیں کہ مرزا صاحب یا اُن کی امت کسی عیسیٰ نامی دمشقی آدمی کا ایک کارڈ چٹھی رسال سے یہ کہہ کر وصول کر لیں کہ آسمان میں قادیان ہی کا نام دمشق ہے اور میرا ہی نام عیسیٰ ہے اور چراغ بی بی کا نام مریم ہے، کبھی یہ کہہ کر دیکھو کہ چٹھی رسال اور ساری دنیا تمہیں کیا کہے گی؟

ہاں مگر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اس چٹھی کو لا وارث سمجھ کر راستہ میں اڑانا چاہتے ہیں۔ مگر یاد رہے کہ آج بھی آپ کے وہ وارث موجود ہیں جو آپ ہی کی لکیر کے فقیر ہیں اور اسی کو اپنی بادشاہی سمجھتے ہیں اور اسی عہد پر جان دے دینے کو اپنی فلاح دارین جانتے ہیں جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے باندھ چکے ہیں۔

اگر چہ خرمین عمرم غم تو داد بباد
بھاگ پائے عزت کہ عہد شکست

اس لئے ہم بعون اللہ تعالیٰ بیانگ دہل کہتے ہیں کہ مرزائی امت کتنا ہی زور لگائے مگر یہ والا نامہ اُسی مکتوب الیہ کو ملے گا جس کے نام آج سے تیرہ سو برس پہلے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تحریر فرمایا اور بروایت ابوہریرہؓ ان کو سلام پہنچایا۔ واللہ باللہ! ہم مرزا صاحب سے کوئی عداوت نہیں۔ کون چاہتا ہے کہ گھر آئے ہوئے مسیح کو اور ان کی مسیحائی کو ٹھکرا دے۔ بالخصوص ایسے وقت جب کہ قوم کو مسیح کی سخت حاجت ہے۔ مگر بات وہی ہے کہ مسیح تو مانتے کے لئے تیار

ہیں مگر کوئی مسیحائی بھی تو دکھلائے

ہوں میں پر دانہ مگر شمع تو ہورات تو ہو ؛ جان دینے کو ہوں موجود کوئی بات تو ہو
دل بھی حاضر تسلیم بھی ختم کو موجود ؛ کوئی مرکز ہو کوئی قبلہ حاجات تو ہو
دل تو بے چین ہے اظہارِ ارادت کیلئے ؛ کسی جانب سے کچھ اظہارِ کرامات تو ہو
دل کشابادۂ صافی کا کسے ذوق نہیں ؛ باطن افراد کوئی پیر خرابات تو ہو
مسلمانو ! آپ کی مذہبی غیرت و حمیت اور خدا داد عقل و فہم کو کیا ہوا کہ آپ کو
مشاہدات اور بدیہیات کے انکار کی طرف بلایا جاتا ہے ، اور آپ ذرا عقل سے
کام نہیں لیتے ؟

اے کشتہ ستم ! تری غیرت کو کیا ہوا ؟

خدا کے لئے ذرا ہوش میں آؤ اور اس فتنہ کے انجام پر نظر ڈالو کہ اگر یہی مرزائی
لغت اور قادیانی زبان اور اس کے عجیب استعارات رہے تو قرآن و حدیث اور مذہب
اسلام کا تو کتنا کیا ساری دنیا کا گھر دندہ اور عالم کا نظام برباد ہو جائے گا۔ ایک شخص
اگر زید کے گھر پر دعویٰ کرے کہ یہ میرا ہے اور مرزا صاحب کی طرح کہے کہ آسمانی دفتر
میں میرا ہی نام زید لکھا ہوا ہے اور مالک مکان کی جتنی علامات اور نشانات سرکاری
کاغذوں میں درج ہیں ان سب کا مستحق برنگ استعارات میں ہوں تو بتلائیے کہ آپ کے
پاس اس کا کیا جواب ہوگا ؟ اسی طرح اگر ایک مرد کسی غیر مشکوہ عورت پر اسی حیلہ
سے اپنی بی بی ہونے کا دعویٰ کرے ، یا کوئی عورت اسی مرزائی استعارہ کے بل پر کسی غیر مرد
کو اپنا خاوند بتائے ۔ یا کوئی ملازم دوسرے ملازم کی تنخواہ وصول کر لے ۔ یا کوئی بھنگی
بادشاہی محل میں شخص کر شاہی بیگمات کو اسی مرزائی فلسفہ کی طرف دعوت دے ۔ یا ایک
قتلِ عمد کا مجرم اپنا جرم اسی مرزائی استعارات کے ذریعہ کسی دوسرے غریب کے سر
ڈال دے اور کہے کہ آسمانی دفتر میں اسی کا نام دم ہے جو قاتل کے لئے نکھا ہوا
ہے ۔ تو فرمائیے کہ مرزائی اصول اور ان کے استعارات کی دنیا کو جانتر رکھتے ہوئے
کسی کو کیا حق ہے کہ ان لوگوں کی زبان بند کر کے یا ہاتھ روک سکے ؟ اور جب
نوبت اس پر پہنچ گئی تو خود سمجھے کہ دین و مذہب تو کیا خود دنیا داری کے سہی لالے
پڑ جائیں گے ۔

الغرض دنیا کے تمام معاملات بیخ و شرار، لین دین، نکاح و طلاق، جزار و
 میں ایک شخص کی تعیین کے لئے جب اس کا نام اور ولدیت و سکونت وغیرہ دوچار و صف
 ذکر کر دیئے جاتے ہیں تو اس شخص کی تعیین و تمیز ایسی حتیٰ اور یقینی ہو جاتی ہے کہ اس میں
 کسی شبہ کی گنجائش نہیں رہتی اور کسی دوسرے کی مجال نہیں ہوتی کہ اس کے احوال
 و اقوال کو اپنی طرف منسوب کر سکے اور اس کی ملوکات میں تعترف کر سکے۔ نہ یہاں
 کوئی استعاذہ چل سکتا ہے نہ مجاز۔ دنیا کے تمام کارخانے اسی اسلوب پر قائم ہیں۔
 غضب ہے کہ جس شخص کے متعلق خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے دوچار نہیں،
 دس بیس نہیں، ایک سو اسی علامات و نشانات اُمت کو بتلائے ہوں۔ اُمت کو
 اب بھی اُس کی تعیین میں شبہ ہے، اور آپ کے صاف و صریح ارشادات کو استعاذہ
 و مجاز کہہ کر ٹال دے۔

ہرگز باور نہ آید ز روئے اعتقاد

ایں ہمہ ما گفتن و دین پیبداشتن

بلکہ بلاشبہ یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صریح تکذیب اور ستران و حدیث کو
 جھٹلانا ہے (نعوذ باللہ منہ)۔

یا اللہ تو ہماری قوم کو عقل دے اور عقل سے کام لینے کی توفیق دے کہ اس
 جیسے بیہیات کے انکار میں مبتلا نہ ہوں۔

وَاللّٰهُ الْهَادِي وَعَلَيْهِ التَّكْلَانِ

الْعَبْدُ الضَّعِيفُ

محمد شفیع الدیوبندی غفرلہ ولوالدیہ و مشائخہ

مدرس دارالعلوم دیوبند

شعبان ۱۳۶۶ھ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

دعاویٰ مرزا

الْحَمْدُ لِلَّهِ وَكَفَى وَسَلَامٌ عَلَى عِبَادِهِ الَّذِينَ اصْطَفَى خُصُوصًا
عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ الْمُنْتَجَبِ دَمْنِ يَهْدِيهِ اهْتَدَى

یوں تو مہدی بھی ہو عیسیٰ بھی ہو مسلمان بھی ہو
تم سب کچھ ہو بتاؤ تو مسلمان بھی ہو

دنیا میں بہت سے گمراہ فرقے پیدا ہوئے اور آئے دن ہوتے رہتے ہیں لیکن مرزائی فرقہ
ایک عجیب چھیستان ہے کہ اس کے دعوے اور عقیدہ کا پتہ آج تک خود مرزائیوں کو بھی نہیں
لگا، جس کی وجہ اصل میں یہ ہے کہ اس فرقہ کے بانی مرزا قادیانی نے خود اپنے وجود کو دنیا کے
سامنے اس شکل و صورت میں پیش کیا ہے اور اس نے اس طرح کے دعاوی کئے کہ خود ان
کی اُمت بھی اس شبہ میں پڑ گئی کہ ہم اپنے گرو کو کیا کہیں، کوئی تو ان کو نبی صاحبِ شریعت
بھی کہتا ہے اور کوئی غیر شرعی نبی مانتا ہے اور کسی نے ان کی خاطر ایک نئی قسم کا نبی لغوی
تراشا ہے اور ان کو مسیح موعود مہدی اور لغوی یا مجازی نبی کہتا ہے۔

اور حقیقت یہ ہے کہ مرزا صاحب کا وجود ایک ایسی چھیستان ہے جس کا مکمل نہیں نہ ہونے
اپنی تصانیف میں جو کچھ اپنے متعلق لکھا ہے اس کو دیکھتے ہوئے یہ متعین کرنا بھی دشوار ہے کہ
مرزا صاحب انسان ہیں یا اینٹ پتھر، مرد ہیں یا عورت، مسلمان ہیں یا ہندو، مہدی ہیں یا ملا
ولی ہیں یا نبی، فرشتے ہیں یا دیو۔ جیسا کہ دعویٰ مندرجہ رسالہ ہذا سے معلوم ہوتا ہے۔

نوٹ۔ اگر کوئی مرزائی یہ ثابت کرے کہ یہ عبارت مرزا صاحب کی نہیں تو فی عبارت دس روپیہ انعام۔

مرزائیوں کے تمام فرقوں کو گھلا پیسج

دعویٰ کے ساتھ کہا جاسکتا ہے کہ مرزائی امت کے تینوں فرقے مل کر قیامت تک سے بھی متعین نہیں کر سکتے کہ مرزا صاحب کا دعویٰ کیا ہے ؟ اور وہ کون ہیں اور کیا ہیں دنیا سے اپنے آپ کو کیا کہلوانا چاہتے ہیں ؟

لیکن جب ہم ان کی تصانیف کو غور سے پڑھتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ دعویٰ میں اختلاف و اختلاف بھی ان کی ایک گہری چال ہے۔ وہ اصل میں خدائی کا دعویٰ کرنا چاہتے تھے لیکن سمجھے کہ قوم اس کو تسلیم نہ کرے گی اس لئے تدریج سے کام لیا۔ پہلے خادم اسلام مبلغ بنے، پھر مجدد ہوئے، پھر مہدی ہو گئے، اور جب دیکھا کہ قوم میں ایسے بوقوفوں کی کمی نہیں جو ان کے ہر دعویٰ کو مان لیں گے تو پھر کھلے بندوں نبی، رسول، خاتم الانبیاء وغیرہ سب ہی کچھ ہو گئے۔ اور ہونہار مرد نے اپنے آخری دعویٰ (خدائی) کی بھی تمہید ڈال دی تھی جس کی تصدیق عبارت مذکورہ (ذیل) ص ۲۶ لغایت ص ۳۳ سے بخوبی ہوتی ہے۔ لیکن قسمت سے عمر نے وفات کی ورنہ مرزائی دنیا کا خدا بھی نئی روشنی اور نئے فیشن کا بن گیا ہوتا۔ خود مرزا صاحب کی عبادت ذیل میں اس تاریخی ترقی اور اس کے سبب پر ہمارے دعویٰ کے گواہ ہیں۔ نصرت الحق ص ۱۵۵ پر فرماتے ہیں :-

”میری دعوت کی مشکلات میں سے ایک رسالہ وحی الہی ایک مسیح موعود کا دعویٰ تھا“

اور پھر فرماتے ہیں :-

”علاوہ اس کے اور مشکلات یہ معلوم ہوئے..... کہ بعض امور اس دعویٰ میں

ایسے تھے کہ ہرگز امید نہ تھی کہ قوم ان کو قبول کر سکے اور قوم پر تو اس قدر

بھی امید نہ تھی کہ وہ اس امر کو تسلیم کر سکیں کہ بعد از مائت نبوت وحی غیر تشریفی

کا سلسلہ منقطع نہیں ہوا اور قیامت تک باقی ہے لیکن میرے اس دعویٰ کا“

جس سے معلوم ہوتا ہے کہ پہلے مرزا صاحب ختم نبوت کے قائل تھے اور کسی نبی تشریفی یا غیر تشریفی کو نہیں مانتے تھے اور اپنے آپ کو نبی نہیں کہتے تھے اور بعد میں ارزانی غلہ نے نبی

بنادیا۔ دیکھو حقیقۃ الوحی ص ۱۲۸ و ص ۱۵۵

” اسی طرح ادائل میرا ہی عقیدہ تھا کہ محمد کو مسیح ابن مریم سے کیا نسبت ہے وہ نبی تھے اور خدا کے بزرگ مقربین میں سے اور اگر کوئی امر میری فضیلت کے متعلق ظاہر ہوتا تھا تو میں اس کو جزوی فضیلت قرار دیتا تھا مگر بعد میں جو خدا سے تعالیٰ کی وحی بارش کی طرح میرے پر نازل ہوئی اُس نے مجھے اس عقیدہ پر قائم نہ رہتے دیا اور صریح طور پر نبی کا خطاب مجھے دیا گیا “

اس کے بعد ہم مرزا صاحب کے دعاوی خود اُس کی تعانیف سے مع حوالہ صفحات نقل کرتے ہیں۔ جو دعویٰ متعدد کتابوں اور مختلف مقامات پر موجود ہیں بغرض اختصار عبارت تو ان میں سے ایک ہی نقل کر دی گئی ہے باقی کے حوالہ صفحات درج کر دیئے گئے ہیں۔

نقل عبارت مرزا مع حوالہ کتاب مرزا

بلغ اسلام اور صلح | یہ عاجز مؤلف براہین احمدیہ حضرت قادر مطلق جل شانہ کی طرف سے مامور ہوا ہونے کا دعویٰ ہے کہ بنی اسرائیل کے مسیح کی طرز پر کمال مسیحینی و فرد تنی اور غربت و تنزل و تواضع سے اصلاح خلقی کے لئے کوشش کرے۔ (خط مندرجہ مقدمہ براہین احمدیہ ص ۵۷)

مجدد ہونے کا دعویٰ | اب بتلادیں کہ اگر یہ عاجز حق پر نہیں ہے تو پھر کون آیا جس نے اس چودھویں صدی کے سر پر مجدد ہونے کا ایسا دعویٰ کیا جیسا اس عاجز نے کیا۔ (ازالہ اودام، ۱۵۴ خور حصہ ادلی، و ملا کلاں)

محدث ہونے کا دعویٰ | اس میں کچھ شک نہیں کہ یہ عاجز خدا سے تعالیٰ کی طرف سے امت کے لئے محدث ہو کر آیا ہے اور محدث ایک معنی سے نبی ہوتا ہے گو اس کے لئے نبوت تامہ نہیں مگر تاہم جزئی طور پر وہ ایک نبی ہی ہے۔ (توضیح المرام ص ۱۵۴ خور)

امام زان ہونے کا دعویٰ | میں لوگوں کے لئے تجھے امام بناؤں گا تو ان کا رہبر ہوگا۔ (حقیقۃ الوحی ص ۵۹ ضروریۃ الامام ص ۲۷، کتاب البریہ ص ۷۷)

خلیفہ الہی اور خدا کا | میں نے ارادہ کیا ہے کہ اپنا جانشین بناؤں تو میں نے آدم کو یعنی تجھے پیدا جانشین ہونے کا دعویٰ کیا۔ (کتاب البریہ ص ۷۷)

مہدی ہونے کا دعویٰ | (اشتہار معیار الاخبار در ریویو آف ریلیجز، نومبر و دسمبر ۱۹۰۳ء وغیرہ) یہ دعویٰ لے روحانی خزائن ج ۳ ص ۱۴۹، ایضاً ج ۳ ص ۶۰، ایضاً ج ۳ ص ۷۲، ایضاً ج ۱۹ ص ۴۹۵، ایضاً ج ۱۳ ص ۱۰۵۔

مرزا صاحب کی اکثر تصانیف میں بکثرت موجود ہے اس لئے نقل عبارت کی حاجت نہیں۔
 حارث مددگار ہدیٰ واضح ہو کہ یہ پیشین گوئی جو ابواب صحیح میں درج ہے کہ ایک شخص حارث نام ہونے کا دعویٰ

یعنی حارث ماوراء النہر سے یعنی سمرقند کی طرف سے نکلے گا جو آل رسول کو تقویت دے گا جس کی امداد اور نصرت ہر ایک مؤمن پر واجب ہوگی الہامی طور پر مجھ پر ظاہر کیا گیا ہے کہ یہ پیشین گوئی جو مسلمانوں کا امام اور مسلمانوں میں سے ہو گا دراصل یہ دونوں پیشین گوئیاں متحد المضمون ہیں اور دونوں کا مصداق یہی عاجز ہے (انزالہ امام مہدیؑ خود در کلام) بی امتی اور بزرگی دینی اور چونکہ وہ بروز محمدی جو قدم سے موعود تھا وہ میں ہوں اس سے بروزی یا غیر تشریحی ہونے کا دعویٰ رنگ کی نبوت مجھ کو عطا کی گئی۔ (استہدایک قطعی کا ازالہ منقول از منہج حقیقۃ الوحی ص ۲۶۸، چشمہ معرفت ص ۳۲۵)

نبوت و رسالت سچا خدا ہی ہے جس نے قادیان میں اپنا رسول بھیجا (دافع البلاء ص ۱۱) اور وحی کا دعویٰ حق ہے کہ خدا کی وہ پاک وحی جو میرے پر نازل ہوتی ہے اس میں ایسے لفظ رسول اور مرسل اور نبی کہ موجود ہیں نہ ایک دفعہ بلکہ ہزار دفعہ (براہین احمدیہ ص ۴۹۸، نیز یہی مضمون اربعین ص ۵۱ اور نزول المسیح ص ۹۹، حقیقۃ الوحی ص ۱۵۱ و ۱۵۲ و انجام آتیم ص ۵۱ و حقیقۃ النبوة معنفہ مرزا محمود ص ۲۹ و ص ۲۱۲ وغیرہ کتابوں میں بکثرت موجود ہے)۔

اپنی وحی کے باطن قرآن میں خدا کی تئیس برس کی متواتر وحی کو رو کیسے کر سکتا ہوں۔ میں اس کی اس پاک وحی پر ایسا ہی ایمان لاتا ہوں جیسا کہ ان تمام وحیوں پر ایمان لاتا ہوں جو مجھ سے پہلے ہو چکی ہیں (حقیقۃ الوحی ص ۱۵۱ و ص ۱۵۲، انجام آتیم ص ۵۱) سارے عالم کے لئے مدار نجات ہونے کا دعویٰ اور یہ کہ ان امت کے سوا امت محمدیہ کے چالیس کروڑ مسلمان کا سر و جہنم ہیں کفر و قسم پہ ہے ایک کفر کہ ایک شخص اسلام سے انکار کرتا ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خدا کا رسول نہیں مانتا، دوسرے یہ کفر کہ مثلاً مسیح موعود کو نہیں مانتا اور باوجود اتمام حجت کے جھوٹا جانتا ہے جس کے ماننے اور سچا جاننے کے بارے میں خدا اور رسول نے تاکید کی ہے اور پہلے نبیوں کی کتاب میں بھی تاکید پائی جاتی ہے پس اس لئے کہ وہ خدا اور رسول کے فرمان کا منکر ہے کافر ہے اور اگر خود سے دیکھا جائے تو یہ دونوں قسم کے کفر ایک ہی قسم میں داخل ہیں (حقیقۃ الوحی ص ۱۵۱)

اور اس بات کو قرینہ اور برہان کا عرصہ گزر گیا جب میں دہلی گیا تھا اور میان نذیر حسین غیر مقلد لہ و حافی خدائی ج ۳ ص ۱۴۱ لہ ایضاً ج ۲ ص ۲۳ ص ۲۴۰ لہ ایضاً ج ۱۸ ص ۲۳۱ لہ ایضاً ج ۲۲ ص ۱۵۱ لہ ایضاً ج ۲۲ ص ۱۵۵۔

کو دعوت دین اسلام کی گئی۔ (اربعین ص ۵۷) یہی دعویٰ سیرت الابدال ص ۱۷۱ انجام
 اتھم مد وغیرہ میں بھی مذکور ہے اور فرماتے ہیں :- اب دیکھو خدا نے میری وحی اور میری تعلیم اور
 میری بیعت کو نوح کی کشتی قرار دیا اور تمام انسانوں کے لئے مدار نجات ٹھہرایا (اربعین ص ۵۷)
 اور مجھے بتلایا گیا تھا کہ تیری خبر قرآن و حدیث میں موجود ہے اور تو ہی اس آیت کا مصداق ہے
 هُوَ الَّذِي أَرْسَلَ رَسُولَهُ بِالْهُدَىٰ وَدِينِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ (العنکبوت ص ۶۱)
 مستقل تشریح کیا دعویٰ (اس مذکورہ بالا عبارت میں نبوت تشریف کے ساتھ یہ بھی دعویٰ ہے کہ ہمارے رسول
 اور یہ کہ وہ احادیث علی اللہ علیہ وسلم اس آیت کے مصداق نہیں جو صریح کفر ہے۔ اور فرماتے ہیں) اور
 نبویہ پر حاکم ہے جس کو اگر یہ کہو کہ صاحب شریعت افتراء کر کے ہلاک ہوتا ہے نہ ہر ایک مفسر
 چاہے قبول کرے اور تو اول تو یہ دعویٰ بے دلیل ہے۔ خدا نے افتراء کے ساتھ شریعت کی کوئی
 جس کو چاہے ردی کی قید نہیں لگائی۔ ماسوا اس کے یہ بھی تو سمجھو کہ شریعت کیا چیز ہے جس
 طرح پھینک دے! اپنی وحی کے ذریعہ چند امر و نہی بیان کئے وہی صاحب شریعت ہو گیا۔
 پس اس تعریف کی رُو سے بھی ہمارے مخالف مزم نہیں کیونکہ میری وحی میں امر بھی ہے اور
 نہی بھی مثلاً یہ الہام قُلْ لِلْمُؤْمِنِينَ يَعْصُوا مِنْ أَبْصَارِهِمْ ذَٰلِكُمْ أَزْكَ لَهُمْ يَهْتَدُوا بِهِ
 میں درج ہے۔ اور اس میں امر بھی ہے اور نہی بھی ہے اور اس میں تین سو برس کی مدت بھی گزر
 گئی اور ایسے ہی اب تک میری وحی میں امر بھی ہوئے ہیں اور نہی بھی الخ (اربعین ص ۵۷) پر
 فرماتے ہیں :- چونکہ میری وحی میں امر بھی ہے اور نہی بھی اور شریعت کے ضروری احکام تجدید
 بھی اس لئے الخ (اربعین ص ۵۷) میں بھی یہ دعویٰ موجود ہے) اور ہم اس کے جواب میں خدا
 کی قسم کھا کر میان کرتے ہیں کہ میرے اس دعوے کی بنیاد حدیث نہیں بلکہ قرآن اور وحی ہے جو
 میرے پر نازل ہوئی ہاں تائیدی طور پر ہم وہ حدیثیں بھی پیش کرتے ہیں جو قرآن شریف کے
 مطابق ہیں اور میری وحی کے معارض نہیں اور دوسری حدیثوں کو ہم ردی کی طرح پھینک
 دیتے ہیں (عجاز احمدی ومنشور تحفہ گولڑیہ ص ۱۷)۔

اپنے لئے دس لاکھ اور میں اس خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اور
 معجزات کا دعوے اس نے مجھے بھیجا ہے اور اس نے میرا نام نبی رکھا ہے اور اسی نے مجھے
 مسیح موعود کے نام سے پکارا ہے اور اس نے میری تصدیق کے لئے بڑے بڑے نشانات
 ظاہر کئے جو تین لاکھ تک پہنچتے ہیں (اور براہین احمدیہ حصہ پنجم ص ۱۹) ایضاً ص ۳۵

۱۷۱ (اربعین ص ۱۷۱) روحانی خزائن ج ۱ ص ۳۵ ایضاً ج ۱ ص ۱۹ ایضاً ص ۳۵
 ۱۷۱ ایضاً ج ۱ ص ۱۹ ایضاً ج ۱ ص ۳۵ - روحانی خزائن ج ۲ ص ۶۸ - روحانی خزائن ص ۱۷۱

شمار کی ہے۔ تتمہ حقیقۃ الوحی ص ۱۳۶، ایضاً ص ۱۳۷، براہین احمدیہ حصہ پنجم ص ۵۶، ایضاً ص ۵۷

تہام انبیاء سابقین سے بلکہ سچ تو یہ ہے کہ اس نے اس قدر معجزات کا دریا رواں کر دیا ہے کہ باستانہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے باقی تمام انبیاء علیہم السلام میں ان کا ثبوت اس کثرت کے ساتھ قطعی اور یقینی طور پر محال ہے اور خدا نے اپنی رحمت پوری کر دی ہے اب چاہے کوئی قبول کرے چاہے نہ کرے (تتمہ حقیقۃ الوحی ص ۱۳۶ و ص ۱۳۷)

آدم علیہ السلام (نکلتے ہیں کہ :-) خدا تعالیٰ نے ان کو اس کلام میں آدم علیہ السلام قرار دیا ہے یا ادم الشکور اذنت و زوجک الجنة (الرعبین ص ۲۲۷ و نزول المسیح ص ۹۹ و کتاب البریہ ص ۸۶) ایضاً

ابراہیم علیہ السلام (اتخذ دامن مقام ابرہیم مصلیٰ اس کی طرف اشارہ کرتی ہے کہ جب امت محمدیہ میں بہت فرقے ہو جائیں گے تب آخر زمانہ میں ایک ابراہیم پیدا ہوگا اور ان تمام فرقوں میں وہ فرقہ نجات پائے گا جو اس ابراہیم کا پیروں ہوگا (الرعبین ص ۲۲۷ و درو جان خزانہ ص ۱۷ ص ۲۲۱)

۱۷۔ نوح علیہ السلام ہونے کا دعویٰ
۱۸۔ یعقوب علیہ السلام ہونے کا دعویٰ
۱۹۔ موسیٰ علیہ السلام ہونے کا دعویٰ
۲۰۔ داؤد علیہ السلام ہونے کا دعویٰ
۲۱۔ شیت علیہ السلام ہونے کا دعویٰ
۲۲۔ یوسف علیہ السلام ہونے کا دعویٰ
۲۳۔ اسحاق علیہ السلام ہونے کا دعویٰ
۲۴۔ یحییٰ علیہ السلام ہونے کا دعویٰ
۲۵۔ اسمعیل علیہ السلام ہونے کا دعویٰ

میں آدم ہوں شیت ہوں، میں نوح ہوں
میں ابراہیم ہوں، میں اسحاق ہوں میں
اسمعیل ہوں میں یعقوب ہوں، میں
یوسف ہوں میں موسیٰ ہوں میں داؤد ہوں
میں عیسیٰ ہوں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کے نام کا منظر اتم ہوں یوں ظلی طور پر میں محمد
اور احمد ہوں۔

(حاشیہ حقیقۃ الوحی ص ۵۲)

نزول المسیح ص ۱۱

اس خدا کی تعریف جس نے مسیح ابن مریم بنایا (حاشیہ حقیقۃ الوحی ص ۵۲، الرعبین ص ۲۲۷ و ص ۲۲۸) یہ دعویٰ تو تقریباً سب

۲۶۔ عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام ہونے کا دعویٰ

ہی کتابوں میں موجود ہے۔

عینی علیہ السلام نے افضل | ابن مریم کے ذکر کو چھوڑ دیا؛ اس سے بہتر غلام احمد ہے (دافع البلاء ص ۱۷)
 ہونے کا دعویٰ اور ان کو | خدا نے اس امت میں سے مسیح موعود بھیجا جو اس پہلے مسیح سے اپنی تمام
 مغالطات بازاری کا لیا | شان میں بہت بڑھ کر ہے مجھے قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری
 جان ہے اگر مسیح ابن مریم سیرے زمانہ میں ہوتا تو وہ کام جو میں کر سکتا ہوں ہرگز نہ کر سکتا اور
 وہ نشان جو مجھ سے ظاہر ہو رہے ہرگز نہ دکھلا سکتا (حقیقۃ الوحی ص ۱۳۵ و ص ۱۵۱)

آپ کا خاندان بھی نہایت پاک اور مطہر ہے، تین دادیاں اور نانیاں زنا کار کسی عورتیں
 تھیں جن کے خون سے آپ کا وجود ظہور پذیر ہوا (حاشیہ ضمیمہ انجام آتھم ص ۱)
 پس اس نادان اسرائیلی نے ان معمولی باتوں کا پیشین گوئی کیوں نام رکھا (ضمیمہ انجام آتھم ص ۱)
 یہ یاد رہے کہ آپ کو کسی قدر جھوٹ بولنے کی عادت تھی (حاشیہ ضمیمہ انجام آتھم ص ۵، ازالہ
 کلاں ص ۱۵، اعجاز احمدی ص ۱۵۱، ازالہ ادہام ص ۱۳۲ و ص ۱۳۳ و کشتی نوح ص ۱۱)

نوح علیہ السلام نے افضل | اور خدا تعالیٰ میرے لئے اس کثرت سے نشان دکھلا رہا ہے کہ اگر
 ہونے کا دعویٰ اور | نوح کے زمانہ میں وہ نشانات دکھلائے جاتے تو وہ لوگ غرق نہ
 ان کی توہین | ہوتے۔ (حقیقۃ الوحی ص ۱۳۵)

مریم علیہ السلام | پہلے خدا نے میرا نام مریم رکھا اور بعد اس کے ظاہر کیا کہ اس مریم میں
 ہونے کا دعویٰ | خدا کی طرف سے روح پھونکی گئی ہے اور پھر فرمایا کہ روح پھونکنے کے
 بعد میری مرتبہ عیسوی مرتبہ کی طرف منتقل ہو گیا اور اس طرح مریم سے عیسیٰ پیدا ہو کر ابن مریم
 کہلایا (حاشیہ حقیقۃ الوحی ص ۱۵۱، حاشیہ براہین احمدیہ ص ۴۹۶، کشتی نوح ص ۱۱ و ص ۴، ازالہ
 کلاں ص ۱۵ و ص ۱۵۸)۔

عبارت مرزاع حوالہ کتاب و صفحات ضمیمہ مرزا

آنحضرت صلی اللہ علیہ | یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے اس واسطے کو ملحوظ رکھا کہ اور پس میں ہو کر اور اس
 وسلم کے ساتھ | نام محمد و احمد سے سنی ہو کر میں رسول بھی ہوں اور نبی بھی (ایک غلطی کا ازالہ
 برابری کا دعویٰ | ضمیمہ حقیقۃ النبوة ص ۳۶) بارہا بتلایا جا چکا ہوں کہ بموجب آیت آخرین
 منهم لما یدحقوا بہم برزوی طور پر وہی خاتم الانبیاء ہوں (اور ضمیمہ حقیقۃ الوحی ص ۱۵ و ص ۱۵۸)
 و ص ۸۱۔ اکثر ان اوصاف کو اپنے لئے ثابت کیا ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے مخصوص ہیں
 لہذا حافی خزائن ج ۱ ص ۲۳۰ تا ایضاً ج ۲ ص ۱۵۸ تا ۱۵۹ ایضاً ج ۲ ص ۲۲ تا ۲۳ ایضاً ص ۲۵

کہ جو اپنی متواتر نعمتیں جو تجھ پر ہیں دکھلا دے اور خون حیض سے تجھ کیونکر مشابہت ہو اور وہ کہاں ۔ تجھ میں پانی ہے پاک تغیرات نے اس خون کو خوبصورت لڑکا بنا دیا اور وہ لڑکا جو اس خون سے بنا میرے ہاتھ سے پیدا ہوا (حاشیہربعین ۱۹۱ھ)

حالم ہونا (عبارت مذکورہ حاشیہ حقیقۃ الوحی و کشتی نوح ۱۹۲ھ و حاشیہ براہین احمدیہ جلد پنجم ص ۴۹۶)

عجرا سود ہونے کا دعویٰ (الہام یہ ہے) یکے پائے من می بوسید دمن می گفتم کہ حجرہ اسود منہم

بیت اللہ ہونے کا دعویٰ (حاشیہ ربعین ۱۹۱ھ) خدا نے اپنے الہامات میں میرا نام بیت اللہ

بھی رکھا ہے۔ (حاشیہ ربعین ۱۹۱ھ ، ریویو آف ریلجز جلد ۱۰ بابت اپریل ۱۹۰۶ء)

کرشن ہونے کا دعویٰ (حقیقۃ الوحی ۱۹۵ھ) آریہ لوگ کرشن کے ظہور کا ان دنوں میں انتظار

کرتے ہیں وہ کرشن میں ہوں اور یہ دعویٰ صرف میری طرف سے

ہونے کا دعویٰ ؛ نہیں بلکہ خدا نے بار بار میرے پر ظاہر کیا ہے کہ جو کرشن آخری زمانہ

میں ظاہر ہونے والا تھا وہ تو ہی ہے آریوں کا بادشاہ

(نبی اور عیسیٰ تو اپنی زبانی بن گئے مگر بادشاہت میں زبانی جمع خرچ سے کام نہیں لیتا اس لئے

پھر فرمایا :) اور بادشاہت سے مراد صرف آسمانی بادشاہت ہے ۔





حیاتِ مفتی اعظم

فقیہ العصر مفتی اعظم پاکستان
حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب قس سترکی
کی مختصر و جامع سوانح

مولانا مفتی محمد رفیع عثمانی

ایڈیٹر: امجد علی گیلانی

میکروالدر میسکریخ

اور ان کا مزاج و مذاق

جسٹس مفتی محمد تقی عثمانی

ان ائزۃ المعجرات کراچی